نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى (الكهف)

They were youths who truly believed in their Lord, and We increased them in guidance.

BOOK No.41

نوجوان

بلوغت کی دہلیز پر

مصنف:

حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

نوجوانوں کیلئے علمی وتربیتی ورکشاپ منعقد کرنے والے
معلمین ومعلمات کیلئے ایک علمی تحفہ باذن اللہ

یہ کتاب ایک سالہ ہفتہ واری کورس کیلئے ممد ومعاون ہوگی
ان شاء اللہ

This book is a useful guide for 1 year
(weekend course) in sha Allaah

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

نوجوان بلوغت کی دہلیز پر

2022

حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

Shaikh Arshad Basheer Umari Madani

Waffaqahullah

Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS, INDIA
+91 92906 21633(WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I
www.askmadani.com

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

"نوجوان ہمیشہ اپنے مال، اپنی صحت، وقت ان سب چیزوں کا بھرپور خیال رکھیں، جسمانی ورزش کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں، اور خصوصاً اپنے ایمان کی حفاظت کریں، نمازوں کی پابندی کریں والدین کی فرمانبرداری کریں وقت ضائع نہ کریں، پیسہ کو فضول خرچ نہ کریں بلکہ Saving کریں تاکہ مستقبل میں آپ کی تعلیم یا Business کے لیے وہ پیسہ کام آسکے، یا وہ پیسہ اللہ کی راہ میں خرچ ہو تو یہ سب سے بڑی Saving ہوگی جس کا Return بے حساب وکتاب ہے (اللہ اکبر)۔"

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ۔۔۔الخ))

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا جبکہ اس کے عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہو گا، عادل حاکم، نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی پائی۔۔۔الخ"۔

"Narrated Abu Huraira(رضی اللہ عنہ): The Prophet (ﷺ) said, "Seven (people) will be shaded by Allah by His Shade on the Day of Resurrection when there will be no shade except His Shade. (They will be), a just ruler, a young man who has been brought up in the worship of Allah,"

(صحیح بخاری:6806۔و صحیح مسلم:1031[2380]۔وجامع ترمذی:2391)

((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ))

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔"

The Prophet (ﷺ) said: "There are two blessings that many people are deceived into losing: health and free time."

(صحیح بخاری:6412)

((اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ : شَبَابَكَ قَبْلَ هِرَمِكَ ، وصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ ، وغِناكَ قَبْلَ فَقْرِكَ ، وفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ ، وحَياتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ))

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو اپنی نوجوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے ،امیری کو غریبی سے پہلے مشغولیت کو فراغت سے پہلے اور زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔

"The Prophet (ﷺ) said: Make the most of five things before five others: life before death, health before sickness, free time before becoming busy, youth before old age, and wealth before poverty".

(صحیح الترغیب، حدیث نمبر:3355، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَمَنَعَ وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ))

"اللہ تعالیٰ نے تم پر فضول بکواس کرنے اور کثرت سے سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔"

The Prophet (ﷺ) said, "Allah has forbidden for you (1) vain, useless talk, or that you talk too much about others, (2) to ask too many questions, (in disputed religious matters) and (3) to waste the wealth (by extravagance)

(صحیح بخاری:2408)

جھگڑنے والوں کو اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ پسند نہیں کرتے

((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الأَلَدُّ الْخَصِمُ))

"اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض وہ شخص ہے جو جھگڑتا رہتا ہے۔"

Allah's Messenger (ﷺ) said, "The most hated person in the sight of Allah, is the most quarrelsome person."

(صحیح بخاری:7188)

زیاد بن علاقہ کے چچا قطبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الأَخْلاَقِ وَالأَعْمَالِ وَالأَهْوَاءِ))

"اے اللہ! میں تجھ سے بری عادتوں، برے کاموں اور بری خواہشوں سے پناہ مانگتا ہوں۔"

“The Prophet[(ﷺ)used to say: ‘O Allah, I seek refuge in You from evil character, evil actions, and evil desires (Allāhumma innī a`ūdhu bika min munkarātil-akhlāqi wal-a`māli wal-ahwā’)”.

(جامع الترمذی:3591، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے)

خطاب بہ نوجوانِ اسلام

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبّر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردُوں تھا تُو جس کا ہے اک ٹُوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبّت میں
کُچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

تمدّن آفریں، خلّاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا

سماں 'الفُقْرُ و فَخرْی' کا رہا شانِ امارت میں
"بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت رُوے زیبا را"

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ مُنعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

غرض مَیں کیا کہُوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیّل سے فزوں تر ہے وہ نظّارا

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تُو گُفتار وہ کردار، تُو ثابت وہ سیّارا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلَّم سے کوئی چارا

مگر وہ عِلم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

"غنیؔ روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کُن
کہ نُورِ دیدہ اش روشن کُند چشمِ زلیخا را"

(بانگِ درا، علامہ اقبال)

فَہرِسْت

نوجوان بلوغت کی دہلیز پر

عنوان	صفحہ نمبر
ذاتی صفائی وستھرائی اور عبادت کے بنیادی مسائل (Chapter-1) Self-Management	
خطبۂ مسنونہ	2
حدیث الصبی	4
شرح حدیث	5
لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت	5
ستر ڈھانکنے کے مسائل	6
صفائی ستھرائی کا خیال	7
بدن کی صفائی	7
وضوء کا طریقہ	7
وضوء کے بعد کی دعاء	8
مسواک	9
غسل کا بیان	10
غسل کا طریقہ	12
ختنہ	14
ناخن تراشنا	14

جسم کے زائد بال صاف کرنا	15
کنگھی کرنا:	16
کپڑوں کی صفائی	16
طہارت وصفائی کا خیال نہ کرنے پر عذاب قبر	18
طہارت و نماز کا ابتدائی تعارف	20
صلاۃ کے لغوی معنی	20
صلاۃ کے شرعی معنی	20
قرآن میں نماز کا ذکر	20
حدیث میں نماز کا ذکر	21
صلاۃ (نماز) کی اہمیت	21
نماز کے شرائط	22
صلاۃ (نماز) کے اَرکان	22
صلاۃ (نماز) کے واجبات	23
1. نماز میں ستر کے مسائل [ستر العورۃ]	24
2. استقبالِ القبلہ شرط ہے نماز کیلئے	26
طہارت	29
طہارت کی ضد	29
طہارت کا اصطلاحی معنی	29
طہارت کی اقسام	30
معنوی طہارت	30
معنوی طہارت حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع:	30

حسی طہارت	30
حسی طہارت حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع	31
طہارت کی اہمیت	31
خلاصہ	33
طہارت سے اعراض کرنے والوں کا انجام	33
حدث اور نجاست سے پاکی حاصل کرنا، طہارت ہے	35
انسانی نشونما کے ارتقائی مراحل اور بعض شرعی مسائل(Chapter2)	
انسانی نشونما کے ارتقائی مراحل اور بعض شرعی مسائل	38
دس سال کی عمر میں بستر الگ کردو	38
بچہ اور سماج، معاشرہ وماحول وعادات(Chapter3)	
اسلام میں بچوں کے حقوق	47
اسلام میں بچوں کے حقوق	49
پیدائش کے بعد بچہ کے حقوق	50
عقیقہ	51
ختنہ	52
بچوں کو نظر بد وغیرہ سے محفوظ رکھا جائے	53
بچوں کی تعلیم اور پرورش وپرداخت کے تئیں والدین کی ذمہ داریاں	53
بچوں کو سب سے پہلے کیا سکھایا جائے	54
بچوں میں نظم وضبط پیدا کیا جائے	55
بہترین اور مربیانہ انداز میں بچوں کی تربیت کی جائے	55
بچوں سے محبت کریں	57
شام کے وقت بچوں کو گھروں سے باہر نہ چھوڑیں	57

بچے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک آزمائش وامتحان ہیں اور اسی طرح زینت بھی	58
اولاد پر خرچ کریں	59
بچوں کے ساتھ شفافیت اور لڑکا / لڑکی کے امتیاز کے بغیر برتاؤ کریں	60
بچوں کے تئیں اپنے مشفقانہ اور محبت سے بھرپور رویہ کا مظاہرہ کریں	62
بچوں سے بہترین انداز میں خطاب کریں	64
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے تعلقات کو مستحکم کریں	65
کسی میدان میں بچہ ناکام ہو جائے تو اس کو ناکامی کا احساس نہ ہونے دیں	65
بچوں کے نامناسب طرز عمل کو نظر انداز کریں	66
دوستی کی اہمیت	68
اچھی اور بری صحبت کے اَثرات	71
اچھادوست	71
برادوست	71
اچھی صحبت کے اثرات	71
بری صحبت کے اثرات	72
نیک لوگوں کے ساتھ محبت اور ان کی صحبت اختیار کرنے کے فوائد:	73
والدین سے متعلق اولاد کے فرائض اور ذمہ داریاں	77
پہلا: والدین کا احترام کرنا	77
دوسرا: والدین کا حکم ماننا	78
تیسرا: والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا	80
چوتھا: والدین کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا	84
پانچواں: والدین کو گالی دینے سے پرہیز کرنا	85

چھٹا: والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرنا	85
والدین کے لیے اس طرح دعا کرے	86
اولاد سے متعلق والدین کے فرائض اور ذمہ داریاں	88
پہلا: نیک اولاد کی دعا	88
دوسرا: نیک شوہر اور بیوی کا انتخاب	89
تیسرا: اولاد کو قتل نہ کرنا	89
شوہر اور بیوی مانع حمل کے مشروع اسباب اختیار کر سکتے ہیں اگر	90
چوتھا: اولاد کا اچھا نام رکھنا، عقیقہ کرنا اور بال کاٹنا	91
پانچواں: اولاد کی اچھی تربیت کرنا	92
اولاد کی اچھی تربیت نہ کرنے کے نقصانات:	93
واٹس ایپ اور فیس بک استعمال کرنے کے آداب	94
چھٹا: نماز کی تلقین کرنا	96
ساتواں: اولاد کے ساتھ شفقت سے پیش آنا	98
آٹھواں: دین اسلام کا علم سکھانا:	100
دسواں: اولاد کے لیے حسب استطاعت مال و دولت چھوڑنا:	102
گندی عادتوں کے مضر اثرات	103
نشیلی چیزوں کی لت کیسے لگتی ہیں؟	103
منشیات کی لت کن افراد کے لیے خطرے کی گھنٹی؟	104
سماج میں منشیات کا بڑھتا پھیلاؤ	105
1) سگریٹ	106
2) تمباکو	106

3)شراب	107
4)گانجا	108
5)کوکین	108
6)کرسٹل میتھ یا آئس	109
7)ہیروئن	110
8)نیند کی دوائیاں	111
زنااور لواطت کے سنگین انجام	113
لواطت: مرد کا مرد سے بد فعلی کرنا	115
مشت زنی کے نقصانات(Masturbation)	116
مشت زنی کی جسمانی آفتیں	116
مشت زنی سے چھٹکارا کس طرح حاصل کریں؟	116
گالی گلوچ	117
لڑائی جھگڑا	119
لڑائی جھگڑے سے کیسے بچیں	120
فحاشی سے کیسے بچیں؟	122
نوجوانوں کے بھٹکنے اور غلط راہ پر جانے کے اسباب اور وجوہات	124
نوجوانوں کا بری عادات میں پڑنے کی وجوہات	125
نوجوانوں کو بری عادتوں سے بچانے کے طریقے اور اس کا علاج	131
بری عادات سے چھٹکارے کے بعد کرنے والے کام	134
[برے اخلاق کی CheckList] 70 کبیرہ گناہ، شبہات شہوات سے دوری ضروری	

138	برے اخلاق کی Check List
151	**شبہات اور شہوات کا مقابلہ**
151	دعاء
152	نوجوان دعاء اور تعوذ کا اہتمام کریں
151	(تَعَوُّذ) اَعُوذُ کا معنی
155	الشَّیّطاَن کا معنی
158	الرَّجِیۡم کا معنی
158	چودہ (14) وہ مقامات واحوال جہاں پر استعاذہ (تَعَوُّذ) یعنی شیطان سے پناہ مانگنا ہمیں سکھایا گیا
171	ہدایت پر توجہ تین (3) معنوں میں رہے
171	1 ہدایت ارشاد (علم نافع ونافع معلومات)
173	2 ہدایت توفیق (عمل صالح)
173	3- ہدایت استدامت (استقامت)
	آداب (Chapter4) Manners
177	قضاء حاجت کے آداب
178	کپڑے پہننے کے آداب
179	گھر میں داخل ہونے کے آداب
180	گھر میں داخل ہونے کی دعائیں
181	گھر میں داخل ہوں تو
181	گھر سے نکلنے کی دعائیں
183	(گھر میں داخل ہونے کے لیے) اجازت طلبی

بغیر اجازت دوسروں کے گھروں میں جھانکنے کی حرمت	186
گھروں کی مجلسیں	188
گفتگو کے آداب	189
مسجد کے آداب	191
کھانے اور پینے کے آداب	193
پینے کے آداب	193
کھانا کھانے آداب	194
سونے کے آداب	196
سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھنا	197
آیت الکرسی پڑھنا	197
سونے سے پہلے سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھنا	198
سونے سے پہلے سورۃ الکافرون پڑھنا:	198
33"بار سبحان اللہ، 33بار الحمد للہ، 34بار اللہ اکبر کہنا"	198
سونے کا مسنون طریقہ	199
بیدار ہونے کے آداب	200
زیارت وملاقات کے آداب	200
مریض کی عیادت کے آداب	201
مریض کو بیماری کی حکمت بتا کر تسلی دیں اور کہیں	202
مجلس کے آداب	203
اساتذہ، معلمین، ٹیچرز کا احترام لازمی ہے	208
دین کی ضروری اور بنیادی تعلیمات(Chapter5) **Basics of Islam**	

211	مراتب دین
212	ارکان اسلام
214	ارکان ایمان
215	احسان کا ایک ہی رکن ہے
215	اسلام کا کیا معنی ہے؟
216	ایمان کی تعریف
217	اصطلاح میں ایمان پانچ نون کا نام ہے
217	اللہ تعالی پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟
217	توحید کسے کہتے ہیں؟
217	توحید کی کتنی قسمیں ہیں؟
237	توحید ربوبیت کسے کہتے ہیں؟
218	توحید الوہیت کسے کہتے ہیں؟
219	اور اسے توحید عبادت بھی کہا جاتا ہے
220	توحید اسماء وصفات کسے کہتے ہیں؟
221	اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟
221	قواعدِ اربعہ سے کیا مراد ہے؟
221	شرک اکبر کسے کہتے ہیں؟
222	شرک اصغر کسے کہتے ہیں؟
226	توحید اسماء وصفات کی ضد کیا ہے؟
227	الحاد تین طرح کا ہوتا ہے
229	تحریف

تعطیل	229
تمثیل	230
تکییف	230
اسماء وصفات کے معنوں میں تدبر اور غور کرنے کے فائدے	231
99 اسماءِ حسنیٰ کی فہرست	233
دین میں شہادتین (لا إله إلا الله محمد رسول الله) کا کیا درجہ ہے؟	240
کلمہ لا الہ الا اللہ کی شرطیں	240
1) علم	240
2) یقین	241
3) اخلاص	242
4) صدق	242
5) محبت	243
6) اطاعت	245
7) قبول	245
8) شرک کا انکار کرنا	246
9) اسلام پر موت آنا	247
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ کی شہادت کا کیا مطلب ہے؟	248
بالفاظ دیگر نبی ﷺ پر ایمان کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:	249
اللہ نے انسانوں کو کس لیے پیدا کیا؟	250
عبادت کا مطلب کیا ہے؟	250
عبادت کی کتنی قسمیں ہیں؟	250

ملائکہ پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟	251
اللہ کی کتابوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟	252
ایمان بالرسل (رسولوں پر ایمان لانے) کا کیا مطلب ہے؟	255
قرآن میں کتنے رسولوں کا ذکر آیا ہے؟	256
اولوا العزم رسول کون ہیں؟	257
خاتم النبیین کون ہیں؟	258
دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں ہمارے نبی ﷺ کی کیا خصوصیات ہیں؟	259
انبیاء کرام کے معجزات کیا ہوتے ہیں؟	261
اعجاز قرآن کی کیا دلیل ہے؟	262
یوم آخرت پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟	264
جنت اور جہنم پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟	265
آخرت میں مؤمنین اپنے رب کو دیکھیں گے، اس کی کیا دلیل ہے؟	266
ایمان بالقدر کے کتنے درجے ہیں؟	269
کتابت تقدیر کے مراحل	270
بندوں کو اپنے افعال واعمال پر قدرت ومشیت حاصل ہے یا نہیں؟	271
ایمان کی کتنی شاخیں ہیں؟	273
ایمان کی ضد کیا چیز ہے؟	274
کفر اکبر کی کتنی قسمیں ہیں، جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتی ہیں؟	274
کفر جہل وتکذیب کسے کہتے ہیں؟	275
کفر جحود کسے کہتے ہیں؟	276
کفر عناد وتکبر کیا ہے؟	277

کفر نفاق کیا ہے؟	279
کفر عملی کیا ہے؟	280
ظلم، فسق وفجور اور نفاق میں سے ہر ایک کی کتنی قسمیں ہیں؟	284
ظلم اکبر و اصغر کو مثال سے سمجھائیں	284
فسق اکبر و اصغر دونوں کو مثال سے سمجھائیں	286
نفاق اکبر و اصغر کو مثال سے واضح کریں	288
سنت کی ضد کیا ہے؟	290
دین میں فساد و بگاڑ کے اعتبار سے بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟	292
قیامت کے دن پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟	293
کتب العقیدۃ القدیمۃ	294
لا الہ الا اللہ کے ارکان	299
ارکان ایمان	300
اس میں ایمان کی شاخوں کا ذکر ہے	301
نواقض اسلام	302
سنت کا تعارف	308
سنت کا لغوی مفہوم	308
سنت کی تعریف	308
سنت کا لغوی معنی	308
سنت کا اصطلاحی معنی:	309
فقہاء کے نزدیک سنت کی تعریف	310
محدثین کے نزدیک سنت کی تعریف	310

سنت کی ضد کیا ہے؟	311
بدعت کی تعریف اور اس کی پہچان	312
بدعت کیا ہے؟	312
سبب / جنس مقدار / کیفت /	313
وقت / جگہ	314
بدعت کی مذمت قرآن مجید میں	314
بدعت کی مذمت حدیث پاک میں	318
بدعتوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفرت	322
بدعتوں کے رواج پانے کے اسباب	323
اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت	325
حقوق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	332
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا	332
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرنا	333
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا	333
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و مدد کرنا	334
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہ ماننا	335
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت وصحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا	335
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے دوستی یا دشمنی رکھنا	336
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا	337
امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن	338
اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم	338

عشرۂ مبشرہ	339
بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام	340
بعض تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے نام	340
بعض تفاسیر اور مفسرین کے نام	341
بعض محدثین کے نام	342
بعض فقہاء کے نام	342
حلال و حرام کی چیک لیسٹ	344
حلال کو اپنانا اور شبہات کو ترک کرنا	344
حلال و حرام کی چیک لیسٹ (مختصر نوٹ)	345
کھانے پینے کے آداب	346
لباس اور زینت کے آداب	348
کسب اور پیشہ	350
معاشرتی آداب	351
شادی بیاہ	351
جن عورتوں سے نکاح حرام ہے	352
معاملات	354
اجتماعی روابط	355
محبت الٰهی	358
محبت رسول ﷺ	362
تربیتی پهلو اور فقهي مسائل (Chapter6)	
بچوں کے لیے سورۂ لقمان پر مشتمل ہدایات	364

اردو کتابوں کی ایک مختصر فہرست	366
تفسیر	366
احادیث	366
عقائد وایمانیات	366
احکام ومسائل وفتاوی	366
سیرت نبوی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	366
سیر وتاریخ	367
دیگر جدید مفید لٹریچر	367
حرمت والے رشتے (سورۂ نساء: 23)	367
وہ رشتہ دار جن سے پردہ کرنا فرض ہے	368
ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق	369
سلام	370
سلام کے الفاظ	371
سلام کا جواب	371
مصافحہ	372
معانقہ	372
اربعین اسریہ	373
شروط	377
فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے دوران والدین کا آواز دینا	378
طلب علم کے لیے والدین کی اجازت	379
اگر خاوند والدین کی نافرمانی کا حکم دے؟	379

بڑوں کا احترام	380
صحیح پردہ کے اوصاف	382
پردہ کی شروط	382
عورت کا گھر میں اپنے بچوں کے سامنے لباس	383
البر کا معنی	384
عقوق	385
صلہ رحمی	385
تربیت اولاد-چیک لسٹcheck list	386
اولاد کی پیدائش کے بعد والدین پر عائد حقوق	386
بچوں کی روحانی تربیت	387
دعاؤں کا اہتمام کرایا جائے	388
عبادات کا حکم	388
بچوں کی اخلاقی تربیت	388
بچوں کی معاشرتی تربیت	389
لڑکیوں کی تربیت	390
بچوں کی تعلیمی تربیت	390
بچوں کو مستقبل کا پلاں کرنا کیسے سکھائیں؟	391
دعاؤں کا حفظ اور نماز کا طریقہ(Chapter-7)	
دعاؤں کا حفظ اور نماز کا طریقہ	393
نماز کے شرائط، ارکان اور واجبات	393
ارکانِ صلاۃ	393

393	واجبات
394	سنن
394	نماز کی دعائیں
395	رکوع کی دعا
395	رکوع سے اٹھنے کی دعاء
395	سجدے کی دعاء
396	دو سجدوں کے درمیان کی دعاء
396	تشہد
397	درود
397	سلام پھیرنے سے پہلے کی دعائیں
398	قنوتِ وتر کی دعاء
400	**فرض نماز کے بعد کے اذکار**
408	فجر کی نماز کے بعد کی دعاء
408	مغرب کی نماز کے بعد کی دعاء
408	وتر کی نماز کے بعد کی دعاء
409	**گھریلو پریشانیوں اور مصائب کا علاج**
409	آیاتِ شفاء
411	آیاتِ سکینہ
شبہات کا مقابلہ علم سے باذن اللہ (Chapter-8[FAQ])	
416	دعوت کے ضمن میں اعتراضات اور ان کے جوابات
416	1) عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم عمری میں شادی کی حقیقت؟

2)زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کا مسئلہ ؟	417
3)تعدد ازدواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مسئلہ اور اس کا جواب ؟	418
4)اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیے جانے والی احادیث کی صحت پر سوالات اور ان کا جواب ؟	419
5)اسلام میں مرتد کا حکم اور اس پر حد کا مسئلہ ؟	421
6)اسلام میں جنت کا تصور صرف عورتوں اور شراب وشباب وکباب ہی ہے ؟	422
7)خالق کے لئے مکر کی صفت کا معنی کیا ہے؟	424
8)عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں وحی کے آنے پر مسئلہ ؟	424
9)کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان طاری ہوتا تھا؟	425
10)آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کی پاکدامنی پر شک ؟	426
11)کیسے یہ تم کہتے ہو کہ عیسی علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی جبکہ سورۃ آل عمران میں عیسی کی وفات مؤکد ہے ؟	427
12)روح القدس کون ہیں؟ وایدناہ بروح القدس (البقرۃ:87)	428
13)کیا اسلام میں تثلیث کا وجود ہے ؟	429
14)کیا اللہ دین کے پھیلانے کے لئے (عنف اور تلوار) کا محتاج ہے ؟ تو پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ وجہاد اور قتال کی وصیت کیوں کی؟	429
15)قرآن کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے لئے رحمت نہیں؟	431
16)چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم کیوں دیا؟	432
17)کعبہ کے اطراف طواف اور رمی جمرات کا مطلب کیا ہے؟	433
18)محمد صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ اسود کے تعظیم کیوں کرتے تھے اور بوسہ دیتے تھے ؟	433

19)کیا شیطان کان میں پیشاب کرتا ہے ؟(فجر چھوڑ کر سونے والے کے کان میں ؟	433
20)موقف المسلمین من الکاتولیک والتعایش السلمی ؟	434
21)اسکندر ذوالقرنین کیا وہ اسکندر مقدونی ہے کیا وہ نیک آدمی تھا یا بت پرست تھا؟	435
22)کون ہے جس نے قرآن کو لکھا اور اس کا جمع کرنا کیسے مکمل ہوا؟	436
23)اونٹنیوں کے پیشاب اور دودھ کی حدیث پر نصرانی کا اعتراض ؟	436
24)عورت کے عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ہونے کا مطلب کیا ہے ؟	437
25)اللہ کے رسول ﷺ پر درود بھیجنے کا کیا مقصود ہے ؟	439
26)اسلام میں طلاق کی مشروعیت کیوں ہے ؟	440
27)حدیث الذباب پر اعتراض ؟	440
28)اللہ کے اوصاف میں کلمہ "کان" کا کیا مطلب ہے ؟اس جیسی مثالیں ؟	441
29)عبس وتولی کا مطلب کیا ہے ؟	441
30)اللہ کے رسول ﷺ کا اپنی بیوی سے حالت حیض میں مباشرت کرنا؟	442
31)اسلام میں مسلمان عورت کو غیر مسلم مرد سے شادی کی اجازت کیوں نہیں دی گئی ؟	443
32)"یعلم ما فی الارحام" آج کے ڈاکٹروں کے دعوی ہے کہ وہ رحم مادر میں موجود جنس کا پتہ چلا سکتے ہیں؟	443
33)قرآن مجید میں زمین و آسمان کی تخلیق کے لئے جو ایام مذکور ہیں وہ مختلف ہیں؟ص 109	444
34)ایک دن کی مقدار اللہ کے پاس ہزار سال کے برابر یا پچاس ہزار سال کے	445

برابر ہے۔ ص111	
35)خمسین الف سنة۔۔۔الف سنة میں محکم قول کیا ہے؟	445
36)انا اول المؤمنین۔۔۔موسی علیہ السلام کیسے کہ سکتے ہیں؟ جبکہ آپ سے پہلے ابراہیم علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اسحق علیہم السلام وغیرہ ہیں، اسی طرح جادوگروں نے کہا۔۔ ان کنا اول المؤمنین؟	446
37)فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین۔۔۔وان الق عصاک فلما رای تھتز کانھا جانّ ولی مدبرا ولم یعقب۔۔ ثعبان۔۔جان	446
38)تحریم الخمر فی الدنیا۔۔ تحلیل الخمر فی الآخرۃ؟ص 125	447
39)فرشتے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جبکہ ابلیس فرشتوں میں سے تھا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔؟	447
40)حجاج نے مصحف عثمانی کو بدل ڈالا؟ص153	448
41) مصحف ابی بن کعب میں دو سورے زائد تھے؟ کہاں ہیں؟	448
42)قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے؟ص167	449
43)سابقہ آسمانی کتابوں کی قرآن میں تلفیق ہے؟ص170	450
44)نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود و نصاری سے سیکھنا؟	451
45)قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی کیوں جمع نہیں کیا گیا؟ص180	451
56)کیا قرآن میں عرب کی زبان سے خارجی کلمات وارد ہوئے ہیں؟	452
47)قرآن کریم کے اطراف تاریخی غلطیوں پر رد۔۔۔ابراہیم کے والد کا نام؟	452
48)کیا ستارے شیطانوں کو مار بھگانے کا ذریعہ ہیں؟	453
49)قرآن میں ہے کہ "الرعد" اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے جبکہ احادیث میں ہے	453

کہ یہ فرشتہ ہے اور وہ ایک بجلی ہے بادلوں سے نکلتی ہے؟ص276	
50)زیتون کیا طور سیناء سے نکلتا ہے جبکہ وہ فلسطین سے نکلتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے؟ص278۔	454
51)قرآن کہتا ہے "ولکل امۃ رسول" یہ بیان کتاب مقدس کے بیان سے ٹکرا رہا ہے کہ انبیاء ورسل بنی اسرائیل میں سے ہی ہیں؟ص289	454
52)قرآن کہتا ہے کہ اسماعیل رسول اور نبی تھے اور تورات میں کہ وہ وحشی آدمی تھے؟ص295۔	454
53)بنی اسرائیل ارض مصر کے وارث بنے فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد جبکہ وہ کنعان کے ہی وارث بنے۔	455
54)تسع آیات یا دس آیات تھیں؟	456
55)کعبہ سب سے پہلے لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا جبکہ تاریخی کتابوں میں ہے کہ یہ بت پرستی کی تعمیر کردہ ہے؟ص310	456
56)عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے جھولے میں کلام کیا جبکہ انجیل میں اسی طرح کی بات نہیں کہ انھوں نے مھد میں کلام کیا ہو؟	456
57)فنفخنا فیہ من روحنا۔۔اسکی تاویل کیا ہے؟ص327	457
58)ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔۔کیا صلاۃ اللہ کے لئے نہیں؟	457
59)مسیح اللہ کا کلمہ ہے جیسے قرآن گواہی دیتا ہے اور کلمۃ اللہ ھی اللہ یتجزء من اللہ فما قولکم؟ص334	458
60)قرآن میں ہے مسیح کے الہ ہونے کی گواہی ہے۔مسیح یخلق پیدا کرنا اللہ کی صفت ہے؟ص338	459
61)بہت سے نصاری دلیل لیتے ہیں کہ قرآن مجید کی واضح آیات میں جو تورات	460

اور انجیل کی صحت پر دلالت کرتی ہیں؟	
Chapter9 **(اسلام میں اخلاقیات کا جامع تصور اور اس کے اصول)** **[اچھے اور برے اخلاق کی CheckList]** اسلامی اخلاقیات کو اپنانا حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تقاضہ ہے	
اسلام میں اخلاقیات کا جامع تصور اور اس کے اصول	462
نوجوانوں میں پائے جانے والے مسائل اور ان کے حل	462
نوجوانوں اپنی جوانی کو غنیمت سمجھو	464
"اچھے اور برے اخلاق کی Check List"	465
حسد کا علاج اور (حسد سے کیسے بچیں) اس سے بچاؤ کے طریقے؟	467
الحسد	467
حسد کا لغوی معنی	468
حسد کا اصطلاحی معنٰی	468
حسد کی کیفیات اور اس کے "Symptoms"	471
حسد تقدیر پر اعتراض کرنے کا ایک راستہ ہے	478
حسد: کفر، شرک اور منافقت تک لے جانے والا راستہ ہے	479
جائز حسد (رشک) کا بیان	481
[اچھے اور برے اخلاق کی Check List] **غیبت، چغلخوری، عیب جوئی، بھتان تراشی - کبیرہ گناہ** BACKBITING	483
قرآنِ مجید میں غیبت کا مفہوم	483
حدیث میں غیبت کا مفہوم	483
غیبت کا لغوی معنی:	484

"اَلْغِیبَۃُ "کا اصطلاحی معنی	485
قرآن میں غیبت کا ذکر	486
غیبت کی نبوی تفسیر	487
لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت	488
غیبت کرنے والوں کی سزا	488
چغلخوری، غیبت اور عذابِ قبر	489
عیب جوئی (عیب تلاش کرنا) سنگین اور کبیرہ گناہ	490
سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کے نقصانات	492
سچائی کی اہمیت	493
سچائی کے ثمرات اور اس کے فائدے	502
جھوٹ کے نقصانات	503
جھوٹ کے اسباب	503
سچائی کو اپنانے کے اسباب اور ذرائع	503
سچ کی اہمیت اور جھوٹ کی مذمت کی احادیث	505
پہلی حدیث	505
دوسری حدیث	506
ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں	507
جھوٹ کی تباہ کاریاں	508
جھوٹ کسے کہتے ہیں؟	509
جھوٹ کے نتیجے	510
جھوٹ منافقت کی علامات	511

اور ایک حدیث میں بیان کی گئی منافقت کی چار(4)علامات	512
جھوٹ کے دس (10) بڑے نقصانات	514
والدین کے حقوق (والدین کے حقوق ادا نہ کرنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب) [اچھے اور برے اخلاق کی Check List]	516
"برالوالدین" کا لغوی اور اصطلاحی معنی	528
"برالوالدین" کا پہلا معنی	529
"برالوالدین" کا دوسرا معنی	530
والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ	535
پوائینٹ نمبر1	535
پوائینٹ نمبر2	536
پوائینٹ نمبر3	538
پوائینٹ نمبر4	539
پوائینٹ نمبر5	540
حدیث کا پس منظر	540
اس مسئلہ کی مزید وضاحت	542
ماں کے قدموں تلے جنت ہے	543
پوائینٹ نمبر6	544
پوائینٹ نمبر7	546
پوائینٹ نمبر8	547
پوائینٹ نمبر9	549
پوائینٹ نمبر10	550

رشتہ والوں میں اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟	551
پوائینٹ نمبر:11	552
پوائینٹ نمبر:12	553
پوائینٹ نمبر:13	555
پوائینٹ نمبر:14	556
پوائینٹ نمبر:15	559
اولاد کے حق میں والدین کی دعا اور بد دعا	560
ان والدین کے لیے نصیحت جو بات بات پر اپنی اولاد کو بد دعا کرتے ہیں	562
والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والوں کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے	563
اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں کی خدمت گزاری کا اعلیٰ نمونہ	565
عفوودرگزر (معاف کرنے) کی فضیلت [اچھے اور برے اخلاق کی Check List]	568
"الصَفحُ" کا لغوی اور اصطلاحی معنی	569
قرآن مجید میں عفو در گزر اور معاف کرنے کی فضیلت کا بیان	571
پہلی مثال	571
دوسری مثال	573
تیسری مثال	575
چوتھی مثال	578
مدینہ منورہ کے لوگوں کا حال	580
پانچویں مثال	580
چھٹویں مثال	582
ساتویں مثال	583

حدیث میں عفو و درگزر کرنے کی فضیلت ذکر	583
معاف کرنے کے فائدے	587
تکبر (غرور، گھمنڈ)	589
قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں تکبر کی مثالیں	592
غرور، تکبر شرک کی طرف لے جانے والے راستے ہیں	592
تکبر کرنے والا استغفار سے دور ہو جاتا ہے	593
غرور و تکبر کفر کی علامت ہے	593
غرور و تکبر کرنے والوں کے دل (Sealed) کر دیئے جاتے ہیں	593
گھمنڈی لوگوں کی پہچان	594
قرآنِ مجید کی آیات کا انکار کفر اور تکبر ہے	594
تکبر کا وبال	595
قرآنِ مجید کو سننا اور اس پر عمل نہ کرنا تکبر کی علامت ہے:	595
احادیث کی روشنی میں تکبر کی مثالیں	595
مغرور جنت میں داخل نہ ہو گا	595
فضول خرچی اور تکبر سے دور رہنے کی تاکید	596
لوگوں کو اپنے سے نیچا سمجھنا غرور و تکبر ہے	596
ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہننا غرور و تکبر ہے	597
اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لیے غرور و تکبر کو ناپسند فرمایا ہے	598
اللہ کے نبی ﷺ کی ایک نصیحت	599
اعتدال کی راہ تکبر نہیں	601
تکبر صرف اللہ کے شایانِ شان ہے	602

جس نے کبھی تکبر نہیں کیا اور اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا	602
غرور و تکبر کے لیے سواری (کار) رکھنا گناہ ہے	603
غرور و تکبر کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال	603
امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول	603
امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول	604
عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث	606
عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول	607
تکبر کے بارے میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	608
غرور اور تکبر کے نقصانات	609
میوزک کا شرعی حکم	
شیطان آواز کے ذریعے انسانوں کا دل لبھاتا ہے	611
آیتِ "لَهْوَ الْحَدِيثِ" کی تشریح	611
آیتِ "لَهْوَ الْحَدِيثِ" کا شانِ نزول	612
امت میں سے کچھ لوگ موسیقی کا نام بدل کر کسی اور نام کے ساتھ اس کو سنیں گے	612
عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب میوزک کی آواز آتی کانوں میں انگلیاں رکھ لیتے	614
میوزک اور آلاتِ موسیقی کے بارے میں سلف کے اقوال	615
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول	615
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول	615
عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول	616
امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول	616

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	616
امام ابو محمد قاسم بن محمد ابو بکر تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	617
عکرمہ، میمون بن مہران اور امام مکحول رحمۃ اللہ علیہم کا قول	617
دیگر سلف صالحین کے اقوال	617
میوزک کے بارے میں ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال	618
علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:	618
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول	618
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	619
امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول	620
میوزک کے بارے میں دیگر ائمہ کرام کے اقوال	620
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	620
امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ کا قول	620
میوزک کی وجہ سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے	621
ایک مشہور حدیث اور اس کی وضاحت	622
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے مدینہ میں گیت گائے گئے	624
اس نشید کی مزید تفصیل	624
شادی بیاہ کے موقعے پر دف بجانا اور گانا گانا	625
اس حدیث کی تحقیق	626
الاجلح نامی راوی کا مختصر تعارف	627
اجلح کے بارے میں ائمہ محدثین کے اقوال	627
شادی بیاہ میں عورتوں کا دف بجانا	628

میوزک کے بارے میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول	629
نوجوانوں کا میوزک کی طرف رحجان، اسباب، وجوہات اور اس کا علاج	631
میوزک کے بارے میں ایک سائنسی تحقیق	632
میوزک (Melomaniac) ایک دماغی خلل اور بیماری ہے	632
میوزک کے نقصانات	633
میوزک کا علاج	634
نوجوانوں کے لیے اہم خطبات(Chapter10)	
خطبہ 1-**قیامت کے دن کے دس مرحلے**	640
آخرت کے دن کو سمجھنے کے لئے ایک مثال	642
نفخات کے تعلق سے اہل علم کا اختلاف	645
اہل ایمان وتقوی قیامت کے خوف سے محفوظ رہیں گے	646
بعث بعد الموت پر کفار مکہ کا اعتراض اور اس کا جواب	648
پہلا جواب	649
دوسرا جواب	650
تیسرا جواب	650
صور کس سے پھونکا جائے گا؟	651
صور پھونکنے کی کیفیت کیا ہے؟	651
2۔ دوسرا مرحلہ ہے حشر کے میدان جمع ہونا	653
سات خوش نصیب جنہیں اللہ تعالی اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا	656
3۔ تیسرا مرحلہ ہے:-شفاعت (سفارش)	658
4۔ چوتھا مرحلہ حساب وکتاب کا ہے	661

5۔پانچواں مرحلہ ترازو کا قیام اور اعمال کا تولا جانا	662
6۔چھٹا مرحلہ: حوض اور نہر کوثر	664
7۔ساتواں مرحلہ: اندھیرے کا چھا جانا	665
8۔آٹھواں مرحلہ: پل(صراط) پر سے گذرنا	666
9۔نواں مرحلہ: لوگوں دلوں سے غل کا نکالنا	670
10۔دسواں مرحلہ جنت میں داخلے کا ہے	672
جنت اور جہنم کا مختصر منظر	676
خطبہ 2- **علم اور علماء کی اہمیت وفضیلت**	679
علم کی اہمیت وفضیلت تین آیات کی روشنی میں	682
پہلی وحی میں ہی پڑھنے کا حکم	683
نبی ﷺ کو طلبِ علم کی دعا کا حکم	684
علم کی اہمیت وفضیلت چار احادیث کی روشنی میں	685
علم اور علماء کے لئے اللہ تعالی کے انعامات	685
طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے	687
دینی علم پر عمل سے متعلق کل قیامت کے دن سوال ہو گا	688
علمِ نافع کی دعا	690
علم کی اہمیت وفضیلت دس واقعات کی روشنی میں	691
1۔پہلا واقعہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی طلبِ علم کے لئے محنت سے متعلق واقعہ	691
2۔دوسرا واقعہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی محنت، علمی امانت اور جستجو سے متعلق واقعات	693

3۔ تیسرا واقعہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق)	694
4۔ چوتھا واقعہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق)	697
5۔ پانچواں واقعہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق)	699
6۔ چھٹا واقعہ: امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو زرعۃ رحمۃ اللہ علیہ کی طلبِ حدیث کی خاطر مشقت کا واقعہ:	700
7۔ ساتواں واقعہ: امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت اور امانتداری کا واقعہ	701
8۔ آٹھواں واقعہ: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قوتِ حافظہ کا واقعہ	701
9۔ نواں واقعہ: امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے قوتِ حافظہ اور ان کی دینی علم کے لئے محنت کا واقعہ	702
10 دسواں واقعہ: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قوتِ حافظہ اور ان کی دینی علم کے لئے محنت کا واقعہ	703
دیگر اسلاف کے اسلاف کے واقعات	704
خطبہ: 3-**روزی میں برکت**	705
1۔ توبہ واستغفار	705
2. صبح سویرے رزق کی تلاش کرنا	706
3. تقوی	706
4. گناہوں سے بچنا	707
5. اللہ پر توکل	708
6. اللہ کی عبادت کے لیے خود کو فارغ کرنا	709
7. حج وعمرہ میں متابعت	709

8.اللہ کی راہ میں خرچ کرنا	710
9.دینی طلبہ پر خرچ کرنا	711
10.صلہ رحمی کرنا	711
11.کمزوروں اور ضعیفوں کی مدد اور ان کا اکرام کرنا	712
12.شکر ادا کرنا	712
13.کتاب وسنت پر عمل پیرا رہنا	713
14.توحید اور اتباع	713
15.نماز، زکوۃ ادا کرنا	714
خطبہ:4 **میڈیا اور ٹیکنالوجی کے دور میں بچوں کی اسلامی تربیت کے دس رہنما اصول**	715
1۔پہلا اصول	715
2۔دوسرا اصول: دعامومن بندہ یہ کرتا ہے	717
❁ حمل کے بار بار اسقاط پر استشفاء بالقرآن	719
3۔تیسرا اصول: توحید رسالت اور آخرت کا عقیدہ کو بچوں کے دل میں راسخ کرنا	723
4۔چوتھا اصول: تربیت	725
5۔پانچواں اصول: تربیت کا انداز حکیمانہ ہو جابرانہ نہ ہو۔	726
6۔چھٹواں اصول: بشیر او نذیرا	730
7۔ساتواں اصول: بچہ کو مجادلہ سکھائیں	730
8-آٹھواں اصول: بچوں کی انٹلکچول تربیت	733
9۔نواں اصول: متقی بالعلم	734
10۔دسواں اصول (چھوٹے ضدی بچوں) کو سمجھانا	734

11۔ گیارہواں اصول عمر میں بڑے اور ضدی بچوں کو سمجھانا	737
خطبہ:5- **بچیوں پر ظلم ہونے سے کیسے بچائیں؟[بچیوں کی حفاظت]** (پھول اور کلیوں کی حفاظت کی ذمہ داری مالی پر بھی ہے)	
تمہید	740
موجودہ دور میں عورت پر ظلم	743
اسلام عورت کی حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے	744
حد الحرابۃ کا معنی	745
عورت پر ہونے والے ظلم وستم کو روکنے کے لئے اسلام کا سسٹم	747
اسلام میں چوری اور زنا کی سزا	749
اسلام میں بہتان تراشی کی سزا	751
گواہی کے تعلق سے دو غلطیاں	752
حد جاری کرنا ایک سنجیدہ مسئلہ ہے	752
عورت بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے	759
خطبہ:6 **بعض میڈیا کے اسلام پر مشہور اعتراضات**	763
پہلا سوال	765
دوسرا سوال	765
تیسرا سوال	765
چوتھا سوال	766
پانچواں سوال	766
چھٹواں سوال	767
ساتواں سوال	767

768	اٹھواں سوال
768	نواں سوال
769	دسواں سوال
771	پہلا سوال اور اس کا جواب
778	دوسرا سوال اور اس کا جواب
778	اللہ کے وجود کی Scientific دلیل
780	قرآن اللہ کا کلام ہے پہلی Scientific دلیل
782	قرآن اللہ کا کلام ہے دوسری Scientific دلیل
785	تیسرا سوال اور اس کا جواب
786	اللہ کے نبی ﷺ پر کئے جانے والے حملے اور اس کا جواب
787	سوامی شنکر اچاریہ کے ساتھ اس مسئلہ میں میری بات چیت کا خلاصہ
788	سیرت میں طائف کے پس منظر کی اہمیت
794	چوتھا سوال اور اس کا جواب
799	زکاۃ کا Islamic System اور اس کی برکیتں
799	اسلام میں زکاۃ کا نظام اور اس کا Structure
801	پانچواں سوال اور اس کا جواب:
801	ہندوستان میں ہندوستانی مسلمانوں کا Literacy Rate
802	Sachar Committee کی رپورٹ
803	تعلیم کی اہمیت اور قرآن کے نزول کی ابتداء
806	چھٹواں سوال اور اس کا جواب
807	آزادی ہندوستانی مسلمانوں کی دَین ہے

زمیں اور اس کے مکین کی حفاظت کے لیے جان دینا شہادت میں شامل ہے	810
ساتواں سوال اور اس کا جواب	812
ذبح کے شرائط	812
(ECG) کے ذریعے کیا گیا ایک Research	813
Islamic Slaughtering Method Result	813
Scientific Slaughtering Method Result	814
حلال ذبیحہ پر Time of India کی ایک رپورٹ	816
Scientific Slaughtering	817
آٹھواں سوال اور اس کا جواب	820
(Pork) خنزیر کے گوشت کا حکم	822
نواں سوال اور اس کا جواب	824
اسلام میں حجاب اور پردہ کرنے کا Reason	830
دوسواں سوال اور اس کا جواب	832
خطبہ 7 **شیطان کے دس حملے اور ان سے نجات کا اسلامی طریقہ**	835
شیطان کا ہر طرف سے حملہ کرنا	839
آیت کریمہ ((وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ)) میں خطوات کا مطلب	842
شیطان کا پہلا حملہ: "استفزاز" یعنی آواز کے ذریعہ بہکانا	848
شیطان کا دوسرا حملہ: "ازاء" یعنی اکسانا	854
شیطان کا تیسرا حملہ: "تزئین" یعنی برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرنا	857
شیطان کا چوتھا حملہ: "کید" یعنی سازش کرنا	860

شیطان کا پانچواں حملہ: "تخویف "یعنی ڈر پیدا کرنا	861
شیطان کا چھٹا حملہ: "نجوی "یعنی نیند کے دوران غلط خیالات اور ڈراؤنی خواب کا آنا	863
شیطان کا ساتواں حملہ: "استحواذ "یعنی شیطان کا انسان پر حاوی ہونا	865
شیطان کا آٹھواں حملہ: "اضلال "یعنی گمراہ کرنا	867
شیطان کا نواں حملہ: "العدول عن الصراط المستقیم "یعنی صراط مستقیم سے ہٹانا	869
شیطان کا دسواں حملہ: "وسوسہ اور نزغہ "یعنی وسوسہ پیدا کرنا	872
منتخب آیات وأحادیث برائے حفظ وتدبر وتذکیر وعمل	
آیات نمبر 1	875
آیات نمبر 2	876
آیات نمبر 3	877
آیات نمبر 4	877
آیات نمبر 5	879
آیات نمبر 6	880
آیات نمبر 7	881
آیات نمبر 8	882
آیات نمبر 9	884
منتخب احادیث برائے حفظ	
حدیث نمبر 1	885
حدیث نمبر 2	886
حدیث نمبر 3	886

حدیث نمبر 4	886
حدیث نمبر 5	887
حدیث نمبر 6	887
حدیث نمبر 7	888
حدیث نمبر 8	888
حدیث نمبر 9	888
حدیث نمبر 10	889
حدیث نمبر 11	889
حدیث نمبر 12	890
حدیث نمبر 13	890
مسلم نوجوانوں کے لیے نصیحتیں (Chapter-11) Advice for Muslim Youth	
اسلام میں نوجوان کی اہمیت اور فضیلت	892
اللہ کے نزدیک نوجوانی کی عبادت کی فضیلت	892
اللہ تعالیٰ کا نوجوانوں پر تعجب کرنا	894
بدر میں دو نوجوانوں کے ہاتھوں ابو جہل کا قتل	894
تمام انسان سے ان کی نوجوانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا:	894
نوجوانوں کے لیے نصیحت	895
نصیحت کا معنی اور مفہوم	896
حدیث میں نصیحت کا معنی	897
قرآن و احادیثِ صحیحہ سے ماخوذ نصیحتیں	898
مسلم نوجوانوں کے لیے نصیحتیں	905

1) نوجوانوں کے لیے قرآن مجید کی نصیحت	905
2) ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی اپنی اولاد کے لیے نصیحت	906
3) عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت	907
4) نوجوانوں کے لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت	908
5) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نوجوانوں کے لیے نکاح کرنے کی نصیحت	909
مسلم نوجوانوں کے لیے سلف صالحین کی نصیحتیں	910
6) معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں	910
7) عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نصیحت	910
8) ابو درداء انصاری رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کے لیے نصیحت	911
9) نوجوانوں کے لیے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	912
10)مزید امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	913
11)نوجوانو کے لیے امام میمون بن مہران الجزری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	913
12)نوجوانو امام ابو اسحاق اسبعی کوفی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	914
13)نوجوانو کے لیے امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	915
14)نوجوانو کے لیے امام سلیمان بن طرخان تیمی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	915
Islam & Health Management **نوجوانوں کے لیے جسمانی صحت اور ورزش کا اسلامی اصول**	917
جسمانی تندرستی(Physical Heath)	924
جسمانی تندرستی(Physical Fitness)کے مختلف ذرائع	925
دوڑ(Race)	925
تیراکی(Swimming)	926
کبڈی کشتی(Risling)	926

927	مکہ بازی(Boxing)
927	جوڈو کراٹے(Martial Art)
928	دماغی تندرستی(Mental Health)
936	**Islam&TimeManagement** **وقت کی قدر و قیمت اور آج کا نوجوان**
937	انسانی زندگی چار بڑے فطری اوقات میں تقسیم ہے
939	وقت کی پابندی نہ کرنے کے اسباب اور وجوہات
941	اللہ تعالیٰ کا مختلف وقتوں(Time) پر قسمیں کھانا
941	قرآن سے وقتTime کی پہلی دلیل
941	قرآن سے وقتTime کی دوسری دلیل
941	قرآن سے وقت(Time) کی تیسری دلیل
942	قرآن سے وقت(Time) کی چوتھی دلیل
943	نوجوانوں کے لیے وقت کی اہمت
944	سستی اور کاہلی کے اسباب
945	سستی اور کاہلی کا علاج
945	نوجوانوں میں وقت ضائع کرنے کا ایک بڑا ذریعہ (Internet اور Smart Phone)
949	معاشرے اور سماج پر Smart Phone اور Internet کے برے اثرات
951	Internet اور Smart Phone کو چھوڑنے کے طریقے
953	Tips For Time Management
954	The Term Management
954	Process of Management

954	Principle of Planning
955	Steps in Planning
955	?Why Do Plans Fail
955	Steps in Solving the Problem with Dua
956	Techniques of decision making with the help of Allaah
958	**FinanceManagement MoneyMatters اسراف اور فضول خرچی اور آج کا نوجوان**
958	ناواقف نوجوانوں کے ہاتھ میں پیسا دینا پیسے کی بربادی ہے
960	آج کا نوجوان اور فضول خرچی
961	فضول خرچی کے اسباب
964	فضول خرچی کے اسباب کا علاج
965	وہ طریقے جن سے نوجوانوں کو فضول خرچی سے روکا جا سکتا ہے
966	نوجوانوں کے بعض سوالات اور اس کے جوابات
973	خاتمہ

Chapter 1

ذاتی صفائی و ستھرائی اور عبادت کے بنیادی مسائل

Self-Management

خطبہ مسنونہ/خطبہ حاجہ

(خطبۂ مسنونہ جو ہر نوجوان کو یاد ہونا چاہیے)

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(آل عمران: 102)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

(النساء: 1)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

(الأحزاب: 70تا71)

أَمَّا بَعد

((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))

التخریج

(صحیح المسلم، کتاب الجمعۃ، باب: تخفیف الصلاۃ والخطبہ (باب: نماز اور خطبہ مختصر پڑھانے کا بیان)، حدیث نمبر:867/43[2005]- 868/46[2008]۔ سنن ابو داود :2118۔ وسنن ابن ماجہ:1893و45۔ وسنن النسائی:1579۔ مسند احمد :3720،3375،4115،4116)

نوٹ: خطبہ مسنونہ ایک حدیث کا حصہ نہیں ہے یہ کئی احادیث کا مجموعہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِه وَاَصْحَابِه اَجْمَعِيْن اَمَّا بَعد:

حديث الصبي

((عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: " رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ "))

((قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ فِيهِ "وَالْخَرِفِ"))

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قلم تین آدمیوں سے اٹھا لیا گیا ہے: سوئے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے، اور دیوانے سے یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے“۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس روایت کو ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے بواسطہ قاسم بن بزید، علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے اور اس میں لفظ "الخرف" کا اضافہ کیا۔ یعنی وہ آدمی جو بہت زیادہ عمر کی وجہ سے عقل و شعور کی کیفیت

پر قائم نہ رہتا ہو۔

(سنن ابو داود:4403، صحیح)

شرح حدیث

بلوغت کی علامات

لڑکے کے بالغ ہونے کی علامات:

1) منی کا نکلنا

2) عمر پندرہ سال مکمل ہونا

3) زیر ناف سخت بالوں کا اگنا۔

لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت:

1) منی کا نکلنا

2) عمر پندرہ سال مکمل ہونا

3) زیر ناف سخت بالوں کا اگنا

4) حیض کا شروع ہونا

5) حاملہ ہونا

یہ تمام علامات ظاہر ہونا شرط نہیں، بلکہ ان میں سے کوئی ایک علامت بھی ظاہر ہو جائے تو اس شخص کے بالغ ہونے کا حکم لگانے کے لیے کافی ہے"۔

(الشرح الممتع:6/202)

ستر ڈھانکنے کے مسائل

جس چیز کو بھی انسان حیا اور شرم کی وجہ سے ڈھانپے اسے عربی میں "عَوْرَةٌ" کہا جائے گا۔ اردو فقہ کی کتابوں میں اسکو ستر کہا جاتا ہے۔

- نماز کے درست ہونے کیلیے ستر ڈھانپنا شرط ہے؛ کیونکہ فرمانِ باری تعالی ہے:

﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

ترجمہ: کسی بھی مسجد کے پاس [جانے کیلیے] لباسِ زینت زیب تن کر کے جاؤ۔

(الأعراف:31)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ زینت سے مراد نماز کیلیے لباس ہے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، جمہور اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ ستر کو نماز میں ڈھانپنا شرط ہے" انتہی۔

(فتح الباری:1/466)

- جمہور اہل علم کے پاس مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے۔ المغنی (3/7) اور نماز کیلئے کاندھوں کا ڈھنکا رہنا واجب ہے ایک تحقیق کے مطابق اور اسکے دلائل میری کتاب، کتاب الصلوۃ میں موجود ہیں۔
- جبکہ عورت کے نماز کیلیے ستر، بالوں سمیت عورت کا پورا جسم ستر ہے سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے، چنانچہ اگر اس طرح نماز ادا کرے تو اس کی نماز متفقہ طور پر مکمل ہے۔" الشرح الممتع" (2/160) اور اس کے بعد والے صفحات کا مطالعہ کریں۔

صفائی ستھرائی کا خیال

(ا) بدن کی صفائی:

شریعت اسلامیہ نے جسم و بدن کی نظافت پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور اس کے لیے بہت سارے احکام نافذ کیے ہیں؛ درج ذیل سطور میں ان ہی احکام کو بیان کیا جارہا ہے:

(الف) غسل کرنا: تفصیل کیلئے اس کتاب میں ایک مستقل باب ہے

(ب) وضو کرنا:

وضوء کا طریقہ		
وضوء سے پہلے دل میں وضوء کی نیت کر لینی چاہئے پھر کہنا چاہئے: ❖ بِسۡمِ اللہ		Step 1
● دونوں ہاتھ کلائیوں تک اچھی طرح دھونا چاہئے۔ ● انگلیوں کے درمیان خلال بھی کریں۔ (تین [3] بار)		Step 2
کلی کریں۔ (تین بار)		Step 3
ناک میں پانی لیں۔ (تین بار)		Step 4
چہرہ دھوئیں۔ (تین بار)		Step 5
کہنیوں کے ساتھ دونوں ہاتھ اچھی طرح دھوئیں۔ (تین بار) ❖ سیدھے ہاتھ سے شروع کریں۔		Step 6

سر کا مسح کریں۔(ایک بار)		Step 7
کان کا مسح کریں۔(ایک بار)		Step 8
● ٹخنوں تک پیر خوب اچھی طرح دھوئیں۔(تین بار) ● پیر کے انگلیوں کا خلال بھی کریں۔ ● دائیں پیر سے شروع کریں۔		Step 9

نوٹ: یہاں پر وضوء کا مختصر طریقہ بیان کیا جارہا ہے تفصیل کے لیے حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ کی کتاب "کتاب الطہارۃ" کا مطالعہ کیجئے۔

وضوء کے بعد کی دعاء

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر یوں کہے:

((أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ))

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا

دے"۔

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس سے بھی چاہے جنت میں داخل ہو"۔

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب: وضو کے بعد کیا دعا پڑھی جائے؟، حدیث نمبر :55، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

(ج)**مسواک کرنا:**

اسلام نے منھ کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے مسواک کرنے پر بہت زور دیا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَوْلا أنْ أشُقَّ على أُمَّتِي، لأَمَرْتُهُمْ بالسِّواكِ عِنْدَ كُلِّ صَلاةٍ))

(صحیح بخاری:887، صحیح مسلم:252)

"اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا، تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے کون سا کام کرتے؟ تو انھوں نے جواب دیا: مسواک کرتے۔

(صحیح مسلم:253)

غسل کا بیان

قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:6)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو۔"

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعَرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ))

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جیسا نماز کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیا کرتے تھے، پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے۔ پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہا

لیتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب: اس بارے میں کہ غسل سے پہلے وضو کر لینا چاہیے، حدیث نمبر:248)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ میمونہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بتلایا:

((تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ، وَغَسَلَ فَرْجَهُ، وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذَى، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، ثُمَّ نَحَّى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، هَذِهِ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ))

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وضو کی طرح ایک مرتبہ وضو کیا، البتہ پاؤں نہیں دھوئے، پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جہاں کہیں بھی نجاست لگ گئی تھی، اس کو دھویا، پھر اپنے اوپر پانی بہا لیا۔ پھر پہلی جگہ سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل جنابت اسی طرح ہوا کرتا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب: اس بارے میں کہ غسل سے پہلے وضو کر لینا چاہیے، حدیث نمبر:249۔ صحیح مسلم:317[722و723و724]۔ سنن ابوداود:245۔ سنن النسائی:253۔وجامع ترمذی:103)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا

بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلاَبِ، فَأَخَذَ بِكَفِّهِ، فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ الأَيْسَرِ، فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ))

کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب غسل جنابت کرنا چاہتے تو حلاب کی طرح ایک چیز منگاتے، پھر (پانی کا چلو) اپنے ہاتھ میں لیتے اور سر کے داہنے حصے سے غسل کی ابتداء کرتے، پھر بائیں حصہ کا غسل کرتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے بیچ میں لگاتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب: اس بارے میں کہ غسل سے پہلے وضو کر لینا چاہیے، حدیث نمبر:258)

❖ **نوٹ**: یہاں پر وضوء اور غسل کا مختصر طریقہ بیان کیا جارہا ہے تفصیل کے لیے حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ کی کتاب "کتاب الطہارۃ" کا مطالعہ کیجئے۔

غسل کا طریقہ	
دل میں غسل کی نیت کرلیں (نیت کے لیے کوئی الفاظ ثابت نہیں ہیں) اگر جنابت سے ہیں تو جنابت کی نیت کی جائے گی، اور اگر حیض و نفاس کے لیے غسل ہے تو حیض یا نفاس سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کی جائے اور اگر کوئی جمعہ کے دن غسل کر رہا ہے اور وہ جنابت سے ہے تو دونوں کے لی نیت ایک ساتھ کی جاسکتی ہے، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ دونوں کے غسل الگ الگ کئے جائیں۔ (خواتین	Step-1

کے غسل کے طریقہ کے لیے میری کتاب "کتاب الطہارۃ" پڑھیں)	
➢ اپنے ہاتوں کو پہنچوں تک تین بار دھوئیں۔ ➢ شرم گاہ کی غلاظت کو اچھی طرح دھوئیں۔(یہاں پر تین بار کی قید نہیں بلکہ صاف ہونے تک اچھی طرح دھوئیں) ➢ شرمگاہ کے علاوہ جسم پر جہاں کہیں گندگی ہو دھولیں۔	Step-2
نماز کے لیے جو وضوء کیا جاتا ہے اسی طرح مکمل وضوء کریں۔	Step-3
اپنے سر کے بالوں کا انگلیوں سے خلال کرے تاآنکہ جلد تر ہو جائے پھر سر پر تین مرتبہ پانی بہائے	Step-4
➢ اپنے پورے بدن پر پانی بہائیں۔ ➢ سب سے پہلے جسم کے سیدھی جانب پانی ڈالیں۔ ➢ اس کے بعد جسم کے بائیں طرف پانی بہائیں۔ ➢ اپنے جسم کو خوب ملیں تاکہ پانی ہر جگہ پہنچ جائے نیز بغلوں اور گھٹنوں کے اندرونی حصوں تک پانی پہنچائیں۔	Step-5

نوٹ: غسل سے پہلے کیا جانے والا وضوء نماز کے لیے کافی ہے دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ غسل کے دوران ناقضِ وضوء ہو تو اس صورت میں دوبارہ وضوء کرنا ضروری ہے۔

❖ (غسل کی مزید مکمل تفصیل میری آنے والی کتاب "کتاب الطہارۃ" میں تفصیل کے ساتھ بیان کی جائے گی، ان شاء اللہ)

(د) ختنہ کرنا:

اسلام نے بیماری سے محفوظ رہنے کے لیے مسلمانوں کو ختنہ کرنے کا حکم دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ دیگر مذاہب کے حاملین بھی موجودہ دور میں حفظان صحت کے لیے ختنہ کرواتے ہیں؛ ختنہ کہتے ہیں مرد کے عضو تناسل کے سامنے کی کھال کاٹ دینا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((الفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الفِطْرَةِ: الخِتانُ، والِاسْتِحْدادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفارِ، وَقَصُّ الشّارِبِ))

(صحیح بخاری:5889، صحیح مسلم:257)

"پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھ چھوٹی کرانا"۔

ختنہ کا حکم: بعض علماء کے نزدیک ختنہ کا حکم واجب اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔

(ھ) ناخن تراشنا:

بدن کی صفائی ستھرائی میں ناخنوں کو تراشنا بھی شامل ہے، اس سے ناخن میں میل کچیل جنم نہیں لیتے اور انسانی طبیعت میں ایک طرح کی توانائی پیدا ہوتی ہے اور انسان بہت سی بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔ انس بن مالک رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں:

((وُقِّتَ لنا في قَصِّ الشّارِبِ، وتَقْلِيمِ الأظْفارِ، ونَتْفِ الإبِطِ، وحَلْقِ العانَةِ، أنْ لا نَتْرُكَ أكْثَرَ مِن أرْبَعِينَ لَيْلَةً))

(صحیح مسلم:258)

”ہمارے لیے مونچھیں ترشوانے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف کے بال صاف کرنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر کی گئی ہے“۔

نوٹ ۔ اسلامی نظام انسانوں کو حیوانیت وجنگلی صفات سے نکال کر متوازن، مہذب ومتمدن بناتا ہے

(و) جسم کے زائد بال صاف کرنا:

اسلام نے جسم کے غیر ضروری بالوں کی صفائی کو طہارت کا حصہ اور انسانی فطرت کا تقاضا قرار دیا ہے۔عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَشْرٌ مِنَ الفِطْرَةِ: قَصُّ الشّارِبِ، وإعْفاءُ اللِّحْيَةِ، والسِّواكُ، واسْتِنْشاقُ الماءِ، وقَصُّ الأظْفارِ، وغَسْلُ البَراجِمِ، ونَتْفُ الإبِطِ، وحَلْقُ العانَةِ، وانْتِقاصُ الماءِ. قالَ زَكَرِيّا: قالَ مُصْعَبٌ: ونَسِيتُ العاشِرَةَ إلّا أنْ تَكُونَ المَضْمَضَةَ))

(صحیح مسلم:261)

”دس باتیں فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف کے بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا۔ زکریا کہتے ہیں کہ

مصعب نے کہا کہ میں دسویں چیز بھول گیا، شاید کلی کرنا ہو"۔

نوٹ: جسم کے جن بالوں کے بارے میں منع یا اجازت کا حکم ثابت نہیں ان بالوں کو کاٹنا یا حلق جائز ہے جیسے پیر کے بال۔ (ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھ کاٹنے، ناخن تراشنے، بغل اور زیر ناف کے بال حلق کرنے کے لیے 40 دن مقرر فرمایا (صحیح مسلم: 258)

(ز) کنگھی کرنا:

بالوں میں تیل لگانا اور انھیں سنوارنا مستحب ہے؛ کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَن كان له شَعرٌ فَلْيُكرِمْه))

(صحیح الجامع: 6493)

"جس نے بال رکھے ہوئے ہیں وہ بالوں کی تکریم کرے"۔

حدیث کے الفاظ "وہ بالوں کی تکریم کرے" کا مطلب یہ ہے کہ انھیں دھو کر تیل لگائے اور کنگھی کر کے صاف ستھرا اور خوشنما رکھے، بالوں کو بکھرا ہوا مت رکھے، کیوں کہ صفائی ستھرائی اور خوبصورتی مطلوب امر ہے، تاہم بالوں کی دیکھ بھال اور بناؤ سنگھار میں مبالغہ کرنا پر ابھارا نہیں گیا۔

(2) کپڑوں کی صفائی

اسلام نے لباس و پوشاک اور کپڑوں کی بھی صفائی ستھرائی کا حکم دیا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ

اپنے نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ، قُمْ فَأَنْذِرْ ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ، وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾

(المدثر:1-5)

"اے چادر اوڑھنے والے ! کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے ، اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر ، اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر اور ناپاکی کو چھوڑ دے"۔

اسی طرح حدیث میں بھی کپڑوں کی صفائی ستھرائی پر مسلمانوں کو ابھارا گیا ہے، چنانچہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((أتانا رسولُ اللهِ ﷺ زائرًا في منزلِنا فرأى رجلًا شَعِثًا قد تفرّقَ شعرُه، فقال : أما كان يَجِدُ هذا ما يُسَكِّنُ به شعرَه ، ورأى رجلًا آخرَ وعليه ثيابٌ وَسِخَةٌ، فقال : أما كان هذا يجدُ ماءً يغسلُ به ثوبَه))

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:493)

"رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر زیارت کی نیت سے تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے پراگندہ بال والے ایک آدمی کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اسے اپنے بال درست کرنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملتی؟ پھر آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جو گندے

کپڑے پہنا ہوا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اسے پانی نہیں ملتا کہ اس سے اپنے کپڑے دھولے؟"۔

طہارت وصفائی کا خیال نہ کرنے پر عذاب قبر

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا، قَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا أَوْ إِلَى أَنْ يَيْبَسَا"، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ: كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَى بَوْلِ النَّاسِ))

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مدینے یا مکے کے کسی باغ سے گزرے تو وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا: "ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے لیکن یہ عذاب کسی بڑی بات پر نہیں دیا جا رہا۔" پھر فرمایا: "ہاں (بڑی ہی ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کی عادت میں مبتلا تھا۔" پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی، اس کے دو ٹکڑے کر

کے ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ”امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں، ان دونوں پر عذاب ہلکا کر دیا جائے گا۔“

(صحیح بخاری: 216، کتاب: وضو کے بیان میں، باب: اس بارے میں کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے)

نوٹ: عذاب قبر بر حق ہے:

﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

”فرعون اور آل فرعون کو صبح وشام آگ کو ان پر لایا جاتا ہے اور جس دن قیامت ہو گی (فرمان ہو گا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔“

(المؤمن:46:40)

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر عذاب قبر کا اثبات ہوتا ہے، نیز رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جواب میں فرمایا: ”ہاں! قبر کا عذاب حق ہے۔“

(صحيح البخاري، الجنائز، حديث:1372)

۞۞۞۞۞۞۞۞

طہارت ونماز کا ابتدائی تعارف

صلاۃ (نماز) ارکان اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے، جو دن ورات میں پانچ مرتبہ فرض ہے، صلاۃ بندے اور اس کے رب کے درمیان مناجات کا ذریعہ ہے، دینِ اسلام میں صلاۃ کی بڑی اہمیت ہے، یہ تمام اعمال میں سب سے زیادہ مقام رکھنے والی عبادت ہے، جو عربی زبان میں ادا کی جاتی ہے، جس میں دعائیں اور اذکار پڑھے جاتے ہیں۔

صلاۃ کے لغوی معنی

صلاۃ ایک فرض عبادت ہے جسے ایک مسلمان دن ورات میں پانچ مرتبہ ایک خاص طریقہ سے ادا کرتا ہے، یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے "دعاء"۔

صلاۃ کے شرعی معنی

صلاۃ ایک فرض عبادت ہے جو معلوم اقوال وافعال کے ذریعہ ادا کی جاتی ہے جس کی شروعات تکبیر اور اختتام تسلیم سے ہوتی ہے۔

(الشرح الممتع)

قرآن (قرآن میں نماز کا ذکر)

قرآنِ مجید میں تقریباً سات سو (700) مرتبہ نماز کا ذکر آیا ہے، فرمان باری تعالی ہے: جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ

خبر دار ہے۔

(العنکبوت:45)

اور فرمایا: پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے پرورد گار کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا رہ، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے، رات کے مختلف وقتوں میں بھی اور دن کے حصوں میں بھی تسبیح کرتا رہ، بہت ممکن ہے کہ تو راضی ہو جائے (طہ:130)

حدیث (حدیث میں نماز کا ذکر)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ."پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک (کا وقفہ) ان (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے جو اس کے درمیان میں ہوں گے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ (صحیح مسلم: 233) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ (فرق کرنے والا) عہد جو ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان ہے نماز ہے پس جس نے نماز چھوڑ دی وہ یقیناً کافر ہو گیا۔

(جامع الترمذی:2621)

صلاۃ (نماز) کی اہمیت

صلاۃ (نماز) دین کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جو اعمال میں سب سے زیادہ افضل ہے، یہ مؤمن کے دل کو راحت و سکون پہنچاتی ہے، اور اس کے دل سے زنگ کو دور کرتی ہے، یہ ایک مسلمان کو اللہ تعالی کا فرماں بردار بناتی ہے جو مسلمان نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ تعالی کا فرماں بردار نہیں بن سکتا کیونکہ مسلمان اور کافر میں صرف نماز کا فرق

ہے، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہو گا۔

نوٹ :ایک تحقیق (شیخ بن باز رحمۃ اللہ) کے مطابق نماز کے 9 شرائط ،14 ارکان ،8 واجبات اور سنن قولیہ وفعلیہ بہت زیادہ ہیں جنکا ذکر تفصیلی طور پر آیئگا کتاب الصلوۃ میں ان شاء اللہ، کتاب الطہارۃ میں نماز کے شرائط (شرطوں) پر معلومات پیش کی جائیں گی۔

نماز کے شرائط

1) اسلام،
2) عقل،
3) سنِ تمیز (ایک قول) ، یابلوغت (دوسرا قول کے مطابق)
4) مقررہ نماز کے وقت کا داخل ہونا،
5) ستر ڈھانکنا،
6) نجاست اور گندگی سے طہارت،
7) حدثِ اکبر اور اصغر سے طہارت،
8) استقبالِ قبلہ،
9) نیت۔

صلاۃ (نماز) کے أرکان

رکن عمداً (جان بوجھ کر) یا بھول جانے سے بھی ساقط نہیں ہو گا، بلکہ اسے ادا کرنا ضروری ہے، اور یہ چودہ ہیں:

1) فرض نماز کے دوران قیام کی استطاعت رکھنے والے پر قیام کرنا،
2) تکبیرِ تحریمہ یعنی "اللہ اکبر" کہنا،
3) سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا
4) رکوع کرنا،
5) رکوع سے اٹھنا،
6) رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہونا،
7) سجدہ کرنا،
8) سجدہ سے اٹھنا،
9) دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا،
10) پوری نماز میں اطمینان، یعنی ہر فعلی رکن کو سکون کے ساتھ ادا کرنا،
11) آخری تشہد پڑھنا،
12) تشہد اور دونوں طرف سلام کیلئے بیٹھنا،
13) دونوں طرف سلام پھیرنا،
14) مذکورہ بالا ارکان میں ترتیب کا خیال کرنا۔

صلاۃ (نماز) کے واجبات

(واجبات بھول کر چھوڑنے پر سجدہ سہو کرنا کافی ہے پوری رکعت نہ دہرائیں)

نماز کے آٹھ واجبات ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں :

1) تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر تکبیرات،

2) امام اور منفرد کا "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہنا،

3) "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہنا،

4) رکوع میں ایک بار "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" کہنا،

5) سجدہ میں ایک بار "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى" کہنا،

6) دو سجدوں کے درمیان "رَبِّ اغْفِرْ لِي" کہنا،

7) پہلا تشہد پڑھنا،

8) پہلا تشہد بیٹھنا۔

1. نماز میں ستر کے مسائل [ستر العورة]

1) ﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

(سورۃ الاعراف:31)

" اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

سبب نزول :ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: "كانت المرأة تطوف فی البيت وهی عريانة. فتقول: من يعيرنی تطوافاً تجعله على فرجها" /

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ

فَتَقُولُ مَنْ يُعِيرُنِي تِطْوَافًا تَجْعَلُهُ عَلَى فَرْجِهَا وَتَقُولُ الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلاَ أُحِلُّهُ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةَ { خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ}

(مسلم:3028)

((قال مجاهد: ما يوارى عوراتكم ولو عباءة))

2) عورت کے لیے نماز میں سر ڈھنکنا ہے جبکہ نماز کے علاوہ کی حالت میں گھر میں سر کھلا رکھنے کی اجازت ہے (محرم کے سامنے)۔

(ابن تیمیہ، ص:23)

"حجاب المرأة ولباسها فی الصلوة"

3) مرد کیلئے آگے پیچھے شرمگاہ کو ڈھنکنا ضروری ہے "سُرّہ"-[ناف] سے گھٹنے تک ستر کا حصہ ہے اور ڈھانکنا واجب ہے اور اسی طرح کاندھے ڈھکنا بھی ضروری ہے۔

نوٹ:- ران عورة [جسکا ڈھکنا واجب ہے] میں شامل ہے یا نہیں؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حدیث انس اسند و حدیث جرھد احوط، احتیاط کا تقاضہ ہے کہ ران کو بھی چھپائے۔

علماء نے احادیث میں تطبیق دینے کے لیے کہا کہ مخففہ اور مغلظہ میں فرق ہے- آگے پیچھے شرمگاہ یہ مغلظہ میں شمار کیا جاتا ہے اور سخت وعید ہے اس کو نہ چھپانہ پر اور ران کا شمار مخففہ میں سے ہے ران کا چھپانا احتیاط کا تقاضہ ہے۔

4) نماز میں عورت سوائے چہرہ اور دونوں ہتھیلی کے سارا بدن ڈھانپے کیونکہ یہ سب عورۃ ہے۔

2استقبالِ قبلہ شرط ھے نماز کیلئے

(متواتر احادیث سے ثابت ہے[شیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ])

1) جہتِ قبلہ اور عینِ قبلہ میں فرق ہے

{ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ }

. يَعْنِي نَحْوَهُ،

وَتَقُولُ العرب: هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ يُشَاطِرُونَنَا. إِذَا كَانَتْ بُيُوتُهُمْ تُقَابِلُ بُيُوتَهُمْ

(المغنی:1/447)

نوٹ: کعبہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے سامنے ادا کرنے والے کے لیے عینِ کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے اور جو کعبہ کے مشاہدہ سے دور ہوں ویسے مصلی کے لیے جہتِ کعبہ کافی ہے۔

((مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ))

(سنن ترمذی / سنن ابن ماجہ، صححہ الالبانی فی الارواء:292)

2) ((عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا حَتَّى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي

فِي الْبَقَرَةِ { وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ} فَنَزَلَتْ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَحَدَّثَهُمْ فَوَلَّوْا وُجُوهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ))

(مسلم:525)

3) حديث المسيئ الى الصلوة:إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ

(بخاری:6667)

4) استقبالِ قبلہ کب ساقط ہو جاتا ہے؟

1. سواری پر نفلی ادا کرنے والے کے لیے۔

(خ-400/414)

لیکن فرض نماز میں تحری یعنی خوب محنت کرنا کہ استقبال قبلہ ہو جائے ایسی محنت لازم ہے۔

(خ:1097۔م 701)

2. خوف، مرض، عاجزی، بے بسی یا مجبوری کی حالت میں قبلہ کا رخ کرنا ممکن نہ ہو تو ساقط ہے اور معاف ہے۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (فان خفتم فرجالا اور کبانا)

قول ابن عمر :((فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّوْا

رِجَالاً، قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ، أَوْ رُكْبَانًا))

(خ:4535)

5) تحری اور محنت کے باجود اگر قبلہ مخفی رہا تو ایسی صورت میں اعادہ کی ضرورت نہیں

فلم يأمرنا بالاعادة /وقال قد أجزأت صلاتكم

(الدارقطني والحاكم والبيهقي وابن ماجه والطبراني وحسنه لالباني في الارواء:1/323)

لہذا قبلہ کے رخ کو جاننے کی حتی المقدور استطاعت کے مطابق محنت کرے پھر بھی غلطی سے غلط سمت (غیر قبلہ) نماز پڑھ لے تو اعادہ کی ضرورت نہیں) اور اسی طرح اگر کوئی غیر قبلہ رخ کر کے نماز پڑھ رہاہو تو نماز میں اسکو قبلہ کی طرف موڑنا اور تصحیح کرنا جائز ہے۔

طہارت

ابتدائیہ: طہارت کا مطلب: نظافت، نزاہت، ظاہری اور باطنی گندگی سے پاکی ہے۔

طہارت کا لغوی معنیٰ:

"طَهَارَة" باب "طَهَرَ- يَطْهُرُ "نصر سے مصدر ہے، طُهْرُ "[اسم] حیض و نفاس اور دیگر نجاستوں سے پاکی حاصل کرنا۔

طہارت کی ضد:

نجس[نجاسات]، حالتِ جنابت، حدث[حدث اکبر وحدث أصغر کا براہ راست تعلق جسمانی گندگی سے ہے]، رجس، خباثت وغیرہ۔

طہارت کا اصطلاحی معنی:

طہارت کا اصطلاحی معنی، لغوی معنی سے مختلف ہے لغوی معنی بیشتر نجاست کے ازالہ کے لیے استعمال ہوتا ہے، جبکہ شرعی اصطلاح میں طہارت کا معنی بہت وسیع ہے یہ معنوی وحسي وظاہری وباطنی صفائی کیلئے مستعمل ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَأَمَّا الطَّهَارَةُ فِي إصطلاح الفقهاء فهي رفع حدث أو ازالة نَجَسٍ......))

جہاں تک فقہا کی اصطلاح میں طہارت کا تعلق ہے تو وہ حالتِ حدث کو ختم کرنا یا نجاست کا

ازالہ کرنا ہے۔۔۔"

(المجموع شرح المهذب للنووي :1/79، كتاب الطهارة،باب: ما يجوز به الطهارة من المياه وما لا يجوز)

طہارت کی اقسام

علمائے کرام نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

1. معنوی طہارت۔
2. حسی طہارت۔

معنوی طہارت

1) شرک سے پاک ہونا۔

2) کبیرہ گناہوں سے پاک ہونا۔

3) دل کے امراض اور روحانی امراض سے پاک ہونا۔

معنوی طہارت حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع:

❖ ایمان، تقوی، زکاۃ، صدقات، خیرات، اتباعِ کتاب و سنت۔

حسی طہارت

1) حسی و ظاہری نجاستوں کا ازالہ جسم، کپڑے اور جگہ سے

2) حکمی نجاست جیسے حدث اصغر [بول وبراز وغیرہ] و حدث اکبر [جنابت سے، حیض ونفاس] سے طہارت حاصل کرنا۔

حسی طہارت حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع:

❖ پاک پانی اور ازالہ نجاست کے لئے دیگر ذرائع، یا شرعی عذر کی بناء پر اسکا بدل تیمم پاک مٹی سے وغیرہ۔

تفصیل کیلئے دیکھئے: ((الشرح الممتع)) لابن عثيمين (26/1)

((بداية المجتهد)) لابن رشد (7/1)، ((الفقه الإسلامي وأدلَّته)) للزحيلي (238/1)

طہارت کی اھمیت

1) "الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ"-پاکی ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح مسلم:223)

2) "لاَ تُقْبَلُ صَلاَةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ" طہارت کے بغیر نماز قابلِ قبول نہیں۔

(صحیح مسلم:224)

3) "مِفْتَاحُ الصَّلاَةِ الطُّهُورُ"-طہارت نماز کی کنجی ہے۔

(سنن ابن ماجہ:275، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ "حسن صحیح")

4) "إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلاَّ عَلَى طُهْرٍ "- اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ ہر بز پسند نہیں کہ میں بغیر طہارت حاصل کئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔

(سنن ابو داود:17)

5) رفعِ حدث اور ازالۂ نجاست کا علم ضروری ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾

(سورہ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 6)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو۔"

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾

(سورۃ التوبۃ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر 28)

"اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔"

خلاصہ:

1) صحتِ طہارت، مفتاحِ صلوۃ ہے۔

2) قبر کے عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

3) رفعِ حدث وازالۂ نجاست کا تعلق شروط الصلوۃ میں سے ہے۔

4) بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی ہے۔

5) وہ اسباب جو غسل اور وضو واجب کرتے ہیں جاننا ضروری ہے۔

6) حدث اور نجاست کا فہم پہلے حاصل کرنا بہت ضروری ہے پھر یہ علم بھی ضروري ہے کہ حدث کو کیسے ختم کرنا ہے اور نجاست کا ازلہ کیسے کرنا ہے؟ {احکامات رفعِ حدث اور ازالہ نجاست کا بنیادی علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے :((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))۔ ترجمہ: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔}

طہارت سے اعراض کرنے والوں کا انجام

"كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ" دونوں میں سے ایک اپنے پیشاب سے بچتا نہ تھا

نوٹ: عذابِ قبر کی ایک وجہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا [اور طہارت حاصل نہ کرنا ہے]۔

(صحیح بخاری:216)

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ

مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا، قَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا أَوْ إِلَى أَنْ يَيْبَسَا"..وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ: كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَى بَوْلِ النَّاسِ))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ یا مکے کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ (وہاں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی آواز سنی جنھیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جارہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہورہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھجور کی) ایک ڈالی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا اور ان میں سے (ایک ایک ٹکڑا) ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے۔

(حدیث نمبر 216 صحیح بخاری)

Narrated Ibn `Abbas: Once the Prophet, while

passing through one of the graveyards of Medina or Mecca heard the voices of two persons who were being tortured in their graves. The Prophet said, "These two persons are being tortured not for a major sin (to avoid)." The Prophet then added, "Yes! (they are being tortured for a major sin). Indeed, one of them never saved himself from being soiled with his urine while the other used to go about with calumnies (to make enmity between friends). The Prophet then asked for a green leaf of a date-palm tree, broke it into two pieces and put one on each grave. On being asked why he had done so, he replied, "I hope that their torture might be lessened, till these get dried."

حدث اور نجاست سے پاکی حاصل کرنا، طہارت ھے

البآب الاول :

نجاسات: نجس یا نجاست کی جمع ہے، عینی ومادی (حسی وظاہری) نجاست کیلئے یہ لفظ کہا جاتا ہے، جبکہ حدث حکمی نجاست ہے، حسی نجاست کا وجود کپڑے، بدن، موضعِ صلاۃ(نماز کی جگہ) پر مانع (رکاوٹ) ہوتا ہے نماز کے لیے (جب تک شرعی طور پر اس نجاست کو ختم نہ کیا جائے)۔

الباب الثانی :

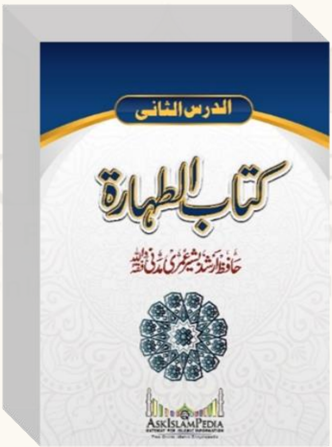
حدث: وہ وصف جو رکاوٹ بنتا ہے ان اعمال کیلئے جن کی ادائیگی کے لئے طہارت کی شرط رکھی گئی ہے (فقہ کی اصطلاح میں اسکو مانع کہا جاتا ہے) اور رکاوٹ قائم رہتی ہے جب تک کہ رفع حدث نہ ہو (جب تک شرعی طور پر اس حالت کو ختم نہ کیا جائے)

نوٹ۔ حدث اکبر: غسل کو واجب کرنے والا سبب (جنابت، حیض اور نفاس)

حدث اصغر: وضو کو واجب کرنے والا سبب (پیشاب و پاخانہ و ہوا کا خارج ہونا وغیرہ)۔

رفع حدث اور ازالہ نجاسات پر 400 صفحات پر مشتمل میری کتاب کا مطالعہ کیجئے۔

بارک اللہ فیکم



۞۞۞۞۞۞۞۞۞

Chapter 2

انسانی نشو نما کے ارتقائی مراحل

اور بعض شرعی مسائل

انسانی نشونما کے ارتقائی مراحل اور بعض شرعی مسائل

- جنین: حاملہ ماں کا گانا سننا اور اور تلاوت کرنا، یاد رہے جنین پر اسکا اثر پڑھتا ہے لہذا اسلامی اقدار کا خیال رکھیں
- ولادت کے بعد کے مسائل (برکت کی دعاء، تحنیک، عقیقہ، حلق شعر، ختنہ) آگے کے صفحات میں مکمل مضمون پیش کیا جائے گا ان سارے موضوعات پر ان شاء اللہ۔
- بچے جب بڑے ہو جائیں تو بستر اُلگ رکھنا: یعنی ایک لحاف میں نہ سونے دیں
- سن تمیز کے مسائل: اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دینا اور دس سال کے بعد نماز میں سستی پر ضرب و سختی کی بھی اجازت ہے۔ یہ بطورِ تربیت ہے نہ کہ سزا کیونکہ بچہ اور بچی بالغ ہونے کے بعد شرعی طور پر مکلف ہوتےٍ ہیں اور بلوغت کے بعد نماز فرض ہوتی ہے، لہذا تربیت اور سزا میں غلوٍ سے بچیں بعض بچے مربی کی بیجا سختی کی وجہ اسلام سے نفرت کرنے لگتے ہیں، یعنی اسلوبِ بشیر اونذیرا اسلامی حدود میں ہو۔

دس سال کی عمر میں بستر الگ کردو

سنن أبي داؤد: كِتَابُ الصَّلَاةِ (بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ)

حكم : صحيح (الألباني) 495

((عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ))

سنن ابو داؤد: کتاب: نماز کے احکام ومسائل تمہید کتاب (باب: بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے؟)495

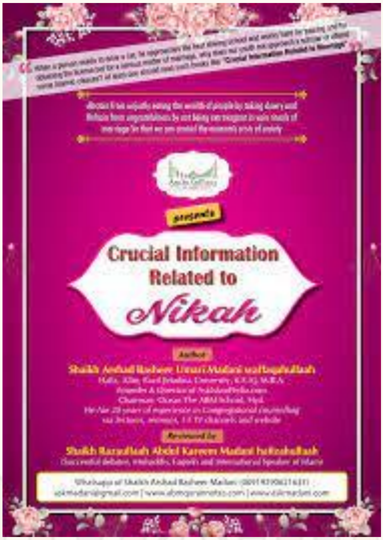
(عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں اس پر ضرب اور ان کے بستر جدا جدا کر دو۔"

❖ سن مراحقہ: (ماحول میں اختلاط سے بچنا) بفرلی شونامی ایک جرمن مستشرق نے ریسرچ کرکے بتلایا کہ اختلاط والے نظام میں تعلیم گاہ اور افسس میں کمزور رزلٹ آرہے ہیں جبکہ غیر اختلاط میں یکسوئی ہے اور نتائج مفید اور کثیر ہیں (الغرب یتراجع عن الاختلاط)

❖ سن بلوغت: بلوغت سے پہلے اور بعد کے مسائل جاننا (لڑکا اور لڑکی بلوغت کے بعد شرعی طور پر مکلف ہوتے ہیں جیسے کہ نماز وروزہ وحج (استطاعت ہو تو) کی فرضیت ثابت ہے البتہ زکاۃ کی فرضیت کا تعلق مالٍ سے ہے نہ کہ بدنی عبادت سے اس لئے بعض اہل علم نے کہا کہ زکاۃ فرض ہے بچہ کے مال میں بالغ ہونے سے پہلے (ابن باز)

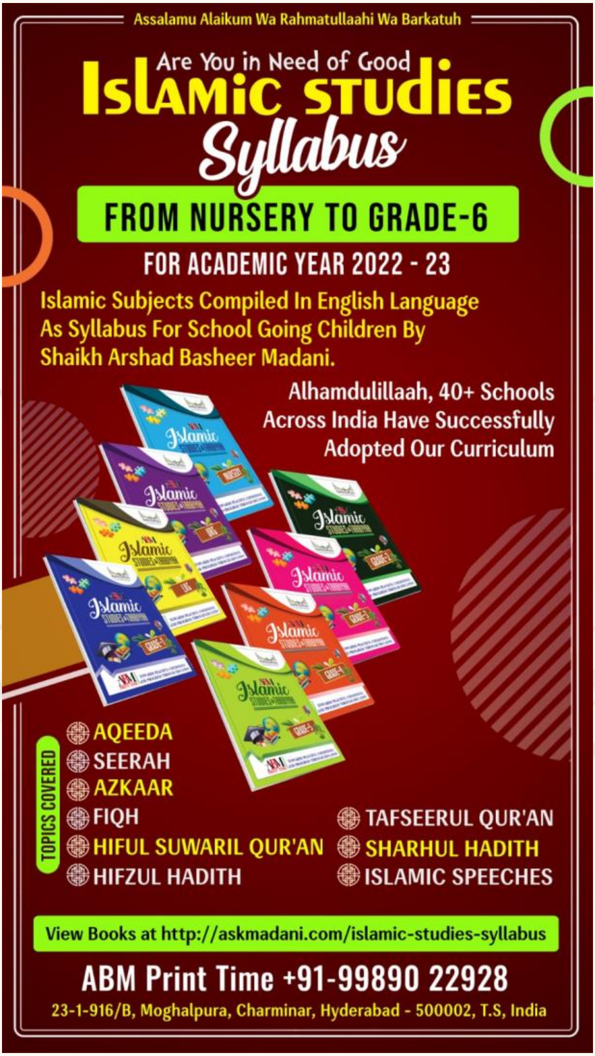
❖ نکاح کے مسائل: نکاح ونفقات (خرچہ) کے مسائل کیلئے مستقل میری کتاب

ہے۔(Married Life & Finance Matters)

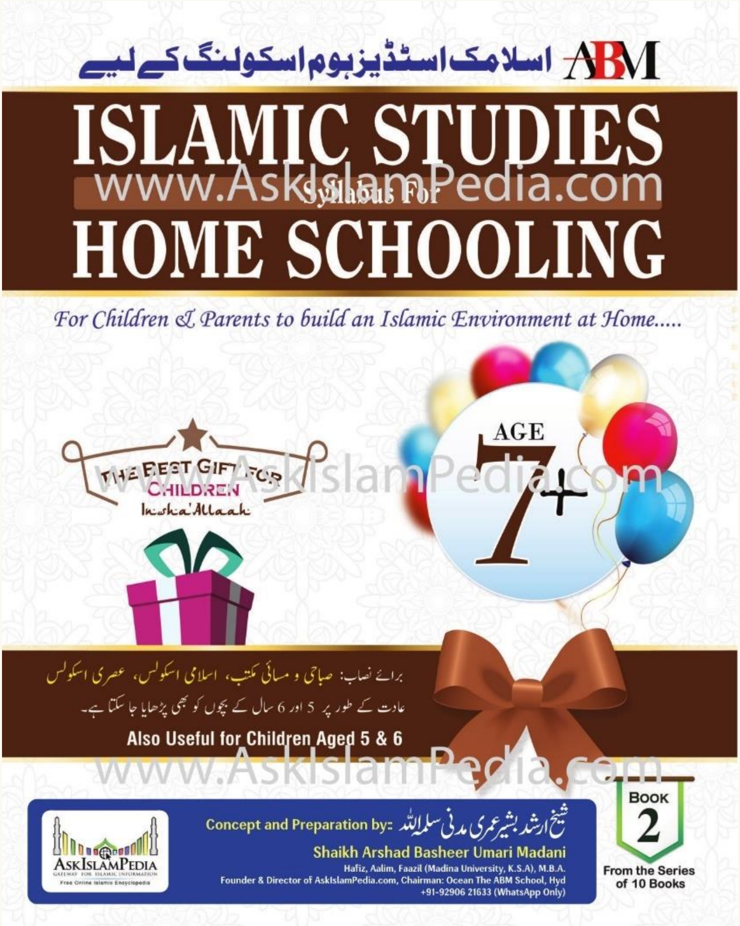


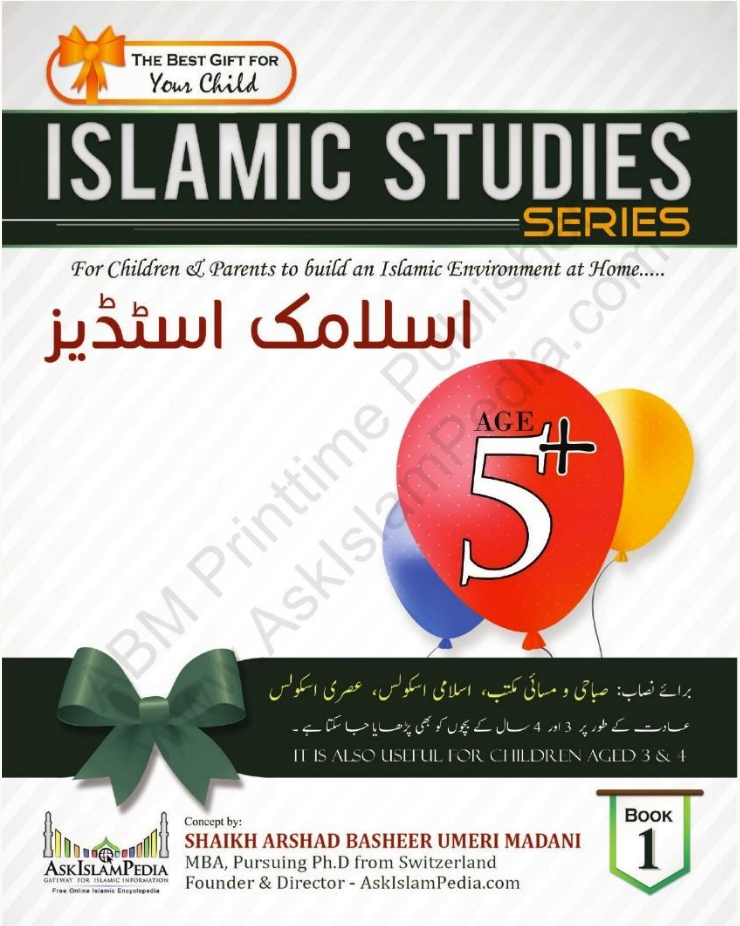
نوٹ : عمر کے مراحل کے اعتبار سے اور فروقِ فردیہ کا خیال رکھتے ہوئے نصابِ اسلامیات کی سیریز تیار کی گئی ہے:

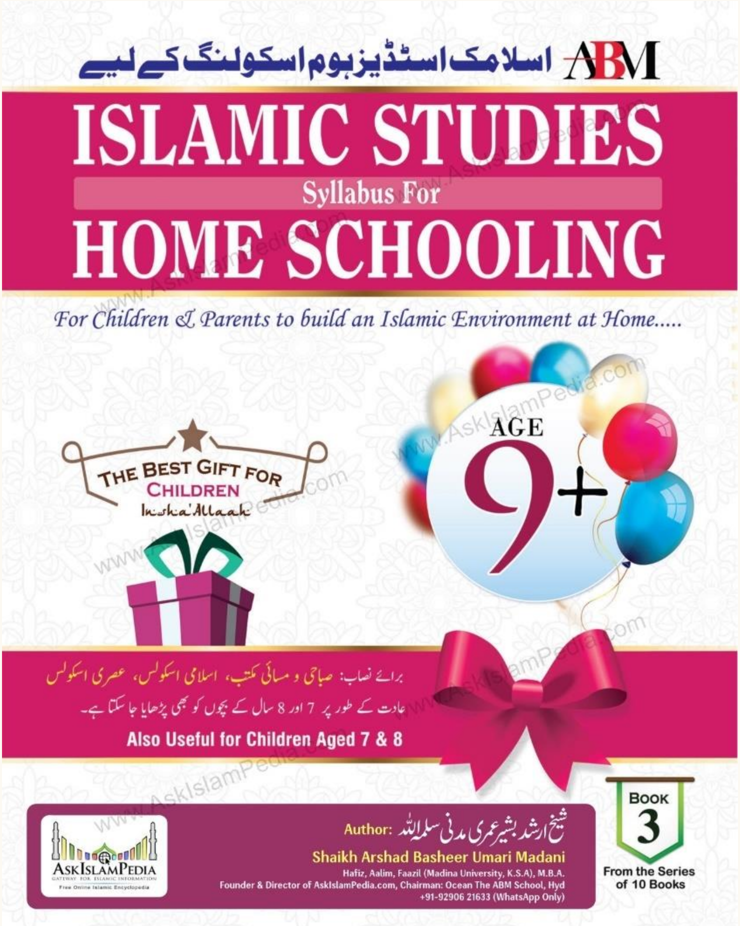
اس سیریز کی مدد سے ماں باپ home schooling کرسکتے ہیں اگر اسلامی اسکول میسر نہ ہو۔


Assalamu Alaikum Wa Rahmatullaahi Wa Barkatuh
Are You in Need of Good
Islamic Studies
Syllabus
FROM NURSERY TO GRADE-6
FOR ACADEMIC YEAR 2022 - 23
Islamic Subjects Compiled In English Language As Syllabus For School Going Children By Shaikh Arshad Basheer Madani.
Alhamdulillaah, 40+ Schools Across India Have Successfully Adopted Our Curriculum
TOPICS COVERED
AQEEDA
SEERAH
AZKAAR
FIQH
HIFUL SUWARIL QUR'AN
HIFZUL HADITH
TAFSEERUL QUR'AN
SHARHUL HADITH
ISLAMIC SPEECHES
View Books at http://askmadani.com/islamic-studies-syllabus
ABM Print Time +91-99890 22928
23-1-916/B, Moghalpura, Charminar, Hyderabad - 500002, T.S, India


Arabic Vocabulary &
Conversation Syllabus Books
NURSERY, L.K.G & U.K.G
1st, 2nd, 3rd, GRADE
4th 5th, GRADE
Arabic Vocabulary
Arabic Conversation
Learning Through
AUDIO VISUAL
VOLUME 1
VOLUME 2
VOLUME 3
SHAIKH ARSHAD BASHEER UMERI MADANI
نوٹ1:- وہ اسلامک اسکول جن کے پاس پہلے ہی سے عربی گرامر پر نصاب موجود ہے تو ان کے لئے یہ کورس مد اور معاون کے طور پر تیار کیا گیا ہے تاکہ بچوں کے اندر کلمات کا ذخیرہ مع معانی اور قوتِ محادثہ اور عربی گفتگو کی عادت مضبوط ہوجائے۔ان شاء اللہ
نوٹ2:- "Main Syllabus" بھی تیار ہے نرسری تا ""عربی گرامر نظریات مع تطبیقات یعنی " Rules +Exersices "
Arabic Vocabulary & Conversation کی خصوصیات:
"Nursery" سے "5th Grade" تک
ان نصابی کتابوں سے حاصل ہونے والے فائدے۔ان شاء اللہ
1 Arabic Vocabulary and arabic Conversation Books as Supportive Syllabus for Islamic Schools
2 یہ " Supportive Syllabus " ہے
3 1000 سے زیادہ "Vocabularies"۔ کا ذخیرہ
4 400 سے زیادہ محادثات کے لیے بنے بنائے جملے "Prepared Conversation lines"۔
5 6th grade to 12th class + Degree (bachelor) تک 6000 قرآنی کلمات "6"Volume میں سہ لسانی تیار کیا گیا ہے [اردو، عربی اور انگریزی]
6 "Arabic Vocabulary & Conversation" کو "Main Syllabus " یا Supportive Syllabus " کی طرح نرسری سے لیکر "10th" تک استعمال کرسکتے ہیں۔
AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia


ABM اسلامک اسٹڈیز ہوم اسکولنگ کے لیے
ISLAMIC STUDIES
Syllabus For
HOME SCHOOLING
For Children & Parents to build an Islamic Environment at Home.....
THE BEST GIFT FOR CHILDREN
Insha'Allaah
AGE 7+
برائے نصاب: صباحی و مسائی مکتب، اسلامی اسکولس، عصری اسکولس
عادت کے طور پر 5 اور 6 سال کے بچوں کو بھی پڑھایا جا سکتا ہے۔
Also Useful for Children Aged 5 & 6
AskIslamPedia
Concept and Preparation by: شیخ ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ
Shaikh Arshad Basheer Umari Madani
Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.
Founder & Director of AskIslamPedia.com, Chairman: Ocean The ABM School, Hyd
+91-92906 21633 (WhatsApp Only)
Book 2
From the Series of 10 Books
www.AskIslamPedia.com


THE BEST GIFT FOR
Your Child
ISLAMIC STUDIES
SERIES
For Children & Parents to build an Islamic Environment at Home.....
اسلامک اسٹڈیز
AGE
5+
برائے نصاب: صباحی و مسائی مکتب، اسلامی اسکولس، عصری اسکولس
عادت کے طور پر 3 اور 4 سال کے بچوں کو بھی پڑھایا جا سکتا ہے۔
IT IS ALSO USEFUL FOR CHILDREN AGED 3 & 4
ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia
Concept by:
SHAIKH ARSHAD BASHEER UMERI MADANI
MBA, Pursuing Ph.D from Switzerland
Founder & Director - AskIslamPedia.com
BOOK
1


ABM اسلامک اسٹڈیز ہوم اسکولنگ کے لیے
ISLAMIC STUDIES
Syllabus For
HOME SCHOOLING
For Children & Parents to build an Islamic Environment at Home.....
THE BEST GIFT FOR CHILDREN
Insha'Allaah
AGE
9+
برائے نصاب: صباحی و مسائی مکتب، اسلامی اسکولس، عصری اسکولس
عادت کے طور پر 7 اور 8 سال کے بچوں کو بھی پڑھایا جا سکتا ہے۔
Also Useful for Children Aged 7 & 8
BOOK
3
From the Series of 10 Books
ASKISLAMPEDIA
Author: شیخ ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ
Shaikh Arshad Basheer Umari Madani
Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.
Founder & Director of AskIslamPedia.com, Chairman: Ocean The ABM School, Hyd
+91-92906 21633 (WhatsApp Only)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

Chapter 3

بچہ اور سماج، معاشرہ وماحول وعادات

اسلام میں بچوں کے حقوق

(یہ مضمون اسک اسلام پیڈیا سے لیا گیا ہے شکریہ اسک اسلام پیڈیا ٹیم کا)

(فجزاھم اللہ خیرا)

بچے، بہت ہی خاص اور محبوب ترین دولت اور نعمت ہوتے ہیں۔ ان کی اپنی خاص شناخت و پہچان ہوتی ہے۔ ہمارے محبوب ترین پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی بچوں کے تئیں اپنے خاص لطف و کرم والے رویہ کا اظہار فرمایا ہے۔ بچوں کے تئیں آپ ﷺ نے مختلف انداز میں اس محبت و شفقت کا اظہار فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ انہیں گلے لگاتے، انہیں اپنی پیٹھ پر بٹھاتے، ان کے ہاتھ چومتے، اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے بالوں میں کنگی فرماتے۔ آپ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیلنے کو محبوب رکھتے۔

- مضمون کی فہرست
- ہر بچہ، دین فطرت اسلام کے مطابق پیدا ہوتا ہے
- اسلام میں بچوں کے حقوق
- پیدائش کے بعد بچہ کے حقوق
- بچوں کو نظر بد وغیرہ سے محفوظ رکھا جائے
- بچوں کی تعلیم اور پرورش و پرداخت کے تئیں والدین کی ذمہ داریاں
- بچوں کو سب سے پہلے کیا سکھایا جائے
- بچوں میں نظم وضبط پیدا کیا جائے
- بہترین اور مربیانہ انداز میں بچوں کی تربیت کی جائے
- بچوں سے محبت کریں

- شام کے وقت بچوں کو گھروں سے باہر نہ چھوڑیں
- بچے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک آزمائش و امتحان ہیں
- اولاد پر خرچ کریں
- بچوں کے ساتھ شفافیت اور لڑکا / لڑکی کے امتیاز کے بغیر برتاؤ کریں
- بچوں کے تئیں اپنے مشفقانہ اور محبت سے بھرپور رویہ کا مظاہرہ کریں
- بچوں سے بہترین انداز میں خطاب کریں
- اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے تعلقات کو مستحکم کریں
- کسی میدان میں بچہ ناکام ہو جائے تو اس کو ناکامی کا احساس نہ ہونے دیں
- بچوں کے نامناسب طرز عمل کو نظر انداز کریں
- مزید ملاحظہ فرمائیں
- حوالہ جات
- ہر بچہ، دین فطرت اسلام کے مطابق پیدا ہوتا ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم نے انہیں ناک کان کٹا ہوا کوئی بچہ دیکھا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

(سورۃ الروم:30)

" اللہ کی اس فطرت کی اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں، یہی سیدھا دین ہے۔"

(صحیح بخاری:4775)

مطلب یہ ہے کہ ہر بچہ توحید اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کی حالت میں پیدا ہوتا ہے۔ اس میں اس وقت برائی نہیں ہوتی، اس کے بعد اگر گھر میں اچھی اور عمدہ تربیت اور معاشرہ میں نیک ساتھی اور اسلامی ماحول میسر آجائے تو بلاشبہ یہ بچہ پختہ ایمان والا بن جاتا ہے۔

اسلام میں بچوں کے حقوق

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور پھر دن میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں، یارسول اللہ! میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیکن اگر تم ایسا کروگے تو تمہاری آنکھیں (بیداری کی وجہ سے) بیٹھ جائیں گی اور تیری جان ناتواں ہو جائے گی۔ یہ جان لو کہ تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی۔ اس لیے کبھی روزہ بھی رکھو اور کبھی بلا روزے کے بھی رہو، عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ بچوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے حفظ و امان طلب کی جائے۔

(صحیح بخاری:3419)

پیدائش کے بعد بچہ کے حقوق

1۔ تحنیک: یہ لفظ ثلاثی مزید فیہ کے باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا معنی "کسی چیز کو چبا کر نرم بنانا" کے ہیں۔

نومولود کے منہ میں کھجور جیسی کوئی میٹھی چیز چبا کر ڈالی جائے اور یہ عمل مسنون ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچوں کو لایا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے برکت کی دعاء کرتے اور ان کی تحنیک فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک بار ایک بچے کو لایا گیا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پیشاب کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اور پیشاب کی جگہ پر چھینٹا مار دیا اور اسے دھویا نہیں۔

(صحیح بخاری:5468)

2۔ بچہ کا صحیح اسلامی نام رکھا جائے: بچہ کا صحیح نام رکھا جائے جیسے 'عبداللہ' یا 'عبدالرحمٰن'۔

(سنن ابو داود:4950،قال الشيخ الألباني: صحيح دون قوله تسموا بأسماء الأنبياء)

3۔ نومولود کی پیدائش کے ساتویں دن اس کے بال کاٹ کر ان کے وزن کے مساوی چاندی خیرات کریں۔

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کیا، اور فرمایا: "فاطمہ رضی اللہ عنہا! اس کا سر مونڈ دو اور اس کے بال کے برابر چاندی صدقہ کرو"، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بال کو تولا تو اس کا وزن ایک درہم کے برابر یا اس سے کچھ کم ہوا۔

(جامع الترمذی:1519، **قال الشيخ الألباني**: **حسن**، الإرواء:1175)

4۔عقیقہ:

(ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اور سر کے بال حلق کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کی جائے اور بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر ساتویں دن عقیقہ ممکن نہ ہو تو 14 یا 21 ویں دن کو بھی کر سکتے ہیں)

لفظ "عقیقہ" ثلاثی مجرد کے باب نصر سے مشتق ہے اور بطور اسم ہی مستعمل ہے، جس کا معنی "پھاڑنا اور کاٹنا" ہیں۔ اس کے اصل حروف "ع، ق، ق" ہیں۔ اس کی جمع "عقائق" ہے۔

اسلامی شریعت کے اعتبار سے نومولود بچہ کی پیدائش کے بعد ذبح کئے جانے والے جانور کو "عقیقہ" کہا جاتا ہے۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْعَقِيقَةِ؟ فَقَالَ: «لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْعُقُوقَ، كَأَنَّهُ كَرِهَ الِاسْمَ»، وَقَالَ: «مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"

(سنن النسائی:4217،قال الشيخ الألباني: حسن صحيح)

"نبی ﷺ سے عقیقہ کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ (لفظ) عقوق (نافرمانی) کو ناپسند کرتا ہے، گویا آپ ﷺ نے (یہ نام) مکروہ خیال کیا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہے تو وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرے، لڑکے کی طرف سے برابر دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔"

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے گروی ہے، ساتویں روز اس کی طرف سے ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے"۔

(سنن ابو داود: 2838، قال الشيخ الألباني: صحيح)

5۔ ختنہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال بنانا، بغل کے بال صاف کرنا، مونچھ چھوٹی کرانا اور ناخن کاٹنا"۔

(صحیح بخاری: 6297)

بچوں کو نظر بد وغیرہ سے محفوظ رکھا جائے

رسول اللہ ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہوئے یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:" ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دم کرنے کے لئے یہ دعا کرتے اور یہ کہتے تھے کہ تمہارا باپ اسکے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کرتے تھے۔

(("اَعُوْذُ" أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ))

(سنن ابوداود: 4737، قال الشيخ الألباني: صحيح)

ترجمہ "میں اللہ تعالی کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلی چیز جو کہ مار دے اور ہر حسد اور تکلیف دینے والی آنکھ سے پناہ چاہتا ہوں"

بچوں کی تعلیم اور پرورش و پرداخت کے تئیں والدین کی ذمہ داریاں

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ امام نگراں ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہو گا۔ انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ

میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان اپنے باپ کے مال کا نگراں ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہو گا اور تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ حدیث متعلقہ ابواب: سب اپنی اپنی رعیت کے ذمہ دار ہیں۔

(صحیح بخاری: 893)

لہٰذا سرپرستوں اور والدین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اور شریعت میں ذکر کردہ دیگر خصوصی امور کا بھرپور خیال کرتے ہوئے اپنی اسلامی اور دینی ذمہ داری کو ادا کریں اور اس دنیا میں ان کی عمدہ زندگی کے لئے تمام ضروری دنیوی امور کو فراہم کریں۔

بچوں کو سب سے پہلے کیا سکھایا جائے

والدین کو چاہئے کہ وہ الاھم فالاھم (یعنی سب سے پہلے اہم، پھر اس کے بعد والی اہم چیز) کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے بچوں کو سب سے پہلے اہم ترین چیزیں سکھائیں۔ اس کے لئے سب سے پہلے انہیں شرک اور بدعات سے پاک صحیح عقیدہ کی تعلیم دیں۔ بعد ازاں انہیں عبادات اور اس میں خصوصی طور پر نمازوں کا طریقہ کار سکھائیں اور اسی طرح انہیں عمدہ اخلاق اور کردار اور ہر بہترین چیز کی تربیت دیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

(سورۃ لقمان:13)

ترجمہ " اور جب کہ لقمان نے وعظ کرتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔"

بچوں میں نظم وضبط پیدا کیا جائے

سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سات برس کے بچے کو نماز سکھاؤ، اور دس برس کے بچے کو نماز نہ پڑھنے پر ضرب کرو۔"

(جامع الترمذی: 407، قال الشيخ الألباني: حسن صحيح)

بہترین اور مربیانہ انداز میں بچوں کی تربیت کی جائے

ہر ماں اور باپ کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ، اور اس کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس کی کتاب قرآن مجید اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عالم کی مومن برادریوں کے تئیں اور ہر اس فرد کے تئیں جس کو وہ جانتا ہو اور جس کے تئیں اس کے کچھ حقوق عائد ہوتے ہوں، اپنے بچوں کی تربیت لائق تحسین اور بہترین اخلاقی پیرائے میں کریں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ پڑوسیوں یا دوست واحباب جیسے افراد کے ساتھ بدتر رویہ کا اظہار نہ کریں جن کے ساتھ ان کا ملنا جلنا اور اٹھنا بیٹھنا ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے:

"والد کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو نظم و نسق کا پابند بنائے اور انہیں اس بات سے آگاہ کرتا رہے کہ ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ بچہ، اپنی حد بلوغت کو پہنچنے سے قبل والدین اور ان بچوں کی تعلیمی و تربیتی ذمہ داری اٹھانے والے تمام افراد پر یہ لازم ہے کہ وہ انہیں ان کی ذمہ داریوں اور فرائض سے آشنا و واقف کر دیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب کی یہی رائے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ باپوں کے نہ ہونے کی صورت میں یہ ذمہ داری ماؤں پر بھی عائد ہوتی ہے کیونکہ بچہ کی پرورش و پرداخت میں یہ ایک بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ بھی زندگی کی گاڑی کا ایک اہم پہیہ ہوتی ہیں، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس ضمن میں بچہ کی خاص موروثی دولت سے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ بچہ کی موروثی دولت نہ ہونے کی صورت میں جو شخص بھی اس پر خرچ کرنے کا ذمہ دار ہو گا، وہی اس مد میں بچہ کا خرچ اپنے کاندھوں پر اٹھائے گا کیونکہ یہی وہ اہم ترین چیز ہے جس کی اس کو اس کی ساری زندگی میں شدید ضرورت پیش آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہی بہتر جانتی ہے۔

والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو ہر اس شئی سے دور رکھیں جو انہیں آتش جہنم سے قریب کرنے والی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس تعلق سے خبر دار کرتے ہوئے فرمادیا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ

وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَ﴾

(سورۃ التحریم:6)

ترجمہ "اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔"

بچوں سے محبت کریں

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ یہی تھی کہ آپ بچوں کو پیار کرتے اور ان سے بے پناہ محبت کرتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

(صحیح بخاری: 5997)

شام کے وقت بچوں کو گھروں سے باہر نہ چھوڑیں

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "رات کا اندھیرا شروع ہونے پر یارات شروع ہونے پر اپنے بچوں کو اپنے پاس (گھر میں) روک لو، کیونکہ شیاطین

اسی وقت پھیلنا شروع کرتے ہیں۔ پھر جب عشاء کے وقت میں سے ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو (چلیں پھریں) پھر اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو، اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ بجھا دو، پانی کے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھک دو، اور دوسرے برتن بھی اللہ کا نام لے کر ڈھک دو (اور اگر ڈھکن نہ ہو) تو درمیان میں ہی کوئی چیز رکھ دو۔"

(صحیح بخاری: 3280)

بچے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک آزمائش وامتحان ہیں اور اسی طرح زینت بھی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

(سورۃ التغابن: 15)

ترجمہ "تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔ اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔"

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے پوچھا: تم میں سے کسے فتنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد ہے ؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انسان کا فتنہ (آزمائش) اس کی بیوی، اس کے مال، اس کے بچے اور پڑوسی کے معاملات میں ہوتا ہے جس کا کفارہ نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا بلکہ اس فتنہ کے بارے میں پوچھتا ہوں جو دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ امیر المؤمنین

آپ پر اس کا کوئی خطرہ نہیں اس کے اور آپ کے درمیان ایک بند دروازہ رکاوٹ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ بیان کیا توڑ دیا جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر تو وہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازہ کے متعلق جانتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں، جس طرح میں جانتا ہوں کہ کل سے پہلے رات آئے گی کیونکہ میں نے ایسی بات بیان کی تھی جو بے بنیاد نہیں تھی۔ ہمیں ان سے یہ پوچھتے ہوئے ڈر لگا کہ وہ دروازہ کون تھے۔ چنانچہ ہم نے مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے کہا (کہ وہ پوچھیں) جب انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ کون تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ دروازہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

(صحیح بخاری: 7096)

﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾

اولاد پر خرچ کریں

اولاد کے تئیں والد پر عائد کردہ فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ان پر خرچ کرے، انہیں اس بات کی بالکل بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اولاد کے مصارف میں کسی قسم کی کمی کریں یا اس معاملہ میں سستی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کریں بلکہ اس فریضہ کو مکمل احساس و شعور کے ساتھ ادا کرنا ان پر واجب ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کو جن کے اخراجات کی ذمہ داری

اس کے اوپر ہے، ضائع کر دے"۔

(سنن ابو دواد: 1692، قال الشيخ الألباني: حسن)

لڑکوں اور خصوصی طور پر لڑکیوں کی بہترین پرورش و پرداخت اور انہیں عمدہ تربیت فراہم کرنے کی نبی کریم ﷺ نے حوصلہ افزائی فرمائی ہے:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی ۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہیں کھائی۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی۔

(صحیح بخاری: 1418)

بچوں کے ساتھ شفافیت اور لڑکا/لڑکی کے امتیاز کے بغیر برتاؤ کریں

بچوں کے حقوق میں بہت ہی قابل توجہ ایک اور اہم حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ شفافیت اور یکسانیت کے ساتھ برتاؤ کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک میں اس حق کی نشاندہی ملتی ہے:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا، تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (نعمان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ

رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ (حاضر خدمت ہو کر) انہوں نے عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔ حدیث متعلقہ ابواب: اولاد کے درمیان عدل کرنا۔

(صحیح بخاری: 2587)

"نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد کے درمیان انصاف کیا کرو، اپنے بیٹوں کے حقوق کی ادائیگی میں برابری کا خیال رکھا کرو“ (کسی کے ساتھ ناانصافی اور زیادتی نہ ہو)۔

(سنن ابوداود: 3544، قال الشيخ الألباني: صحيح)

اسلام اس بات کی بالکل اجازت نہیں دیتا کہ لڑکیوں کو لڑکوں پر یا لڑکوں کو لڑکیوں پر فوقیت اور ترجیح دی جائے۔ اگر کوئی والد اپنے بچوں میں سے کسی کو خصوصی توجہ اور عنایت دے رہا ہو اور دیگر کو نظر انداز کر رہا ہو تو ان کے ساتھ شفافیت اور یکسانیت کا سلوک نہ ہو گا اور اس کے نتیجہ میں بہت سی برائیاں عام ہوں گی جیسے اس کا

نقصان اور ضرر خود والد کو بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے کیونکہ جن بچوں کو وہ نظر انداز کر رہا ہے یا محرومیت کا شکار بنا رہا ہے، تو ان کے اندر والد کے تئیں نفرت انگیز جذبات جنم لیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے اس جانب رہنمائی فرمائی ہے:

سابقہ حدیث میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس الفاظ کا اضافہ نقل فرمایا ہے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے استفسار فرمایا "کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ وہ (تمہاری ساری اولاد) تم سے بلا امتیاز عزت و تکریم کا معاملہ کرے؟" انہوں نے جواب میں فرمایا، "ہاں"

بعض دیگر الفاظ میں آپ ﷺ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اگر تم یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمہاری یکساں طور پر عزت و توقیر کریں تو تمہیں بھی چاہئے کہ تحائف دینے میں ان کے درمیان انصاف قائم رکھو۔"

(سلسلہ احادیث صحیحہ البانی:1240)

بچوں کے تئیں اپنے مشفقانہ اور محبت سے بھرپور رویہ کا مظاہرہ کریں

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ نے اپنی حیات طیبہ میں کبھی بھی بچوں کی محبت کو نظر انداز نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ آپ ان پر اپنی محبت کے پھول نچھاور فرماتے اور اپنی بے پناہ محبت کا اظہار فرماتے۔ آپ ﷺ بچوں کو اپنے مبارک ہاتھوں میں لیتے، ان کے ساتھ کھیلتے اور انہیں پیار کرتے اور ان میں اپنی بے پناہ دلچسپی کا اظہار فرماتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ

دیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

(صحیح بخاری: 5997)

ایک اور حدیث میں رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک مرتبہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سارا دن رہا اور آپ نے مجھ سے کوئی بات نہ فرمائی اور میں نے بھی آپ سے کچھ نہ کہا حتی کہ آپ ﷺ بنو قینقاع کے بازار میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف لائے اور دریافت فرمایا، "کیا چھوٹا انسان (آپ کی مراد حسن رضی اللہ عنہ) موجود ہیں؟" ہمارا یہ خیال تھا کہ شائد ان کی والدہ ماجدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہلانے اور کپڑے پہنانے اور انہیں کچھ میٹھی خوشبو لگانے میں مصروف ہیں۔ کچھ وقت گذرا ہی تھا کہ حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے تشریف لائے اور نانا ﷺ اور نواسہ ایک دوسرے سے لپٹ گئے، بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ))

"کہ اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں، لہٰذا تو بھی اس کو اپنا محبوب بنالے اور ہر اس شخص کو اپنی محبت کی برکات سے نواز دے جو اس سے محبت رکھتا ہو۔

(صحیح بخاری: 5884)

آپ ﷺ کے خادم خاص، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے ساتھ گذرے اپنے ایام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے: میں نے بچوں کے تئیں شفقت و محبت کا اظہار کرنے میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ جب آپ ﷺ کے فرزند ابراہیم (علیہ السلام)، مدینہ منورہ کے اطراف و اکناف میں واقع پہاڑیوں میں ایک دودھ پلانے والی دایا کی نگرانی میں تھے، تو آپ کا معمول تھا کہ وہاں جاتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ موجود رہتے اور آپ گھر میں داخل ہوتے تو اپنے فرزند کو اٹھاتے اور اس کو پیار کرتے اور پھر واپس ہو جاتے۔

(سلسلہ احادیث صحیحہ البانی:2493)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آپ کے فرزند ابراہیم (علیہ السلام) کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی دایہ مقرر ہو گئی ہے۔"

(صحیح بخاری: 6195)

بچوں سے بہترین انداز میں خطاب کریں

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کبھی آپ کا گذر بچوں کے پاس سے ہوتا تو آپ کی یہی کوشش ہوتی کہ ان کا استقبال و خیر مقدم کرتے ہوئے "السلام علیکم" کہنے میں پہل

کریں۔ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: 6247)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے تعلقات کو مستحکم کریں

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ نے فرمایا: "اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم، اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں"۔

(جامع الترمذی: 2516، قال الشيخ الألباني: صحيح)

کسی میدان میں بچہ ناکام ہو جائے تو اس کو ناکامی کا احساس نہ ہونے دیں

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں

کام کیوں نہیں کیا۔

(صحیح بخاری: 6038)

اسی طرح کی ایک اور حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم، میں نے سات سال یا نو سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، لیکن مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے کبھی میرے کسی ایسے کام پر جو میں نے کیا ہو یہ کہا ہو کہ تم نے ایسا اور ایسا کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی ایسے کام پر جسے میں نے نہ کیا ہو یہ کہا ہو کہ تم نے ایسا اور ایسا کیوں نہیں کیا؟۔"

(صحیح مسلم: 2309۔ سنن ابوداود، آداب و اخلاق کا بیان۔ باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور تحمل وبردباری کا بیان۔ حدیث نمبر: 4773۔)

ہمیں چاہئے کہ بچوں کے حق میں ایک خیر خواہ معلم کی حیثیت سے رہیں اور بچہ کی اس انداز میں مدد کریں کہ ان کے اندر یہ یقین پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی ذات میں کسی بھی معاملہ سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، چاہے اس کے لئے کتنی ہی محنت اور وقت درکار ہو۔

بچوں کے نامناسب طرز عمل کو نظر انداز کریں

نوجوان بچوں کے متعدد نامناسب رویوں اور سلوک کو سادگی کے ساتھ نظر انداز کیا جاسکتا ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں ہمارے لئے بہترین نمونہ موجود ہے:

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے بہتر اخلاق والے تھے

،ایک دن آپ نے مجھے کسی ضرورت سے بھیجا تو میں نے (اپنے دل میں) کہا: قسم اللہ کی، میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ میرے دل میں یہ بات تھی کہ اللہ کے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے، اس لیے ضرور جاؤں گا، چنانچہ میں نکلا یہاں تک کہ جب میں کچھ بچوں کے پاس سے گزر رہا تھا اور وہ بازار میں کھیل رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میری گردن پکڑ لی، میں نے آپ ﷺ کی طرف مڑ کر دیکھا، آپ مسکرا رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ننھے انس! کیا تم نے وہ کام کیا جس کے لئے میں نے تمہیں کہا تھا؟" میں نے عرض کیا: ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں، اللہ کے رسول۔

(صحیح مسلم:2309،2310)

دوستی کی اہمیت

دوستی انسان کے دین کو بدل دیتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، " الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا ہر آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کسے اپنا دوست بنا رہا ہے۔

(جامع ترمذی: 2378، قال الشيخ الألباني: حسن، سلسلة صحيحة :927۔ المشکاۃ:5019۔ سنن ابی داود:4833)

اچھی یا بری دوستی انسان کے عقائد و اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى ۔ رضى الله عنه ۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو) وہ اس

میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے اور بھٹی دھو نکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔

(صحیح بخاری: 5534)

دوستی انسان کے انجام پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

عن أنس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنت مع من أحببت

((عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ"))

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے روز) تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تو نے محبت کی۔

(صحیح مسلم:2639)

قیامت کے روز صرف نیک لوگوں کی دوستی کام آئے گی۔

﴿ٱلۡأَخِلَّآءُ يَوۡمَئِذِۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ إِلَّا ٱلۡمُتَّقِينَ﴾

ترجمہ: اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے مگر پرہیز گار لوگ۔

(سورۃ الزخرف، آیت 67)

اہل ایمان کو صرف مومن اور متقی لوگوں سے دوستی کرنی چاہیے۔

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " لاَ تُصَاحِبْ إِلاَّ مُؤْمِنًا وَلاَ يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلاَّ تَقِيٌّ"))

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "مومن کے علاوہ کسی اور کو اپنا دوست نہ بناؤ اور تمہارا کھانا صرف متقی آدمی کو کھانا چاہیے۔

(جامع الترمذی: 2395،قال الشيخ الألباني: حسن، المشكاة:5018)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرے دوست سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے۔

عقبة بن عامر قال : "كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول : اللهمَّ إنِّي أعوذُ بك من يومِ السوءِ ، و من ليلةِ السُّوءِ ، و من ساعةِ السُّوءِ ، و من صاحبِ السُّوءِ ، و من جارِ السُّوءِ في دارِ المُقامةِ

(صحيح الجامع: 1299)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے "یا اللہ ! میں اپنے گھر میں برے دن اور بری رات اور بری گھڑی اور برے ساتھی اور برے ہمسائے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اچھی اور بری صحبت کے أثرات

اچھادوست:

وہ ہے جو اللہ کا مطیع وفرمانبردار ہو،اس کے اوامر کی پابندی کرنیوالا، منہیات سے دور رہنے والا، فرائض کو ادا کرنے والا، سنن کی پابندی کرنے والا، حدود اللہ کا لحاظ رکھنے والا، اچھے اور اعلی اخلاق سے پیش آنے والا، برے اخلاق سے بچنے والا، صلہ رحمی کرنے والا، والدین سے حسن سلوک کرنیوالا ، ہمسائے سے احسان کرنے والا، بردبار عاجز ،لوگوں کے کام آنے والا اور لوگوں کو اذیت دینے سے دور رہنے والا ہو۔

برادوست:

وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو، فرائض میں کوتاہی کرنے والا، منہیات میں جرأت کرنے والا، حدود اللہ کو پامال کرنے والا، برے اخلاق سے پیش آنے والا، قطع رحمی کرنے والا، والدین کا نافرمان، ہمسائے سے برائی کرنے والا، جلد اور بہت زیادہ غصہ کرنے والا، متکبر اور لوگوں کو اذیت دینے والا ہو۔ گویا کہ عقیدہ عمل اور سلوک کرنے میں دین سے منحرف ہو۔

اچھی صحبت کے اثرات:

بے شک انسانی زندگی پر اچھی صحبت کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ اچھا دوست آپ کو خیر اور بھلائی کی جانب راہنمائی کرے گا۔ اور آپ کو دین و دنیا کی بہتری کا مشورہ دے گا۔ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری پر راغب کرے گا جبکہ آپ کے عیوب کی بھی نشاندہی کرتا رہے گا۔ برے اخلاق چھوڑ کر اچھے اخلاق اپنانے کی دعوت دے گا۔ یا

کم از کم آپ اس کی نیکی کو دیکھ کر خود نیکی کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ کی موجوگی یا عدم موجودگی میں آپ کی خیر خواہی کرے گا اور آپ کی زندگی یا موت کے بعد آپ کے لئے دعا مغفرت کرے گا۔

بری صحبت کے اثرات:

جس طرح اچھی صحبت سے انسانی زندگی پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اسی طرح بری صحبت اختیار کرنے سے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے اور اپنے دوستوں کے دین پر ہوتا ہے جیسا کہ کسی شاعر کا کلام ہے:

عن المرء لا تسئل وسل عن قرينه

فكل قرين بالقرين يقتدى

کسی بھی آدمی کے بارے میں مت پوچھ! بلکہ اس کے دوست کے متعلق پوچھ۔ کیونکہ دوست اپنے دوستوں کے پیروکار ہوتے ہیں۔

حضرت ابو موسی اشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اچھے دوست اور برے دوست کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ، وَكِيرِ الْحَدَّادِ، لاَ يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ، أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ، وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً))[متفق عليه]

"اچھے دوست اور برے دوست کی مثال کستوری اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی مانند ہے، کستوری اٹھانے والا یا تو آپ کو ہدیہ میں دے دیگا یا آپ اس سے خرید لیں گے یا کم از کم اچھی خوشبو تو پائیں گے، جبکہ بھٹی جھونکنے والا آپ کے کپڑوں کو جلا دے گا یا کم از کم آپ اس سے بدبو پائیں گے۔"

(صحیح بخاری:2101۔ صحیح مسلم:2628)

نیک لوگوں کے ساتھ محبت اوران کی صحبت اختیار کرنے کے فوائد:

جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ))

"صرف مومن شخص کی صحبت اختیار کر، اور تیرا کھانا صرف متقی شخص کھائے۔"

(جامع الترمذی: 2395، قال الشيخ الألباني: حسن، المشكاة:5018)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ))

(سنن ابو داود:4833۔ "قال الشيخ الألباني: صحيح "والترمذی:2378۔ مسند احمد:8398)

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس چاہئیے کہ تم میں سے ہر شخص

اپنے دوست کو دیکھے۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ))

"آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔"

(صحیح بخاری:2101۔ صحیح مسلم:2628)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دین دار عورت سے شادی کی جائے تاکہ وہ تمہارے دین میں تمہاری مددگار ثابت ہو سکے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)) [متفق عليه]

"چار وجوہ سے عورت کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔اس کے مال کی وجہ سے،اس کے حسب ونسب کی وجہ سے،اس کے جمال کی وجہ سے ،اور اس کے دین کی وجہ سے۔ دین والی کو ترجیح دو تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"

(صحیح بخاری:5090)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان سات افراد کا تذکرہ ہے جن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے جن میں سے دو افراد وہ بھی

ہیں:

((وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ))

”جو فقط اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں اسی محبت پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر ہی علیحدہ ہوتے ہیں۔“

(صحیح بخاری:660)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً٭يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ أَتَّخِذْ فُلَاناً خَلِيْلاً٭لَقَدْ أَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُوْلاً﴾

(الفرقان:27-29)

”اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دغا دینے والا ہے۔“

اسی طرح جہنمی جہنم میں ندامت کا اظہار کریں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۔ وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَ نَا فَأَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا﴾

(الأحزاب:66،67)

"اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔(حسرت وافسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے۔اور کہیں گے اے ہمارے رب!ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی مانی جنہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا۔"اس سے معلوم ہوا کہ برے لوگوں کی صحبت نہ صرف علمی واخلاقی فوائد سے محروم کر دیتی ہے بلکہ انسان کو اسفل سافلین تک جا پہنچاتی ہے۔

والدین سے متعلق اولاد کے فرائض اور ذمہ داریاں

پہلا: والدین کا احترام کرنا

والدین کا ادب و احترام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا، وہاں والدین کے ادب و احترام کو بڑا درجہ عنایت فرمایا: اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾

(بنی اسرائیل: 23-24)

"اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کرنا جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے"۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری والدہ مشرک ہونے کی حالت میں قریش سے مصالحت کے زمانے میں میرے پاس آئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ

اسلام سے بیزار ہیں، کیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:(نعم)"ہاں (اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو)۔"

(صحیح بخاری:2620)

دوسرا: والدین کا حکم ماننا

اللہ نے والدین کے حق میں اس قدر اطاعت گزار رہنے کا حکم دیا ہے کہ اگر وہ شرک کے علاوہ کسی اور چیز کا حکم دیں تو اس کو ماننا ضروری ہے—اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۔ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

(لقمان:14-15)

"ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑوائی دو برس میں ہے، یہ کہ تم میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کرو، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے- اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو، تو ان کا کہنا نہ مان، ہاں! دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔

تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو میں تمہیں خبر دار کروں گا۔"

مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(وَعُقُوقِ الأُمَّهَاتِ)

(صحیح بخاری:6473، صحیح مسلم:593، مسلم کی روایت میں باپ کی نافرمانی کی ذکر آیا ہے)

"یقیناً اللہ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے"۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:

((الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ ". فَقَالَ " أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ـ قَالَ ـ قَوْلُ الزُّورِ))

(صحیح بخاری:5977، صحیح مسلم:261)

"اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق قتل کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا"۔

تیسرا: والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ))

(سنن ابوداؤد:5143، صحیح)

"باپ کی خدمت اور حسن سلوک کی ایک اعلی قسم یہ ہے کہ اس کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ تعلق رکھا جائے، اور باپ کی دوستی و محبت کا حق ادا کیا جائے۔"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی ذلیل ہو، خوار ہو، رسوا ہو، عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون؟ آپ نے فرمایا:

((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ))

(صحیح مسلم:2551)

"وہ بدنصیب جو ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے، پھر (انہیں خوش کرکے) جنت حاصل نہ کرے"۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

(سورۃالانعام:151)

ترجمہ:"آپ کہیے کہ آؤمیں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے: وہ یہ کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤاور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو،اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو،ہم تمہیں اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤخواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ،اور جس کا خون کرنا اللہ نے حرام کردیا ہے اس کو قتل مت کرو۔ہاں مگر حق کے ساتھ،اس کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔"

ارشادربانی ہے : ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ وَأَنتُم مُّعْرِضُونَ﴾

(سورۃالبقرۃ:83)

ترجمہ:"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا،اسی طرح قرابت

داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نماز قائم رکھنا، اور زکاۃ دیتے رہنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا"۔

مزید برآں ارشاد باری ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾

(سورۃ النساء:36)

ترجمہ: " اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو اور رشتے داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام کنیز) یقیناً اللہ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔"

دوسری جگہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ

كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾

(الاحقاف:15)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے ، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی کمال قدرت کے زمانے کو اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد کو بھی صالح بنا میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔"

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ))

(سنن ترمذی:1899، السلسلة الصحيحة:516)

ترجمہ: "اللہ کی رضا والدین کی رضامندی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی والدین

کی ناراضگی میں ہے۔"

چوتھا: والدین کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا:

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾

(البقرہ:215)

ترجمہ: "آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے! جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے، اور رشتے داروں، اور یتیموں اور مسکینوں، اور مسافروں کے لیے ہے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ کو اس کا بخوبی علم ہے"۔

معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے حاضر خدمت ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے لیے آیا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہاری ماں موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا))

(سنن النسائی:3102۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

"اس کی خدمت کو لازم پکڑو کیونکہ جنت اس کے قدموں میں ہے"۔

پانچواں: والدین کو گالی دینے سے پرہیز کرنا:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔ کہا گیا کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

((نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ))

(صحیح مسلم:90)

"ہاں! کہ وہ کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا، اور وہ کسی کی ماں کو گالی دے تو وہ اس کی ماں کو گالی دے گا"۔

چھٹا: والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ))

(سنن ابن ماجہ:242، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن کہا ہے۔ الإرواء:6/29)

"مومن کو جس عمل اور جن نیکیوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے ان میں سے ایک تو علم ہے جسے اس نے سیکھا اور پھر اس کی اشاعت کی، دوسرا نیک اولاد جو اس نے چھوڑی، تیسرا وہ نسخۂ قرآن جو اس نے کسی کو تلاوت کے

لیے دیا، چوتھا وہ مسجد جو اس نے تعمیر کرائی، پانچواں وہ مسافر خانہ جو اس نے مسافروں کے لیے بنایا، چھٹا وہ نہر جو اس نے جاری کی، ساتواں وہ صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں صحت مند ہوتے ہوئے اپنے مال سے کیا، ان سب کاموں کا ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اسے پہنچتا رہے گا"۔

والدین کے لیے اس طرح دعا کریں:

(رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ)

(سورۃ ابراھیم:41)

"اے ہمارے رب! مجھے میرے والدین اور مومنوں کو روز جزا بخش دینا"۔

(رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا)

(سورۃ بنی اسرائیل:23-24)

"اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کرنا جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے"۔

کچھ مثالیں ایسے کاموں کی جو والدین کو تکلیف دینے والے ہیں، اس لیے ان سے بچنا واجب ہے:

1. انہیں رلانا
2. انہیں ڈرانا
3. ان کے دلوں میں اداسی بھر دینا

4. انہیں آنکھیں دکھانا
5. ان کی نافرمانی کرنا
6. ان کی باتوں کو رد کرنا
7. اپنے ذاتی مسائل بلاوجہ پریشان کرنے کی غرض سے اظہار کرنا
8. ان کے ساتھ کنجوسی کا معاملہ کرنا
9. ان پر کیے گئے اپنے احسانات جتانا
10. ان کی موت کی تمنا کرنا

(البر والصلہ - فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

اولاد سے متعلق والدین کے فرائض اور ذمہ داریاں

پہلا: نیک اولاد کی دعا:

اولاد کے حقوق میں سے پہلا حق یہ ہے کہ انسان اللہ سے نیک اولاد کی دعائیں کرے، اللہ نے قرآن میں اس عمل کو مومنین کی صفات قرار دیا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾

(الفرقان:74)

"اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ! تو ہمیں بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔"

"حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بندۂ مسلم اپنی بیوی، اپنے بھائی اور اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا مطیع و فرمانبردار دیکھے، اس سے بڑھ کر اس کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب اور کیا ہو سکتا ہے۔ ابن جریج نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ خویش واقارب گناہوں اور جرائم کا ارتکاب کرکے ہمارے لیے ننگ و عار کا سبب نہ بنیں"۔

(تفسیر طبری:19/319)

والدین کا فرض ہے کہ جب انہیں اولاد کی نعمت سے نوازا جائے تو اس کی نیکی کی دعائیں رب سے کرتے رہیں، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لاَ شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ))

(سنن ابوداود:1536، حسن)

"تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والدین کی اپنی اولاد کے لیے دعا۔"

دوسرا: نیک شوہر اور بیوی کا انتخاب

بیوی کا انتخاب اچھا کرنا اچھے بچوں کی تربیت کی بہترین شروعات ہے۔ اسی طرح بہتر شوہر کا انتخاب بھی وہی معنی رکھتا ہے۔

تیسرا: اولاد کو قتل نہ کرنا:

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

(سورۃ الانعام:151)

"آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم

پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں، اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو۔ہاں مگر حق کے ساتھ، اسی کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم سمجھو۔"

اللہ نے "سورۂ بنی اسرائیل" میں اسی مضمون کو کچھ اس طرح سے بیان فرمایا کہ:

(وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا)

(سورۃ بنی اسرائیل:31)

"اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولادوں کو مار نہ ڈالو! انہیں اور تمہیں ہم ہی روزی دیتے ہیں یقیناً ان کا قتل کبیرہ گناہ ہے۔"

شوہراور بیوی مانع حمل کے مشروع اسباب اختیار کر سکتے ہیں اگر:

1) جان کو خطرہ ہو
2) خطرناک بیماری کا خدشہ ہو
3) لطف کے لیے ہو (شوہر بیوی کی باہمی رضامندی سے)۔

4) بلا وجہ یا فقر و فاقہ کے ڈر سے مانع حمل اسباب اختیار کرنا غلط ہے۔
(تفصیل کے لیے دیکھیے: آداب الزفاف للألبانی)

چوتھا: اولاد کا اچھا نام رکھنا، عقیقہ کرنا اور بال کاٹنا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((كُلُّ غُلاَمٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى))

(سنن ابن ماجہ: 3165، سنن نسائی: 4225، سنن ابی داود: 2837، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے۔الارواء: 1165)

"بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، جو ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے گا، اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں گے، اور اس کا نام رکھا جائے گا۔"

نبی کریم ﷺ ناموں کے متعلق ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ))

(صحیح مسلم:2132[5587])

"تمہارے ناموں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نام: عبد اللہ، اور عبد الرحمن ہیں۔"

"اور ایک روایت میں "حارث اور ہمام "نام کو بھی پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔
(السلسلۃ الصحیحۃ:1040)

برے نام رکھنے کا خطرناک انجام ہوتا ہے جیسا کہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
میرے دادا (حزن بن ابی وہب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ «حزن» (بمعنی سختی)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم «سهل» (بمعنی نرمی) ہو، پھر انہوں نے کہا کہ میرا نام میرے والد رکھ گئے ہیں اسے میں نہیں بدلوں گا۔ سعید بن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے تھے کہ چنانچہ ہمارے خاندان میں بعد تک ہمیشہ سختی اور مصیبت کا دور رہا۔
(صحیح بخاری:6190)

پانچواں: اولاد کی اچھی تربیت کرنا:

اس سلسلے میں ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
جس نے اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنے میں کوتاہی کی اور اس کو نظر انداز کر دیا، تو اس نے بہت بڑی غلطی کی، کیونکہ اولاد میں اکثر فساد والدین ہی کی طرف سے آتا ہے، اور اگر انہوں نے بے پرواہی سے کام لیا اور دین کے فرائض وسنن کی تعلیم نہ دی تو ایسی اولاد نہ تو اپنے آپ کو فائدہ دے سکے گی، اور نہ اپنے والدین کے لیے خیر کا ذریعہ ثابت ہو گی۔ ایک باپ نے اپنے بیٹے کو اس کی بدسلوکی پر ڈانٹا تو اس نے کہا: ابو جان! آپ نے بچپن میں میرا حق خدمت ادا نہیں کیا تو میں نے بڑے ہو کر نافرمانی کی ہے، آپ نے مجھے

بچپن میں ضائع کیا تو میں آپ کو بڑھاپے میں ضائع کر رہا ہوں۔

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ تربیتی قتل (عدم تربیت) جسمانی قتل سے برا ہے۔
(آیت سے استدلال: الْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ)

(سورۃ البقرۃ:191)

اولاد کی اچھی تربیت نہ کرنے کے نقصانات:

1۔ والدین انتقال کے بعد اولاد کی دعاؤں سے محروم رہیں گے۔

2۔ وہ والدین معاشرے میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔

3۔ مختلف حالات میں والدین کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

4۔ بڑھاپے میں بچوں کے سکون سے محروم اور ان کے دھوکے سے دوچار۔

5۔ بچوں کا وراثت کے مسئلے کو لے کر لڑنا اور جھگڑنا۔

6۔ عدم تربیت یافتہ بچے اپنے نکاح کے بعد ازدواجی زندگی کو برقرار نہیں رکھ سکتے ہیں۔

7۔ خاندان میں جو اختلافات چلے آرہے ہیں ان کا باقی رہنا اور مزید بڑھنا۔

8۔ قوم وملت کے سرمائے کا نقصان۔

9۔ قیامت کے دن اللہ کی بازپرس۔

10۔ وہ والدین دھوکہ دینے والے ہیں جو اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کرتے۔

واٹس ایپ اور فیس بک استعمال کرنے کے آداب

1) جو بھی قرآنی آیت یا حدیث آپ کے پاس آئے اسے فارورڈ کرنے سے پہلے چیک کرلیں یا کسی مستند عالم سے پوچھ لیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے پر جھوٹی حدیث کو پھیلانے کا وبال اور گناہ آجائے۔ (83 :4 سورہ نساء حجرات کا مطالعہ کیجئے)

2) اپنے واٹس ایپ کو لوگوں کی برائی اور غیبت کا ذریعہ نہ بنائیں، یاد رکھیں کہ صرف ایک غیبت والی بات شیر کرنے کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کا گناہ آپ کے سر آجائے گا اور آپ کو معلوم بھی نہیں ہو گا۔ (سورہ نور حجرات کا مطالعہ کیجئے 19)

3) لوگوں کی عزت کے پیچھے نہ پڑیں، کسی کی جاسوسی نہ کریں، کیونکہ جو دوسروں کی عزت پر ہاتھ ڈالتا ہے اللہ اسے ذلیل ورسوا کر دیتا ہے۔ (سورہ حجرات کا مطالعہ کیجئے)

4) شہد کی مکھی کی مثال بنیں جو خوشبودار چیزوں پر ہی بیٹھتی ہے اور لوگوں کو فائدے کی چیز "شہد" دیتی ہے۔ ایسے حادثات وواقعات کو شیر نہ کریں جن سے کوئی فائدہ نہ ہو، لوگوں کو خوش کریں نہ کہ مایوس کریں۔ مکھی کی مثال نہ بنیں جو گندگی پر بیٹھتی ہے۔

5) اپنے ملک ووطن سے متعلق غلط باتیں شیر نہ کریں، ایک ذمہ دار شہری بنیں۔ اللہ کا شکر بجالائیں کہ آپ اپنے ملک میں آزادانہ طور پر اپنے دین پر عمل کرسکتے ہیں۔

6) دوسروں کی خصوصًا علمائے کرام کی عیب جوئی نہ کریں، الا یہ کہ کسی غلطی پر متنبہ کرنا ہو۔ دوسروں کا عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنی اصلاح کی زیادہ فکر کریں، اس لئے کہ عیب تلاش کرنے کے لئے زبان سب کے پاس ہے۔

7) کوئی لنک شیر کرنے سے پہلے چیک کرلیں، کہیں انجانے میں خلاف شرع بات شیر نہ کردیں۔ (سورۃ حجرات 6)

8) کسی کو کوئی میسیج بھیجنے سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیں کہ ان کا وقت مناسب ہے کہ نہیں۔

9) کوئی ضروری نہیں کہ ہر وہ چیز جو آپ کے پاس آئے اسے لامحالہ شیر کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرے" (مقدمہ صحیح مسلم) اس لئے صرف تحقیق شدہ چیزوں کو ہی بھیجا کریں۔

10) ہمیشہ واٹس ایپ سے چمٹے رہنا مناسب نہیں، مہمان ہو تو ان کا خیال کریں، کلاس روم میں ہوں، والدین کے پاس ہوں، یا احباب کے ساتھ ہوں اس وقت واٹس ایپ بند کردیں یعنی صرف مناسب اوقات میں ہی واٹس اپ کا استعمال کریں۔

11) اپنے اوقات کا محاسبہ کریں کہ کتنا وقت واٹس ایپ استعمال کرتے ہیں؟ اور کتنا وقت سمجھ کر قرآن کریم پڑھنے اور دین سیکھنے، سکھانے پر صرف کرتے ہیں؟ اور کتنا وقت دیگر ضروری امور پر؟ اس کے بعد اوقات صرف کرنے کی صحیح روٹین تیار کریں۔

12) لوگوں کو زیادہ سے زیادہ قرآن وحدیث کی صحیح باتیں پہنچائیں اور عوام میں پھیلے غلط افکار و نظریات کی بھرپور تردید کریں لیکن واضح رہے اپنی دعوت کا محور عقیدۂ توحید کو بنائیں۔

13) جو بھی چیزیں دوسروں کو بھیجتے رہیں گے وہ سب آپ کے نامۂ اعمال میں اندراج ہوتا رہے گا۔ اس لئے آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہو کہ ہمارے نامۂ اعمال میں کار ثواب لکھا جائے اور عذاب والے تمام کام سے پرہیز کریں۔

چھٹا: نماز کی تلقین کرنا:

بچے جب مکمل سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا عادی بنائیں۔ اور جب دس سال مکمل ہو جائیں تو اس پر انہیں تربیتی ضرب کر سکتے ہیں۔ اور اس عمر میں ان کے بستر بھی الگ کر دیں۔

اللہ نے نماز کے حوالے سے ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا بھی کی کہ وہ انہیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنادے، اور ان کی تمام دعاؤں کو بالعموم اور ان دعاؤں کو بالخصوص قبول فرمالے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ﴾

(سورۃ ابراہیم:40)

"اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ، اور میری اولاد کو بھی، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔"

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((مُرُوا أَوْلاَدَكُمْ بِالصَّلاَةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ))

عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو، اور ان کے سونے کے بستر الگ کر دو“۔

(سنن ابوداود:495، قال الشيخ الألباني: حسن صحيح)

ضرب کا مطلب اہانت والی ضرب مراد نہیں بلکہ تربیت والی ہلکی سی ضرب مراد ہے بالغ ہونے تک۔

(فتوی شیخ البانی)

عیسی عَلَيْهِ السَّلَام کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

(وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا)

(مریم:55)

"وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکاۃ کا حکم دیتے تھے، اور وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول تھے۔"

اللہ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں۔

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ﴾

(طہ:132)

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو۔ ہم تم سے روزی کے خواستگار نہیں۔ بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں اور (نیک) انجام (اہل) تقویٰ کا ہے۔"

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں پوری امت مراد ہے، یعنی سب لوگ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں، آپ ﷺ اس حکم میں بدرجۂ اولی داخل ہیں۔ آپ سے کہا گیا ہے کہ آپ نماز کی پابندی کیجیے، اور امور دنیا میں مشغول ہو کر اس سے غافل نہ ہو جائیے۔"

(تیسیر الکریم:1/915)

ساتواں: اولاد کے ساتھ شفقت سے پیش آنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ))

(صحیح بخاری:5995)

"جس پر اللہ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی، اور ان کے ساتھ اچھا

سلوک کیا، تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔"

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ يَكُونُ لأَحَدٍ ثَلاَثُ بَنَاتٍ، أَوْ ثَلاَثُ أَخَوَاتٍ، فَيُحسِنُ إِلَيْهِنَّ، إِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

(صحیح الأدب المفرد للالبانی 1/103 [حدیث نمبر:79]"حسن")

"جس کسی کی بھی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں، اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اسے جنت ملے گی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت کے حوالے سے ایک اچھے معاشرے کے قیام کے لیے روشن ہدایت فرمائی۔

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا))

(سنن ترمذی:1919، 1920، سلسلہ الصحیحہ:2196)

"جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

((مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ))

(صحیح بخاری:5997)

"جو شخص رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔"

آٹھواں: دین اسلام کا علم سکھانا :

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

(سنن ابن ماجہ:224، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے)

"علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

علم سے مراد دونوں ہی علم ہیں: علم شرعی اور علم عصری۔ البتہ بنیادی شرعی علم فرض عین ہے اور عصری علم فرض کفایہ۔

تو والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو نیکی کی تعلیم دیں اور برائی سے بچنے کی تلقین کریں۔

نواں: عدل ومساوات قائم کرنا:

اولاد میں عدل ومساوات کے متعلق امام بخاری ومسلم نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس لڑکے کو اپنا ایک غلام بطورِ ہدیہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسی طرح اپنے ہر لڑکے کو ہدیہ کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَارْجِعْهُ))

(صحیح بخاری:2586، صحیح مسلم:4186)

"تو پھر اس سے بھی واپس لے لو۔"

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسا سلوک اپنے تمام لڑکوں کے ساتھ کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو آپ نے فرمایا:

((فَاتَّقُوا اللَّهَ، وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلاَدِكُمْ". قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ))

"اللہ سے ڈرو، اور اپنے بچوں کے درمیان عدل و مساوات کا معاملہ کرو۔"

(صحیح بخاری:2587۔ صحیح مسلم:1623)

تیسری روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کیا تم نے اسی طرح تمام لڑکوں کو غلام دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((فَأَشْهِدْ عَلَى هَذَا غَيْرِي" . قَالَ " أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً" . قَالَ بَلَى . قَالَ " فَلاَ إِذًا))

(سنن ابن ماجہ:2375،قال الشيخ الألباني: صحيح)

"تو پھر مجھے گواہ نہ بناؤ میں ظلم و یادتی کا گواہ نہیں بنوں گا، پھر فرمایا: کیا تمہارے لیے یہ بات خوش آئند نہیں ہوگی کہ وہ سب بھی تمہارے ساتھ برابری کا سلوک کریں؟ عرض کیا: کیوں نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: لہذا تم بھی ان کے ساتھ برتاؤ میں تفریق و امتیاز نہ کرو۔"

دسواں: اولاد کے لیے حسب استطاعت مال ودولت چھوڑنا:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ میں بیمار تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کیا: حضور میرے پاس مال ہے، کیا میں اپنا کل مال خیرات کرنے کی وصیت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: اچھا تو نصف مال؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: اچھا تو ایک تہائی سہی، فرمایا:

((وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ))

(صحیح بخاری:2742)

"خیر! مگر تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثین کو مالدار چھوڑ کر مرو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ کر مرو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، اور تم جو کچھ مال خرچ کرو گے وہ تمہارے واسطے صدقہ (ثواب) ہے حتی کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو، اور امید تو یہ ہے کہ اللہ (تم کو زندہ رکھے گا، اور) تمہارے ذریعے کسی کو نفع اور کسی کو ضرر پہنچائے گا۔"

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

گندی عادتوں کے مضر اثرات

(مختلف سماجی ویب سائٹ سے مستفاد مضمون۔شکریہ)

حالیہ معاشرے میں نشہ لوگوں کے لیے اور خصوصاً نوجوانوں میں فیشن کا روپ اختیار کر چکا ہے۔ اور یہ فیشن لت میں کب بدل جاتا ہے، پتہ ہی نہیں چلتا۔ پہلے پہل مزہ آتا ہے، پھر عادت بنتی ہے اور بالآخر ایک ایسا مقام آجاتا ہے جب نشہ نہ ملے تو بدن میں تکلیف، تڑپ اور بے سکونی محسوس ہوتی ہے۔ لوگ ہمیشہ یہ سوچ کر نشہ کرتے ہیں کہ ایک دوبار استعمال کے بعد اُسے چھوڑدے گے لیکن آگے چل کر یہ اُنہیں لت کی شکل میں جکڑ لیتا ہے۔ اس بات سے قطعِ نظر کے منشیات کس قدر غیر قانونی ہے، لیکن اِس کا پھیلاؤ ہمارے معاشرے کے لیے نہایت سنگین خطرہ بنتا جارہا ہے۔

نشیلی چیزوں کی لت کیسے لگتی ہیں؟

اکثر کہا جاتا ہے کہ نشے کی چیزوں سے دور ہی رہنا چاہیئے۔ اگر ایک بار ان کی شروعات ہوگئی تو انسان خود نہیں جانتا کہ وہ نشے کی طرف کب کھینچا چلا جاتا ہے اور پھر اپنے جسم اور زندگی سے کھلواڑ کر بیٹھتا ہے۔ آخر اس میں ایسا کیا ہے جس کے ہم عادی ہوجاتے ہیں؟ دراصل جب ہم کسی نشیلی شئے کا استعمال کرتے ہیں تو وہ سیدھا ہمارے دماغ پر اثر ڈالتی ہے اور پھر دماغ اُن خیالات کو جگاتا ہے جس کی ہم تمنّا کرتے ہیں۔ نشے کے یہ اثرات دماغ کی نسوں کے ذریعے بالجبر ڈوپامین ہارمون جاری کرتے ہیں جس سے کچھ وقت تک خوشی کا احساس ہوتا ہے، پھر نشے کی طلب بڑھنے لگتی ہے۔ یہ نشیلی اشیاء دماغ پر اس قدر حاوی ہوجاتی ہے کہ انسان کا اپنے جسم اور دماغ پر قابو نہیں رہتا، اُسکی سانسیں دھیمی ہونے لگتی

ہے اور پھر ایسا مرحلہ آتا ہے جب نشہ نہ ملنے کی صورت میں وہ اکثر چڑچڑا یا پریشان ہو جاتا ہے اور نشہ کرنے کے بعد وہ خود کو پُرسکون اور ہلکا محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسے ہی نشے کی لت کہتے ہے۔

منشیات کی لت کن افراد کے لیے خطرے کی گھنٹی؟

منشیات کا زہر انسان کو اندر سے کھوکھلا کرنے لگا ہے۔ نوجوان نسل اسکے دلدل میں دھنستی جارہی ہے۔ ایسے افراد جن کے لیے صورتحال خطرناک ہے:

1) جن گھروں میں والدین کے درمیان جھگڑے زیادہ ہو وہاں کے بچے بہت خطرے میں ہوتے ہیں۔ اُن میں اعتماد نہیں ہوتا، جس سے اندر کی شخصیت مضبوط نہیں ہوپاتی۔ یہی کمزوری اُنہیں گرفتار کرلیتی ہے اور وہ جلد ہی دوسروں پر اعتبار کرلیتے ہیں۔ دوست یا رشتے داروں کے سبب کسی نشے والے کے ہاتھوں پہنچ جاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی عزت تک بیچنے کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں۔ حتٰی کہ نشے کے لیے بندوق کے نوک پر جرائم میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

2) ایسے بچے جو شدّت پسند اور جارحانہ طبیعت کے مالک ہو۔

3) وہ بچے جو کمزور شخصیت کے ہو، کسی مقابلہ کا سامنا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہو، کمزور اور شرمیلے ہو وہ زندگی کے دباؤ سے بچنے کے لیے نشہ کا راستہ اختیار کرکے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

4) جن بچوں کے پاس کوئی فائدہ مند سرگرمی نہ ہو، یا ایسے مواقع نہ ہو جہاں وہ

اپنی توانائی صرف کر سکے وہ راہِ فرار ڈھونڈ ھتے ہیں اور اُنہیں نشہ مل جاتا ہے۔

5) طلاق شدہ خاندانوں میں دھیان اور توجہ دینے والی عموماً ماں ہوتی ہے۔ جس کی کمزوری سے بچے فائدہ اُٹھا کر نشے کی جانب چلے جاتے ہیں۔

6) جیسا سنگ، ویسا رنگ۔ اِس کہاوت کی رو سے خراب حلقہ احباب کے چکر میں بچے اس لت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

7) بعض گانے، بعض فلمیں، بعض ڈرامے یہ سب بچوں کی نشے کے طرف جانے میں حوصلہ افزائی کرتے ہیں، یوں تباہی کے راستے پر وہ گامزن ہو جاتا ہے۔

سماج میں منشیات کا بڑھتا پھیلاؤ

روزانہ ہندوستان میں 10 اموات منشیات کے استعمال سے ہوتی ہے۔ اکنامک ٹائمز کے 22 جولائی 2016 کی خبر کے مطابق نیشنل کرائم رپورٹ بیورو (این سی آر بی) کے مہیا کردہ ڈیٹا کی بنیاد پر مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، تامل ناڈو اور کیرالا ریاستیں نشہ آور اشیاء کے استعمال میں سب سے اوپر ہے۔ 18 جولائی 2017 کے fact ویب سائٹ پر NCRB کی رپورٹ اشارہ کرتی ہے کہ 2010 تا 2015 کے درمیان تقریباً 23000 لوگوں کی منشیات کے باعث موت ہوئی، اور ان کے 40٪ (8943 افراد) کا تعلق مہاراشٹر سے تھا۔

28 مارچ 2018 کے انڈیا ٹائمز کے مطابق صرف راجدھانی دہلی میں 90٪ تقریباً 46410 بچے ڈرگس کا شکار ہے جن میں 21770 تمباکو، 9450 الکوحل اور 840

ہیروئن کے عادی ہیں۔ دراصل ان نشیلی اشیاء کے مضر اثرات بہت خطرناک اور دیرپا ہوتے ہیں جو سنگین پیچیدگیوں اور بھیانک انجام کا راستہ کھول دیتے ہیں۔

1) سگریٹ:

دھواں صحت کے لیے کافی مضر ہے۔ نقصانات جاننے کے باوجود اسکا استعمال کرنا گویا فیشن بن گیا ہے۔ جس سے کینسر، پھیپھڑوں کی بیماریاں، دانتوں میں کمزوری، سانس اور پیٹ میں تکالیف، آنتوں کی بیماریاں، اندھاپن جیسی بیماریاں بڑھتی جارہی ہیں۔

15 سے 20 سال کی عمر تک یہ شوقیہ، کسی کو متاثر کرنے یا بری صحبتوں کے سبب پی جاتی ہے۔

- 20 سے 30 سال کی عمر تک ایک پختہ عادت بن جاتی ہے۔
- 30 سے 40 سال میں یہ خون کی روانی کو متاثر کرتی ہے۔ پھیپھڑوں کو خراب کر دیتی ہے۔ شوگر کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔
- 40 سے 50 کی عمر تک دمّہ، سانس اور کھانسی کی مرض مستقل لاحق ہو جاتا ہے۔ اعصابی اور دماغی بیماریوں کے سبب جسم ناکارہ ہو جاتا ہے۔

2) تمباکو:

تمباکو کا استعمال کرنے والے لوگوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ نوجوان بھی اس میں پھنستے جارہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک میٹھا زہر ہے جو دھیرے دھیرے

انسان کو اندر سے کھوکھلا کرتا ہے اور پھر اُسکی جان لے لیتا ہے۔ جس سے گلے، پیٹ، آنت اور منہ کا کینسر، گردوں، پھیپھڑوں اور خون سے متعلقہ بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

30 مئی 2017 کے ٹائمز آف انڈیا کے شمارے کے مطابق تمباکو کے استعمال سے پوری دنیا میں تقریباً ہر سال 6 ملین افراد مرتے ہیں اور پوری تعداد کا چھٹا حصہ (6/1) بھارت کے افراد پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر بی کے شرما (ڈپٹی ڈائریکٹر، RST ریجنل کینسر ہسپتال) کہتے ہیں کہ، "2030 تک یہ اعداد و شمار 8 ملین سے بھی زیادہ ہو گی۔" ہر تیسرا بالغ شخص (75۔2 کروڑ) کسی نہ کسی طور پر تمباکو کا استعمال کرتے ہیں جس سے ہر 6 سیکنڈ میں ایک موت ہوتی ہے۔ بھارت میں تقریباً 42 فیصد مرد اور 3۔18 فیصد عورتیں منہ اور پھیپھڑوں کے کینسر سے موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔

3) شراب:

یہ نہ صرف جگر بلکہ دماغ پر بھی بہت اثر ڈالتی ہے۔ جو اس کے عادی ہوتے ہیں اُن کے دماغ میں 40 سے 360 فیصد ڈوپامین کا اثر بڑھ جاتا ہے، یوں وہ شراب کے عادی ہو جاتے ہیں۔

29 ستمبر 2018 کے live-mint کی خبر کے مطابق، WHO کی 2018 کی صحت رپورٹ کہتی ہے کہ ہندوستان میں پچھلے گیارہ سالوں میں شراب کی کھپت دُگنا

ہو گئی ہے۔ 2005 میں 4۔2 لیٹر جبکہ 2010 میں 3۔4 لیٹر جو بڑھ کر 2016 میں 7۔5 لیٹر ہو گئی۔ 2016 میں 3 ملین سے زائد افراد کی موت ہوئی جبکہ ہر ایک لاکھ افراد میں تقریباً 181 مرد اور 4۔126 عورتیں کینسر میں مبتلا ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

(سورۃ المائدہ:90)

"اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو۔"

4) گانجا:

انڈیا ٹوڈے، 1 مارچ 2017 کا شمارہ یوں کہتا ہے، "نشیلی اشیاء کے معاملے میں بھارت کے زیادہ تر لوگ گانجا کا استعمال کرتے ہیں اور یہ غیر قانونی تجارت (اسمگلنگ) میں پہلے نمبر پر ہے۔" ریاست اڑیسہ میں سب سے زیادہ تقریباً 78273 کلوگرام اسمگلنگ ہوئی۔ مانگ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو 2014 اور 2015 میں بالترتیب 108300 اور 94403 کلوگرام مانگ تھی جو بڑھ کر 2016 میں 182622 تک تجاوز کر گئی۔

5) کوکین:

دی گارجین، 1 اکتوبر 2015 کے مطابق، "بھارت کوکین کی اسمگلنگ کا ایک اہم مرکز

بن چکا ہے۔ حکومت کی اطلاع کے مطابق 2011 سے 2013 کے درمیان اُسکی سپلائی پورے ملک میں 455 فیصد بڑھ گئی ہے۔" بمطابق انڈیا ٹوڈے، 3 اکتوبر 2016، نورکوٹس کنٹرول بیورو(NCB)رپورٹ کہتی ہے، "2015 میں اُسکی مقدار 670 فیصد بڑھی ہے۔ ریاستِ مہاراشٹر اُسکی قیادت کر رہا تھا جہاں 71 کلو کوکین 426 کروڑ(6 کروڑ فی کلو کے حساب سے عالمی مارکیٹ) میں فروخت ہوئی۔ جبکہ ایک گرام 3000 سے 4000 کے درمیان اور کم سے کم قیمت پر 1200-1800 کے درمیان فروخت ہوا۔ پورے ملک میں اِس سال (2015 میں) تقریباً 122 کلو کوکین بیچی گئی۔ ریاست مہاراشٹر سے ٹرین، ہوائی جہاز، سڑکوں اور کوریئر کی ذریعے پورے ملک میں اسکی ترسیل ہوئی۔" اسی ویب سائٹ کے 15 جولائی 2017 کی خبر کچھ یوں ہے، NCB کے مطابق، "2016 میں صرف دہلی میں 30 کلو کوکین(210 کروڑ) میں فروخت ہوئی جسکی فی گرام قیمت 3000 سے بڑھ کر 5000 ہوگئی۔ اور اسکا استعمال 25 سے 30 سال کی عمر کے افراد میں تیزی سے بڑھتا جارہاہے۔"

6) کرسٹل میتھ یا آئس:

یہ انسانوں کا بنایا ہوا خطرناک قسم کا نشہ جو برف یا شیشے کی طرح دکھائی دیتا ہے، جو بہت تیزی سے نوجوانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ یہ خطرناک کیمیکل سے مل کر بنا ہوتا ہے جو مرکزی اعصابی نظام(Central Nervous System – CNS)کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ CNS چونکہ ایک اسٹیشن کا کردار ادا کرتا ہے اور جسمانی سرگرمیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس میں ڈوپامین نامی ایک نہایت انمول اور قیمتی نیوروٹرانسمیٹر ہوتا

ہے جو خوشیوں کا احساس دلاتا ہے۔ میتھ اسے براہِ راست نقصان پہنچا دیتا ہے جس سے دماغ تباہ ہو جاتا ہے۔ کرسٹل میتھ دماغ کے خلیات کو مجبور کرتا ہے کہ وہ معمول سے تقریباً 100 سے 1000 گنا زیادہ ڈوپامین جاری کرے۔ جس سے جسمانی حرکات متاثر ہوتی ہے۔ وہ شخص صرف ایک کونے میں لیٹا رہنا چاہتا ہے۔ جیسے ہی نشے کا اثر ختم ہوتا ہے، ڈوپامین جاری نہیں ہوتے جس کے باعث اور ڈرگ کی چاہت ہوتی ہے اور وہ نہ ملنے پر سر میں شدید درد ہوتا ہے۔ 15 سال قبل صرف 3 فیصد لوگ اس کا استعمال کرتے تھے لیکن آج ان کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے جن میں اسکول و کالج کے بچے بھی شامل ہیں۔ آج تقریباً 40 فیصد لوگ اسکا استعمال کررہے ہیں۔ امتحان، نوکری یا گھر والوں کے دباؤ سے چھٹکارا پانے کے لیے نوجوان اس نئے نشے کا سہارا لے رہے ہیں۔ میتھ کے ایک بار استعمال سے ہی لت کا خطرہ ہوتا ہے۔ 4-6 ہزار میں ایک کرسٹل میتھ دستیاب ہوتی ہے۔ یہ نوجوانوں کے پارٹی کلچر میں تیزی سے مقبول ہونے والی ڈرگ ہے، جسکے زیادہ تر صارفین 20 سال کی عمر کے بچے ہیں۔ ٹائمز آف انڈیا کے 31 دسمبر 2014 کے شمارے میں ماہرِ نفسیات ڈاکٹر یوسف ماچس والا کے مطابق، "صرف ممبئ میں 30000 نوجوان اس کے عادی ہے."

7)هیروئن:

نشہ کرنے والے لوگوں میں یہ پسندیدہ چیزوں میں سے ایک ہے، جو دماغ میں ڈوپامین کے اثر کو 200 گنا بڑھا دیتی ہے۔ 2014 میں 1370 اور 2015 میں 1416 کلو کے بعد 2016 میں اسکی مانگ 1600 کلو تک بڑھ گئی۔

8)نیند کی دوائیاں:

لوگ نیند نہ آنے کا علاج کروانے کے بجائے نیند کی گولیوں کا سہارا لیتے ہیں اور دھیرے دھیرے یہ لت بن جاتی ہے۔ اس سے دماغ کے کچھ حصّے اثر انداز ہونے لگتے ہیں۔ لمبے عرصے تک اسکا استعمال جان لیوا بھی ثابت ہوتا ہے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ سونے میں سانس کے متعلق بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات دل کے دورہ اور کینسر کے خطرات بالترتیب 50 گنا اور 35 فیصد تک بڑھ جاتے ہیں۔

دراصل نشے کے عادی افراد، 'ہم دوبارہ یہ نہیں کریں گے'، 'کچھ نہیں ہوگا'، 'جب چاہے چھوڑ دیں گے'، 'ایک مرتبہ کرنے میں کیا حرج ہے'، ان الفاظ کے ساتھ اِس دنیا میں قدم رکھتے ہیں اور تباہی کے دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔ علاج میں آنے کے بعد اُن سے یہ عادت چھڑوائی جاسکتی ہے لیکن وہ راضی نہیں ہوتے۔ اُنہیں کاؤنسلنگ اور باقاعدہ بہتر حل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایسا نہیں کہ نشے کے عادی فرد کو مار مار کر اُسے یہ لت چھوڑنے پر مجبور کیا جائے۔ یہاں والدین اور خاندان کا کردار اہم ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے افراد کی عزتِ نفس اور قوتِ ارادی اُن کی اپنی نگاہ میں بہت کمزور ہوتی ہے، جس کے سبب اُن کا ذہن سدا الٹر تار رہتا ہے اور نشہ چھوڑ نہیں پاتا۔ اُن میں اِس بات کا احساس جگایا جائے کہ:

1) یہ جسم صرف ایک بار حاصل ہوا ہے جس کی بربادی کے بعد اُسے دوبارہ پانا ممکن نہیں۔

2) ان نشیلی اشیاء کے پیچھے ایک بڑا سرمایہ فضول کرنے کے جرم میں دنیا میں

بدنامی کا داغ لگے گا اور بعد از مرگ اس کی پکڑ ہو گی۔

3) صحت کی نعمت اپنے ہاتھوں برباد کرنے کی پاداش میں روزِ محشر سخت مواخذہ ہو گا۔

4) دین میں ہر قسم کا نشہ، چاہے وہ تھوڑی مقدار میں ہو یا زیادہ تعداد میں، یا اس میں کسی قدر فائدہ پوشیدہ ہو، بہر حال حرام ہے۔"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے ناپاک کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ"

(سورۃالمائدہ:90)

5) نشے کی لت صرف نشہ خور اور خاندان کو ہی نہیں بلکہ آنے والے نسلوں کو بھی بدنامی، ذلّت اور بے عزتی کے جھنڈے تلے قتل کر دیتی ہے۔

بعض اوقات ٹی وی، اشتہارات، انٹرنیٹ، فلموں، ڈراموں، ناولوں اور سیریئل کے ذریعے نشیلی اشیاء کو خوشنما بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ علامہ اقبال کے اس مصرعے کے مانند کہ نشہ پلا کر گرانا تو سب کو آتا ہے، ہر محاذ پر لوگوں کو نشے کا عادی بنانے کی کوششیں جاری ہے۔ نوجوانوں کے سامنے بار بار یہ چیزیں خوشیوں کے احساسات، ترقی، فیشن، جدیدیت، اسٹیٹس، رتبہ اور ماڈرنزم کے نام پر دکھائی جارہی ہے، اور وہ اُس دریا کی موجوں میں بہتے جارہے ہیں جس کا آخری سرا موت کے علاوہ کچھ نہیں۔ بحیثیتِ اُمتِ مسلمہ کے افراد ہونے کے ناطے ہماری اصل ذمے داری تو اس شعر کے مصرعے ثانی میں پنہاں ہے، 'مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی'، جب ہم نے نشے میں ڈوبے اُن افراد کو موت کے منہ میں جانے سے قبل بچالیا تو نہ صرف خیرِ اُمت کا لقب پانے کے

حقدار قرار پائیں گے بلکہ سورۃ المائدہ کی آیت 32 کی روشنی میں کہ ، "جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اُس نے پوری انسانیت کی جان بچائی"، پوری انسانیت کو بچانے کا فریضہ بھی انجام دے سکیں گے۔ ضرورت انتھک کوشش، لگن، جدوجہد، محنت، ہمت اور توکّل علیٰ اللہ کی ہے تو انشاء اللہ خوش آئند اور بہترین نتائج نظر آئے گے۔

زنا اور لواطت کے سنگین انجام

زنا کے دنیوی بھی بہت سے نقصانات ہیں، اس فعل کا ارتکاب کرنے والا دنیا میں بھی ذلیل ورسوا ہوتا ہے، اُس کی زندگی سے چین وسکون ختم ہو جاتا ہے، مناجات کی لذت سے وہ محروم ہو جاتا ہے، طرح طرح کی تکلیفوں اور الجھنوں کا شکار رہتا ہے، اُس کی صحت اور جسمانی قوت خراب ہو جاتی ہے۔

گناہ سے بچانے کے لیے اس دعا کے پڑھنے کا اہتمام کریں:

((اللّٰهم انا نَسألُکَ مِن خَشیَتِک مَا تَحول بیننا و بین مَعَاصِیک))

ترجمہ: اے اللہ ہم آپ سے ایسی خشیت اور خوف کا سوال کرتے ہیں جو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے۔

((عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهَؤُلاَءِ الدَّعَوَاتِ لأَصْحَابِهِ: اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

مَعَاصِيكَ ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ ، وَمِنَ اليَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا ، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا ، وَاجْعَلْهُ الوَارِثَ مِنَّا ، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا ، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا ، وَلاَ تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا ، وَلاَ تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا ، وَلاَ مَبْلَغَ عِلْمِنَا ، وَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لاَ يَرْحَمُنَا))

(رواه الترمذي (رقم /3502) وقال: حسن غريب. وصححه الألباني في " صحيح الترمذي)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے کے بعد ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: "آج رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے زمینِ مقدس کی طرف لے گئے۔ ہم ایک تنور کی مثل گڑھے کے پاس پہنچے، جس کا اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے سے کشادہ تھا۔ اس میں آگ بھڑک رہی تھی اور اس آگ میں کچھ مرد اور عورتیں برہنہ ہیں۔ جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو وہ لوگ اوپر آجاتے ہیں اور جب شعلے کم ہو جاتے ہیں تو شعلے کے ساتھ وہ بھی اندر چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا: "یہ کیا ہے؟" ان دونوں نے جواب دیا: "یہ لوگ زناء کرنے والے ہیں۔"

(ملخصاً، بخاری، کتاب الجنائز، رقم 1386، ج1، ص467)

❖ قوم لوط والا عمل کرنا گناہ کبیرہ ہے، ایسا کام کرنے والا فاسق و فاجر یعنی خدا کا نافرمان ہے۔ اس فعل بد کی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوا کہ قوم لوط کی بستی اُلٹ دی گئی، پھر ان پر پتھروں کی بارش ہوئی۔

لواطت: مرد کا مرد سے بدفعلی کرنا:

بے شمار دنیاوی واُخروی آفات کا سبب بننے والے اس مذموم فعل کی قباحت قرآن کریم اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے.

﴿وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ [80]اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ [81]﴾

اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہاں میں کسی نے نہ کی تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے۔"

قومِ لوط پر اسی کی وجہ سے عذاب نازل ہوا تھا، جس کا بیان قرآن مجید فرقانِ حمید میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ﴾

پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا اور اس پر کنکر کے پتھر لگا تار برسائے۔"

مشت زنی کے نقصانات(Masturbation)

آج اس پر فتن دور میں موبائل، انٹر نیٹ اور ٹی وی وغیرہ پر بے حیائی کے مناظر دیکھ دیکھ کر نوجوانوں کی اک تعداد ہے جو مشت زنی کا شکار ہو جاتی ہے۔

اور اس بات سے بے خبر کہ اس کے دینی اور دونیاوی کیا نقصانات ہیں وہ بد مست ہو کر اس بیماری میں مبتلا رہتے ہیں اور جب ان کو اس بات کا احساس ہوتا ہے تو پانی سَر سے گزر چکا ہوتا ہے. اور یہ اپنی زندگی کو برباد کر چکے ہوتے ہیں۔

مشت زنی کی جسمانی آفتیں:

ایک اطلاع کے مطابق جب ایک ہزار مریضوں کے اسباب پر غور کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ 414 مشت زنی کے سبب، 186 کثرت جماع کے باعث اور بقیہ دیگر وجوہات کی بناء پر مبتلائے تپ دق ہوئے تھے۔124 پاگلوں کا امتحان کرنے پر معلوم ہوا کہ ان میں سے 24(6)اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنے کی بناء پر پاگل ہوا تھا۔

مشت زنی سے چھٹکارا کس طرح حاصل کریں؟

سب سے پہلے اس گناہ سے پکی سچی توبہ کریں۔

مزید اس کے اسباب پر غور کریں کہ یہ گناہ مجھ سے کیوں سرزد ہو رہا ہے۔بری صحبت کی وجہ سے، فلموں ڈراموں کی وجہ سے، انٹر نیٹ کے غلط استعمال کی وجہ سے یا بد نگاہی کی وجہ سے جو بھی سبب ہو اسکو فوراً دور کریں اور اچھی صحبت اختیار کریں۔ اپنے آپ کو نیک

کاموں میں مشغول کریں۔

جب بھی گناہ کرنے کا دوبارا ذہن بنے تو وضو کر لیں اور نماز پڑھ کا اللہ سے مدد طلب کریں۔ اور ہر وقت تعوذ اور "لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی کثرت کرتے رہیں ان شاء اللہ اس عادت سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ یاد رکھیں نفس و شیطان بھرپور کوشش کرے گا کہ آپ اس عادت سے چھٹکارا نہ حاصل کر پاؤ مگر آپ نے اپنے اس ارادے پر پختگی کے ساتھ قائم رہنا ہے۔ اور اس عادت سے چھٹکارے کے لیے دعا کرتے رہنا ہے۔ مزید ایک اور بات کہ کھانا کم کھائیں کہ پیٹ بھر کھانے سے بھی شہوت کو فروغ ملتا ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ روزہ رکھنے کی عادت ڈال لیں کہ روزہ شہوت کا توڑ ہے۔

گالی گلوچ:

کسی مسلمان کو گالی دینا جس سے اس کو تکلیف پہنچے اسلام میں ناجائز ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں اور جن الفاظ میں گالی دی جاتی ہے، وہ الفاظ مذاق میں بھی ایک دوسرے سے بولنا فحش گوئی ہے، احادیث میں اس سے بھی منع کیا گیا ہے حتیٰ کہ اس کو عمل کو منافقت سے تعبیر کیا گیا ہے، ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الإِيمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ))

" حیاء اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں، جب کہ فحش کلامی اور کثرت کلام

نفاق کی دو شاخیں ہیں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَالْعِيُّ قِلَّةُ الْكَلاَمِ وَالْبَذَاءُ هُوَ الْفُحْشُ فِي الْكَلاَمِ وَالْبَيَانُ هُوَ كَثْرَةُ الْكَلاَمِ مِثْلُ هَؤُلاَءِ الْخُطَبَاءِ الَّذِينَ يَخْطُبُونَ فَيُوَسِّعُونَ فِي الْكَلاَمِ وَيَتَفَصَّحُونَ فِيهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيمَا لاَ يُرْضِي اللَّهَ))

" ۲۔ "الْعِيُّ" کا معنی "کم گوئی" اور "اَلْبَذَاءُ" کا معنی "فحش گوئی" ہے،"الْبَيَانُ "کا معنی "کثرت کلام" ہے، مثلاًوہ مقررین جو لمبی تقریریں کرتے ہیں اور لوگوں کی تعریف میں ایسی فصاحت بگھاڑتے ہیں جو اللہ کو پسند نہیں ہے۔"

(جامع الترمذی: 2027، قال الشيخ الألباني: صحيح۔ إيمان ابن أبي شيبة :118۔ المشکاۃ:4796/ التحقیق الثانی)

یعنی کہ فحش گوئی، گالی گفتار کرنے والوں کو اور بہت زیادہ لایعنی باتیں کرنے والوں اور بغیر علم لمبی لمبی تقریریں کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے، لہذا شرم وحیاء والا انسان اچھی بات کرنے والا کم بات کرنے والا انسان بہت سارے گناہوں سے یوں بچ جاتا ہے جبکہ ایک بک بک اور غیر ضروری باتیں کرنے والا انسان شیخی کرتے ہوئے جھوٹ بولتا جاتا ہے اسی لیے فحش گوئی کے ساتھ زیادہ باتیں کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے

، اللہ کے نبی ﷺ ان تمام چیزوں سے پاک تھے، انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ لَعَّانًا وَلاَ سَبَّابًا، كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ "مَا لَهُ، تَرِبَ جَبِينُهُ"))

"کہ اللہ کے نبی ﷺ فحش گو نہیں تھے، نہ آپ ﷺ لعنت ملامت کرنے والے تھے اور نہ گالی دیتے تھے، آپ ﷺ کو بہت غصہ آتا تو صرف اتنا کہہ دیتے، اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی پہ خاک لگے۔"

(صحیح بخاری: 6046)

اللہ کے نبی ﷺ ہمارے لیے وسوہ حسنہ ہیں لہذا ہمیں گالی گلوج سے دور رہنا چاہئے۔

لڑائی جھگڑا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آخری نبی محمدِ عربی ﷺ نے فرمایا:

''اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللهِ اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ ''

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو بہت زیادہ جھگڑا کرنے والا ہو۔

(بخاری، 2/130، حدیث:2457)

لڑائی جھگڑا کرنے کے بہت سارے دینی اور دنیوی نقصانات ہیں مثلاً لڑائی جھگڑا کرنے سے آپس کی دوستی ختم ہو سکتی ہے، لڑائی جھگڑے سے فساد کم ہونے کے بجائے بڑھتا ہے، جھگڑالو بچّے کو کوئی بھی اچھا بچّہ نہیں کہتا، اس کے ساتھ رہنا کوئی پسند نہیں کرتا اور لڑائی

جھگڑا کرنا اللہ پاک کی ناراضی کا سبب ہے۔

بعض بچّے بات بات پر لڑنے جھگڑنے اور مار پیٹ پر اُتر آتے ہیں۔ گھر میں بھائی بہنوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر، کھانے پینے اور دیگر چیزوں پر مار دھاڑ کرتے ہیں۔

اس طرح بات بات پر لڑنا جھگڑنا، مار پیٹ کرنا اچھے بچّوں کا کام نہیں ہے بلکہ اچھے بچّوں کو تو چاہئے کہ صلح اور مُعاف کرنے کو اختیار کریں۔ اگر دوسرے بچے نے آپ سے جھگڑنے والی کوئی بات کر بھی دی تو جھگڑا کرنے کے بجائے دَرْ گُزر سے کام لیں یا اپنے امّی ابّو کو اچھے انداز میں بتادیں مگر انداز شکایت والا نہ ہو۔

لڑائی جھگڑے سے کیسے بچیں

اللہ کے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو لوگوں میں سب سے ناپسند وہ لوگ ہیں جو شدید "جھگڑالو" ہیں۔

(بخاری، ج2، ص130، حدیث:2457)

آپس میں صلح اور پیار محبّت کے ساتھ رہنے میں فائدہ ہے جبکہ جھگڑے میں نقصان، تو ہمیں ایسا کچھ کرنا چاہیے کہ جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے۔ جھگڑا چھوڑنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ کے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے، اس کے لیے جنت کے بیچ میں گھر بنایا جائے گا۔

(ترمذی، ج3، ص400، حدیث:2000، ملتقطاً)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

فحاشی سے کیسے بچیں؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

(سورۃ النور، سورۃ نمبر24، آیت نمبر:19)

"(کچھ)لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لئے دنیااور آخرت میں دردناک عذاب ہیں، اللہ سب کچھ جانتاہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فحاشی کے بارے میں "Guidelines" مقرر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾

(سورۃ النور، سورۃ نمبر24، آیت نمبر:30)

"مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں،یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے،لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔"

علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ نوجوان اپنی نگاہوں کو ہمیشہ نیچی رکھیں اس کا مطلب یہ کہ جب آپ راستوں اور گلیوں سے گزررہے ہوں تو اپنی نگاہ نیچی رکھیں نیز گزرنے والی خواتین اور لڑکیوں پر نظر نہ ڈالیں اور اس آیت کی دوسری مراد یہ ہے

کہ حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالیں یعنی "Social Media" پر جو گندگی پھیلی ہوئی ہے اس سے خود کو دور رکھیں اور خصوصاً "Pornography" سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں یہ ایک بہت بڑا اور سنگین گناہ ہے ایک تحقیق کے مطابق آج کے دور کا سب سے بڑا "Addiction" جو نوجوانوں میں بہت عام ہے وہ "Pornography" کا "Addiction" ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام نوجوانوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے آمین ،احادیث میں اس برائی کا ذکر راست اور بالراست دونوں طرح سے موجود ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذَلِكَ لاَ مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ))

"کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے معاملہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لامحالہ دوچار ہو گا پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے"۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب: شرمگاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کے زنا کا بیان، حدیث نمبر:6243)

آپ اس گناہ کو چھوٹا گناہ نہ سمجھیں حدیث کے مطابق یہ گناہ زنا میں داخل ہے اور زنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔

اگر کسی خاتون پر نظر پڑ جائے تو پہلی نظر معاف ہے اور دوسری نظر گناہ ہے، جیسا کہ حدیث میں بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

((یَا عَلِيُّ لاَ تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الآخِرَةُ))

" علی!(اجنبی عورت پر) نگاہ پڑنے کے بعد دوبارہ نگاہ نہ ڈالو کیونکہ پہلی نظر تو تمہارے لیے جائز ہے، دوسری جائز نہیں۔"

(سنن ابوداود:2149،قال الشيخ الألباني: حسن۔والترمذی:2777۔ومسند حمد :22991)

چنانچہ پہلی نظر اس لیے معاف کردی جاتی ہے کہ یہ جان بوجھ کر نہیں ڈالی گئی تھی لیکن دوسری نظر جان بوجھ کر ڈالی جاتی ہے لہذا دوسری نظر قابل گرفت اور گناہ ہے۔

نوجوانوں کے بھٹکنےاور غلط راہ پر جانےکے اسباب اور وجوہات

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ خالی ذہن شیطان کا گھر ہے لہذا نوجوان اپنے آپ کو ہمیشہ کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھیں اس سے آپ کا ذہن ادھر اُدھر نہیں بھٹکے گا اس سبب کی وجہ سے بہت سارے نوجوان غلط راستوں کو اپنا لیتے ہیں والدین کو چاہئے کہ اپنے نوجوان لڑکا اور لڑکی کسی نہ کسی میں مشغول رکھیں پڑھائی کے علاوہ ان کو(Gym join) کروائیں، اور بہت سارا وقت ہے تو ان کو کوئی(Startup Business) کروائیں اور اس میں ان کو پوری آزادی دیں اور دیکھیں کہ اس میں وہ کس طرح ترقی کرتے ہیں یا پھر نوجوانوں کو مصروف رکھنے کے لیے(Short Skill Courses) کروائیں یا پھر ان کو آزادی دیں کہ کیا کرنا چاہتے ہیں اس سے ان کا ذہن مصروف رہے گا اور غلط عادات میں مبتلا نہیں

ہوں گے۔

نوجوانوں کا بری عادات میں پڑنے کی وجوہات:

- والدین کا غیر ذمہ دارانہ رویہ۔
- بچوں کا افراد خانداسے الگ تھلگ پڑ جانا۔
- بری صحبت۔
- موبائیل فون اور انٹرنیٹ(Mobile Pheon, Internet)
- (Electronic Media)کی غلط تشہیری مہم۔
- ہمیشہ بوریت محسوس کرنا۔
- مزاج میں بغاوت ہونا۔
- ہر کام میں جلد بازی کرنا اور اسی میں سکون محسوس کرنا(Instant Gratification)۔
- معلومات کا فقدان(Lack of Knowledge)۔
- نوجوانوں میں خود اعتمادی کا فقدان ہونا(Lack of Confidence)۔
- غلط رہنمائی کا شکار ہو جانا(Miss Lead / Misinformation)۔
- **تجسس:** تجسس ایک انسانی فطرت ہے نوجوان کا ایک طبقہ بری عادت کا شکار صرف اس لیے ہو جاتا ہے کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ سگریٹ نوشی کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں یا فلاں برائی میں کیا لذت اور خوشی ہوتی ہے لہذا اس طرح سے نوجوان کی برائی کی شروعات ہوتی ہے اور ایک وقت آنے پر

وہ اس کے عادی بن جاتے ہیں۔

- (Peer Pressure) بعض بچے اور نوجوانوں پر ان کے ہم عمر دوست یا (Cousins) کی طرف سے یہ دباؤ ہوتا ہے کہ تم فلاں کام نہیں کر سکتے مثلاً تم سگریٹ نہیں پی سکتے تم میں اتنی ہمت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ اس چکر میں بعض نوجوان بری عادتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
- بعض نوجوان نوجوانی کے اس مرحلے میں ہوتے ہیں جہاں پر بہت زیادہ جوش وخروش پایا جاتا ہے اس حالت میں بعض نوجوانوں کو یہ لگتا ہے کہ "ابھی نہیں تو کبھی نہیں" یا وہ یہ سوچتے ہیں کہ ایک بار کرنے میں کیا برائی ہے لہذا ایک بار سے دوبار پھر تیسری بار پھر اس طرح وہ بری عادت کا شکار ہو جاتے ہیں۔
- کچھ ڈاکٹرس کہتے ہیں بعض نوجوانوں میں بری عادات ان کو جینیاتی طور پر موروثی طور پر ملی ہوتی ہیں ایسے نوجوان ناچاہتے ہوئے بھی بری عادات میں پڑ جاتے ہیں اور اپنے آپ کو روک نہیں پاتے کیونکہ جینیاتی طور پر بری عادت ان کی فطرت ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم - ہم اس بات پر کوئی حتمی رائے قائم نہیں کر سکتے)
- (Bullying) اگر کوئی نوجوان اسکول کالج یا محلے میں کسی کی دھونس اور غنڈہ گردی کا شکار ہوتا ہے تو وہ اندر ہی اندر بدلہ لینے پر تُل جاتا ہے اور پھر وہ بھی اسی طرح سے (React) کرتا ہے جیسا کہ اس کے ساتھ ہوا تھا پھر اس کے اطراف واکناف برے عاداتوں والے نوجوان جمع ہوتے جاتے ہیں اور بالآخر بری عادتوں کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

- سماجی پابندیوں کی کمی: فحاشی، عریانیت کی وجہ سے نوجوانوں کے جسم میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور نوجوان تسکین حاصل کرنے کے لیے مشت زنی(Masturbation) کو اپناتے ہیں اور اس کو برا نہیں سمجھتے بلکہ ان کو سماج کی طرف سے ایسا(Content) فراہم کیا جاتا ہے جس میں یہ بتایا جاتا ہے(Masturbation) میں بہت سے فائدے ہیں لہذا وہ بری عادات میں پڑ جاتے ہیں ان حالات میں یہ کسی فرد کی بیماری یا برائی نہیں بلکہ پوری سماج کی برائی کہلاتی ہے۔

❖ اکثر والدین اپنی مصروفیات کی بنیاد پر بچوں کی طرف توجہ نہیں دیتے ان کی جائز خواہشات کی وہ تکمیل تو کر دیتے ہیں لیکن ان کے لیے وقت نہیں دے پاتے اور اپنی معاشی زندگی میں مصروف رہتے ہیں نتیجہ میں ان کی اولاد ان کے ہاتھوں سے نکل جاتی ہے اور غلط راستوں پر لگ جاتی زیادہ تر والدین کو اس بات کا علم اس وقت ہوتا ہے جبکہ کو وہ پوری طرح سے ہاتھ سے نکل چکے ہوتے ہیں لہذا(Parenting) کا نوجوان نسل پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔

❖ اکثر والدین اپنے نوجوانوں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیمی سرگرمی اور ان کے (Interesting Subjects) کو نظر انداز کرکے اپنی مرضی مسلط کردیتے ہیں جس کی وجہ سے نوجوان طبقہ تعلمی مسابقت میں پیچھے رہ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے نوجوانوں میں احساس کمتری پیدا ہوجاتی ہے اور اکثر نوجوان غلط

راستوں پر چل پڑتے ہیں لہذا والدین کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی نوجوان اولاد کا کن مضامین اور Subjects کی طرف رجحان ہے۔

❖ یونیورسٹی اور کالج سے فارغ اکثر نوجوانوں کو ان کی پسند کی (Job/Business) نہیں ملتی کیونکہ یہ ایک شروعاتی دور ہوتا ہے لہذا وہ اس روزگار کو اپنے لیے ناکافی سمجھ بیٹھ تے ہیں اور اس کی وجہ سے اکثر غلط فیصلے کر بیٹھ تے ہیں اور مستقبل میں اس فیصلے کا خمیازہ اٹھاتے ہیں لہذا نوجوانوں کو بہت ہی صبر اور استقامت کے ساتھ کام کرنا چاہئے دو تین سال کے (Experience) کے بعد وہ ایک بہترین اور من پسند (Job/Business) کے لیے پوری طرح تیار ہو جاتے ہیں۔

❖ احساس محرومیت آج کی نوجوان نسل کا سب سے بڑا مسئلہ ہے جو ان کو ان کے والدین کی طرف سے ملتا ہے اکثر والدین ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کو عزت نہیں دیتے اس کی وجہ سے اولاد پر ایک بہت ہی برا اور گہرا اثر ہوتا ہے اور بچے غلط راستوں میں پڑ جاتے ہیں منشیات اور (Drugs) کا شکار ہوجاتے ہیں اور بعض نوجوان جارحیت (Aggression) کے راستے کو اپنا لے تے ہیں۔

❖ جو بچے اپنے والدین کی بھرپور توجہ نہیں پاتے وہ بہت سارے غلط چیزوں کا

شکار ہو جاتے ہیں مثلاً:

- اکیلا پن اور تنہائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔
- ہمیشہ اضطرابی کیفیت ان پر چھائی رہتے ہیں۔
- وہ ہر چھوٹی اور بڑی بات پر غصہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
- ان کے اندر خود اعتمادی ختم ہو جاتی ہے۔
- بچے ہر اس کام کو کر گزرتے ہیں جس کو ان کے والدین پسند نہیں کرتے۔

❖ ان تمام وجوہات کی وجہ سے بچے (Depression) کا شکار ہو جاتے ہیں اور اور اس حالت میں کچھ بچے بری صحبت میں پڑ جاتے ہیں۔

❖ ایک طرف لاپرواہ والدین کی وجہ سے نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے اور دوسری جانب والدین کی بے جا سختی اور ہر بات میں برائی نکالنا اور ہر بات پر ڈانٹ ڈپٹ کرنا ان سب کی وجہ سے بچے محرومیت کا شکار ہو جاتے ہیں لہذا بچوں کی تربیت کے لیے والدین کو ایک اعتدال کے راستے پر ہونا چاہئے نہ زیادہ سختی اچھی بات ہے اور نہ زیادہ نرمی اچھی بات کہلائے گی لہذا والدین اعتدال اور سمجھ داری کی راہ کو اپناتے ہوئے ہر چیز کو دیکھتے اور پرکھتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت اور رہنمائی کریں اکثر بچوں میں اس بات کو لیکر تلخی ہوتی ہے کہ ان کے والدین ہمیشہ سناتے رہتے ہیں کبھی سن تے نہیں ہیں چنانچہ تربیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ جس وقت ڈانٹنا ضروری سمجھ تے ہیں اسی

وقت ڈانٹیں بلکہ سب سے پہلے بچوں کی بات بھی سن لیا کریں اس سے بچوں کا اعتماد بڑھ جائے گا اور بچوں کو یہ احساس رہے گا کہ والدین ان کی بھی سن تے ہیں۔

❖ آج کل بچوں پر بہت دباؤ ہے، خصوصاً نوجوان طبقہ زیادہ دباؤ میں رہتا ہے کیونکہ نوجوان ایک ایسے ماحول میں رہ رہے ہوتے ہیں جہاں پر کوئی نہ کوئی معاشرتی، سماجی اور اخلاقی مسائل ضرور ہوتے ہیں اور بچے اپنے والدین کی جانب سے اس کے لیے کوئی رہنمائی نہیں پاتے لہذا ان حالات میں جب وہ خود سے کوئی فیصلہ کرتے ہیں اس کا نتیجہ غلط بھی ہو سکتا ہے معاشرے کے غیر صحت مند ہونے میں کئی چیزوں کا کردار ہوتا ہے اور بچے ان سے ناواقف ہوتے ہیں کہ ان کا کس طرح سے مقابلہ کیا جائے بچے جب بلوغت میں ہوتے ہیں تو وہ یہ نہیں جانتے کہ کس طرح جنسی لذت اور جنسی خواہشات سے دور رہا جاسکتا ہے خصوصاً نوجوان لڑکیوں کو ورغلانے والے زیادہ تر قریبی رشتہ دار یا آس پاس کے لوگ ہی ہوتے لہذا ہمیں ان پر خصوصی توجہ دینا چاہئے اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کے معاشرے میں ہر طرف فحش مواد بکھرا پڑا ہے اس مواد کے بڑے ذرائع میں (Smart Phone/ Internet) ہیں لہذا ان چیزون سے بچوں کو جتنا ممکن ہوسکے دور رکھا جائے۔

نوجوانوں کو بری عادتوں سے بچانے کے طریقے اور اس کا علاج

❖ نوجوانوں کو ہمیشہ کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھیں۔

❖ نوجوانوں کو بری عادات سے بچانے کے لیے بعض حضرات "ایک مار دو ٹکڑے" والا طریقہ استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے نوجوان اور زیادہ باغی بن جاتے ہیں لہذا آپ کسی بھی بری عادت کے چھڑانے سے قبل سب سے پہلے اس بری عادت کا کوئی ایک (Replace) اختیار کریں، پھر بعد میں اپنے نوجوان بچوں کی اس بری عادت کو چھڑانے میں ان کی مدد کریں اس طرح سے یہ کام آسان ہو سکتا ہے، ان شاء اللہ۔

❖ نوجوانوں کو (Time Management) کی عادت ڈالیں۔

❖ اسکول اور کالج کے علاوہ غیر نصابی سرگرمیوں میں ان کی ہمت افزائی کریں۔

❖ گھریلو کاموں میں ان کو مدد کرنے کے لیے کہیں بلکہ کچھ مخصوص کام ان کے سپرد کیا کریں۔

❖ چھوٹے بھائی بہن کی دیکھ بال کی ذمہ داری پر لگائیں اس سے ان کے اندر بھی خود اعتمادی پیدا ہو گی۔

❖ بچوں کو (Gardening) پر لگائیں اس کے بہت سارے فائدے ہیں:

- سب سے پہلے بچے مصروف ہو جاتے ہیں،
- (Gardening) سے بچوں میں صبر کا مادہ بڑھ تا ہے کیونکہ کوئی بھی پودا لگاتے ہی بڑا نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی فطری رفتار سے

نشو نما پاتے ہوئے بڑھ تا ہے لہذا بچے بھی اس کو اسی طرح بڑا ہو تا ہوا دیکھ تے ہیں اور ان کو یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ کسی بھی پودے کے بڑھنے کے لیے وقت لگتا ہے لہذا اس عمل سے بچوں میں صبر کا مادہ پیدا ہونا فطری ہے۔

- (Gardening) سے نوجوانوں کی تند مزاجی اور چڑچِڑاپن دور ہو تا ہے۔
- (Gardening)سے زندگی کے اتار چڑھاو کا اندازہ ہو تا ہے۔
- (Gardening)سے انسانوں کا(Stress)دور ہو تا ہے۔
- (Gardening)سے انسانی مدافعتی نظام(Human immune system)کو مدد ملتی ہے۔
- (Gardening)کے دوران(Calories Burn)ہوتے ہیں۔
- باغبانی سے کسی بھی قسم کے (Addiction) سے چھٹکارہ مل سکتا ہے۔

❖ گھر میں بچوں کے لیے کوئی(Pet) لا کر رکھیں مثلاً کوئی پرندہ لا کر رکھیں اور اپنے بچوں کو اس کے دیکھ بھال اور پنجرہ کے صاف صفائی کی ذمہ دار پر لگائیں، پرندہ(چڑیا،[Love Birds]، طوطا، مینا وغیرہ) پالنے کی اجازت حدیث سے بھی ثابت ہے انس رضی اللہ عنہ کے ایک چھوٹے بھائی تھے ان کے پاس ایک چڑیا تھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ تے تھے کہ انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ابو عمیر رضی اللہ عنہ اس پرندے سے کھیلا کرتے تھے ایک دن وہ چڑیا دکھائی نہیں دی

تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس بچے ابو عمیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

((يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ))

"اے ابو عمیر تمہاری نغیر کا کیا ہوا (یعنی نغیر نامی چڑیا کہاں ہے)۔"

(صحیح بخاری:6129)

- ❖ نوجوانوں میں تجربہ کا فقدان ہوتا ہے لہذا آپ وقتاً فوقتاً رہنمائی کرتے رہیں،
- ❖ بعض نوجوان بہت شرمیلے ہوتے ہیں جب ان سے احترام کا معاملہ کیا جاتا ہے تو وہ ہر بات مان جاتے ہیں۔
- ❖ بری عادات کو ترک کرنے کے لیے وقت لگتا ہے جیسے سگریٹ اور فحش ویب سائٹ، لہذا کسی بھی بری عادت کو چھوڑنے کے لیے اور بہتر عادت اپنانے کے لیے وقت دینا چاہئے آپ وقت اور دن متعین نہ کریں بلکہ صبر اور حوصلے کو اپنا ہتھیار بنائیں اور نمازوں کی پابندی کریں کیونکہ یہ اصول ہمارے لیے ممکن حد تک مدد فراہم کر سکتا ہے کہ " نماز برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے"۔

کسی بری عادت کو چھوڑنا شاید ہم میں سے اکثر کے لیے آسان نہ ہو لیکن یہ اس کے لیے ایک قدم آگے بڑھا ہی اس کو چھوڑنے کے برابر ہے، ایک تحقیقی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ خطرناک عادات سے چھٹکارا پانے کی اس لڑائی میں آپ اکیلے نہیں ہیں، تقریباً 90٪ لوگوں میں کوئی نہ کوئی بری عادت ہوتی ہے جسے وہ ہر روز بدلنے کی کوشش کرتے ہیں اور بغیر کسی نتیجے کے اپنی اس کوشش کو چھوڑ بھی دیتے ہیں لیکن آپ کا پہلا

قدم آپ کو ایک بڑی کامیابی کی طرف لے جاسکتا ہے اور آپ یہ قدم جتنا جلدی ممکن ہو آگے بڑھائیں وقت ضائع نہ کریں علامہ اقبال بانگِ درا میں کہتے ہیں:

یک لحظہ غافل گشتم وصد سالہ راہم دور شد

اگر کوئی ایک لمحے کے لیے غافل ہو تا ہے تو وہ صدیوں کے طویل مدت میں پیچھے چلا جاتا ہے۔

بری عادات سے چھٹکارے کے بعد کرنے والے کام:

جب ایک نوجوان کسی بری عادت کو چھوڑ چکا ہے تو وہ ان باتوں کا خیال رکھے:

- ✓ ان محرکات کو اپنے ذہن میں رکھیں جس کی وجہ سے آپ اس بری عادت کے عادی بن گئے تھے اکثر نوجوان اس بات کا خیال نہیں رکھتے اور جانے انجانے میں پھر ان سے وہ غلطی سرزد ہو جاتی ہے لہذا بری عادات کی اصل محرکات کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں اس کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کسی اور کو اس بری عادت کو چھوڑنے میں مدد کرتے ہیں تو اس عمل سے آپ اور بھی زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں۔

- ✓ آپ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں بار بار کسی کو مورد الزام نہ ٹھہرائیں بار بار اس برائی کو یاد کرنے کی وجہ سے اس برائی کی طرف پھر ایک بار پلٹ نے کے راستے کھل سکتے ہیں، لہذا آپ زندگی میں آگے بڑھتے جائیں۔

- ✓ جس بھی بری عادت کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ نے چھوڑا ہے اس ماحول کو آپ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیں بری عادت کو بھول نے میں آپ کامیاب ہو جائیں گے ان شاء اللہ۔

- ✓ اپنی اور اپنے گھر والوں کی فکر کریں بقیہ دنیا کو اس کے حال پر چھوڑ دیں اس دوران آپ کوئی مسابقت کی کوشش نہ کریں۔

- ✓ یاد رکھیں برائی کو اور بری عادت کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے جب آپ نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور ایک بڑی کامیابی آپ کو مل چکی ہے تو یہ آپ کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بڑی نعمت ہے اس نعمت کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہیں اور خوشی کے جذبے اپنے اندر ہمیشہ باقی رکھیں اور اس خوشی کو بار بار تازہ کرتے رہیں۔

- ✓ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ یہ جو کچھ ہوا ہے وہ سب کا سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کی حفاظت فرمائے خصوصاً نوجوان نسل کی حفاظت فرمائے اور شیطان کے شیطانی جال اور پھندے سے دور رکھے اے اللہ ہمارے نوجوانوں کی اور ان کے جوانی کی حفاظت فرما۔ آمین

اس باب (chapter) کی تیاری کیلئے ان مندرجہ ذیل مصادر و مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے اور ساتھ میں سماج کی اصلاح کیلئے لکھے گئے ویب سائٹ اور مضامین سے بھي استفادہ کیا گیا شکریہ فجزاہم اللہ خیرا۔

- تربیت اولاد- شیخ محمد منیر قمر، 2 اولاد کی اسلامی تربیت- مولانا محمد انور سلفی حفظہ اللہ
- تحفۃ المولود باحکام المولود- حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ، 4 تربیۃ الاولاد فی الاسلام- شیخ عبد اللہ ناصح علوان حفظہ اللہ
- ابرہیم علیہ السلام بحیثیت والد- شیخ د فضل الہی ظہیر حفظہ اللہ، 6 ہم بچوں کی تربیت کیسے کریں؟- شیخ انصار زبیر محمدی حفظہ اللہ

Chapter 4

برے اخلاق کی (Check List)

70 کبیرہ گناہ، شبہات شہوات سے دوری ضروری

[برے اخلاق کی CheckList] ماخوذ: "الکبائر" از امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ			
Ascribing Associates To Allah, The Most High (Shirk)	کبیرہ گناہ میں سب سے بدترین اور سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔	فأكبر الْكَبَائِر الشرك بِاللَّه تَعَالَى	1
Killing A Human Being	ایک انسان کا قتل کرنا	قتل النَّفس	2
Sorcery	جادوٹونا کرنا	السحر	3
Not Performing the Prayer	نماز چھوڑنا	ترك الصَّلَاة	4
Denying Zakat	زکاۃ نہ دینا	منع الزَّكَاة	5
Breaking One's Fast During Ramadan Without an Excuse	رمضان کے فرض روزوں میں افطار سے پہلے بغیر کسی شرعی عذر کے افطار کرنا	إفطار يَوْم من رَمَضَان بِلَا عذر	6
Not Performing the Hajj When Able to	استطاعت [صحت، قوت] کے باوجود حج ادا نہ کرنا	ترك الْحَج مَعَ الْقُدْرَة عَلَيْهِ	7

Showing Disrespect to One's Parents	والدین کی نافرمانی کرنا	عقوق الْوَالِدين	8
Severing the Ties of One's Relatives	رشتہ داریوں سے قطع تعلق کرنا	هجر الْأَقَارِب	9
Adultery	زنا کرنا	الزِّنَا	10
Sodomy (Sodom and Gomorrah)	عورت کے دبر میں مباشرت کرنا ،سدومیت ، اغلام بازی ،قومِ لوط کے جیسا عمل کرنا [سدوم وعمورہ : یہ وہ مقامات ہیں جہاں قومِ لوط پر عذاب نازل کیا گیا]	اللواط	11
Accepting Usurious Gain	سودی لین دین ، سودی کاروبار کرنا	الرِّبَا	12
Wrong Consuming an Orphan's Property	ناحق طریقوں سے یتیم کا مال ہڑپ کرنا	أكل مَال الْيَتِيم وظلمه	13

Lying About the ALLAH and the Prophet (ﷺ)	اللہ تعالیٰ اور اللہ کے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جھوٹ باندھنا	اَلْكَذِب على الله عز وَجل وعَلى رَسُوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم	14
Fleeing From the Battlefield	میدانِ جنگ سے پیٹھ دکھا کر بھاگ جانا	اَلْفِرَار من الزَّحْف	15
The Leader Who Misleads His Followers, the Tyrant and the Oppressor	حکمرانوں کا اپنی رعایہ کے ساتھ دھوکہ بازی نیز ظلم و زیادتی کرنا	غش الإِمَام الرعية وظلمه لَهُم	16
Arrogance, Pride, Conceit, Vanity and Haughtiness	تکبر، غرور، انانیت، خودپسندی کرنا	اَلْكبر	17
Bearing False Witness	جھوٹی گواہی دینا	شَهَادَة الزُّور	18
Drinking Alcohol	نشہ کرنا	شرب الْخمر	19
Gambling (Qimar)	جوّا کھیلنا	اَلْقمَار	20

21	قذف الْمُحْصنَات	پاک دامن عورتوں پر بہتان تراشی کرنا	Accusing a Woman of Adultery
22	الْغلُول من الْغَنِيمَة	مالِ غنیمت ، اموالِ زکاۃ، اور مسلمانوں کی جانب سے دیئے گئے اموالِ صدقات وخیرات کا غلط طریقے سے استعمال کرنا	Misappropriating Spoils of War, Muslim Funds or Zakat
23	السّرقَة	چوری کرنا	Theft
24	قطع الطَّرِيق	راہ زنی کرنا[مسافروں کو لوٹ لینا]	Highwaymen Who Menace the Road
25	الْيَمين الْغمُوس	جھوٹی قسم کھنا[حلف لینے کے بعد اس کے خلاف عمل کرنا]	The Engulfing Oath
26	الظُّلم	ظلم کرنا[اس لفظ کے بہت زیادہ معنی پائے جاتے ہیں]	Taking People's Property Through Falsehood
27	المكاس	ظالمانہ و جابرانہ طریقوں سے ٹیکس اصولی کرنا	Collecting Taxes
28	أكل الْحَرَام وتناوله على	حرام مال کھانا یا حرام مال کا استعمال کرنا ، یا مال و دولت	The Consumption of Haram

	أَي وَجه كَانَ	کمانے میں جائز وناجائز کی تمیز نہ کرنا	
29	أَن يقتل الْإِنْسَان نَفسه	خودکشی کرنا	Suicide
30	الْكَذِب فِي غَالب أَقْوَاله	جھوٹ کو اپنی عادت بنالینا اور ہمیشہ جھوٹ بولنا	Telling Lies
31	الْقَاضِي السوء	انصاف پر مبنی فیصلے نہ کرنا	The Dishonest Judge
32	أَخذ الرِّشْوَة على الحكم	رشوت	Bribery
33	تشبه النِّسَاء بِالرِّجَالِ وتشبه الرِّجَال بِالنسَاء	عورتوں کا مردوں کی طرح تشبہ اختیار کرنا، مردوں کا عورتوں کی طرح تشبہ اختیار کرنا	Women Imitating Men and Vice Versa
34	الديوث	ایک بے غیرت انسان کا کسی	The Pimp and the One Who

Permits His Wife To Fornicate	لالچ کے تحت اپنی بیوی کی فحش کام پر مدد کرنا جسے "دیوث" کہا جاتا ہے		
Marrying Solely to Return to the Previous Husband	حلالہ کرنا یا کروانا۔ [حلالہ کرنے والا اور کروانے والا یہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں]	الْمُحَلّل والمحلل لَهُ	35
Not Freeing Oneself of All Traces of Urine	پیشاب کے بعد طہارت حاصل نہ کرنا	عدم التَّنَزُّه من الْبَوْل	36
Showing off in Good Work	ریاکاری کرنا	الرِّيَاء	37
To betray	امانت میں خیانت کرنا	الْخِيَانَة	38
Learning for the worldly gain without ikhlas and concealment of knowledge	دنیا کے لیے تعلیم حاصل کرنا اور حقیقی علم کو لوگوں سے چھپانا	التَّعَلُّم للدنیا وكتمان الْعلم	39
Reminding Recipients of One's Charity to Them	کسی پر احسان کرنا اور اس کے بعد اس کو جتلاتے پھرنا	المنان "بالمن والأذى"	40

Disbelieving in Destiny	تقدیر کا انکار کرنا	التَّكْذِيب بِالْقدرِ	41
Listening to the People's Private Conversations	لوگوں کی خلوت کی باتیں سننا	التسمع على النَّاس وَمَا يسرون	42
The Talebearer Who Stirs Up Enmity Between People	چغلخوری کرنا [جس کی وجہ سے لوگوں میں عداوتیں اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے]	النمام	43
Cursing Others	لعن طعن کرنا	اللعان	44
Breaking One's Promise or Pledge	کسی سے عہد کرنے کے بعد اس سے وعدہ خلافی کرنا، یا عہد کو توڑ دینا	الْغدر وَعدم الْوَفَاء بالعهد	45
Believing Fortunetellers and Astrologers	کاہن اور نجومیوں کی باتوں کو سچ تسلیم کرنا	تَصْدِيق الكاهن والمنجم	46
A Wife's Rebellion Against Her Husband	ایک بیوی کا اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا	نشوز الْمَرْأَة على زَوجهَا	47

Picture-making	(روح والی کی) تصویر کشی کرنا: کپڑوں، دیواروں، پتھروں، درہم [ودینار] اور دیگر تمام چیزوں پر تصویریں بنانا چاہے وہ موم، آٹا، لوہا، تانبا، اون یا کسی اور چیز کی بنی ہوئی ہوں	التَّصْوِير فِي الثِّيَاب والحيطان وَالْحجر وَالدَّرَاهِم وَسَائِر الْأَشْيَاء سَوَاء كَانَت من شمع أَو عجين أَو حَدِيد أَو نُحَاس أَو صوف أَو غير ذَلِك وَالْأَمر بإتلافها	48
Loudly Lamenting For the Dead or	کسی کی موت پر نوحہ خوانی کرنا، گریبان چاک کرنا، سر کے بال	اللَّطم والنياحة	49

When Afflicted With an Adversity	نوچنا، اور مصیبت کے وقت آہ وبکاہ کرنا	وشق الثَّوب وَحلق الرَّأْس ونتفه وَالدُّعَاء بِالْوَيْلِ وَالثُّبُور عِنْد الْمُصِيبَة	
Excess Against Others	سرکشی کرنا	الْبَغي	50
Overburdening and Arrogance Against Others	کمزوروں پر، ضعیف لوگوں پر، اپنے [غلام] ماتحت کام کرنے والوں پر ، اپنی بیوی پر اور جانوروں پر ظلم وزیادتی کرنا	الاستطالة على الضَّعِيف والمملوك وَالْجَارِيَة وَالزَّوْجَة وَالدَّابَّة	51
Hurting One's Neighbor	پڑوسیوں کو تکلیف دینا اذیت پہنچانا	أَذَى الْجَار	52
Hurting or Reviling Muslims	مسلمانوں کو اذیت پہنچانا اور مسلمانوں کو گالی گفتار کرنا	أَذَى الْمُسلمين	53

	وشتمهم		
54	أذية عباد الله والتطول عَلَيْهِم	اللہ کے بندوں کو نقصان پہنچانا یا	Harming the Servants of Allah
55	إسبال الْإِزَار وَالثَّوْب واللباس والسراويل	ٹخنوں کے نیچے کپڑے پہننا (نوٹ: بعض اہل علم نے کہا کہ غرور کی وجہ سے ہو تو اسکی حرمت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے	Putting cloth below the ankle
56	لبس الْحَرِير وَالذَّهَب للرِّجَال	آدمی کا ریشم کا کپڑا یا سونا پہننا	Men Wearing Silk or Gold
57	إباق العَبْد	غلام کا اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جانا	Fleeing of the Slave
58	الذّبْح لغير الله عز وَجل	غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا	Slaughtering in Other Than Allah's Name
59	فِيمَن ادعى إِلَى غير أَبِيه	جانتے بوجھتے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی	Falsely Claiming Someone is One's Father

	طرف منسوب کرنا	وَهُوَ يعلم	
Arguing, Picking Apart Another's Words, and Quarreling	فضول گوئی، لایعنی باتیں اور بحث و تکرار کرنا	الجدل والمراء	60
Withholding Excess Water From Others	کھیت میں سب کیلئے جو پانی ہوتا ہے، اس کو اپنے پاس روکے رکھنا	منع فضل المَاء	61
Stinting When Weighing or Measuring Out Goods and Similar Merchandise	کسی بھی چیز کو تولنے میں یا ناپنے میں کمی بیشی کرنا	نقص الْكَيْل والزراع وَمَا أشبه ذَلِك	62
Feeling Secure From Allah's Devising	اللہ کی تدبیر سے بے خوف اور بے پرواہ ہو جانا	الْأَمْن من مكر الله	63
Despairing of the Mercy of Allah and Losing of Hope	اللہ کی رحمت سے ناامیدی ہونا	القنوط من رحمة الله	64
Forgoing the Congregational Prayer to Pray	بغیر کسی شرعی عذر کے جماعت کے ساتھ نماز ترک کرنا	تَارِك الْجَمَاعَة	65

Alone Without A Legal Excuse		فَيصَلي وَحده من غير عذر	
Constantly Missing the Friday and Congregational Prayer Without A Valid Excuse	جان بوجھ کر نمازِ جمعہ اور جماعت کو بلاعذر چھوڑدینا کا اصرار	الْإِصْرَار على ترك صَلَاة الْجُمُعَة وَالْجَمَاعَة من غير عذر	66
Bringing Loss to the Bequest	وصیت میں دھاندلی کرنا	الْإِضْرَار فِي الْوَصِيَّة	67
Deception and Evil Schemes	لوگوں کے ساتھ دھوکہ بازی اور فریب کاری کرنا	الْمَكْر والخديعة	68
Spying on the Muslims and Revealing Their Weaknesses	مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنا اور ان کے رازوں کو فاش کرنا	من جس على الْمُسلمين وَدلّ على عورتهم	69
Disparaging the	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم	سب أحد من	70

Companions of the Prophet	کرنا	الصَّحَابَة رضوَان الله عَلَيْهِم	

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

شبہات اور شہوات کا مقابلہ

شبہات اور شہوات کا مقابلہ علم نافع و عمل صالح سے کرے اس کی تشریح کیا ہے؟

انسان اپنے دین کو فتنوں سے کیسے بچائے؟

❖ 1۔ دعاء، استقامت اور صبر (1 صبرِ سے اطاعت پر جمے رہنا، 2 صبر کی طاقت سے گناہوں سے بچے رہنا، 3 صبر کرنا تکالیف پر)

((الصبر علي الطاعة والصبر عن المعصية والصبر عند المصيبة))

دعاء

نبی ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلْ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ

یا اللہ! میرے دینی معاملات کی اصلاح فرما کہ جس میں میری نجات ہے، یا اللہ! میری دنیا بھی درست فرما دے کہ جس میں میرا معاش ہے، اور میری آخرت بھی اچھی بنا دے میں نے وہیں لوٹ کر جانا ہے، اور میرے لیے زندگی کو ہر خیر کا ذریعہ بنا، اور موت کو ہر شر سے بچنے کا وسیلہ بنا دے۔

(مسلم:2720)

نوجوان دعاء اور تعوذ کا اہتمام کریں

نوجوان اپنی دین اور دنیا میں دعاوں کے ذریعے کامیاب ہو سکتے ہیں لہذا زیادہ سے زیادہ دعاوں کا اہتمام کریں اور تعوذ کا اہتمام کریں((اَعُوذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّیْطان الرجِیْم))

(تَعَوُّذْ) اَعُوذُ کا معنی

((اَعُوذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّیْطان الرجِیْم ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ))

اَعُوذُ سے ((تَعَوُّذْ)) نکلا ہے یعنی ((اَعُوذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّیْطان الرجِیْم)) کو مختصراً علمائے کرام، اہل علم تعوُّذ کہتے ہیں یعنی پناہ حاصل کرنا اللہ کی، پناہ حاصل کرنا شیطانِ مردود سے اور ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ)) کو ((بَسْمَلَه)) بھی کہتے ہیں اور تسمیہ بھی کہتے ہیں ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ)) مکمل ہو تو بسملہ کہتے ہیں ((بِسْمِ اللّٰهِ هو)) تو تسمیہ کہتے ہیں.

تو آیئے تَعَوُّذ کا معنی ہم جانتے ہیں((اَعُوذُ،عَاذَ ،یعُوذُ،عَوْذاً))،اور اسی سے ہے تعویذ((عَوَّذَ ،یُعَوِّذُ)) ، تعویذ یعنی بچانا معوذتین اسی سے ہے بچانے والی دو سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس یعنی بچانے والی سورتیں حقیقت میں تو بچانے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کائنات میں کچھ اسباب بنادئے ہیں اس کو آپ کہتے ہیں اسباب شرعیہ اسبابِ غیر شرعیہ بارش برسانے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کائنات میں بادل بنادئے ہیں اس کے اسباب بنائے ہیں لیکن مسببِ حقیقی

تواللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے تو بالکل اسی طریقہ سے بچانے والے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہیں لیکن آدمی اسباب اپناتا ہے جیسے دشمن کے گھاؤ سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ڈھال ڈفینس کے طور پر استعمال کرتا ہے تو بالکل اسی طریقہ سے جسمانی اور روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے اسبابِ شرعی اپناتے ہیں تو جائز ہے معوذتین اگر کوئی آدمی ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اسی طرح سے دعائیں اور اذکار والی تعویذیں ، تعویذ یعنی دعا پڑھنا یہ شرعی تعویذیں ہیں لیکن اگر کوئی کپڑے لٹکاتا ہے ، دھاگے باندھتا ہے ، اور کہتا ہے یہ بھی تعویذ ہے تو اس کو تمیمہ کہتے ہیں یہ غیر شرعی ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ الرُّقَى ، وَالتَّمَائِمَ ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ)) کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شرک ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمیمہ سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ معوذتین دعاؤں والی تعویذ آپ اختیار کرتے ہیں اسی طرح آپ بیت الخلاء میں جاتے ہیں تو ((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ)) آپ دعا پڑھتے ہیں اور پناہ حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور یہ دعائیں اگر آپ پڑھتے ہیں تو اچھی چیز ہے لیکن اگر آپ کپڑے میں لکھ کر لٹکا لیتے ہیں تو پھر یہ صحیح نہیں ہے اگر طبیب دوا دیتا ہے اور ٹانک دیتا ہے تو آپ پیتے ہیں بہت اچھی بات ہے لیکن اگر آپ ٹانک گلے میں لٹکالیں تو یہ بات صحیح نہیں ہوتی ہے تو تعَوُّذ کا معنی کیا ہے تعَوُّذ، تاج العروس میں ہے کہ ((اَلعُوذ یعنی الحدیثات النتاج من الظباء والإبلِ والخیلِ۔ عُوْذ)) کہتے ہیں ایسے نئے نئے ، ابھی ابھی پیدا ہونے والے بچے ہرن کے ، اونٹنی کے ، گھوڑی کے ، جو ابھی ابھی پیدا ہوئے ہیں جو ماں کے بغیر رہ نہیں سکتے ، ایسے کمزور بچوں کو عُوْذ کہتے ہیں تو

انسان اتنا کمزور ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کے بغیر وہ اس دنیا میں رہ نہیں سکتا اس کو ذہنی پریشانی آجائے گی، شیطان اور روحانی حملے اسی طریقہ سے دنیاوی ٹینشن تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بتائے ہوئے تعلیمات قرآن مجید میں نبی ﷺ کی تعلیمات کے بغیر اس دنیا میں زندگی گزارنا آدمی کے لئے دوبھر ہو جائے گا اور مشکل ہو جائے گا تو دیکھا آپ نے جب ہم لغت میں الفاظ کا اصلی معنی جانتے ہیں تو معنی کی گہرائی سمجھ میں آتی ہے، اس بچے کی کیفیت کو سامنے رکھئے جو ماں کے تلاش میں ہوتا ہے ماں کے بغیر رہ نہیں سکتا وہ کیفیت ہوتی ہے انسان کی، اگر آپ اس مثال کو سامنے رکھیں گے اَعُوْذُ کا معنی آپ کو اچھی طریقہ سے سمجھ میں آجائے گا ان شاء اللہ میں آپ کو آگے اور بتاؤں گا کہ قرآن مجید میں کہاں کہاں پر اَعُوذُ باللہ یاتعوّذ یعنی اللہ کی پناہ میں آنے کے لئے تعلیم دی گئی ہے، نوح علیہ الصلاۃ والسلام نے محمد ﷺ نے یا مریم علیہا الصلاۃ والسلام نے اسی طریقہ سے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اور اسی طریقہ سے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے جو مختلف جگہوں پر الفاظ استعمال کئے ہیں اور اس کے کیا احکامات ہیں ان شاء اللہ آگے بتاؤں گا۔ تو مختصر یہ ہے کہ تعَوذ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ هو لفظ يحصل به الاِلتجاء اِلى الله ۔یعنی یہ ایسی دعائیں ہیں جس کے ذریعہ بندہ اللہ کی پناہ حاصل کرتا ہے والاِعتصام والتحصن به من الشيطان الرجيم ۔اور دھتکارے ہوئے شیطان سے وہ پناہ حاصل کرتا ہے نجات حاصل کرتا ہے تو یہ اس کا مختصر معنی ہے۔ لفظ يحصل به الاِلتجاء اِلى الله والاِعتصام والتحصن به من الشيطان الرجيم۔

الشیطان کا معنی

((اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَجِیْم ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ)) شیطان لفظ کا اصل میں لغوی معنی کیا ہے ؟ لغوی کا مطلب ہوتا ہے لغت میں اس کا معنی کیا ہے ، شیطان ، الشیطان دراصل اس کے دو روٹ ورڈ بتائے گئے ہیں ایک طریقہ ہے پڑھنے کا ((شَاطَ ،یَشِیْطُ، شَیْطَان)) تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ ((شَاطَ ،یَشِیْطُ، شَیْطَان)) سے جب آپ کہتے ہیں تو فعلان کے وزن پر الف نون زیادہ ہے اس میں فعل ف،ع،ل، اصلی ہے اور الف، نون زیادہ ہے تو ((شَاطَ ،یَشِیْطُ)) جب آپ فعلان کے وزن پر پڑھتے ہیں تو شیطان ((علی وزن فعلان تو شَاطَ ،یَشِیْطُ ش ۔ ی ۔ ط)) کا مطلب ہوتا ہے هَلَكَ ہلاک ہو جانا جیسا کہ عرب کے لوگ کہتے ہیں ((وَشِیْطَ اللَّحم اِذَا دخَّنته ولم تنضجهُ))۔ یعنی گوشت جل کر خاکستر ہو گیا یعنی جب وہ ((اِذَا دخَّنته)) کہ جب اتنا اس کو آگ پر بھنا گیا کہ یہاں تک کے وہ جل کر دھواں دھواں ہو گیا ((ولم تنضجهُ))۔ اور وہ پکا نہیں پایا یعنی مطلب یہ ہے کہ آدمی اس کو آگ میں پکا یا نہیں بلکہ آگ میں اس کو جھلسا دیا یعنی ہر چیز کا ایک توازن ہوتا ہے یعنی اگر گوشت کم بھنا جائے تو کچا ہوتا ہے تب بھی کھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے اگر زیادہ جل جائے تو پھر وہ دھواں دھواں ہو کر راک راک ہو جاتا ہے تب بھی وہ تباہ ہو جاتا ہے اس کی توازنی ، درمیانی شکل یہ ہے کہ وہ پکا ہوا ہو کھانے کے لائق ہو۔ تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ ہر وہ شخص ہر وہ چیز ہر وہ شئے جو توازن کے راستہ سے ہٹ کر ہلاکت و بربادی کے راستے پر نکل جاتی ہے اس کو کہتے ہیں ((شَاطَ ،یَشِیْطُ)) یعنی اسی سے نکلا ہے شیطان کا کلمہ یعنی وہ

شیطان کا راستہ ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں ہلاکت سے بچائے تو اس لحاظ سے ایک معنی ہوا ہلاکت ،((اِشْتَا طَ الرَّجُلُ اِذَا اشتدَّ الْغَضَبُ)) جب آدمی کا غصہ بہت زیادہ شدت اختیار کر جاتا ہے تو ایسے وقت میں کہا جاتا ہے((اِشْتَا طَ الرَّجُلُ)) تو شیطان کے معنی کے اندر ہلاکت اور شدت پسندی کا معنی پایا جاتے ہے اللہ حفاظت فرمائے اور ،اس کا ایک اور روٹ ورڈ بتایا گیا اور وہ ہے ش،ط،ن ۔یعنی شَطَنَ یعنی نون اصلی ہے اسکا مطلب اس کی دوسری توجیہ ،توجیہ کہتے ہیں یعنی وجہ بتانا،التوجیہ اللغوی ،یعنی لغت میں اس کی توجیہ کیا ہے ؟ کہتے ہیں شَطَنَ ،ش،ط،ن تو فَیْعال کے وزن پر شیطان یعنی اس کا مطلب یہاں پر نون اصلی ہے اور یہ مبالغہ کے معنی میں ہے اس سے پہلے فعلان جو ہے ایک صفتِ مشبہ کے معنی میں ہے، لیکن یہاں پر فَیْعَال ایک مبالغہ کے معنی میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے نون یہاں پر اصلی ہے((شَطَنَ ،یَشْطُنُ ،اِذَا بَعُدَ عَنِ الخیر))۔یعنی بعُد کے معنی میں بُعُد کے معنی میں دور ہو جانا((شَاطَ ،یَشِیْطُ))،کے معنی ہلاک ہو جانا ((شَطَنَ ،یَشْطُنُ)) کا مطلب ہوتا ہے دور ہو جانا ((اِذَا بَعُدَ عَنِ الْخَیر ۔ شَطَنَ ،یَشْطُنُ)) تو اس کا مطلب ہوتا ہے جو خیر سے دور ہو جائے اسی طریقہ سے ((بئرٌ شَطُوْنٌ)) کہا جاتا ہے بَعِیْدَۃُ القعر یعنی ایسا کنواں جس کا تل اور پانی کے بعد جو اس کی نیچے کی تل ہوتی ہے وہ بہت دور ہے یعنی بہت گہرا ہے بہت دور ہے((بَعِیْدَۃُ القعر)) اسی طرح سے ((حَبْلٌ شَطُوْنٌ)) کہتے ہیں((بعید الْطَّرَفین)) یعنی اتنی لمبی رسی، اتنی لمبی رسی کہ دونوں سرے بہت دور دور ہو گئے ہوں تو ایسے موقع کہتے ہیں((حَبْلٌ شَطُوْنٌ)) تو اسی لئے عرب کا ایک شاعر بھی کہتا ہے

نَأَتْ بِسُعَادَ عَنْكَ نَوًى شَطُونُ
فَبَانَتْ وَالفُؤَادُ بِهَا رَهِينُ

یعنی شاعر کہہ رہاہے، یہاں پر شطون جو ورڈ استعمال ہوا ہے اس کا معنی ہے دوری اسی سے نکلا ہے شیطان کا یہ ورڈ، تو امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ شیطان کے دو روٹ ورڈ بتائے ہیں ((شَاطَ ،يَشِيْطُ))، ہے اور دوسرا ((شَطَنَ)) ہے اور ((شَاطَ ،يَشِيطُ)) کے وزن پر جو آیا ہے اس کے لئے بھی ایک شعر ،((الاَعْشیٰ)) کا ایک شعر ہے ((وَقَدْ يَشِيْطُ عَلٰى اَرْمَاحِنَا اَلْبَطَلُ)) کہ جب یہ ہلاک ہو جاتے ہیں ہمارے نیزوں پر بڑے بڑے سُورما ،تو یہاں پر ہلاک کے معنی میں ہے اس لحاظ سے آپ کے سامنے شیطان کا معنی واضح ہو چکا ہے یعنی نمبر ایک ہلاکت نمبر دو دوری، یعنی وہ ہلاک ہو گیا اللہ کی نافرمانی کر کے ،اور دور ہو گیا اللہ کی رحمت سے ،اور خیر سے وہ دور ہو گیا، اس کے بعد قرآنِ مجید جب ہم پڑھتے ہیں تو انسانوں اور جنوں بلکہ جانوروں کو تک بھی شیطانی، شیطان کے لئے بعد میں یہ لفظ کا اطلاق ہونے لگا

((کُل عاتٍ مُتَمرِدٍ مِن الجن والاِنسِ والدوابِ شیطان)) یعنی عملی طور پر کبھی کوئی انسان یا جن شیطانی حرکتیں کرنے لگتا ہے تو آپ کہتے ہیں یہ آدمی شیطان ہو چکا ہے شیطانی حرکتیں کرنے لگا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ اب یہ آدمی کے اوپر شیطان سوار ہو چکا ہے اور شیطان کے راستے پر جارہا ہے ، شیطانی کام کر رہا ہے تو ((کُل عاتٍ مُتَمرِدٍ)) ہر وہ جو حد سے گزرنے والا ہے اور خیر سے دور ہو جانے والا ہے ننگا

ہو جانے والا خیر سے چاہے وہ جن میں سے ہو چاہے وہ انسانوں میں سے ہو یا جانوروں میں سے ہو اس کو اس کو شیطان، اسی لئے ((شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ)) قرآنِ مجید میں بھی کہا گیا کہ انسانوں اور جنوں میں کے شیاطین یعنی شیطانی کام کرنے والے۔

الرَّجِيْم کا معنی

اَلرَّجِيم : در اصل یہ فعيلٌ کے وزن پر ہے جیسے نَصِيْرٌ جیسے فعيلٌ پہ نصيرٌ ہے ویسے رجِيْمٌ معنی مفعول، فعیل معنی مفعول کے ہے، فعیل معنی مفعول کے ہے یعنی مرجوم کے ہے مرجوم کا مطلب ہوتا ہے ((مطرود ,اَیْ اَلْمَطْرُود مِنْ بابِ اللہ اَوِ الْمَشْتُوم بِلَعْنَةِ الله))، یعنی تفسیر ابن کثیر، عون المعبود، تفسیر القرطبی کے اندر یہ معنی بتایا گیا کہ ((اَلْمطْرُود مِنْ باب اللہ)) کہ اللہ کے دروازے سے ٹھکرایا ہوا، بھگایا ہوا، مرجوم کا مطلب ہوتا ہے مطرود، اور ((اَوِ الْمَشْتُوم بِلَعْنَةِ الله)) اور اللہ کی لعنت زدائی مخلوق ہے یعنی جس پر اللہ کی لعنت برس رہی ہو تو مشْتُوْ م اور مطرُود کے معنی میں ہے۔

چودہ (14) وہ مقامات و احوال جہاں پر استعاذہ (تَعَوُّذُ) یعنی شیطان سے پناہ مانگنا ہمیں سکھایا گیا

1) قرآن مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے۔

2) نماز میں سورہ فاتحہ کی ابتداء سے پہلے۔

3) غصہ جب شدید ہو جائے کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے تو اس کو بھگانا بہت ضروری ہوتا ہے اور۔

4) بیت الخلاء میں جانے سے پہلے۔

5) کتے اور گدھے کے رینگنے اور ان کے بھونکنے اور ان کے آواز جب آپ سنتے ہیں تو اس وقت پر بھی ہم کو اَعُوذُ باللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرجِيم سکھایا گیا اور۔

6) نیند سے بیدار ہو کر بد خوابی میں مبتلا ہو جائے آدمی اور ہڑبڑا کر اُٹھ جائے پریشان ہو جائے نیند اس کی خراب ہو جائے، نیند نہ آتی ہو تو یہ سب چیزیں پڑھنا چاہیے۔

7) عند الرقیہ:

یعنی جب علاج کے دوران جب رقیہ پڑھا جاتا ہے جن، جادو، یا اسی طریقہ سے نظر بد، کے علاج کے طور پر جب رقیہ پڑھا جاتا ہے تو اس وقت پر ہم کو شیطان سے پناہ مانگنے کی دعائیں سکھائی گئی ہیں جیسے نظرِ بد ہے چھوٹے بچے ہو یا بڑے بچے ((اَعُوذُ بكلمات......))، کا معاملہ ہو یا بڑوں کا معاملہ ہو تو ((اَعُوذُ باللهِ مِنَ الْعَين)) ڈائریکٹ سکھائی گئی دعا اور چھوٹے بچوں کو جیسے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام، اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام، اور اسحاق علیہ الصلاۃ والسلام پر جو دعا پڑھتے تھے، وہ دعا اللہ کے نبی ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پر پڑھتے تھے چھوٹے بچوں کو اکثر دعاؤں کا خیال نہیں رہتا اس لئے بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو یہ دم کرتے رہیں پھونکتے رہیں اور بڑے بھی اپنے لئے بھی دعا کرتے رہیں ((اَعُوذُ باللهِ مِنَ الْعَين)) اور بچوں کے لئے دعائیں کریں جیسا وہاں پر دو تھے اسی لئے ((

اُعِیۡذُ کُما)) کاورڈ ہے((اُعِیۡذُ کُمۡ یا اُعِیۡذُكَ یا اُعِیۡذُ کُما)) پڑھ سکتے جیسے
((عَنۡ اِبن عباس رضی اللہ عنہما)) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
، عنہما اس لئے کہ عبد اللہ بیٹے بھی صحابی اور عباس رضی اللہ عنہ باپ بھی صحابی ہیں تو
((ابن عباس رضی اللہ عنہما اَنّ رسول اللہ ﷺ)) کہ رسول اللہ ﷺ((
کَانَ یُعَوِّذُ حسن وحُسَیۡناً)) حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پر یہ دعائیں پڑھ کر
دم کیا کرتے تھے یعنی کی اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے پناہ میں رکھتے تھے تو بچوں
کو اللہ کی پناہ میں رکھنا چاہیے دعاؤں کے ذریعہ سے ،دھاگے باندھنے سے یا کوئی
ضامن باندھ دینے سے، یا اسی طریقہ سے کوئی کپڑے لٹکا دینے سے ، تعویذیں
لٹکا دینے سے، پلیتے لٹکا دینے سے، یا مڈ گڈ کے نیچے مرچی، یا لیمو یا اسی طریقہ سے گھر
کے سامنے کدو لٹکانے، ایسی کچھ چیزیں جو تعویذ کے طور پر بنائی گئی ہیں یہ سب
ناجائز ہے، جائز وسیلے یہ ہیں کہ دعائیں مانگیں جائیں تو اس میں سے ہے اُعِیۡذُ کُما میں
تم دونوں کو پناہ میں دیتا ہوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یعنی پناہ طلب کرتا ہوں ،بچاؤ کی
دعا کرتا ہوں ((بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامّة)) اللہ کے مکمل کلمات سے، اس سے پہلے
تشریح گزر چکی ہے یہ کلمات اللہ سے مراد جیسا کہ مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا کہ اللہ کے نام ،اللہ کی صفتیں ،اور قرآنِ مجید ،جتنی آسمانی کتابیں ،اور آسمانی
کتابوں میں جتنے بھی اللہ کے کلمے ہیں ان سب کو کلمات اللہ کہا جاتا ہے یعنی کہ بہت
پورفل دعا ہے وہ سارے کلمات کے وسیلے سے دعا مانگی جارہی ہے تو ظاہر بات ہے
شیطان کہاں ٹکے گا((مِنۡ کُلِّ شیۡطان)) ہر شیطان سے ((وَهَامَّةٍ))اور ہر

((ھامہ)) سے ((ھَآمَّۃٌ)) اور ((ھوامٌ)) کہتے ہیں تکلیف دینے والا کوئی بھی جانور یہاں تک کہ حدیثِ کعب بن حجرہ میں کہا((آیُؤْذِیكَ ھامر رأسك))یعنی جوؤں کو بھی ھوام کہا گیا تو جو بھی سانپ ہے یا بچھو ہے یا جو گھروں میں جانور گھس کر آجاتے ہیں کسی بھی قسم کا جانور جو زمین پر چلتا ہو یا رینگتا ہو، یا حشرات کی شکل میں ہو جو تکلیف دیتا ہو سب کو((ھَامَّۃٌ)) تکلیف دینے والے یا وہ کھوپڑیاں، یا وہ جانور یا وہ اُلّو یا جو بھی قسم کے ایسے جانور جو انسان کو تکلیف دیتے ہوں ان سب قسم کی تکلیف سے بچانے کے لئے ہر قسم کے تکلیف سے بچانے کے لئے ((وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ)) اور ہر قسم کی ملامت کرنے والی آنکھ سے یعنی حسد کرنے والی آنکھ سے ان سب سے ہم کو پناہ سکھائی گئی، یعنی بری نظر جو ہوتی ہے اس کا اثر پڑتا ہے، بری نظر کا بھی اثر پڑتا ہے شیطان سے بھی نقصان ہوتا ہے، اسی طریقہ سے ڈراونی چیزیں کوئی دیکھ لے آدمی جیسے کھوپڑی دیکھ لی یا اس نے کوئی جانور ایسا دیکھ لیا جس سے وہ ڈرتا ہو بہت زیادہ یا اسی طریقہ سے وہ جانور جو نقصان پہنچا دیتے سانپ، ہے بچھو ہے، تو ان سب چیزوں سے وہ آدمی پناہ کے لئے ھامۃ کہا جاتا ہے تو گویا کہ یہاں پر شیطان ھامۃ اور عین لامۃ یعنی ملامت کرنے والی بری نظر سے دیکھنے والی آنکھ، یعنی بری نظر سے بھی آپ پناہ مانگ رہے ہیں تو یہ بڑی عظیم دعا ہے یہ حدیث آ تھنٹک ہے مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 2112، اور اسی طریقہ سے امام نسائی نے فی الکبریٰ، یعنی سنن الکبریٰ کے اندر اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستدرک میں اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر 1012 میں

اور اس کی جو تشریح میں نے بیان کی ہے فتح الباری میں جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 34 میں یا عمدۃ القاری کے اندر یا تحفۃ الاحوذی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 179 یا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی جو جامع کتاب ہے الاذکار یہ کتاب میں بھی کافی آٹھ دس دعائیں ہیں آپ کو پڑھنی چاہئیں الرقیہ شرعیہ کے دوران جو بھی دعائیں پڑھتے ہیں اس میں سب سے زیادہ اہم دعاوں میں سے یہ دعا جو خاص طور سے آپ کو پڑھنا چاہیے۔

8) جہاں پر ہم کو استعاذہ سکھایا گیا وہ ہے مسجد میں داخل ہوتے وقت، جب آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے وہاں پر بھی شیطان وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اذان ہونے کے بعد جو شیطان بھاگتا ہے وہ واپس آکر نماز میں بھی ستانے کی کوشش کرتا ہے تو مسجد میں داخل ہوتے وقت بھی شیطان سے پناہ مانگنا چاہیے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ سے پناہ حاصل کرتے ہوئے آپ مسجد کے اندر عبادت کے لئے جاتے ہیں ((عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما)) یہاں پر عنہما اس لئے ہے کہ عبد اللہ بیٹے بھی صحابی اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دونوں بھی صحابی ہیں عمرو بن العاص رضی اللہ سے روایت ہے عن النبی ﷺ اور آپ جانتے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح بہت زیادہ حدیثیں نہ صرف یاد کرتے بلکہ لکھا بھی کرتے تھے ((انه كان إذا دخل المسجد)) کہ اللہ نبی ﷺ جب مسجد میں داخل ہونے جاتے تو کہتے ((اعوذ باللہ العظیم وبوجهه الكريم)) کہ میں اس اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو عظیم ہے ((وبوجهه الكريم)) اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کریم وجھ

(چہرہ) کے ذریعہ سے وسلطانہ القدیم۔اور اللہ کی قدیم سلطان سے سلطنت کے ذریعہ شیطانِ رجیم سے پناہ حاصل کرتے ہوئے میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں ،تو اللہ کے نبی ﷺ نے کہا کہ اگر میں ایسا کہتا ہوں تو میں شیطان سے سارا دن محفوظ رہتا ہوں تو گویا کہ سارے دن کے لئے کام آتی ہے سنن ابو دوٗد میں حدیث نمبر 466 میں ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن کہا ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو حسن کہا ہے ،حج اور عمرہ کی کتاب کے اندر آپ پڑھ سکتے ہیں ،الاذکار میں صفحہ نمبر 31 میں بھی اس کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسناد جید سے نقل کیا ہے۔

9) نماز میں وسوسہ طاری ہوتے ہیں، نماز میں جب وسوسے آتا ہیں تو اس وقت پر بھی ہمیں دعا سکھائی گئی ہے۔

صحیح مسلم حدیث نمبر 5692 میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک صحابی آکر کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ میں نماز میں ہوتا ہوں تو میری نماز میں اور قرات میں شیطان خلل ڈالتا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے کہا کہ یہ وہ شیطان ہے اس کا نام ہے ((خَنزب یا خِنزب ۔فَاِذا احسسته فتعوذ بالله من الشيطان الرجيم))جب تم کو ایسا محسوس ہو کہ شیطان ہمیں وسوسہ ڈال رہا ہے تو تم ((أعو ذ بالله من الشيطان الرجيم)) ایک مرتبہ پڑھ لو اور تین مرتبہ اپنے لیفٹ سائڈ ہلکا سا پھوار کے ساتھ پھونکنا یعنی تھوکنا نہیں ہے بہت

زیاد بلکہ تھوڑا سا، لیفٹ سائڈ میں، صحابی کہتے ہیں جب میں نے ایسا کیا یعنی عثمان بن ابی العاص الثقفی کہتے ہیں کہ جب میں اس پر عمل کیا تو میرے اندر سے یہ کیفیت چلی گئی۔ تو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علمائے کرام میں اختلاف ہے کہ اس کو خِنزب پڑھیں گے یا خَنزب اور خُنزب پڑھیں گے۔ لیکن مشہور تو خِنذب اور خَنذب ہے یعنی خُنذب اتنا مشہور نہیں ہے، ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نھایۃ الغریب میں کہا ہے کہ معروف تو یہی ہے کہ فتحہ اور کسرہ ہے خِنزب اور خَنزب پڑھ سکتے ہیں۔ اور اس کے اندر یہ بتایا جارہا ہے کہ جب وسوسے زیادہ ہوں تو تین مرتبہ لیفٹ سائڈ ہلکے سے نفث کرنا۔

10) دسواں مقام ہے ((عند إقبال الليل)) کہ جب رات آرہی ہو تو اس وقت پر بھی ہم کو دعائیں سکھائی گئی ہیں کہ:

((قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ))

کہ رات کی تاریکی جب کہ وہ چھانے لگے تو اس وقت پر بھی ہم کو رات کی تاریکی کے نقصانات سے پناہ سکھائی گئی ہے۔

11) گیارہواں مقام ہے کہ جب کہیں پر پڑاؤ ڈالیں آپ کسی شہر میں جائیں کسی نئے گاؤں میں یا شہر میں تو وہاں پر آپ دعا مانگ کر اتریں گے تو وہاں پر چوری سے، وہاں پر حملے سے، اور وہاں پر سازشوں سے یہاں تک کہ وہاں جانوروں سے بھی، یا وہاں کے دھوکوں سے بھی، کہ جب آدمی بزنس کرنے جاتا ہے یا کوئی بھی کام کرنے

جاتا ہے تو اس ایریا کے سازشوں سے ،اس ایرئے میں جگہ نہیں ملتی یا لوگ نہیں ملتے ہر قسم کے تکلیفوں سے بچ سکتا ہے اگر وہ دعا پڑھ لے جو صحیح مسلم حدیث نمبر 6828 میں بتائی گئی ہے((أعوذ بكلمات الله التامه من شر ما خلق))

❖ لم يضره شيء حتى يرتحل من منزله یعنی اگر((أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق)) اگر یہ پڑھ لے تو ان شاء اللہ اس کی حفاظت ہوتی رہے گی وہاں سے نکلنے تک کوئی نقصان نہیں ہو گا۔

12. بارہواں مقام یا حالت یہ ہے کہ شیطان بعض اوقات آکر اتنے وسوسے ڈالتا ہے کہ اللہ کے بارے میں شک ڈالتا ہے کہ اس کو کس نے پیدا کیا، اس کو کس نے پیدا کیا آخر میں وہ کہتا ہے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی یہاں تک پہنچ جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ فوراً استعاذہ کرے ((اعوذ بالله من الشيطان الرجيم)) پڑھ لے((ولينته)) اور رک جائے یعنی اپنے خیالات کو اور ڈھیل نہ دے اپنی سوچ کو اور ڈھیل نہ دے ورنہ وہ شیطان آپ کو وسوسے میں ڈال دے گا ،شک میں ڈالدے گا تو شبہات اور شہوات سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 3206 اور صحیح مسلم حدیث نمبر 303 میں بھی تو فتح الباری میں بھی آپ اسکی تشریح پڑھ سکتے ہیں عمدۃ القاری میں بھی اس کی تشریح پڑھ سکتے ہیں فتح الباری میں جلد نمبر 6 حدیث نمبر 486)

13. تیرہواں مقام ہے: صبح اور شام کے اذکار میں آپ کو یہ دعا ملتی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قال ابو بکر، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ اے اللہ کے رسول ﷺ ((مُرنی بشیءٍ اقولُه إذا اصبَحتُ وإذا امسَيتُ))، صبح اور شام میں کیا دعا پڑھوں تو آپ نے فرمایا ((اللهم عالم الغيب والشهادة فاطر السمٰوات والارض رب كل شيءٍ ومليكه ،اشهد الا إلٰه الا انت اعوذبك من شر نفسي ومن شر شيطان)) کہ اے غیب اور حاضر کے جاننے والے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والے، ہر چیز کے رب اور اس کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی سچا معبود مگر تو ہی اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں میرے نفس کے شر سے، یہ بڑی اہم دعا ہے من شر نفسی اپنے نفس کے شر سے ((ونعوذ بالله من شرور انفسنا)) اللہ نبی ﷺ خود کہتے تھے اپنے نفس سے پناہ مانگنا ہم کو سکھائے اور ممبر پر ٹھہر کر آپ کہتے تھے ((ونعوذبالله من شرور انفسنا ،اور يه بهي من شر نفسي ،ومن شرِ شيطان)) اور شیطان کے شر سے ((او شرکِهِ وَشَرَكِه)) دو بھی پڑھا گیا ہے ((شَرَکِه)) بھی پڑھا گیا اور ((شِرکِه)) بھی پڑھا گیا شرک کا مطلب ہے شیطان جو شرک میں ڈالتا ہے اس سے بھی بچنا ہے ((شَرَكِ)) کا مطلب ہوتا ہے کہ شیطان کے پھندے یعنی جو آہستہ آہستہ وہ اسٹپ بائے اسٹپ بایہ اسٹیپ آکر جو چاروں طرف سے گھیرتا ہے یہاں تک کہ بندہ ٹراپ ہو جاتا ہے اس کو پتہ بھی نہیں

چلتا، تو اس سے پناہ مانگتا ہوں، تو اللہ کے نبی ﷺ نے کہا صبح اور شام یہ پڑھ لیا کرو تو آپ کو یہ حدیث مسند احمد حدیث نمبر 52 میں اور سنن ابو داود حدیث نمبر 5063 میں اسی طرح سنن ترمذی حدیث نمبر 3523 میں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے اندر، اس کے دو طریقہ ہیں پڑھنے کے کہ شرکہ بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی اشراک سے یعنی شیطان اللہ کی ذات میں شرک کرنے کے لئے وسوسہ ڈالتا ہے تو اس سے بھی پناہ مانگنا چاہئے اور ((شَرَکِہ)) ایسا بھی یعنی حَبَائِلُہ وَوسائلہُ یعنی شیطان کے جو پھندے ہوتے ہیں اسکے جو رسیاں ڈوریاں اس کے جو سازش کے پھندے ہوتے ہیں ان سب کے اندر شکار، اس کا جو جال ہوتا ہے اس کے اندر اپنے آپ کو شکار ہونے سے بچانا چاہئے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار میں صفحہ نمبر 78 میں تشریح فرمائی ہے اسی طرح سے "اِغاَثة اللهفان" میں بھی ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 90 میں تفصیل سے کہا کہ اس کے اندر ہر قسم کے اسباب سے ہمیں بچنے کی تاکید کی گئی ہے اسی طریقہ سے بدائع الفوائد میں بھی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 435 میں بھی ہے اور شفاء العلیل اور تلبیس ابلیس میں بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

14. چودہ نمبر وہ مقام چودہواں مقام یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا((عن عبد الله بن مسعو دٍ رضی الله تعالیٰ عنه)) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ ابن آدم کے اندر ساتھ میں شیطان بھی لگا ہوا ہے اورساتھ میں ((شیطان کالما)) بھی ہے اور((لمة الملكِ)) فرشتے کا بھی لما ہے یعنی کہ خیالات شیطان بھی ڈالتاہے اور فرشتہ بھی ڈالتاہے اور شیطان کالما یہ ہے کہ وہ شر کیطرف بلاتاہے اور حق کی تکذیب کرنا سکھاتاہے اور فرشتہ کی طرف سے یہ آپ کو خیالات ڈالنے کی طاقت جولما ہے یعنی خیالات ڈالنے کی طاقت جولما ہے تو فرشتہ آپ کے اندر خیر بولنے کی کوشش کرتاہے اور حق کی تصدیق کرنا سکھاتاہے اگر کوئی شیطان کی طرف سے جو اس کو ہمیشہ اگر اچھے خیالات آتے ہوں تو اس پہ اللہ کا شکر اداکریں کیونکہ اس کو بڑا اچھا ساتھی مل گیالیکن اگر کسی کو دوسرے یعنی شیطان کا اثر زیادہ لگے کہ اس کو اللہ سے دوری، اور اللہ کے تعلیمات سے دوری کاخیال آتاہو تو، شرک کاخیال آتاہو، برائی کاخیال آتاہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ،کہے کہ جو شیطان کو دوست بناتا ہے تو شیطان کیا کرتاہے فقر وفاقہ اور فاحشات کا حکم دیتاہے یہ آپ کو، تفصیل طور پر آپ پڑھنا چاہ رہے ہیں تو سنن ترمذی میں بھی اور صحیح ابن حبان حدیث نمبر 973 میں بھی بتایا گیاہے لما کا مطلب ہوتاہے((اصابة من اللمہ وهوالقرب ،إللمہ))کا مطلب ہوتاہے قریب سے کسی چیز کا احاطہ کرنا،شیطان کے ذریعہ سے یا فرشتہ کے ذریعہ سے جو خیالات پیداہوتے ہیں ان سب کو لما کہا جاتاہے اور شیطان کاکام ہے خوف ڈالنااسی لئے ﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ جن

لوگ کو ہمیشہ خودکشی کے خیالات آتے ہیں یا ان کو سوسائڈل ٹینڈنسیس آتے رہتے ہیں ان سب چیزوں سے بچنے کے لئے وہ کیا پڑھے ﴿إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ جو سورہ مجادلہ کی آیت نمبر 10 ہے وہ پڑھتے رہیں ((اَعُوْذُبِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِه وَنَفْخِه وَنَفْثِه)) کثرت سے پڑھتا رہے کنڑول رہے گا، اور غصے کا آلات و اسباب سے اپنے آپ کو دور رکھے، اور پناہ مانگتا رہے تو اس طرح سے سکون کی زندگی گزار سکتا ہے ان شاء اللہ۔

دعاء اور تعوذ کے بعد استقامت اور صبر (1 صبرِ سے اطاعت پر جے رہنا، 2 صبر کی طاقت سے گناہوں سے بچے رہنا، 3 صبر کرنا تکالیف پر)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"مسلمانوں کے پاس سر اٹھانے والے فتنوں کے حالات کا اچھی طرح سے مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ: کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جسے ان امور میں دخل اندازی کا فائدہ ہوا ہو؛ کیونکہ ایسے امور میں دخل اندازی کا دینی اور دنیاوی ہر اعتبار سے نقصان ہوتا ہے، اسی لیے اسے شریعت میں منع قرار دیا گیا ہے، لہذا ایسے امور سے بچ کر رہنا ان فرامین الٰہیہ میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ

يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

(النور:63)

ترجمہ: اللہ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں انہیں فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

(منهاج السنَّة النبوية:4/410)

توحید، رسالت اور آخرت کا صحیح علم وتصور اسی طرح علم نافع، عمل صالح ودعوت واصلاح وصبر کے ذریعہ شبہات وشہوات کا مقابلہ میں آسانی ہوتی ہے باذن اللہ واجبات کی ادائیگی اور حرام امور سے اجتناب یقینی بنائے، چنانچہ توحید اور صحیح عقائد کے بعد سب سے بڑا فرض اور واجب نماز ہے، اس لیے مسلمان کو نماز قائم کرنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ مقررہ وقت پر، شرائط، ارکان اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے اور نوافل کا اہتمام، فرمانِ باری تعالی ہے:

﴿ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾

(العنكبوت:45)

ترجمہ: اور نماز قائم کر، بیشک نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔

اسی طرح صبر، استقامت، استغفار وتعوذ کے ساتھ دیگر دعاوں کا اہتمام کریں، اللہ تعالی نے ہمیں دعا کرنے کیلیے رہنمائی فرمائی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جامع دعائیں

سکھلائی ہیں جو کہ اپنے دین کو محفوظ رکھنے کیلیے مفید ثابت ہوں گی۔

ھدایت پر توجہ تین (3) معنوں میں رہے

﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ﴾

یا اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دیکھا۔

1 ھدایت ارشاد (علم نافع و نافع معلومات)

علم نافع کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿حم [1] تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ [2] إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ [3] وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ [4] وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ [5]﴾

(سورۃ الجاثیہ: 1-5)

"حٰم [1] یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے [2] آسمانوں اور زمین میں ایمان داروں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں [3] اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان جانوروں کی پیدائش میں جنہیں وہ پھیلا تا ہے یقین رکھنے والی قوم کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں [4] اور رات دن کے بدلنے میں اور جو کچھ روزی اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل فرما کر زمین کو اس کی موت

کے بعد زندہ کر دیتا ہے، (اس میں) اور ہواؤں کے بدلنے میں بھی ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں نشانیاں ہیں[5]۔"

قرآن مجید میں علم نافع سے مراد ان علوم کا ذکر کیا گیا ہے جو جو دینی اور دنیوی لحاظ سے فائدہ مند ہو اور ان علوم کو حاصل کر کے انسان دین اور دنیا میں ترقی کر سکے اور جس سے دنیا میں سعادمندی حاصل ہو اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے اور جو علوم دنیا و آخرت میں عذاب کا ذریعہ بنیں ان علوم کو ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ یہ دین اور دنیا دونوں کے لیے نقصاندہ ہے جیسا کہ سفلی علم، جادو، کہانت، "Palmistry" وغیرہ ان علوم سے منع کر دیا گیا ہے اور سب سے بہترین علوم دینی علوم ہیں کیونکہ عصری علوم جزوقتی ہے اور دینی علوم اس دنیان کے بعد آنے والی دنیا میں بھی فائدہ مند ہے یا وہ علم جو دنیا میں خود کے لیے اور دوسروں کے لیے نفع بخش ہو ایسا علم حاصل کرنا چاہیئے اور اسکے علاوہ جو علوم نقصاندہ ہوں ان سے دور رہنا چاہیئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل تھی:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لاَ يَنْفَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لاَ يُسْمَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لاَ يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لاَ تَشْبَعُ))

"اے اللہ! میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے، اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے، اور اس دل سے جو (اللہ سے) نہ ڈرے، اور اس نفس سے جو آسودہ نہ ہوتا ہو۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، 45. باب: علم سے نفع اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان،

حدیث نمبر 250، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔ سنن ابوداود: 1548۔ سنن النسائی: 5469)

2ہدایت توفیق (عمل صالح)

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ﴾

(سورۃ آل عمران:8)

" اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر، اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بے شک تو ہی بے حد عطا کرنے والا ہے۔"

3-ہدایت استدامت (استقامت):

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾

(سورۃ آل عمران:102)

" اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔"

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قنوت وتر کیلیے سکھائی ہوئی دعا:

اَللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِي

فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

[اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تونے رشد و ہدایت سے نوازا ہے اور مجھے عافیت دے کر ان میں شامل فرما دے جنہیں تونے عافیت دی ہے اور جن کو تونے اپنا دوست قرار دیا ہے ان میں مجھے بھی شامل کر کے اپنا دوست بنالے۔ جو کچھ تونے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور جس شر و برائی کا تونے فیصلہ کر دیا ہے اس سے مجھے محفوظ رکھ اور بچالے۔ یقیناً فیصلہ تو ہی صادر کرتا ہے تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہو سکتا اور جس سے تو دشمنی رکھے وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ ہمارے پروردگار! تو ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے] ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا، نیز ابو داود: (1425) میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

اس کے علاوہ بھی دیگر دعائیں بہت زیادہ ہیں جن میں ایک شخص اللہ تعالی سے دین پر قائم دائم رہنے اور نیکی کی دعا مانگتا ہے، اللہ تعالی سے صراط مستقیم پر چلانے اور اسی پر ثابت قدمی کا مطالبہ کرتا ہے، نیز اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کیلیے محنت اور دعا کرتے رہتا ہے۔

❖ 2۔برے دوستوں سے پرہیز: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے تم میں سے کوئی دوستی کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے)

(ابو داود:4833۔ترمذی:2378،نے روایت کرکے اسے حسن بھی قرار دیا ہے)

❖ 3۔علم شرعی کا حصول،اور معتمد اہل علم سے رجوع:

دین سے متعلقہ فتنوں سے محفوظ رکھنے کیلیے علم شرعی سب سے عظیم ترین وسیلہ ہے۔

❖ 4۔اگر جنسی شہوت کی وجہ سے وہ فتنے میں مبتلا ہوا تو پھر جتنی جلدی ہو سکے شادی کا انتظام کرے؛ اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر کثرت سے روزے رکھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق اس کی شہوت کا علاج ہے صوم میں۔

Chapter 5

آداب

قضاء حاجت کے آداب

1) اللہ کے نام اور ذکر کی کوئی چیز بیت الخلاء میں نہیں لے جانا چاہیے۔

2) بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں خبیثوں اور خبیثنیوں سے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کی دعا، حدیث نمبر:142۔ و صحیح مسلم:375[831])

3) بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں پیر پہلے رکھیں اور نکلتے وقت دایاں پیر پہلے نکالیں۔

4) نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: (ابو بردہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء (پاخانہ) سے نکلتے تو فرماتے تھے:

((غُفْرَانَكَ))

(اے اللہ) میں تیری بخشش (چاہتا ہوں)۔

(سنن ابو داود، کتاب الطهارة، باب بیت الخلاء سے نکل کر پڑھنے والی دعا، حدیث نمبر :30، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔ جامع ترمذی:7۔ سنن ابن ماجہ:300)

5) قضاءِ حاجت کے وقت منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہیں کرنی چاہیے۔ (بعض اہل علم نے کہا کہ آبادی میں معاف ہے لیکن احتیاط کرے)

6) قضاء حاجت کے وقت شرمگاہ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانا چاہیے۔

7) قضاء حاجت کے وقت پیشاب کے چھینٹوں اور گندگی سے بچنا چاہیے۔

8) شرمگاہ دیکھتے ہوئے قضاءِ حاجت کے دوران گفتگو کرنے سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے۔ (قضاء حاجت کے وقت گفتگو کرنے سے منع کرنے والی حدیث ضعیف ہے لہذا شدید ضرورت پر بات کرنا جائز ہے لیکن بلا ضرورت ہو تو احتیاط کرے اور شرمگاہ دیکھتے ہوئے بات کرنا تو بالکل جائز نہیں)

9) قضاءِ حاجت کے وقت سیدھے ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونا یا طہارت لینا منع ہے۔

10) استنجاء کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔

11) قضاءِ حاجت کے بعد ہاتھ کو مٹی یا صابن سے اچھی طرح دھولینا چاہیے۔

12) وہ جگہیں جہاں قضاءِ حاجت کرنا حرام ہے:

A. عام راستوں میں۔

B. سایہ دار جگہوں کے نیچے، سایہ دار اور پھلدار درختوں کے نیچے۔

C. ٹھہرے ہوئے پانی میں۔

کپڑے پہننے کے آداب

- ❖ کپڑے اتارتے وقت "بسم اللہ" کہیں۔
- ❖ بائیں جانب سے کپڑے اتاریں۔
- ❖ کپڑے اکیلے میں بدلیں۔
- ❖ اور پھر دائیں جانب سے نئے کپڑے پہننا شروع کریں۔

- لڑکے لڑکیوں کے کپڑے نہ پہنیں اور نہ لڑکیاں لڑکوں کے کپڑے پہنیں۔
- نیا لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھیں:

((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ))

اے اللہ تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے، تجھی نے مجھے یہ پہنایا، میں تجھی سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس کام کی بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس کام کے شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔

(سنن ابوداود، کتاب للباس، باب: نیا لباس پہنے تو کون سی دعا پڑھے؟، حدیث نمبر :4020، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

- اگر کسی کو نئے کپڑے پہنے دیکھیں تو یہ دعا دیں:

((تُبْلِي وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى))

تم اسے بوسیدہ کرو اور اللہ تعالی تمہیں اس کے عوض اور دے۔

(سنن ابوداود، کتاب للباس، باب: نیا لباس پہنے تو کون سی دعا پڑھے؟، حدیث نمبر :4020، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

گھر میں داخل ہونے کے آداب

- گھر میں داخل ہوتے وقت "بسم اللہ" کہا جائے۔

❖ گھر میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پیر رکھا جائے۔
❖ گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کریں۔
❖ کسی بھی گھر میں جائیں تو اجازت لے کر داخل ہوں۔
❖ تین بار ہی اجازت لینی چاہیے، اگر اجازت نہ ملے تو لوٹ جانا چاہیے۔
❖ کسی کو بھی بار بار کھٹکا مار کر یا گھنٹی بجا بجا کر پریشان نہیں کرنا چاہیے۔
❖ کسی کے بھی گھر میں نہیں جھانکنا چاہیے۔
❖ گھر سے نکلتے وقت بایاں پیر رکھنا چاہیے۔
❖ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ))

میں اس گھر سے اللہ کے نام کے ساتھ نکل رہا ہوں، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور گناہ سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ ہی کی توفیق سے۔

(جامع الترمذی، کتاب الدعواۃ، 34. باب: گھر سے نکلتے وقت کیا پڑھے ؟، حدیث نمبر:3426، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔ صحیح، المشكاة :2443 / التحقيق الثانی۔ التعلیق الرغیب:2/264۔ الکلم الطیب:58/49)

گھر میں داخل ہونے کی دعائیں

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام

لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: نہ تو یہاں تمہاری خوابگاہ ہے اور نہ ہی کھانا ہے۔ اور داخل ہوتے وقت اگر اللہ کا نام نہیں لیا گیا تو شیطان کہتا ہے: خوابگاہ تو تم نے پالی اور اگر کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہ لیا تو کہتا ہے: تمہیں کھانا اور سونے کی جگہ دونوں مل گئے"۔

(مسند امام احمد 3:346، مسلم 1599:3)

صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو پہلے مسواک کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: 44)

گھر میں داخل ہوں تو:

1۔ بسم اللہ کہیں۔ (دروازہ بند کرتے وقت بھی بسم اللہ ضرور کہیں)

2۔ سلام کریں۔

3۔ دایاں پیر رکھیں۔

4۔ مسواک کریں۔

نوٹ: گھر میں داخل ہوتے وقت جو دعا پڑھی جاتی ہے: بسم اللہ ولجنا وبسم اللہ خرجنا۔۔۔ یہ ضعیف روایت ہے۔

گھر سے نکلنے کی دعائیں:

سنن ابو داود میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب آدمی اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے اور کہتا ہے:

((بِسۡمِ اللهِ تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللهِ لاَ حَوۡلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّهِ))

(اللہ کا نام لے کر نکلتا ہوں، اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں، اللہ کی مدد کے بغیر نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی کوئی طاقت و قوت نہیں ہے) تو اس سے کہا جاتا ہے:"

"بس کرو تم ہدایت یافتہ ہو گئے تیری کفالت کی گئی، تو محفوظ ہو گیا"۔ پھر اس کے پاس شیطان آتا ہے تو دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے:"تیرا داؤ ایسے آدمی پر کیسے چل سکتا ہے جو ہدایت یافتہ ہو گیا کفایت کیا گیا اور محفوظ کر دیا گیا"۔

(ابوداؤد:5095،ترمذی:3426، صحیح الجامع:499)

ایک دعا یہ بھی ثابت ہے:

((بِسۡمِ اللَّهِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنۡ أَنۡ أَزِلَّ أَوۡ أَضِلَّ أَوۡ أَظۡلِمَ أَوۡ أُظۡلَمَ أَوۡ أَجۡهَلَ أَوۡ يُجۡهَلَ عَلَيَّ))

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں پھسل جاؤں، یا گمراہ ہو جاؤں، یا ظلم کروں، یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا جہالت کروں، یا مجھ سے جہالت کی جائے۔

(صحیح النسائی:5501)

گھر میں داخل ہونے کے لیے - اجازت طلبی

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾

(النور:27-28)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو ار گھر والوں پر سلام نہ بھیجو، یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے، پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ دے دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے"۔

﴿وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾

(سورۃ البقرۃ:189)

"تم اپنے گھروں میں دروازے ہی سے آیا کرو"۔

وہ گھر جس میں کوئی نہ رہتا ہو جیسے مہمان خانہ وغیرہ اگر اس میں کسی کا سامان وگیرہ ہو تو

بغیر اجازت داخل ہونا جائز ہے:

﴿لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ﴾

(النور:29)

"البتہ تمہارے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جو کسی کے رہنے کی جگہ نہ ہو اور جن میں تمہارے فائدے یا کام کی کوئی چیز ہو۔ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو سب کی اللہ کو خبر ہے"۔

قرابت داروں اور دوستوں، اگر وہ پسند کرتے ہوں تو ان کے گھروں سے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے:

﴿لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا﴾

(النور:61)

"کوئی حرج نہیں اگر کوئی اندھا، یا لنگڑا یا مریض (کسی کے گھر سے کھالے) اور نہ تم پر اس میں کوئی مضائقہ ہے کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ

داوں کے گھروں ے، یا اپنی ماؤں نانی کے گھرں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھرون سے، اپنی بہنوں کے گھروں سے، اپنے چچاؤں کے گھروں سے، اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے، اپنے ماموئں کے گھروں سے، اپنی خلاؤن کے گھروں سے، یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمھاری سپردگی میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ"۔

بچوں اور خادموں کو والدین کی خوابگاہ میں سونے کے عمومی اوقات میں بغیر اجازت داخل نہ ہونے کا حکم دیناچاہیے:

اس اندیشے سے کہ کہیں ان کی نگاہ نامناسب کام یا چیز پر نہ پڑ جائے، نماز فجر سے پہلے اور قیلولہ (دوپہر کے آرام) کے وقت اور نماز عشاء کے بعد بلا اجازت خوابگاہ میں داخل نہیں ہوناچاہیئے البتہ اگر وہ ان اوقات کے علاوہ آئین تو نظر انداز کر دیاجائے گا کیونکہ وہ ان بار بار آنے والے افراد میں سے ہیں جن کو منع کرنا مشکل ہے، اللہ نے فرمایاہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ﴾

(النور:58)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! لازم ہے کہ تمہارے لونڈی غلام اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں، تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں۔ صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب کہ تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے وقت ہیں۔ان کے بعد وہ بلا اجازت آئین تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر، تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے۔اس طرح اللہ تمہارے لیے احکام کھول کھول کر تم سے بیان کر رہا ہے"۔

بغیر اجازت دوسروں کے گھروں میں جھانکنے کی حرمت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ، فَخَذَفْتَهُ بِعَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ))

""اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں (جب کہ تم گھر کے اندر ہو) جھانک کر دیکھے اور تم اسے کنکری مار دو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الدیات، باب: جس نے کسی کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر دیت واجب نہیں ہو گی، حدیث نمبر:6902)

ایک اور حدیث میں ہے:

(مَن اطَّلَعَ إلى دارِ قومٍ بغيرِ إذنِهم ففقَؤوا عينَه فلا دِيَةَ ولا قِصاصَ)

(مسند امام احمد:2/385اور صحیح الجامع:6046)

"جو شخص بغیر اجازت کسی کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑدیں تو اس پر کوئی قصاص وبدلہ نہیں ہے"۔

رجعی طلاق والی عورت کا عدت کی مدت تک نان ونفقہ ضروری ہے اور عدت تک اس کا گھر سے نکلنا اور نکالنا ممنوع ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا﴾

(الطلاق:1)

"اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت (کے دنوں کے) آغاز میں انہیں طلاق دو اور عدت کے زمانے کا ٹھیک شمار کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔(زمانۂ عدت میں) نہ تم انہیں ان کے گھر سے

نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔ الا یہ کہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا، تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ (موافقت کی) کوئی صورت پیدا کر دے"۔

گھروں کی مجلسیں

گھریلو امور پر گفتگو کے لیے خصوصی نشستوں کا موقع مہیا کرنا چاہیئے:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾

(الشوری:38)

"ان کے معاملات باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں"۔

اگر افراد خانہ کو گھر سے متعلق داخلی یا خارجی مسائل پر گفتگو اور مشورے کے لیے مل بیٹھنے کا موقع دیا جائے تو خاندان کی مضبوطی، ہم آہنگی اور باہمی تعاون کی علامت ہو گی، بلاشبہ وہ شخص جس کو اللہ نے گھر کا نگران بنایا ہو وہ پہلا ذمہ دار اور صاحب فیصلہ ہے لیکن دوسروں کو بھی موقع دینا چاہیئے (خصوصًا جب لڑکے بڑے ہو جائیں) اس طرح ان میں ذمہ داری سنبھالنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ اس احساس سے سب کو خوشی ہوتی ہے کہ ان سے بھی مشورہ لیا جاتا ہے اور ان کی رائے کو بھی معتبر سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان امور پر گفتگو کرنا جن کا تعلق حج سے ہو یا رمضان وغیرہ کی چھٹیوں میں عمرہ سے ہو اور رشتہ داروں کی ملاقات کے لیے سفر کرنے سے ہو، یا جائز سیر و تفریح

سے ہو یا شادی وولیمہ کے انتظامات سے ہو یا بچے کی ولادت پر عقیقے سے ہو یا ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہونے سے ہو، اور رفاہی کاموں مثلاً محلے کے غریبوں محتاجوں کو شمار کرکے ان کی مدد کرنے یا ان تک کھانا پہنچانے سے ہو۔ اسی طرح گھریلو حالات اور عزیز واقارب کی مشکلات کا جائزہ لینے اور ان کا حل ڈھونڈنے وغیرہ سے متعلق ہو۔

نشستوں کی اقسام میں دوسری اہم قسم کی طرف اشارہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ اولاد اور والدین کے درمیان صریح گفتگو کے لیے بھی کوئی نشست ہونی چاہیے کیونکہ بعض مشکلات جو بعض بالغ اولاد کو پیش آتی ہیں، انفرادی نشست کے بغیر ان کا حل ممکن نہیں ہے۔ اس میں والد کو لڑکے کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر عنفوان شباب ، بلوغت اور جوانی کے مشکل مسائل پر سرگوشی کرنی چاہیئے، اسی طرح ماں کا لڑکی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر اسے ضروری شرعی احکام کی تلقین کرنی چاہیئے اور اس عمر میں جو مشکلات در پیش آتی ہیں ان کے حل میں مدد کرنی چاہیئے،ماں باپ کو ان جیسے جملوں سے گفتگو کا آغاز کرنا چاہیئے: (جب میں تمہاری عمر کا تھا / تھی۔۔۔)اس سے قبولیت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس صراحت کے فقدان سے بعض لڑکیوں کر برے ہم نشینوں سے گفتگو کا موقع ملتا ہے اور پھر اس سے بہت بھیانک برائی رونما ہوتی ہے۔

گفتگو کے آداب

1) زبان سے وہی گفتگو کریں جس کا مقصد خیر ہو۔

2) کسی غلطی کی اصلاح کرتے وقت حکمت کو مد نظر رکھیں۔

3) اگر مخاطب کو کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو ضرورت کے تحت دہرائیں۔
4) حق و صداقت اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔
5) ناحق اور بے جا بحث و حجت کرنے سے پرہیز کریں۔
6) حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے لڑائی سے پرہیز کریں۔
7) تکلف اور تصنع سے، باچھیں کھول کر اور منہ بھر کر کلام کرنے سے پرہیز کریں۔
8) درمیان میں بات کاٹنے سے پرہیز کریں۔
9) غیبت و چغلخوری اور لگائی بجھائی سے پرہیز کریں۔
10) کسی خبر کو یقین کے ساتھ معلوم ہوئے بغیر عام کرنے سے پرہیز کریں۔
11) جھوٹ اور خلاف حقیقت کوئی بات کہنے سے پرہیز کریں۔
12) مجلس کی رعایت کئے بغیر بولنے سے پرہیز کریں۔
13) خوشی کے مواقع پر غمی کی باتیں اور غمی کے مواقع پر ہنسنے کی باتیں کرنے سے پرہیز کریں۔
14) سنجیدہ مواقع پر مذاق کی باتیں زیبا نہیں دیتی۔
15) آداب گفتگو میں سے یہ بھی ہے کہ سامنے والے کی بات غور سے سنیں، اسے بولنے کا موقعہ دیں، درمیان میں اس کی بات نہ کاٹیں اور ادھر ادھر توجہ کرنے کے بجائے اسی کی طرف پوری توجہ رکھیں۔

مسجد کے آداب

1) مساجد اللہ کی پسندیدہ جگہیں ہیں۔

2) مساجد کی طرف تیز چل کر آنا ممنوع ہے۔

3) کچی لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنا ممنوع ہے۔

4) مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پیر اور نکلتے وقت بایاں پیر رکھنا چاہیے۔

5) مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

((أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ))

میں شیطان مردود سے عظمت والے اللہ کی، اس کے کریم چہرے اور اس کی قدیم سلطنت کی پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب: آدمی جب مسجد میں داخل ہو تو کیا کہے؟، حدیث نمبر :466، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

اللہ کے نبی ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

((بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ))

میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں، اور رسول اللہ پر سلام ہو، اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول

دے"،

6) ((وَإِذَا خَرَجَ قَالَ))اور جب آپ ﷺ مسجد سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

((بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلاَمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ))

اللہ کے نام کے ساتھ (باہر نکلتا ہوں) اور درود وسلام ہو رسول اللہ ﷺ پر۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب: مسجد میں داخل ہونے کے وقت پڑھی جانے والی دعا کا بیان، حدیث نمبر: 771، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

مسجد میں داخل ہونے کی ایک اور دعاء:

❖ اللهم اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

اے اللہ! مردود شیطان سے میری حفاظت فرما۔

(سلسلۃ الصحیحۃ للالبانی:2478)

7) مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعتوں کی ادائیگی کرنا ہے۔ اسے تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

8) مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔

کھانے اور پینے کے آداب

1) کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھویا کریں

2) کھانے سے پہلے بسم اللہ کہیں

3) دائیں ہاتھ سے کھائیں

4) اپنے سامنے سے کھائیں

5) تین انگلیوں سے کھائیں

6) کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو چاٹیں

7) اپنی پلیٹ کو بھی اپنی انگلیوں سے چاٹ کر صاف کریں

8) کھانے کے بعد الحمدللہ کہیں

9) اگر کھانے کی چیز نیچے (دستر خوان پر یا صاف جگہ) گر جائے تو اسے اٹھا کر صاف کر کے کھالیں۔

10) کھانے میں عیب نہ نکالیں

11) کوئی بھی چیز بسم اللہ بول کر کھائیں اور پییں۔

12) کوئی بھی چیز سیدھے ہاتھ سے کھائیں اور پییں۔

13) کوئی بھی چیز دیکھ کر کھائیں اور پییں۔

پینے کے آداب

1) پانی پینے سے پہلے بسم اللہ کہیں

2) دائیں ہاتھ سے پانی پییں

3) بائیں ہاتھ سے پینے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

4) پانی بیٹھ کر پیا کریں۔

5) ہنگامی حالات میں کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔

6) پانی دیکھ کر پیا کریں۔

7) بڑے برتن کو منہ لگا کر پینا منع ہے۔

8) پانی کے برتن میں پیتے وقت سانس چھوڑنا منع ہے۔

9) دو یا تین سانس میں پانی پینا چاہیے۔

10) پانی پینے کے بعد الحمد للہ کہیں۔

کھانا کھانے کے آداب:

11) کھانا شروع کرتے وقت کی دعا:

❖ ((بِسْمِ اللَّهِ))

(**نوٹ**: کھانا شروع کرنے سے پہلے اور دیگر دعائیں بھی بتائی جاتی ہیں لیکن ان کی سند ضعیف ہے،((بِسْمِ اللَّهِ)) پڑھ کر کھانا شروع کرنا ثابت ہے)

12) کھانا شروع کرتے وقت ((بِسْمِ اللَّهِ)) بھول جائے اور کھانے کے بیچ میں یاد آئے تو کیا کریں؟

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ))

"جب تم میں سے کوئی کھائے تو اللہ کا نام لے، اگر شروع میں ("بِسْمِ اللَّهِ" اللہ کا نام) بھول جائے تو اسے یوں کہنا چاہیئے:

❖ ((بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ))

"اس کی ابتداء وانتہاء دونوں اللہ کے نام سے"۔

(سنن ابو داود، کتاب الاطعمہ، باب: کھانے سے پہلے "بسم اللہ" کہنے کا بیان، حدیث نمبر :3767، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

13) کھانے کے بعد کی دعا:

پہلی دعاء:

((اَلْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا))

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے، بہت زیادہ پاکیزہ برکت والی، ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے اور یہ ہمیشہ کے لیے رخصت نہیں کیا گیا ہے (اور یہ اس لیے کہا تا کہ) اس سے ہم کو بے پرواہی کا خیال نہ ہو، اے ہمارے رب!۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاطعمہ، باب کھانے کے بعد کی دعا، حدیث نمبر:5457)

دوسری دعاء:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ))

"تمام تعریفیں ہیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں یہ کھانا کھلایا اور اسے ہمیں عطا کیا، میری طرف سے محنت مشقت اور جدوجہد اور قوت و طاقت کے استعمال کے بغیر"۔

(سنن ابو داود: 4023، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا اور کہا: قال الشيخ الألباني: حسن دون زيادة وما تأخر)

سونے کے آداب

- ❖ سونے سے پہلے بسم اللہ کہہ کر دروازے بند کر دیں۔
- ❖ چراغ گل کر دیں۔
- ❖ برتن ڈھانک دیں
- ❖ اگر ہاتھ جھوٹا ہو تو اسے دھولیں۔
- ❖ وضو کر کے سویا کریں
- ❖ سونے کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ انسان دائیں کروٹ پر سوئے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ پر سویا کرتے تھے
- ❖ انسان لیٹتے وقت دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھے
- ❖ بستر جھٹک کر سویا کریں
- ❖ سوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا

مغرب بعد سورہ ملک کا اہتمام کریں اور دیگر دعاوں کا اہتمام سونے سے پہلے کریں ، صحیح احادیث مبارکہ میں سونے کے بہت سے اذکار ہیں۔

سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اورسورۃ الناس پڑھنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی رات کے وقت بستر پر آتے تو اپنی ہتھیلیوں کو ملا کر ان میں پھونکتے اور (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ)، (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ)اور(وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ)پڑھتے، پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ہو سکتا اپنے جسم پر ملتے، اس کیلیے سر، چہرہ اور جسم کے اگلے حصے سے ابتدا فرماتے، اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

(صحیح بخاری:5017)

آیت الکرسی پڑھنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانے کی حفاظت پر مامور کیا، چنانچہ ایک شخص آیا، اور غلہ سمیٹنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا، اور کہا: "میں تمہیں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاؤں گا، - پھر انہوں نے مکمل واقعہ ذکر کیا - اس میں یہ بھی ہے کہ اس شخص نے کہا: "جب بستر پر لیٹ جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، اس سے اللہ کی جانب سے حفاظت کرنے والا تمہاری حفاظت کریگا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آسکتا، یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(یہ شیطان تھا، وہ ہے تو جھوٹا لیکن تم سے سچ

کہہ گیا ہے۔

(صحیح بخاری:2311)

سونے سے پہلے سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھنا:

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:(جس نے سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو رات میں پڑھ لیا تو یہ دونوں آیتیں اس کے لیے کافی ہو نگی۔

(بخاری:5009۔ مسلم808)

سونے سے پہلے سورۃ الکافرون پڑھنا:

نوفل اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ) مکمل سورت پڑھ کر سو جاؤ؛ یہ شرک سے اظہار براءت ہے۔

ابو داود:(5055)اسے ابن حجر نے "نتائج الأفكار"(3/ 61)میں حسن قرار دیا ہے۔

"33بار سبحان الله، 33بار الحمد لله، 34بار اللّٰہ أكبر کہنا"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم کا مطالبہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کیا میں تمہیں تمہارے مطالبے سے بھی بہتر چیز نہ بتلاؤں؟ جب سونے لگو تو 33بار "سبحان اللہ"، 33 بار "الحمد للہ" اور 34 بار "اللہ اَکبر" کہو)اس پر علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے اس دن سے کسی بھی رات کو انہیں ترک نہیں کیا، آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا صفین کی رات بھی؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

صفین کی رات بھی میں نے انہیں نہیں چھوڑا۔

(بخاری: 5362۔ومسلم:2727)

سونے کا مسنون طریقہ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم سونے لگو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو پھر دائیں کروٹ لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو:

((اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ))

"اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری اطاعت میں دے دیا۔ اپنا سب کچھ تیرے سپرد کر دیا۔ اپنے معاملات تیرے حوالے کر دیئے۔ خوف کی وجہ سے اور تیری (رحمت و ثواب کی) امید میں کوئی پناہ گاہ کوئی مخلص تیرے سوا نہیں میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر جن کو تو نے بھیجا ہے۔"

اس کے بعد اگر تم مر گئے تو فطرت (دین اسلام) پر مرو گے پس ان کلمات کو (رات کی) سب سے آخری بات بناؤ جنہیں تم اپنی زبان سے ادا کرو (براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) میں نے عرض کی:

((وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ))

کہنے میں کیا وجہ ہے؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں:

((وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) کہو۔

بیدار ہونے کے آداب

- جب نیند سے بیدار ہو تو بستر پر بیٹھ کر اپنے چہرے سے نیند پونچیں۔
- اپنی ناک تین دفعہ جھاڑیں۔
- اور جب بستر سے اٹھے تو یہ دعا پڑھے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ))

- اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے کسی چیز میں نہ ڈالیں، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ رات کیسے گزارے۔
- پھر اپنے دانت صاف کریں۔

زیارت وملاقات کے آداب

رشتہ دار، دوست احباب اور اپنے مسلمان بھائی کی زیارت اور ملاقات باہمی الفت ومحبت کی تقویت کا باعث ہے۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ))

"میری محبت ان لوگوں کے حق میں واجب ہو گئی جو میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں"۔

(صحیح الترغیب:3020)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک شخص اپنے بھائی کی ملاقات کو ایک دوسرے گاؤں کی طرف گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتہ کو

کھڑا کر دیا جب وہ وہاں پہنچا تو اس فرشتے نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ بولا: اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے میں اس کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا: اس کا تم پر کوئی احسان ہے جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو؟ وہ بولا: نہیں کوئی احسان اس کا مجھ پر نہیں ہے صرف اللہ کے لیے میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔ اس پر فرشتہ بولا: میں اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں اور (یہ بتانے کے لیے آیا ہوں کہ اللہ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہے۔" (مسلم:2567)

- زیارت کے مناسب وقت کا خیال رکھایں تا کہ کسی کو مشقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔
- ملاقات پر سلام کریں اور ایک ہاتھ سے مصافحہ کریں۔
- زیارت کے وقت کو مفید باتوں میں استعمال کریں، غیر موجود شخص کی غیبت اور برائی نہ کریں۔
- زیارت کرنے والے کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کریں۔
- اس کی عزت و خاطر اور ضیافت کریں۔
- اجازت لے کر واپس ہوں۔
- روز روز زیارت کر کے اکتا دینے سے پرہیز کریں۔

مریض کی عیادت کے آداب

عیادت اور بیمار پرسی ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کا حق ہے، اور یہ فرض کفایہ

ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کے چھ حق ہیں... جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے"۔

(مسلم:2162)

کسی مریض کی عیادت کرنے والا عیادت سے واپسی تک جنت کے باغوں کے پھل اور میوے چنتا رہتا ہے۔

(مسلم:2568)

وقتاً فوقتاً مریض کی عیادت کی جاسکتی ہے بشرطیکہ مریض کو اس سے راحت ملتی ہو کیونکہ یہی عیادت کا مقصد ہے۔

مریض کو بیماری کی حکمت بتاکر تسلی دیں اور کہیں:

((لا بأسَ، طهورٌ إنْ شاءَ اللهُ))

(بخاری:3616)

"فکر کی کوئی بات نہیں، اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والے ہے"۔

مریض کو صبر اور اللہ کی تقدیر پر راضی ہونے کی نصیحت کریں۔

مریض کو یہ بتائیں کہ بیماری چاہے کتنی ہی سخت ہو موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اور نہ موت آنے سے پہلے موت کی دعا کرے"۔

(مسلم:2682)

مجلس کے آداب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ وہ خود وہاں بیٹھ جائے بلکہ تم مجلس میں فراخی اور گنجائش پیدا کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، کا معمول تھا کہ جب کوئی آدمی ان کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوتا تو وہ اس جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔ (متفق علیہ)

(اخرجہ البخاری:/3932۔ فتح۔ ومسلم:2177[28و29])

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک مجلس سے اٹھے پھر واپس۔ آجائے تو وہ اس جگہ بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے"۔

(مسلم:2179)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے جسے جہاں جگہ ملتی وہ وہیں بیٹھ جاتا۔ (ابو داؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(اخرجہ البخاری فی ،الادب المفرد :1141۔ وابو داؤد :۔ و الترمذی :2725۔ و احمد :/915و98و107۔108)

حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور مقدور بھر طہارت حاصل کرتا ہے، گھر میں موجود تیل استعمال کرتا ہے یا خوشبو استعمال کرتا ہے، پھر نماز جمعہ کے لیے گھر سے نکلتا ہے اور وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کرتا، پھر جو اس کے مقدر میں ہے نماز پڑھتا ہے، پھر جب امام خطبہ دیتا ہے تو وہ خاموش رہتا ہے، تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ تک درمیانی مدت کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(فتح الباری:2/ 370)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کی کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر (گھس کر) تفریق کرے۔

(حسن۔ اخرجہ ابو داؤد:4845۔ والترمذی:2752، باسناد حسن۔ والروایۃ الثانیۃ۔ عند أبی۔ داؤد:4844)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی جو حلقے اور مجلس کے وسط میں بیٹھے۔

(ابو داؤد۔ حسن سند کے ساتھ مروی ہے)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:۔ بہترین مجلس وہ ہے جو سب سے زیادہ فراخ ہو۔

(الادب المفرد:1136۔ وابو داؤد:4820۔ واحمد:69/183)، والحاکم:4/269)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور وہاں اس نے بہت سی لایعنی اور بے فائدہ باتیں کیں پھر اس نے اس مجلس سے کھڑا ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھی "اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں تو اس مجلس کے گناہ معاف کر دیے جائے گئے۔

(صحیح۔ اخرجہ الترمذی:3433۔ والنسائی فی عمل الیوم واللیلۃ:397۔ ومن طریقہ ابن السنی:449۔ وابن حبان:2366۔ والحاکم:1/536-537، ولہ طریق آخر اخرجہ ابو داؤد:4858)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر۔ میں یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! تو اپنی حمد و تعریف کے ساتھ پاک ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ (ایک مرتبہ) ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اپ ایسے کلمات فرما رہے ہیں جو پہلے نہیں فرماتے تھے؟ آپ نے فرمایا یہ کلمات ان باتوں کا کفارہ ہیں جو مجلس میں ہو جاتی ہیں۔

(ابوداؤد)

(صحیح بشواھدہ۔ اخرجہ ابوداؤد:4759۔ والنسائی فی عمل الیوم واللیلۃ:426۔ والدارمی :2658۔ والحاکم:1/537)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کم ہی ایسے ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے اٹھتے اور آپ یہ کلمات نہ پڑھتے ہوں: اے اللہ! اپنے خوف کا اتنا حصہ ہمیں عطا فرمادے جو ہمارے اور تیری معصیت کے درمیان حائل ہو جائے اپنی اطاعت کی اتنی توفیق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچادے، اتنا یقین عطا فرما جو ہم پر دنیا کے مصائب آسان کر دے۔ اے اللہ! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں اپنی سماعت و بصارت اور قوت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما اور اسے ہمارا وارث بنا۔

(اے اللہ!) جو ہم پر ظلم کرے تو اس سے بدلہ لے جو ہم سے عداوت رکھے ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما ہمارے دین کے بارے میں ہمیں مصیبت و۔ آزمائش میں نہ ڈالنا اور دنیا ہی کو ہمارا مطمح نظر اور مبلغ علم نہ بنانا اور ایسے لوگوں کو ہم پر مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کریں۔

(یہ حدیث حسن لغیرہ ہے:-الترمذی:3502۔ والنسائی فی عمل الیوم واللیلۃ:401۔ و ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ:448۔ والبغوی فی شرح السنۃ:5/174)

اس حدیث کی سند عبید اللہ بن زحر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن

مستدرک حاکم (/ ۵۲۸۱) میں لیث بن سعد نے اس کی متابعت کی ہے اور امام حاکم نے اسے بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے لہٰذا یہ حدیث بالجملہ حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جاتے ہیں تو وہ ایسے ہیں جیسے کسی مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہو گی۔

(صحیح۔ اخرجہ ابو داؤد :4855۔ والنسائی فی عمل الیوم و اللیلۃ:480۔ و احمد : / ۳۸۹۲و ۵۱۵و ۵۲۷)، وابن السنی (447)، والحاکم (/ ۴۹۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں اللہ کا ذکر کریں نہ اپنے نبی پر درود بھیجیں تو یہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہو گی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے

جامع الترمذی (3308)، واحمد۔ والحاکم (/ ۴۹۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس نے وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت و ندامت ہو گی۔ اور جو شخص کسی بستر پر لیٹا اور وہاں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس پر

بھی اللہ کی طرف سے حسرتوندامت ہوگی۔

(ابوداؤد)

اساتذہ، معلمین، ٹیچرز کا احترام لازمی ہے

ٹیچرز اور دینی اساتذہ کی اہمیت اور فضیلت:

اللہ کے نبی ﷺ کو تمام بنی نوعِ انسان کی تعلیم و تربیت کے لیے مبعوث کیا گیا جیسا اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

(سورۃ الجمعۃ، سورۃ نمبر:62، آیت نمبر:2)

"(اللہ کے نبی ﷺ) انہیں (صحابہ رضی اللہ عنہم کو) کتاب (یعنی قرآن) اور حکمت کی تعلیم دیتے۔"

آج کل دیکھا گیا ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنے ٹیچرز، اساتذہ اور معلمین خصوصاً دینی تعلیم دینے والے اساتذہ کا احترام نہیں کررہے ان کے ویڈیوز بنا کر ان کا مذاق بنارہے ہیں اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا حتیٰ کہ والدین کے بعد اساتذہ کا ادب و احترام بے لازم اور ضروری ہے جیسا کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ)) "اور علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔"

"The **Scholars** are the heirs of the Prophets".

(سنن ابوداود، کتاب العلم، باب: علم حاصل کرنے کی طرف رغبت دلانے کا بیان، حدیث نمبر:3641، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

قرآن کی مذکورہ آیت اور حسبِ بالا حدیث معلمین کے ادب واحترام پر دلالت کرتے ہیں لہذا نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے ٹیچرز، اساتذہ اور معلمین کا ادب واحترام کریں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

Chapter 5

دین کی ضروری اور بنیادی تعلیمات

مراتب دین

دین کے تین درجے ہیں:

(1) **اسلام** (2)**ایمان** (3)**احسان**

اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک درجے کے کچھ ارکان ہیں۔

قَالَ (جِبْرِيْلُ) : يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا. قَالَ: صَدَقْتَ . فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ! قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ. قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ. قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ.(1)

اس شخص (جبریل علیہ السلام) نے پوچھا: یا رسول اللہ! اسلام کسے کہتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم کلمہ توحید یعنی اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) کا اقرار کرو، نماز پابندی سے بتعدیل ارکان ادا کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو حج بھی کرو۔

اس شخص (جبریل علیہ السلام) نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

ہم کو تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص (جبریل علیہ السلام) نے عرض کیا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے معنی یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور قیامت کا یقین رکھو، تقدیر الہی کو یعنی ہر خیر و شر کے مقدم ہونے کو سچا جانو۔

اس شخص (جبریل علیہ السلام) نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا۔

پھر کہنے لگا احسان کسے کہتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو کم از کم اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔

(صحیح بخاری:50۔ صحیح مسلم:8)

ارکان اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔"

1. شہادتین: "گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد

ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔"(اس کی مزید تفصیلات "کتاب علوم العقیدہ" میں ملاحظہ فرمائیں جو [abmqurannotes.com] سے [Download] کی جاسکتی ہے)

2. اقامت صلاۃ: "نماز قائم کرنا:" یعنی اسے اس کی تمام شروط، ارکان اور واجبات نیز سننِ قولیہ اور سننِ فعلیہ کے ساتھ خشوع وخضوع سے ادا کرنا۔(ان شاء اللہ یہ کتاب بہت جلد پیش کی جائے گی)

3. صوم رمضان: "رمضان کے روزے رکھنا": روزے کی نیت سے کھانے پینے اور ہر ایسی چیز سے جو روزے توڑنے والی ہو فجر سے لیکر غروب آفتاب تک رکے رہنا۔(اس کی مزید تفصیلات "کتاب صومِ رمضان" میں ملاحظہ فرمائیں جو [abmqurannotes.com] سے [Download] کی جاسکتی ہے)

4. ادائے زکاۃ: "زکاۃ دینا": جب کوئی مسلمان نصاب کا مالک ہو جائے اور سال گزر جائے تو اس پر زکاۃ واجب ہو جاتی ہے۔(اس کی تفصیلات "کتاب الزکاۃ" میں بیان کی جائیں گی، ان شاء اللہ)

5. حج: "بیت اللہ کا حج کرنا:" ہر اس شخص کے لیے فرض ولازم ہے جو صحت اور مالی اعتبار سے وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔(اس کی مزید تفصیلات "کتاب الحج" میں ملاحظہ فرمائیں جو [abmqurannotes.com] سے [Download] کی جاسکتی ہے)

(صحیح بخاری:8)

ارکان ایمان

ایمان کے درج ذیل ارکان ہیں:

- اللہ تعالی پر ایمان لانا: یعنی اللہ تعالی کے وجود اور ربوبیت اس کی اسماء وصفات، عبادت میں اس کی وحدانیت پر ایمان لانا۔
- فرشتوں پر ایمان لانا: جو نوری مخلوق ہیں اور اللہ تعالی کے احکام نافذ کرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔
- اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا: یعنی تورات، انجیل، زبور اور قرآن پر۔
- اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا: جن میں سب سے پہلے نوح علیہ السلام اور آخر میں محمد ﷺ ہیں۔
- آخرت کے دن پر ایمان لانا: یعنی قیامت کے دن پر، جو لوگوں کے اعمال کے محاسبے اور جزا کا دن ہے۔
- اچھی یا بری تقدیر پر ایمان لانا: یعنی جائز اسباب اپناتے ہوئے ہر انسان کو اچھی یا بری تقدیر پر راضی رہنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کی گئی ہے۔

(صحیح مسلم:8)

(اس کی مزید تفصیلات " کتاب علوم العقیدہ" میں ملاحظہ فرمائیں جو[abmqurannotes.com]سے[Download]کی جا سکتی ہے)

احسان کا ایک ہی رکن ہے۔

احسان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو کم از کم اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔

(صحیح مسلم:8۔ اصول ثلاثہ - الشیخ محمد بن عبد الوہاب، صفحہ:9)

اسلام کا کیا معنی ہے؟

توحید کے ساتھ اللہ تعالی کے سامنے سرنگوں ہونا، اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا، اور شرک سے نکلنا اسلام کہلاتا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ﴾

"اس سے اچھا کون دین دار ہو گا جو اللہ کے لیے سر تسلیم خم کر دے"

(النساء:125)

نیز فرمایا:

﴿وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾

"جو اللہ کی طرف اپنے چہرے (گردن) کو جھکا دے، اور وہ اس میں مخلص ہو، تو اس نے مضبوط دستہ اپنی مٹھی میں تھام لیا"

(لقمان:22)

نیز فرمان الہی ہے:

﴿فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾

"تمہارا معبود ایک ہی ہے ،اسی کے آگے سر خم کرو،اور اے میرے نبی، آپ اطاعت گذاروں کو خوشخبری سنادیجئے"۔

(الحج:34)

(مجموع فتاوی ورسائل الشیخ محمد صالح العثیمین:1/ 47-48)

ایمان کی تعریف

لغۃً ایمان کا معنی تصدیق کے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان "امن "سے مشتق ہے جس میں اطمینان اور قرار پایا جاتا ہے، اور یہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب دل میں تصدیق اور انقیاد گھر کر جائیں۔

(الصارم المسلول: صفحہ 519)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان کے لیے صرف تصدیق کافی نہیں بلکہ تصدیق کے ساتھ قبولیت والی تصدیق لازمی ہے۔(کیونکہ بعض لوگ تصدیق تو کرتے ہیں لیکن قبول نہیں کرتے)

اصطلاح میں ایمان پانچ نون کا نام ہے:

1) التصديق بالجنان (قلب سے تصدیق)

2) اقرار باللسان (زبان سے اقرار)

3) العمل بالارکان (اعضاء سے عمل)

4) یزید بطاعة الرحمن (رحمن کی اطاعت سے بڑھتا ہے)

5) ینقص بطاعة الشیطان (شیطان کی اطاعت سے گھٹتا ہے)

(شرح صحیح مسلم للنووی۔ وزیادۃ الایمان ونقصانہ - شیخ عبد الرزاق البدر صفحہ 17)

اللہ تعالی پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

اللہ تعالی پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجود، الوہیت، ربوبیت اور اسماء وصفات میں یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

(نبذة في العقيدة الاسلامية - شیخ ابن عثیمین:16-30)

توحید کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی 1۔ ذات 2۔ نام 3۔ صفتیں 4۔ کام 5۔ عبادات میں کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے یہ سارے حقوق اللہ ہی کو ادا کرنا توحید کہلاتا ہے۔

توحید کی کتنی قسمیں ہیں؟

توحید کی تین قسمیں ہیں: 1۔ توحید ربوبیت، 2۔ توحید الوہیت، 3۔ توحید اسماء وصفات

(القول المفید علی کتاب التوحید، شیخ محمد بن صالح العثیمین صفحہ 5)

توحید ربوبیت کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور افعال میں ایک جاننا اور ایک ماننا اور یہ کہ اللہ ہی خالق، مالک اور مدبر ہے توحید ربوبیت کہلاتا ہے۔ جیسے: پیدا کرنا، مارنا وغیرہ۔

(القول المفید علی کتاب التوحید:5)

توحید الوہیت کسے کہتے ہیں؟

تمام عبادات کو صرف اللہ کے لیے خاص کر دینا توحید الوہیت ہے۔ جیسے: دعا، قربانی وغیرہ۔

- کفّار نے اسی توحید الوہیّت کا انکار کیا تھا۔
- اسی توحید کا ہم ہر نماز میں اقرار کرتے ہیں: ایّاک نعبد وایّاک نستعین۔

اور اللہ ربّ العزّت نے اسی توحید کو اپنانے کا حکم دیا ہے:

﴿إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِ﴾

ترجمہ: بے شک میں ہی اللہ ہوں' میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں۔ پس تو میری عبادت کر۔

(طہ:14)

اللہ تعالی کو ہر قسم کی ظاہری اور باطنی قولی و عملی عبادت میں یکتا و اکیلا مانا

جائے، اور اللہ کے سوا باقی سب کی عبادت کی نفی کی جائے چاہے وہ کوئی بھی ہو، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾

"اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔"

(بنی اسرائیل:23)

اور ایک مقام پر رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾

"اور اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔"

(النساء:36)

اسے توحید الوہیت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔کیونکہ یہ اللہ کی عبادت اور اسے الہ معبود تسلیم کرنے پر مبنی ہے، کہ اللہ کی عبادت محبت و تعظیم کے ساتھ کی جائے۔

اور اسے توحید عبادت بھی کہا جاتا ہے:

کیونکہ بندہ اللہ تعالی کے احکام کی ادائیگی اور ممنوعات سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کرتا ہے۔

اور اسے توحید طلب اور قصد و ارادہ کا نام بھی دیا جاتا ہے؛ کیونکہ بندہ کا

مقصد وارادہ اللہ کی رضامندی وخوشنودی ہے اور خالصتا اللہ کی رضا طلب کرتے ہوئے خالص اسی کی عبادت کرتا ہے۔

یہی وہ قسم اور نوع ہے جس میں خلل پایا جاتا ہے، اور اسی توحید الوہیت کی بنا پر اللہ سبحانہ و تعالی نے رسول مبعوث کیے اور کتابیں نازل فرمائیں، اور اسی کی وجہ سے مخلوقات پیدا کی گئیں، اور شریعت بنائی گئیں، اور یہی وہ توحید الوہیت ہے جس میں انبیاء اور ان کی قوموں کے درمیان جھگڑا ہو، اور مخالفت کرنے والے ہلاک کر دیے گئے اور مومنوں کو نجات حاصل ہوئی۔

اس لیے جس نے بھی اس توحید الوہیت میں خلل پیدا کیا اور کسی بھی قسم کی عبادت اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے جائز سمجھا تو وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہو گیا اور فتنہ میں پڑ گیا اور سیدھی راہ سے بھٹک گیا، اللہ تعالی ہمیں سلامت و محفوظ رکھے۔

(القول المفید علی کتاب التوحید:9:)

توحید اسماء وصفات کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں جو کچھ اپنے لیے اسماء وصفات ثابت کیے ہیں یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نے، ان پر اس طرح ایمان لانا جو اللہ تعالی کی شایان شان ہے بغیر کسی باطل تاویل، تشبیہ، تحریف، تعطیل، تمثیل اور تکییف کے۔

(شرح ثلاثۃ الأصول- شیخ محمد بن صالح العثیمین صفحہ:40)

اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔

(سورۃ طٰہ:5)

قبولیت عمل کی کیا شرطیں ہیں؟

- ایمان
- اخلاص
- متابعۃ

اصولِ ثلاثہ سے کیا مراد ہے؟

- رب کی معرفت (سب کا رب اللہ ہے)
- دین کی معرفت (سب کا دین اسلام ہے)
- نبی کی معرفت (سب کا دین اسلام ہے)

قواعد اربعہ سے کیا مراد ہے؟

- ایمان، عمل، دعوت اور صبر

اس بات کی دلیل سورۃ العصر ہے۔

شرکِ اکبر کسے کہتے ہیں؟

شرکِ اکبر یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اسماءوصفات میں کسی اور کو شریک کردے یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور ناموں کو کسی مخلوق کے ساتھ متصف کردے

جوڑدے اس کو شرکِ اکبر کہتے ہیں۔

شرک اصغر کسے کہتے ہیں؟

شرک اکبر کا ذریعہ بننے والا ہر قول و فعل شرک اصغر ہے جیسے: ریاکاری، غیر اللہ کی قسم کھانا وغیرہ۔

- ریاکاری ایسا عمل ہے جو بندہ کے اندر اپنے عمل کو اچھا سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾

"جو اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے وہ عمل صالح کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"۔

(الکہف:110)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أخوف ما أخاف عليكم الشرك الأصغر فسئل عنه فقال الرياء))

"مجھے تم پر جس امر کا سب سے زیادہ خطرہ نظر آرہا ہے وہ شرک اصغر ہے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ شرک اصغر کیا چیز ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ریاکاری ہے۔"

(مسند احمد:5/ 428، شرح السنہ:14/ 324، مجمع الزوائد:1/ 102، الصحیحہ:951)

ریاکاری کی تفسیر نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی:

((يقوم الرجل فيصلي فيزين صلاته لما يري من نظر رجل إليه))

"آدمی اٹھ کر نماز ادا کرتا ہے اور جب لوگ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اسے اپنی نماز بہت اچھی لگنے لگتی ہے"۔

(سنن ابن ماجہ: 4204، علامہ البانی نے صحیح الترغیب والترہیب میں اسے حسن کہا ہے)

- شرک اصغر کی ایک قسم غیر اللہ کی قسم کھانا بھی ہے، مثلاً باپ کی قسم، کعبہ کی قسم، امانت داری کی قسم، اسی طرح باطل شریکوں کی قسم وغیرہ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا تحلفو بآبائكم ولا بأمهاتكم ولا بالأنداد))

"اپنے باپ داد کا حلف اٹھاؤ نہ ماں کی قسم کھاؤ اور نہ شریکوں کی"۔

(سنن ابو داؤد:3248، سنن نسائی:، صحیح الجامع میں علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے (2126)

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا تقولوا والكعبة ولكن قولوا : ورب الكعبة))

"کعبہ کی قسم نہ کھاؤ بلکہ کعبہ کے رب کی قسم کھاؤ"۔

(سنن نسائی ، کتاب الایمان والنذور ، باب الحلف بالکعبہ : 7/6،احمد 6/371-372،حاکم:4/297 نے اسے صحیح کہاہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ، ابن حجر نے اصابہ:4/389میں صحیح کہاہے)

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا تحلفوا إلا بالله))

"صرف اللہ تعالی کی قسم کھاؤ"۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان باب لا تحلفوا بآبائکم: 7/221، صحیح مسلم ، کتاب الایمان باب النہی علی الحلف بغیر اللہ تعالی:5/80)

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((من حلف بالأمانة فليس منا))

"جو امانت داری کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

(سنن ابوداؤد ، کتاب الایمان : 3/223،علامہ البانی نے الصحیحہ : 1/94 میں ذکر کیا ہے ۔ امانت کی قسم کھانے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کیونکہ امانت اللہ تعالی کی کوئی صفت نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کا ایک فرض وحکم ہے۔)

نیز آپ ﷺ نے بھی فرمایا:

((من حلف بغير الله فقد كفر أو أشرك وفي رواية : وأشرك))

"جو غیر اللہ کا حلف اٹھائے اس نے کفر کیا یا شرک کیا اور ایک روایت میں ہے اس نے کفر کیا اور شرک بھی کیا"۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الایمان: 3/223-224، سنن ترمذی، کتاب الایمان باب کراھیہ الحلف بغیر اللہ: 4/110، حاکم: 4/297 نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے)

- شرک اصغر میں یہ بھی داخل ہے کہ آدمی یوں کہے: ما شاء الله وشئت "جو اللہ تعالی چاہے اور آپ چاہیں" نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جس نے آپ کے لیے یہ الفاظ استعمال کیا تھا:

((أجعلتني لله ندا بل ما شاء الله وحده))

"تم نے تو مجھے اللہ تعالی کا شریک بنادیا بلکہ یوں کہو "اللہ تعالی چاہے بس"۔

(بخاری فی الادب المفرد ص: 158 باب قول الرجل ماشاء اللہ، شلت: 784، ابن ماجہ: 2117، مسند احمد: 1/214، الصحیحہ: 39)

شرک اصغر میں اس طرح کہنا بھی داخل ہے: "اگر اللہ تعالی اور آپ نہ ہوتے"۔

اسی طرح یہ کہنا: "میرا تو صرف اللہ اور آپ ہیں" نیز یہ کہنا: "میں اللہ اور آپ کی پناہ

میں داخل ہو رہا ہوں" وغیرہ۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

((لا تقولوا ما شاء فلان ولكن قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان))

"تم اس طرح نہ کہو: "جو اللہ چاہے اور فلاں شخص چاہے" بلکہ اس طرح کہو: "جو اللہ چاہے پھر فلاں شخص چاہے"۔

(سنن ابو داؤد:4980،احمد:5/384،الصحیحہ:139)

اہل علم فرماتے ہیں کہ اس طرح کہنا جائز ہے: "اگر اللہ تعالی نہ ہوتا اور پھر فلاں شخص نہ ہوتا" لیکن یہ کہنا جائز نہیں: "اگر اللہ تعالی اور فلاں اور فلاں شخص نہ ہوتا تو ایسا ہو جاتا"۔

(ملاحظہ فرمائیں: تیسیر العزیز الحمید: ص 45، منہج اہل السنۃ الجماعۃ و منہج الاشاعرۃ في توحید اللہ تعالی - خالد عبد اللطیف: 1/93، القول السدید في مقاصد التوحید - شیخ عبد الرحمن بن ناصر السعدي: ص 15، الإخلاص والشرک الأصغر لعبد العزیز العبد اللطیف ص30)

توحید اسماء وصفات کی ضد کیا ہے؟

توحید اسماء وصفات کی ضد اللہ کے اسماء وصفات اور اس کی آیات کی تاویل اور ان کا انکار ہے۔

الحاد تین طرح کا ہوتا ہے:

(ا) مشرکین کا الحاد، جنہوں نے اللہ تعالی کے اسماء کو ان کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دیا اور وہی نام انہوں نے اپنے اصنام (بتوں) اور اوثان (آستھانوں) کو دے ڈالا۔ اسی طرح انہوں نے "الہ" سے "لات" بنایا، "عزیز" سے "عزی" اور "منان" سے "مناۃ" بنا دیا، اور اپنے بتوں کے نام رکھ دیے۔

(ب) فرقۂ مشبھہ کا الحاد، جنہوں نے اللہ کی صفات کی کیفیت بیان کرنی شروع کی۔ اور اللہ جس کے مقابل کوئی نہیں ہے، انہوں نے تو مخلوق کی صفات کے مشابہ قرار دیا ۔یہ الحاد مشرکین کے الحاد کے مقابل ہے انہوں نے تو مخلوق کو رب العالمین کے برابر بنایا، اور انہوں نے اللہ تعالی کو مخلوق کے اجسام کے درجہ میں اتار دیا، اور اللہ جو ہر قسم کی تشبیہ سے پاک ہے اس کو مخلوق کے مشابہ قرار دیا۔

(ج) فرقۂ معطلہ (منکرین صفات) کا الحاد، ان کے دو گروہ ہیں: ایک گرہ نے تو اللہ تعالی کے ناموں کے الفاظ اس کے لیے ثابت کئے، مگر یہ نام جن صفات کمال پر دلالت کرتے ہیں انکا انکار کر دیا، جس کے نتیجہ میں انہوں نے "رحمن ورحیم" کو بلا "رحمت" "علیم" کو بلا "علم" "سمیع" کو بلا "سمع" "بصیر" کو "بلا بصر" "قدیر" کو بلا "قدرت" بنا دیا یہی حال باقی اسماء کے ساتھ بھی کیا۔ دوسرے گروہ نے اللہ تعالی کے تمام اسماء اور ان صفات کمالیہ کو جن پر وہ اسماء دلالت کرتے ہیں، ان سب کا بالکلیہ انکار کر دیا، اور یہ بتایا کہ اللہ تعالی کے نہ اسماء ہیں نہ صفات۔

اللہ سبحانہ وتعالی ان باتوں سے بہت بلند وپاک ہے جو ملحدین، منکرین اور ظالمین کہتے ہیں۔

﴿رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾

"وہ آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی اشیاء کا رب ہے، پس آپ اسی کی عبادت کیجئے، اور اسی کی عبادت پر جمے رہیے، کیا آپ اس کے کسی ہم صفت کو جانتے ہیں"؟

(مریم:65)

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

"اس کے مثل کوئی چیز نہیں، وہ سمیع وبصیر ہے"۔

(الشوری:11)

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾

"وہ ان کی اگلی اور پچھلی باتوں کو جانتا ہے، اور ان کا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا"۔

(طہ:110)

(ملاحظہ فرمائیں: فتاوی العقیدۃ- شیخ ابن عثیمین: ص44)

تحریف:

اس سے کتاب و سنت کی نصوص کے معانی کو بدلنا مراد ہے کہ انہیں اس حقیقی معنی سے جس پر یہ نصوص دلالت کرتی ہیں بدل کر کسی دوسرے معنی میں لے جانا کہ ان اسماء اور صفات کو کسی اور معنی میں بیان کرنا جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد نہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ: تحریف کرنے والوں نے "ید" ہاتھ جو کہ بہت سی نصوص سے ثابت ہے کو ہاتھ کے معنی سے بدل کر اسے نعمت اور قدرت کے معنی میں لیا ہے۔

(شرح العقیدۃ الواسطیۃ- شیخ محمد بن صالح العثیمین 1/ 86-87)

تعطیل:

تعطیل سے مراد اللہ تعالی کے سب اسماء حسنی اور بلند صفات کی نفی یا اس میں سے کچھ کی نفی ہے۔

لہذا جس نے بھی اللہ تعالی سے اس کے کسی اسم یا صفت کی نفی کی جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں اس کا اللہ تعالی کے اسماء اور صفات پر ایمان صحیح نہیں۔

(شرح العقیدۃ الواسطیۃ- شیخ محمد بن صالح العثیمین 1/ 91)

تمثیل:

یہ اللہ تعالی کی صفات کو مخلوق کی صفات سے مثال دینا، مثلا یہ کہنا کہ: اللہ تعالی کا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ کی طرح ہے، یا اللہ تعالی مخلوق کی طرح سنتا ہے، یا اللہ تعالی عرش پر اس طرح مستوی ہے جس طرح انسان کرسی پر مستوی ہوتا ہے. اسی طرح دوسری صفات میں۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

"اس کی مثل کوئی نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے"۔

(شوری:11)

(ملاحظہ فرمائیں: شرح العقیدۃ الواسطیۃ- شیخ محمد بن صالح العثیمین 1/ 112)

تکییف:

یعنی کیفیت بیان کرنی: یہ اللہ تعالی کی صفات کی کیفیت اور حقیقت کی تحدید کرنا، انسان اپنے دل کے اندازے یا زبان کے ساتھ قول سے اللہ تعالی کی صفت کی کیفیت کی تحدید کرے اور یہ قطعی طور پر باطل ہے، اور کسی بشر کے لیے اس کا جاننا ممکن ہی نہیں.

فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾

"اور اس کے علم کا احاطہ کر ہی نہیں سکتے"

(طہ:110)

(ملاحظہ فرمائیں: شرح العقیدۃ الواسطیۃ- شیخ محمد بن صالح العثیمین 1/127)

اسماء وصفات کے معنوں میں تدبر اور غور کرنے کے فائدے

1) اللہ کا چہرہ قیامت کے دن دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور ایمان و عمل، دعوت، اصلاح اور صبر پر قائم رہنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔
2) دعوتی میدان میں غیر مسلم حضرات کو اللہ کا تعارف پیش کرنے میں مدد ملتی ہے۔
3) مسلم اور غیر مسلم کے اندر اللہ کی عظمت کا احساس اور شعور پیدا ہوتا ہے۔
4) ایمان کی زیادتی اور تروتازگی نصیب ہوتی ہے۔
5) اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔
6) ظاہری اور باطنی طور پر اللہ کا خوف و خشیت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔
7) اسماء وصفات کا صحیح علم شعور کے ساتھ عقائد، عبادات اور معاملات کے سدھار کے لیے مدد کرتا ہے۔
8) آزمائشوں میں ثابت قدمی اور ظلم سے اپنے آپ کو بچانے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔
9) اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے، خوف و امید، توکل اور دیگر خصائلِ حمیدہ اور اعمالِ صالحہ پیدا ہوتے ہیں۔

10) اللہ کی نافرمانی کرنے میں حیا آتی ہے اور اللہ کے احکام پر عمل، اس کے نفاذ کا جذبہ اور ادب پیدا ہوتا ہے۔

11) اپنے عیبوں کی اصلاح پر نظر ہوتی ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

99 اسماءِ حسنیٰ کی فہرست

شمار	اسماء حسنیٰ	ترجمہ	حوالہ جات
.1	الرَّحْمٰنُ	بڑا مہربان	55:1
.2	الرَّحِيْمُ	نہایت رحم کرنے والا	41:2
.3	المَلِكُ	بادشاہ	59:23
.4	القُدُّوْسُ	نہایت پاک	59:23
.5	السَّلَامُ	سلامتی دینے والا/ عیبوں سے پاک	59:23
.6	المُؤْمِنُ	امن دینے والا	59:23
.7	المُهَيْمِنُ	نگہبان/غالب	59:23
.8	العَزِيْزُ	غالب	59:23
.9	الجَبَّارُ	زورآور/زبردست	59:23
.10	المُتَكَبِّرُ	بڑائی والا	59:23
.11	الخَالِقُ	پیدا کرنے والا	59:24
.12	البَارِئُ	وجود بخشنے والا	59:24
.13	المُصَوِّرُ	صورت بنانے والا	59:24
.14	الاَوَّلُ	اول	57:3
.15	الآخِرُ	آخر	57:3

16.	الظَّاهِرُ	سب سے اونچا جس پر کوئی نہیں	57:3
17.	البَاطِنُ	باطن	57:3
18.	السَّمِيْعُ	سننے والا	42:11
19.	البَصِيْرُ	دیکھنے والا	42:11
20.	المَوْلٰی	مالک اور مددگار	8:40
21.	النَّصِيْرُ	بہت مدد کرنے والا	8:40
22.	العَفُوُّ	در گزر کرنے والا/معاف کرنے والا	4:149
23.	القَدِيْرُ	قدرت والا	4:149
24.	اللَّطِيْفُ	باریک بیں/لطف و کرم والا	67:14
25.	الخَبِيْرُ	بڑا با خبر	67:14
26.	الوِتْرُ	اکیلا	بخاری:6410
27.	الجَمِيْلُ	حسن والا	مسلم:91
28.	الحَيِيُّ	باحیا	ابوداؤد:4012
29.	السِّتِّيْرُ	پردہ ڈالنے والا	ابوداؤد:4012
30.	الكَبِيْرُ	کبریائی والا	13:9
31.	المُتَعَالُ	بلند	13:9

32.	الوَاحِدُ	ایک	13:16
33.	القَهَّارُ	غلبہ والا	13:16
34.	الحَقُّ	حق	24:25
35.	المُبِيْنُ	واضح کرنے والا	24:25
36.	القَوِيُّ	طاقتور	11:66
37.	المَتِيْنُ	زور آور	51:58
38.	الحَيُّ	زندہ	20:111
39.	القَيُّوْمُ	جو خود قائم ہے اور دوسروں کو قائم رکھا ہوا ہے	20:111
40.	العَلِيُّ	بلند	42:4
41.	العَظِيْمُ	عظمت والا	42:4
42.	الشَّكُوْرُ	قدردان	35:30
43.	الحَلِيْمُ	بردبار	2:225
44.	الوَاسِعُ	کشادہ	2:115
45.	العَلِيْمُ	باخبر	2:115
46.	التَّوَّابُ	بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا	2:37
47.	الحَكِيْمُ	نہایت حکمت والا	2:129
48.	الغَنِيُّ	بے نیاز	6:133

.49	الكَرِيْمُ	کرم کرنے والا	82:6
.50	الأَحَدُ	یکتا	112:1
.51	الصَّمَدُ	بے نیاز	112:2
.52	القَرِيْبُ	قریب	11:61
.53	المُجِيْبُ	قبول کرنے والا/جواب دینے والا	11:61
.54	الغَفُوْرُ	بخشنے والا	85:14
.55	الوَدُوْدُ	محبت کرنے والا	85:14
.56	الوَلِيُّ	قریب/مددگار	42:28
.57	الحَمِيْدُ	تعریفوں والا	42:28
.58	الحَفِيْظُ	حفاظت کرنے والا	34:21
.59	المَجِيْدُ	بڑی شان والا	11:73
.60	الفَتَّاحُ	بند کھولنے والا/ بگڑی بنانے والا	34:26
.61	الشَّهِيْدُ	گواہ	34:47
.62	المُقَدِّمُ	آگے کرنے والا	بخاری:1120
.63	المُؤَخِّرُ	پیچھے کرنے والا	بخاری:1120
.64	المَلِيكُ	بادشاہ	54:55

65.	المُقْتَدِرُ	اقتدار والا	54:55
66.	المُسَعِّرُ	قیمتوں کو طئے کرنے والا	ابوداؤد: 3451
67.	القَابِضُ	تنگی سے رزق دینے والا	ابوداؤد: 3451
68.	البَاسِطُ	کشادگی عطا کرنے والا	ابوداؤد: 3451
69.	الرَّازِقُ	رزق دینے والا	ابوداؤد: 3451
70.	القَاهِرُ	غالب/زبردست	6:18
71.	الدَّيَّانُ	بدلہ دینے والا	رواہ البخاري معلقا قبل حدیث: 7481
72.	الشَّاكِرُ	قدردان	2:158
73.	المَنَّانُ	بندہ نواز/نوازنے والا	ابوداؤد: 1495
74.	القَادِرُ	قدرت رکھنے والا	6:65
75.	الخَلَّاقُ	پیدا کرنے والا	36:81
76.	المَالِكُ	مالک	3:26
77.	الرَّزَّاقُ	رزق دینے والا/داتا	51:58
78.	الوَكِيْلُ	کارساز	3:173
79.	الرَّقِيْبُ	نگہبان	5:117
80.	المُحْسِنُ	احسان کرنے والا	صحیح الجامع:

			1824
.81	الحَسِيْبُ	نگران / حساب لینے والا/کافی	4:86
.82	الشَّافِيْ	شفاء دینے والا	بخاری:5675
.83	الرَّفِيْقُ	نرمی کرنے والا	مسلم:2593
.84	المُعْطِيْ	عطا کرنے والا/داتا	بخاری:3116
.85	المُقِيْتُ	سب کو غذا دینے والا	4:85
.86	السَّيِّدُ	سردار	ابوداؤد:4806
.87	الطَّيِّبُ	پاک	مسلم:1015
.88	الحَكَمُ	فیصلہ کرنے والا	ابوداؤد:4955
.89	الأَكْرَمُ	خوب عطا کرنے والا/ معزز	96:3
.90	البَرُّ	خوب رحم و کرم والا/بڑا محسن	52:28
.91	الغَفَّارُ	بڑا بخشنے والا	38:66
.92	الرَّءُوْفُ	شفقت ورحم کرنے والا	24:20
.93	الوَهَّابُ	بڑا عطا کرنے والا/داتا	3:8
.94	الجَوَادُ	خوب دینے والا	صحیح الجامع: 1744
.95	السُّبُّوحُ	بے عیب	مسلم:487
.96	الوَارِثُ	حقیقی مالک	15:23

97.	الرَّبُّ	پالنہار/رب/پروردگار	36:58
98.	الأَعْلیٰ	بلند	87:1
99.	الإِلٰهُ	حقیقی معبود	2:163

دین میں شہادتین (لا إله إلا الله محمد رسول الله) کا کیا درجہ ہے؟

کوئی بھی بندہ شہادتین کے بغیر دین میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

"مؤمن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(النور:62)

(ملاحظہ فرمائیں: جامع العلوم والحکم: 1/228)

کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی شرطیں

کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار اس کے شروط کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کلمہ کا اقرار بے سود ہے۔ اور یہ شروط مندرجہ ذیل ہیں:

1) علم

یعنی لا الہ الا اللہ کا علم حاصل کرنا اور جہالت سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ﴾

(محمد:19)

ترجمہ: سو (اے نبی!) آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنْ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

ترجمہ: جو شخص مر جائے اس حال میں کہ وہ جانتا تھا کہ لا الہ الا اللہ کیا ہے تو

وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(مسلم:26)

2) یقین:

اس کلمہ کے معنی اور مفہوم پر پختہ یقین رکھنا، اور شک وشبہ سے بالکل دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا﴾

(الحجرات:15)

ترجمہ: مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جو بندہ ان دونوں شہادتوں کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے جن میں کوئی شک نہ کرے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(مسلم:27)

3) اخلاص:

اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کا اقرار کرنا، اور شرک سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ﴾

(البینۃ:5)

ترجمہ: اور انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے، یکسو ہو کر صرف اللہ کی عبادت کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ))

ترجمہ: لوگوں میں میری شفاعت کا سب سے زیادہ سعادت مند وہ شخص ہے جس نے اپنے خلوصِ دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا۔

(بخاری:99)

4) صدق:

اس کلمہ کا اقرار سچے دل سے کرنا، جھوٹ اور نفاق سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ. وَ

لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلَيَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَيَعۡلَمَنَّ الۡكٰذِبِيۡنَ﴾

(العنکبوت:2-3)

ترجمہ: کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ "ہم ایمان لائے ہیں" ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟! ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالی انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنۡ مَاتَ وَهُوَ يَشۡهَدُ اَنۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ صَادِقًا مِنۡ قَلۡبِهِ دَخَلَ الۡجَنَّةَ))

ترجمہ: جو شخص مر جائے اس حال میں کہ وہ لا الہ الا اللہ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کی سچے دل سے گواہی دیتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(السلسلۃ الصحیحۃ:5/348)

5) محبت:

اس کلمہ کے تقاضوں سے محبت کرنا، اور بغض اور نفرت سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا يُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ

اللّٰہِؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِؕ﴾

(البقرۃ:165)

ترجمہ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ : مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَمَنْ كَانَ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، وَمَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِيْ الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقَى فِيْ النَّارِ))

ترجمہ: تین چیزیں جس میں پائی جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس پالی: ۱۔ جس کو اللہ اور اس کے رسول ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔ ۲۔ وہ شخص جو کسی بندہ سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔ ۳۔ وہ شخص جس کو اللہ نے کفر سے بچالیا ہے وہ دوبارہ کفر میں لوٹنا ویسا ہی ناپسند کرتا ہے جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا اس کو ناپسند ہے۔

(متفق علیہ، بخاری:21، مسلم:43)

6) اطاعت:

اس کلمہ کے مطابق اللہ کی اطاعت کرنا، اور نافرمانی سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾

(لقمان:22)

ترجمہ: اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی وہ نیکو کار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔

7) قبول:

قول اور فعل سے اس کلمہ کے تقاضے کو قبول کرنا، اور انکار سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ. وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ﴾

(الصافات:35-36)

ترجمہ: یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں" تو یہ سرکشی کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں؟!

قال الشيخ حافظ الحكمي في منظومته سلم الوصول:

العلم واليقين والقبـــول
والانقياد فادر ما أقول
والصدق والإخلاص والمحبة
وفقك الله لما أحبــه

8) شرک کا انکار کرنا:

یعنی توحید کے اقرار کے ساتھ شرک کا انکار کرنا بھی ضروری ہے:

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾

(البقرۃ:256)

ترجمہ: پس جو شخص طاغوت (شرک) کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے ایسے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتا، اللہ تعالی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ))

ترجمہ: جو شخص [لا الہ الا اللہ] کہے اور اللہ کے سوا ہر چیز کی عبادت کا انکار کرے تو اس کا مال، اور اس کی جان (اسلام کے نزدیک) محفوظ ہے، اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

(مسلم:23)

9) اسلام پر موت آنا

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾

(آل عمران:102)

تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

ایک شخص (زندگی بھر نیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آجاتی ہے اور دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص (زندگی

بھر برے) کام کرتا رہتا ہے اور جب دوزخ اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور جنت والوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔

(صحیح بخاری:3208)

(ملاحظہ فرمائیں: معارج القبول بشرح سلم الوصول إلی علم الأصول:518-524)

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی شہادت کا کیا مطلب ہے؟

محمد رسول اللہ کی شہادت کا مطلب ہے کہ زبان سے اقرار کے ساتھ قلب کی گہرائیوں سے پختہ تصدیق کرنا کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ سارے عالم یعنی تمام انسانوں اور جنوں کے لیے بھی رسول ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا﴾

(الأحزاب:45-46)

"اے نبی! ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے، ڈرانے والے، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے اور روشن چراغ ہیں"۔

چنانچہ آپ ﷺ نے ماضی میں گذرے واقعات کی جو خبر دی ہے اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات واخبار کے بارے میں جو پیشگوئی کی ہے، سب کی تصدیق کرنا، نیز آپ نے جن امور کو حلال کیا ہے انہیں حلال سمجھنا، اور جن امور کو حرام کیا ہے انہیں حرام سمجھنا، آپ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے انہیں بجالانے کے لیے سر اطاعت خم کرنا، اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے باز رہنا، آپ کی لائی ہوئی شریعت کی خلوت اور جلوت میں اتباع کرنا، آپ ﷺ کی سنت کا التزام کرنا نیز آپ ﷺ کے ہر فیصلہ کو برضاورغبت تسلیم کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ اللہ تعالی کا پیغام ورسالت امت تک پہنچانے والے ہیں، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اس وقت تک اپنے پاس نہیں بلایا جب تک آپ ﷺ کے ذریعہ دین کی تکمیل نہ کرلی، اور سارے احکام کو واضح طورپ لوگوں کو پہنچانہ دیا، آپ ﷺ اپنی امت کو روشن شاہراہ پر چھوڑ کر گئے، جس کی رات بھی دن کے برابر ہے، اس شاہراہ سے ہٹنے والا بدنصیب ہلاک ہونے والا ہی ہوگا، یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے:

((قد ترکتکم علی البیضاء لیلها کنهارها لا یزیغ عنها بعدي إلا هالك))

(سنن ابن ماجہ: 43، صحیح)

بالالفاظ دیگر نبی ﷺ پر ایمان کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ھے:

((طاعته فیما أمر، وتصدیقه فیما أخبر، واجتناب ما نهی

عنه وزجر ، وأن لا يعبد الله إلا بما شرع))

ترجمہ: وہ جس بات کا حکم دیں اس کی اطاعت کرنا، وہ جس بات کی خبر دیں اس کی تصدیق کرنا، وہ جس بات سے منع کریں یا ڈرائیں اس سے رک جانا، اور اسی طرح اللہ کی عبادت کرنا جیسا کہ انہوں نے مشروع کیا۔

(ملاحظہ فرمائیں: الاصول الثلاثۃ۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب صفحہ 9)

اللہ نے انسانوں کو کس لیے پیدا کیا؟

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صرف اپنی ہی عبادت کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔

(سورۃ الذاریات:56)

عبادت کا مطلب کیا ہے؟

اللہ کے ہر پسندیدہ قول و فعل کو چاہے وہ ظاہری ہو یا باطنی (اخلاصِ نیت کے ساتھ شریعت کے مطابق بجالانے کو) "عبادت" کہتے ہیں۔

(العبودیہ - ابن تیمیہ: صفحہ 44)

عبادت کی کتنی قسمیں ہیں؟

عبادت کی چار قسمیں ہیں:

قلبی عبادت جیسے: توکل، محبت، خوف، امید

- قولی عبادت: مانگنا، مدد طلب کرنا، پناہ طلب کرنا، توبہ و استغفار کرنا، قسم

کھانا وغیرہ۔

فعلی عبادت:

- ❖ قیام، رکوع، سجدہ، نماز، طواف وغیرہ۔
- ❖ مالی عبادت: زکاۃ، نذر و نیاز، قربانی وغیرہ۔

عبادت کی قسمیں:

1) عبادت محضہ۔

2) عبادت غیر محضہ۔

(ملاحظہ فرمائیں: تجرید التوحید المفید للمقریزی: ص117)

ملائکہ پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟

ملائکہ پر ایمان لانے کا مطلب ہے ان کے وجود کا پختہ اقرار کرنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اللہ کی مخلوقات میں سے ایک تابعدار اور غیر معبود مخلوق ہے:

﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝﴾

(الانبیاء:26-27)

"وہ اللہ کے مکرم بندے ہیں، وہ اللہ سے آگے بڑھ کر نہیں بات کرتے، اور وہ اسی کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں"۔

﴿لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾

(التحریم:6)

"وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے، اور جو حکم ملتا ہے وہی کرتے ہیں"۔

﴿لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۞ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ﴾

(الانبیاء:19-20)

"وہ اللہ تعالی کی عبادت سے ناک بھوں نہیں چڑھاتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں، وہ رات دن تسبیح کرتے رہتے ہیں اور کمزور نہیں ہوتے"۔

مطلب یہ کہ نہ ہی اکتاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔

(معارج القبول–حافظ الحکمی: ص808، نبذة في العقيدة الاسلامية– شیخ ابن عثیمین:31-36)

اللہ کی کتابوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

اللہ تعالی کی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس بات کی غیر متزلزل تصدیق کرے کہ تمام کتابیں اللہ کے پاس سے اتاری گئی ہیں، اور اللہ تعالی نے ان کتابوں کے ذریعہ حقیقی معنوں میں کلام فرمایا ہے۔ بعض کلام قاصد فرشتہ کے توسط کے بغیر پردہ کے آڑ سے سنا گیا ہے، اور بعض کلام کا ملائکہ نے رسول تک پہنچایا ہے، اور بعض کلام کو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ﴾

(الشوری:51)

"کسی بشر کی شان نہیں کہ اللہ تعالی اس سے کلام کرے، البتہ وحی کے ذریعہ، یا پردہ کے آڑ سے کلام کرتا ہے، یا کسی قاصد کو بھیجتا ہے، جو اس کے حکم سے، اس کی مشیت کے مطابق وحی کرتا ہے"۔

اللہ نے موسی علیہ السلام سے کہا:

﴿إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي﴾

(الاعراف:144)

"میں نے آپ کو لوگوں پر امتیاز دیا پیغمبری اور اپنی ہمکلامی کے ذریعہ"۔

﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾

(النساء:164)

"اللہ تعالی نے موسی سے کلام کیا"۔

اللہ تعالی نے بعض کو اپنے ہاتھ سے لکھا اس کی دلیل یہ آیت ہے:

﴿وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ﴾

(الاعراف:145)

"اور ہم نے موسیٰ کے لیے تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت لکھ دی، اور ہر چیز کی تفصیل بھی"۔

حدیث میں اس طرح وارد ہے:

((وخطَّ لكَ التَّوراةَ بيدِهِ))

(سنن ابی داؤد:4701، صحیح)

اللہ نے علیہ السلام کے بارے میں کہا:

﴿وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ﴾

(المائدہ:46)

"اور ہم نے انہیں انجیل دی"۔

﴿وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾

(النساء:163)

"اور ہم نے داؤد کو زبور دی"۔

نیز فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾

(الشعراء:192-195)

"یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے، اسے روح امین نے آپ کے دل پر اتارا ہے، تاکہ آپ ڈرائیں فصیح عربی زبان میں"۔

(ملاحظہ فرمائیں: أعلام السنة المنشورة- حافظ الحکمی: 90-93، شرح الأصول الثلاثة- شیخ ابن عثیمین 91، 92)

ایمان بالرسل (رسولوں پر ایمان لانے) کا کیا مطلب ہے ؟

ایمان بالرسل کا مطلب اس امر کا پختہ یقین و تصدیق کرنا ہے کہ اللہ تعالی نے ہر امت میں انہیں میں سے کسی نہ کسی کو رسول بنا کر بھیجا، جو ان کو صرف اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے، اور غیر اللہ کی عبادت سے روکتے تھے، اور یہ کہ وہ سب کے سب سچے، نیک، راشد، کریم، متقی، امانتدار، ہدایت یافتہ اور ہدایت کا راستہ بتانے والے تھے، اور ظاہری نشانیوں اور معجزات کے ذریعہ اللہ تعالی نے ان کی تائید کی تھی، اور یہ کہ انہوں نے اپنی امتوں کو اللہ کی ساری باتیں پہنچادی، نہ کچھ چھپایا، نہ بدلا، نہ اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا اور نہ کچھ کم کیا۔

﴿فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾

(النحل:35)

"رسولوں کی ذمہ داری صرف صاف صاف پہنچادینا ہے"۔

اور یہ کہ وہ سب کے سب واضح حق شاہراہ پر تھے، اور یہ کہ اللہ تعالی نے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خلیل بنایا، موسی علیہ السلام سے کلام کیا، اور ادریس علیہ السلام کو بلند مقام عطا کیا، اور یہ کہ عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا کلمہ اور روح ہیں جو اس نے مریم علیہا السلام کے رحم میں ڈالی تھی، اور یہ کہ اللہ نے بعض کو بعض امور میں فضلیت دی اور بعض کے درجات کو بلند کیا۔

(ملاحظہ فرمائیں: معارج القبول–حافظ الحکمی: 830، أعلام السنة المنشورة– حافظ الحکمی: 97- 102 ، شرح الأصول الثلاثة - شیخ ابن عثیمین: 95 ، 96 ،نبذة في العقيدة الاسلامیة– شیخ ابن عثیمین: 39-45)

قرآن میں کتنے رسولوں کا ذکر آیا ہے؟

قرآن میں 25 رسولوں اور نبیوں کا ذکر آیا ہے (النساء: 163- 164 ، انعام: 82- 86): آدم، نوح، ادریس، ہود، صالح، لوط، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، شعیب، ایوب، ذو الکفل، یونس، موسی، ہارون، الیاس، الیسع، داؤد، سلیمان، زکریا، یحیی، عیسی علیہم السلام، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور "اسباط" (اسباط سے مراد حضرت اسحاق اور یعقوب علیہما اسلام کی اولاد میں سے ہیں جو منصب نبوت پر فائز کئے گئے) کا ذکر اجمالا آیا ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں: تفسیر ابن کثیر: 2/ 469)

اولوا العزم رسول کون ہیں؟

اولوا العزم رسول پانچ ہیں۔ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسی علیہ السلام، عیسی علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرآن میں دو جگہ اللہ تعالی نے ان کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ پہلی جگہ سورہ احزاب کی اس آیت میں:

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾

(الاحزاب:7)

"جب ہم نے نبیوں سے عہد وپیمان لیا، اور آپ سے بھی اور نوح اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیم، موسی اور عیسی بن مریم سے بھی کی"۔

دوسری جگہ سورہ شوری کی اس آیت میں:

﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾

(الشوری:13)

"اللہ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کی وصیت نوح کو کی تھی، اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے، ابراہیم، موسی اور عیسی کو کی تھی، وہ یہ کہ اس دین کو قائم کریں اور اس میں تفرقہ بازی نہ کریں"۔

(ملاحظہ فرمائیں: اس عقیدے پر لکھی گئی کتابوں کا حوالہ)

خاتم النبیین کون ہیں؟

خاتم النبیین محمد ﷺ ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾

(الاحزاب:40)

"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، ہاں !وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إنه سيكون بعدي كذابون ثلاثون كلهم يدعي أنه نبي وأنا خاتم النبيين ولا نبي بعدي))

"عنقریب میرے بعد تیس(30) جھوٹے نبی ہونگے ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے، حلانکہ میں خاتم النبیین ہوں، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(سنن ترمذی:2219، سنن ابوداؤد:4252)

صحیح بخاری کی روایت میں نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا

نبی بعدي))

"کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ مجھ سے تمہارا درجہ وہی ہو جو ہارون کا موسی سے تھا؟ فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(صحیح بخاری:4416)

نیز نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دجال والی حدیث میں فرمایا:

((وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي))

"میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نہیں"۔

(سنن ترمذی:2219)

(ملاحظہ فرمائیں: فسیر طبری:20/278، تفسیر ابن کثیر:6/428-429)

دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں ہمارے نبی ﷺ کی کیا خصوصیات ہیں؟

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خصوصیات بہت ساری ہیں جس پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

چند خصوصیتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

(1) آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا خاتم النبیین ہونا۔

نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

((وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي))

"میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(سنن ترمذی:2219)

(2) آپ کا تمام اولاد آدم کا سردار ہونا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أنا سيد ولد آدم ولا فخر))

"میں اولاد آدم کا سردار ہوں، اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں"۔

(ترمذی:3148، ابن ماجہ:4363)

(3) آپ ﷺ جن وانس سب کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾

(الفرقان:1)

"بہت بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام لوگوں کے لئے آگاہ کرنے والا بن جائے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: بداية السول في تفضيل الرسول صلى الله عليه وسلم عز الدين عبد السلام، غاية السول في خصائص الرسول صلى الله عليه وسلم — سراج الدين ابن ملقن، الخصائص الكبرى امام جلال الدين سيوطى، خصائص المصطفى صلى الله عليه وسلم بين الغلو

والجفاء الصادق بن محمد بن إبراهيم)

انبیاء کرام کے معجزات کیا ہوتے ہیں؟

معجزات ایسے خلاف عادات امور کو کہتے ہیں جن سے مقصود چیلینج ہو، اور کوئی شخص اس چیلینج کو قبول نہ کرسکے۔

اور یہ معجزات یا تو حسی ہوتے ہیں کہ آنکھ سے دیکھے جائیں یا کان سے سنے جائیں، مثلا چٹان سے اونٹنی کا نکلنا، عصا (لاٹھی) کا سانپ بن جانا، اور جمادات کا کلام کرنا وغیرہ۔ یا معنوی ہوتے ہیں کہ جن کا مشاہدہ عقل وبصیرت کرے جیسے معجزہ قرآن۔

اور ہمارے نبی ﷺ کو دونوں قسم کے معجزات دیئے گئے، جو معجزہ بھی کسی دوسرے نبی کو دیا گیا اس قسم کا اس سے بڑا معجزہ نبی کریم ﷺ کو دیا گیا۔

حسی معجزات میں چاند کا ٹکڑے ہونا، کھجور کے تنے کا رونا، آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہونا اور کھانے کا تسبیح پڑھنا وغیرہ، جو متواتر احادیث واخبار سے ثابت ہیں، لیکن دوسرے انبیاء کے معجزات کی طرح نبی کریم ﷺ کے بھی عام معجزات زمانے کے ساتھ ساتھ ختم ہوگئے، اور ان کا صرف ذکر باقی

رہا،اور جو دائمی اور قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ ہے وہ قرآن مجید ہے جس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوسکتے:

﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾

(فصلت:42)

"باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے، یہ حکیم وحمید کا نازل کردہ ہے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: معجزات النبی ﷺ–حافظ ابن کثیر (جو البدایہ والنہایہ کا ایک حصہ ہے)،کتاب معجزات الأنبياء - شیخ عبد المنعم الھاشمي، معجزات الأنبياء والمرسلين - سید مبارک)

اعجاز قرآن کی کیا دلیل ہے؟

اعجاز قرآن کی دلیل یہ ہے کہ قرآن بیس سال (20)سال سے زائد عرصہ تک نازل ہوتا رہا اور ان لوگوں کو چیلینج کرتا رہا جو تاریخ انسانیت میں سب سے فصیح اور قادر الکلامی میں سب سے اعلی تھے:

﴿فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ﴾

(طور:34)

"اگر یہ سچے ہیں تو قرآن کی طرح ایک بات ہی بنا کر لے آئیں"۔

﴿قُلۡ فَأۡتُوا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهِ مُفۡتَرَيَاتٍ﴾

(ہود:13)

"آپ چیلنج کر دیجئے کہ تم قرآن کی مثل گھڑ کر دس سورتیں لے آؤ"۔

﴿قُلۡ فَأۡتُوا بِسُورَةٍ مِّثۡلِهِ﴾

(یونس:38)

"آپ کہدیجئے قرآن کے مثل ایک سورہ ہی لے آؤ"۔

اس کے باوجود وہ نہیں لاسکے، اور نہ ہی لانے کا ارادہ کیا حلانکہ وہ قرآن کے رد کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کرتے تھے، جب کہ قرآن کے حروف وکلمات وہی تھے جن کے ذریعہ وہ آپس میں کلام کرتے تھے، اور آپس میں مقابلہ آرائی کرتے تھے، اور ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے، یہی نہیں، بلکہ قرآن نے اپنے اعجاز اور ان کی عاجزی و درماندگی اور سارے جن وانس کی عاجزی کا ان الفاظ میں اعلان کر دیا:

﴿قُل لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡإِنسُ وَالۡجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأۡتُوا بِمِثۡلِ هَٰذَا الۡقُرۡآنِ لَا يَأۡتُونَ بِمِثۡلِهِ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيرًا﴾

(الاسراء:88)

"آپ اعلان کر دیجئے ! اگر سارے انسان وجن اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا کلام لے آئیں گے، تو وہ نہیں لاسکتے، اگرچہ وہ اس کام کے لیے ایک دوسرے کی مدد ونصرت کے ساتھ ساری کوشش صرف

کردیں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((ما من الأنبياء من نبي إلا وقد أعطى من الآيات ما مثله آمن عليه البشر وإنما كان الذى اوتيت وحيا أوحي الله إلى فأرجو أن أكون أكثرهم تابعا يوم القيامة))

"کوئی نبی نہیں گذرا مگر اسے معجزات میں اتنا دیا گیا جس پر انسان ایمان لا سکے، اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ قرآن ہے جو اللہ تعالی نے میرے پاس وحی کی ہے، اور مجھے امید ہے کہ میرے پیروکار قیامت کے دن سب سے زیادہ ہوں گے"۔

(بخاری:4981، مسلم:152)

علماء نے اعجاز قرآن کے اقسام پر الفاظ، معانی، اخبار ماضیہ اور آئندہ آنے والے غیب کی پیشن گوئی، غرض کہ ہر اعتبار سے کتابیں لکھی ہیں، تاہم اعجاز قرآن کا وہ اتنا ہی حصہ بیان کر سکے جتنا کہ چڑیا چونچ مار کر سمندر سے پانی اٹھاتی ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں: البرهان -زركشي ،الإتقان سيوطي، مناهل في علوم القرآن- محمد الزرقاني، مباحث في علوم القرآن للقطان)

یوم آخرت پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟

یوم آخرت پر ایمان کا مطلب ہے کہ اس کے لامحالہ واقع ہونے پر پختہ یقین و تصدیق

کرنا اور اس کے مقتضی پر عمل کرنا، اور اس پر ایمان لانے میں قیامت کی علامتوں اور نشانیوں پر ایمان بھی داخل ہے، جو ہر حال میں قیامت سے پہلے وقوع پذیر ہوں گے۔ نیز موت اور مرنے کے بعد فتنۂ قبر، اور قبر کا عذاب اور اس کی نعمت بھی اس میں شامل ہے، اور یہ امور بھی داخل ہیں کہ صور پھونکا جائے گا، تمام مخلوق قبروں سے اٹھے گی قیامت کا موقف بھیانک وخوفناک ہو گا، محشر اپنی تفصیلات کے ساتھ بپا ہو گا ، سب کہ نامہ اعمال دیے جائیں گے ، میزان قائم ہو گا، پل صراط پر سے سب کو گذرنا ہو گا، اور رسول اللہ ﷺ کو شفاعت کبری اور حوض کوثر دیا جائے گا، مؤمنین جنت کی نعمتوں سے نوازے جائیں گے، جن میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالی کا دیدار ہو گا، کافروں کو جہنم میں سزا دی جائے گی، اور سب سے سخت سزا اللہ تعالی کا دیدار سے ان کی محرومی ہو گی۔

(ملاحظہ فرمائیں: اصول الایمان في ضوء الکتاب والسنة : ص: 209- 239، نبذة في العقيدة الاسلامية- شیخ ابن عثیمین:46-62)

جنت اور جہنم پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

جنت اور جہنم پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس امر کی پختہ ، مضبوط اور غیر متزلزل تصدیق کرے کہ جنت و جہنم دونوں تیار کی ہوئی موجود ہیں، اور دونوں اللہ کے حکم سے ہمیشہ باقی رہیں گی کبھی فنا نہ ہوں گی، ساتھ ہی ساتھ جنت میں ملنے والی تمام نعمتوں اور جہنم میں پہنچنے والے سارے عذابوں پر بھی یقین رکھے۔

(ملاحظہ فرمائیں: التذکرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة- شمس الدين القرطبي وفات

671،اصول الایمان في ضوء الکتاب والسنة: ص:238-240)

آخرت میں مؤمنین اپنے رب کو دیکھیں گے، اس کی کیا دلیل ہے؟

ارشاد الہی ہے:

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ - إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾

(القیامہ:22-23)

"کتنے چہرے اس دن بارونق ہوں گے، اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے"۔

﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾

(یونس:26)

"جن لوگوں نے نیک کام کئے ان کے لیے خیر (جنت) ہے اور "زیادہ" یعنی اپنے رب کا دیدار بھی"۔

اللہ تعالی نے کافروں کے بارے میں فرمایا:

﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾

(المطففین:15)

"ہرگز نہیں! یہ لوگ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم کر دیئے جائیں گے"۔

جب اللہ تعالی اپنے دشمنوں کو اپنے دیدار سے محروم کرے گا تو اپنے دوستوں کو محروم نہیں کرے گا۔

بخاری ومسلم میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ کی نظر چودھویں رات کے چاند پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إنكم سترون ربكم عيانا كما ترون هذا،لا تضامون في رؤيته))

" عنقریب تم اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھو گے، جیسے تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کے دیکھنے میں کوئی دھکم پیل نہیں ہو گی "۔

(بخاری:7434)

اس حدیث میں "رؤیت رب کو" "رؤیت قمر" سے تشبیہ دی گئی ہے، نہ کہ ذات باری تعالی کو قمر سے۔

کیونکہ اللہ تعالی اپنی ذات وصفات میں کسی بھی مخلوق کی مشابہت سے منزہ وپاک ہے، اسی طرح نبی ﷺ کا کلام بھی اس قبیل کی تشبیہ دینے سے پاک ہے کیونکہ وہ ساری کائنات میں سب سے زیادہ اللہ تعالی کو جاننے والے تھے۔

صحیح مسلم میں صہیب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

((فيكشف الحجاب فما أعطوا شيئا أحب إليهم من النظر إلى ربهم عز وجل))

"پھر جب اللہ تعالیٰ حجاب ہٹالے گا، جنتیوں کو اپنے رب کے دیدار سے بڑھ کر محبوب جنت کی کوئی چیز نہیں"۔

پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾

(یونس:26)

"جن لوگوں نے نیک اعمال کئے ان کے لیے "حسنی" یعنی (جنت) ہے اور "زیادہ" (رب کا دیدار) بھی"۔

(ترمذی:2552)

اس موضوع پر بکثرت صحیح وصریح احادیث آئی ہیں جن میں 45 حدیثیں تیس سے زائد صحابیوں سے مروی ہیں جو معارج القبول شرح سلم الوصول میں ذکر کی گئی ہیں، جو شخص دیدار الٰہی کا انکار کرے گا، وہ کتاب اللہ اور اللہ کے رسولوں کے ذریعہ بھیجی ہوئی شریعت کا منکر ہو گا، اور ایسا شخص ضرور ان لوگوں میں سے ہو گا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾

(المطففین:15)

"ہر گز نہیں وہ ضرور اپنے رب کے دیدار سے اس دن محروم کر دیئے جائیں گے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: شرح العقيدة الطحاوية : 1 / 209 ، التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة- شمس الدين القرطبي، أعلام السنة المنشورة- شيخ حافظ الحكمي ص 141)

ایمان بالقدر کے کتنے درجے ہیں؟

ایمان بالقدر کے چار درجے ہیں:

(1) پہلا درجہ اللہ تعالی کے علم پر ایمان جو ہر چیز کو محیط ہے، اس سے نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کوئی چیز پوشیدہ ہے اور نہ ہی زمین میں، نیز اللہ تعالی مخلوقات کی تخلیق سے پہلے ہی تمام مخلوقات کا علم رکھتا تھا، نیز اس سے ان کے رزق، موت وحیات، اقوال وعمال، حرکات وسکنات، اسرار وظواہر سب کا علم ہے، اور اس امر کا بھی علم ہے کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی۔

(2) دوسرا درجہ، مذکورہ امور کے لکھے جانے پر ایمان، اور اس امر پر ایمان کہ اللہ تعالی نے تمام امور کو لکھ رکھا تھا جو اس کے علم میں ہونے والے تھے۔ اس ضمن میں "لوح و قلم" پر ایمان بھی آجاتا ہے۔

(3) تیسرا درجہ، اللہ تعالی کی مشیت نافذہ اور ہمہ گیر قدرت پر ایمان، اور یہ مشیت و قدرت "ماکان اور مایکون" (جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے) دونوں جہت سے آپس میں لازم وملزوم ہیں لیکن (لم یکن) اور (لایکون) (جو نہ ہوا اور نہ ہونے والا ہے) کی جہت سے لازم وملزوم نہیں۔ اللہ تعالی جو چاہے وہ اس کی قدرت سے لامحالہ ہونے

والا ہے اور جو نہ چاہے وہ ہونے والا نہیں،اس وجہ سے نہیں کہ اللہ تعالی اس پر قادر نہیں، بلکہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالی کی مشیت اس کی مقتضی نہیں۔ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا﴾

(فاطر:44)

"اللہ تعالی ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو عاجز کر دے نہ آسمانوں میں نہ زمین میں،وہ بڑا علم والا اور بڑی قدرت والا ہے"۔

(4)چوتھا درجہ اس امر پر ایمان کہ اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے،اور اس امر پر ایمان کہ وہ آسمان وزمیں اور ان دونوں کے مابین ہر ہر ذرہ کا ہی خالق نہیں، بلکہ اس کے تمام حرکات وسکنات کا بھی وہی خالق ہے،اس کے علاوہ نہ کوئی خالق ہے نہ کوئی رب۔
(ملاحظہ فرمائیں:القضاء والقدر—بیہقی،رسالۃ في القضاء والقدر–محمد بن صالح العثیمین: 21)

کتابت تقدیر کے مراحل

تقدیر لکھے جانے میں پانچ تقدیریں داخل ہیں،اور سب کے سب علم کی طرف لوٹتی ہیں
:

1) پہلی تقدیر، آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے اس کا لکھا جانا جب اللہ تعالی نے قلم کو پیدا کیا،اس کو "تقدیر ازلی" کہتے ہیں۔
2) دوسری تقدیر،"تقدیر عمری" کہلاتی ہے جب اللہ تعالی نے سب سے

(ألست بربكم) "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" کا عہد ومیثاق لیا تھا۔

3) تیسری تقدیر، اسے بھی "تقدیر عمری" کہہ سکتے ہیں، جب کہ رحم مادر میں نطفہ کی تخلیق ہوتی ہے۔

4) چوتھی تقدیر، "تقدیر حولی" کہلاتی ہے، یہ لیلۃ القدر میں ہوتی ہے۔

5) پانچویں تقدیر، "تقدیر یومی" کہلاتی ہے، اس کا مطلب ہے ہر تقدیر کو اس کے وقت پر جاری ونافذ کرنا۔

(ملاحظہ فرمائیں: معارج القبول بشرح سلم الوصول إلى علم الأصول- حافظ الحکمی: 3/928-940)

بندوں کو اپنے افعال واعمال پر قدرت ومشیت حاصل ہے یا نہیں؟

ہاں! بندوں کو اپنے افعال واعمال پر قدرت حاصل ہے، وہ اپنے ارادہ ومشیت سے کام انجام دیتے ہیں اور یہ اعمال وافعال حقیقتًا ان کی طرف منسوب ہیں اور اسی کی وجہ سے ان کو مکلف بنایا گیا ہے اور اسی بنیاد پر جزا وسزا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے بندہ کو اس کی قدرت واستطاعت سے باہر مکلف نہیں بنایا، کتاب وسنت میں بندہ کے ارادہ ومشیت کو ثابت کیا گیا ہے، بلکہ اسی کے ساتھ متصف کیا گیا ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ بندہ اسی پر قادر ہو سکتا ہے جس پر اللہ تعالی نے اسے قادر بنایا ہو، اور وہی چاہ سکتا ہے جو اللہ تعالی نے چاہا ہو، اور وہی کر سکتا ہے جو اللہ کرائے۔ پھر جس طرح بندہ اپنے آپ کو وجود میں نہیں لا سکتا اسی طرح اپنے افعال کو بھی وجود میں نہیں لا سکتا، معلوم ہوا کہ بندہ کی قدرت، مشیت وارادہ اور افعال واعمال سب اللہ کی قدرت، مشیت وارادہ اور فعل کے

تابع ہیں، کیونکہ اللہ بندہ کا بھی خالق ہے اور اس کے ارادہ ومشیت، افعال وقدرت کا بھی، البتہ بندہ کا یہ ارادہ، فعل، قدرت اور مشیت عین اللہ کی قدرت، مشیت، ارادہ وفعل نہیں ہے، جس طرح بندہ عین اللہ نہیں ہے۔ اللہ تعالی اس سے منزہ وپاک ہے، بلکہ بندہ کے افعال اللہ ہی کے پیدا کردہ ہیں، بندہ ہی کے ساتھ قائم ہیں اور حقیقتا بندہ ہی کے طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اسی بنیاد پر دونوں فعل میں سے ہر ایک کو اسی کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو جس کے ساتھ قائم ہے، مثلًا: یہ آیت (ومن یھد اللہ) "اللہ جسے ہدایت دے"۔

(الاسراء:97)

اس میں اللہ حقیقتًا فاعل ہے اور بندہ حقیقتا منفعل۔ اللہ حقیقت میں ھادی (ہدایت دینے والا) اور بندہ واقعتا (ہدایت پانے والا) ہے، اسی لیے دونوں فعل میں سے ہر ایک کو اسی کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو جس کے ساتھ قائم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي﴾

"جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت یافتہ ہے"۔

اس میں اللہ کی طرف "ہدایت" کی اضافت حقیقی ہے اور "اہتداء" کی اضافت بندہ کی طرف حقیقی ہے، پھر جس طرح ھادی عین مہتدی نہیں، اسی طرح "ہدایت" عین "اہتداء" نہیں ہے۔ یہی معاملہ اس میں ہے "اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے" حقیقت ہے، اور وہ بندہ حقیقت میں گمراہ ہے۔ نیز یہی حال بندوں میں اللہ تعالی کے تمام تصرفات کا ہے، اس لیے جو فعل وانفعال دونوں کو بندہ کی طرف منسوب کرے وہ کافر

ہے، اسی طرح جو دونوں کو اللہ کی طرِ منسوب کرے وہ بھی کافر ہے اور جو فعل کو حقیقتا اللہ ک طرف اور انفعال کو بندہ کی طرف منسوب کرے وہ مؤمن حقیقی ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں: خلق افعال العباد- امام بخاری، مجموع الفتاوی–ابن تیمیہ مجلد 8 کتاب القدر)

ایمان کی کتنی شاخیں ھیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الإيمان بضع و ستون وفى رواية بضع و سبعون شعبة ,فأعلاها قول لا إله إلا الله ,وأدناها : إماطة الأذى عن الطريق ,والحياء شعبة من الإيمان))

"ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور ایک دوسری روایت کے مطابق ستر سے اوپر شاخیں ہیں، سب سے اعلی شاخ لا الہ الا اللہ اور سب سے ادنی راستہ سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹانا ہے، اور "شرم وحیاء" ایمان کی ایک شاخ ہے"۔

(بخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان: 9 کے الفاظ "بضع وستوں "بلاتردد کے، مسلم، کتاب الایمان، باب شعب الایمان: 35 کے الفاظ "بضع وسبعون او بضع وستون شعبۃ" تردد کے ساتھ ہے لیکن امام بیہقی اور ابن الصلاح نے بخاری کی روایت کو ترجیح دی ہے، کیونکہ اس میں ایک تو تردد والی بات نہیں دوسری اقل عدد متعین ہے)

(ملاحظہ فرمائیں: شعب الإیمان–امام بیہقی، شعب الایمان–ابن کثیر)

ایمان کی ضد کیا چیز ھے؟

ایمان کی ضد کفر ہے، اور جس طرح ایمان کی شاخیں ہیں اسی طرح کفر کی بھی شاخیں ہیں۔ جیسا کہ ایمان کی اصل، غیر متزلزل تصدیق کے ساتھ ساتھ اطاعت و عمل کے لیے انقیاد کلی بھی ہے، اسی کی ضد کفر اصلا انکار و عناد کو کہتے ہیں جو تکبر و عصیان کو مستلزم ہے، جس طرح تمام طاعات کو ایمان کہا گیا ہے، اسی طرح تمام معاصی کفر کی شاخیں ہیں اور بہت سارے نصوص میں معصیت کو بھی کفر کہا گیا ہے۔

کفر کی دو قسمیں ہیں ایک کفر اکبر جس سے آدمی بالکلیہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، یہ "کفر اعتقادی" کہلاتا ہے جو قول یا دلی عمل دونوں کے منافی ہے یا دونوں میں سے کسی ایک کے۔ کفر کی دوسری قسم "کفر اصغر" ہے جو کمال ایمان کے منافی ہے، لیکن مطلق ایمان کے منافی نہیں، اسے "کفر عملی" بھی کہتے ہیں، جو قول اور دلی عمل کے منافی ہے لازم نہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں: مجموع الفتاوی - شیخ الإسلام ابن تیمیة: **335/12**، أسئلة وأجوبة فی مسائل الإیمان والکفر-صالح الفوزان)

کفر اکبر کی کتنی قسمیں ھیں، جو ملت اسلامیہ سے خارج کردیتی ھیں؟

کفر اکبر کی پانچ قسمیں ہیں: کفر جہل و تکذیب، کفر جحود، کفر عناد و استکبار، کفر نفاق اور کفر شک وریب۔

(ملاحظہ فرمائیں: الایمان حقیقتہ خوارمہ نواقضہ عند اہل السنۃ – عبد اللہ بن عبد الحمید

الاثری: ص245، أعلام السنة المنشورة177، نواقض الإيمان القولية والعملية- شیخ عبد العزیز آل عبد اللطیف36–46)

کفر جہل و تکذیب کسے کہتے ہیں ؟

ماضی کی بعض امتوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾

(الغافر:70)

"جن لوگوں نے کتاب اور ان امور کی تکذیب کی جو ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا، وہ عنقریب جان لیں گے"۔

نیز فرمایا:

﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾

(الاعراف:199)

"جاہلوں سے اعراض کیجئے"۔

نیز فرمایا:

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۔ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

(النمل:83-84)

"جس دن ہم ہر امت سے ایک جماعت کو جمع کریں گے جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تھی اور وہ قطاروں میں تقسیم کئے جائیں گے، یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں گے تو اللہ کہے گا کیا تم نے میری آیات کی تکذیب کی تھی؟ حالانکہ یہ تمہارے احاطۂ علم سے باہر تھا، یا تم کیا کچھ عمل کرتے تھے؟"۔

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ﴾

(یونس:39)

"بلکہ انہوں نے ایسی چیز کو جھٹلایا جو ان کے احاطہ علم میں نہ تھی اور نہ اب تک اس کا آخری نتیجہ ملا تھا"۔

(ملاحظہ فرمائیں: کتاب التوحید– شیخ صالح بن فوزان الفوزان:15-17)

کفر جحود کسے کہتے ھیں؟

کفر جحود، کتمان حق اور حق کے آگے سر تسلیم خم نہ کرنے کو کہتے ہیں حالانکہ دل میں اس کے حق ہونے کا اعتراف ویقین ہے۔ جیسے فرعون اور اس کی قوم کا موسی علیہ السلام کا انکار کے سلسلہ میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾

(النمل:14)

"فرعون اور اس کی قوم نے معجزہ کا محض ظلم و تکبر کے سبب انکار کیا جبکہ ان کے دل میں اس کا یقین بیٹھ چکا تھا"۔

اللہ تعالی نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا:

﴿فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ﴾

(البقرہ:89)

"جب وہ امر آگیا جس کو وہ خوب جانتے تھے تو اس کا انکار کر دیا"۔

﴿وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

(البقرہ:146)

"یہود کی ایک جماعت حق کو چھپاتی ہے جبکہ وہ اسے خوب جانتی ہے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: کتاب التوحید- شیخ صالح بن فوزان الفوزان:15-17)

کفر عناد و تکبر کیا ہے؟

اقرار کے باوجود حق کے آگے سر تسلیم خم نہ کرنا "کفر عناد و تکبر" کہلاتا ہے جیسے ابلیس، ارشاد ربانی ہے:

﴿إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾

(البقرہ:34)

"مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اس نے انکار و تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے

تھا"۔

کیونکہ وہ اللہ کے سجدہ کرنے کے حکم کا انکار نہیں کر سکتا تھا البتہ اس کا اعتراض صرف اللہ کی حکمت امر وعدل پر تھا، اس نے کہا:

﴿أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا﴾

(الاسراء:61)

"کیا میں اسے سجدہ کروں؟ جسے تونے مٹی سے پیدا کیا ہے"۔

نیز فرمایا:

﴿لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ﴾

(الحجر:33)

"میں ایسے انسان کو سجدہ نہیں کرتا جسے تونے سڑی ہوئی مٹی کے کھنکھناتے ٹھیکرے سے پیدا کیا ہے"۔

﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾

(الاعراف:21)

"میں آدم سے بہتر ہوں، تونے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی

سے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: کتاب التوحید– شیخ صالح بن فوزان الفوزان:15-17)

کفر نفاق کیا ھے؟

کفر نفاق کہتے ہیں لوگوں کے دکھاوے کی خاطر ظاہر اطاعت وفرماں برداری کرے اور دل میں بالکل ایمان وتصدیق نہ ہو۔ جیسے عبد اللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین اور اس کے گروہ کا کفر جن کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۔ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ۔ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ۔۔۔ الى قوله تعالى۔۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

(البقرہ:8-20)

"بعض انسان ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے حالنکہ وہ مؤمن نہیں ہیں، وہ اللہ اور مؤمنوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جبکہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ان کے دلوں میں مرض ہے تو اللہ نے ان کے مرض میں مزید اضافہ کر دیاہے، ان کے لیے ان کے کذب کے سبب دردناک عذاب ہے۔۔۔ تا قولہ تعالی۔۔۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: کتاب التوحید– شیخ صالح بن فوزان الفوزان:15-17)

کفر عملی کیا ہے؟

جس سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

کفر عملی ہر اس معصیت کو کہتے ہیں جسے شارع نے بقاء ایمان کے ساتھ کفر کا نام دیا ہے، جیسے قتال، نبی ﷺ نے فرمایا:

((لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض))

"تم میرے بعد کفر میں مت لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو"۔

(صحیح بخاری)

نیز نبی ﷺ نے فرمایا:

((سباب المسلم فسوق وقتاله کفر))

"مسلمان کا گالی دینا فاسقانہ عمل ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے"۔

(صحیح بخاری)

نبی ﷺ نے مسلمانوں کے ایک دوسرے کی گردن مارنے کو کفر کہا ہے اور جو ایسا کرے اسے کافر کا نام دیا ہے، جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ

أَمۡرِ اللَّهِۚ فَإِن فَاءَتۡ فَأَصۡلِحُوا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَأَقۡسِطُوٓاۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِينَ ۔ إِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُونَ إِخۡوَةٌ فَأَصۡلِحُوا بَيۡنَ أَخَوَيۡكُمۡۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ﴾

(الحجرات:9-10)

"اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے ان کے لیے ایمان اور اخوت ایمانی دونوں کو برقرار رکھا ہے اور کچھ بھی نفی نہیں کی ہے۔

آیت قصاص میں ہے:

﴿فَمَنۡ عُفِيَ لَهُۥ مِنۡ أَخِيهِ شَيۡءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيۡهِ بِإِحۡسَانٍ﴾

(البقرہ:178)

" پھر اگر اس کو (یعنی قاتل کو) اس کے بھائی (یعنی مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ (یعنی قصاص) معاف کر دیا جائے تو چاہیئے کہ بھلے دستور کے موافق پیروی کی جائے اور (خون بہا کو) اچھے طریقے سے اس (مقتول کے وارث) تک پہنچا دیا جائے"۔

اس آیت میں اخوت اسلام کو ثابت رکھا گیا ہے اور اس کی نفی نہیں کی گئی ہے۔
اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

((لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن ولا يسرق السارق حين يسرق وهو مؤمن ولا يشرب الخمر حين يشربها وهو مؤمن والتوبة معروضة بعد))

"جب زانی زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں رہتا، اسی طرح چور جب چوری کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں رہتا، یہی حال شرابی کا ہے کہ جب وہ شراب پیتا ہے اس وقت مومن نہیں رہتا، اس کے بعد اس پر توبہ پیش کی جاتی ہے"۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

ایک روایت میں اضافہ ہے:

((ولا يقتل وهو مؤمن – وفي رواية ولا ينتهب نهبة ذات

شرف يرفع الناس إليه فيها أبصارهم))
"جب قاتل قتل کرتا ہے اس وقت مومن نہیں رہتا،، اور ایک روایت میں ہے: "اچکا جب کوئی قیمتی شئ اچک لیتا ہے جس کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھتی رہتی ہیں اس وقت وہ مؤمن نہیں رہتا"۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

نیز ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
((ما من عبد قال: لا إله إلا الله ثم مات على ذلك إلا دخل الجنة قلت وإن زنى وإن سرق قال: "وإن زنى وإن سرق" ثلاثا ثم قال في الرابعة: على رغم أنف أبي ذر))
"جو بندہ لا الہ الا اللہ کہے پھر اس پر اس کی وفات ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا، میں نے کہا: "اگر وہ زنا و چوری کرے پھر بھی؟ آپ نے فرمایا :ابوذر کی ناک (مزاج) کے بر خلاف"۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آپ نے زانی، سارق، شرابی اور قاتل سے بالکلیہ ایمان کی نفی نہیں کی ہے، جبکہ ان لوگوں کا عقیدہ توحید پر مبنی ہو، اگر آپ کی یہی مراد ہوتی تو آپ یہ نہ بیان کرتے کہ جو "لا الہ الا اللہ" کہے گا وہ جنت میں جائے گا، گرچہ وہ مذکورہ بالا معاصی کرے، اگر یہی بات ہو تو کوئی بھی مومن جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، بلکہ نبی ﷺ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ایمان ناقص ہو جائے گا کامل نہیں رہے گا۔ البتہ

بندہ مذکورہ معاصی کے ارتکاب سے اس وقت کافر ہو جائے گا جب اسے حلال سمجھنے لگے، کیونکہ حلال سمجھنا اللہ کی کتاب اور رسول کی رسالت کی تکذیب کو لازم ہے، یہی نہیں بلکہ اگر ان معاصی کا بالفعل ارتکاب نہ کرے اور حلال وجائز سمجھنے کا صرف اعتقاد رکھے تب بھی کافر ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

(ملاحظہ فرمائیں: اعلام السنۃ المنشورۃ-حافظ الحکمی:99)

ظلم، فسق وفجور اور نفاق میں سے ہر ایک کی کتنی قسمیں ہیں؟

ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک اکبر جو کفر کہلاتا ہے، اور دوسرا اصغر جو کفر سے کم ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں: معارج القبول بشرح سلم الوصول إلى علم الأصول – حافظ الحکمی: 3/1017)

ظلم اکبر واصغر کو مثال سے سمجھائیں۔

ظلم اکبر جیسے غیر اللہ سے مدد مانگنا اور شرک کرنا، اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان کیا ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ﴾

(یونس:106)

"اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارو جو تمہیں نہ فائدہ پہنچاسکتی ہے نہ نقصان، اگر آپ ایسا کریں تو آپ بھی ظالموں میں (شمار) ہو جائیں گے"۔

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

(لقمان:13)

"شرک سب سے بڑا ظلم ہے"۔

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾

(المائدہ:72)

"جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے اس پر اللہ نے جنت حرام کر دیا ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی ناصر و مدد گار نہیں"۔

کفر سے کم ظلم کی مثال جیسے حق تلفی کرنا، اس آیت میں اللہ تعالی نے طلاق کے بارے میں فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾

(الطلاق:1)

"اپنے رب سے ڈرو، (مطلقہ) عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، الا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کر بیٹھیں، یہ اللہ کے حدود ہیں۔ جو حدود اللہ کو پھاندے اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا"۔

نیز فرمایا:

﴿وَلَا تُمۡسِكُوهُنَّ ضِرَارٗا لِّتَعۡتَدُواْۚ وَمَن يَفۡعَلۡ ذَٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهُۥ﴾

(البقرہ:231)

"انہیں ایذا دہی کی غرض سے نہ روک رکھو تاکہ تم ان پر ظلم ڈھاؤ، جو ایسا کرے وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: معارج القبول بشرح سلم الوصول إلى علم الأصول – حافظ الحکمی: 1019/3)

فسق اکبر واصغر دونوں کو مثال سے سمجھائیں۔

فسق اکبر جیسے نفاق، اللہ تعالی اس آیت میں ذکر کیا ہے:

﴿إِنَّ الۡمُنَافِقِينَ هُمُ الۡفَاسِقُونَ﴾

(التوبہ:67)

"منافقین ہی فاسق ہیں"۔

نیز فرمایا:

﴿إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ﴾

(الکہف:50)

"مگر ابلیس نے (سجدہ نہیں کیا) جو جنوں کی نسل سے ہے، اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی (فسق) کی"۔

﴿وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ﴾

(الانبیاء:74)

"ہم نے لوط علیہ السلام کو ان کے گاؤں والوں سے نجات دی جو گھناؤنے اور خبیث عمل کرتے تھے، وہ بری اور فاسق قوم تھی"۔

فسق اصغر جیسے اللہ تعالی نے بہتان لگانے والوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

(نور:4)

"ان کی کبھی شہادت قبول نہ کرو، یہی لوگ فاسق ہیں"۔

نیز فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾

(الحجرات:6)

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور اپنی اس حرکت پر تمہیں ندامت اٹھانی پڑے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: معارج القبول بشرح سلم الوصول إلى علم الأصول – حافظ الحکمی: 3/1019)

نفاق اکبر واصغر کو مثال سے واضح کریں

نفاق اکبر کی مثال سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتوں میں بیان کی گئی ہے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾إلى قوله﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾

(النساء:142-145)

"منافقین اللہ تعالی کو فریب دیتے ہیں اور اللہ تعالی ان کو—تا قولہ—منافقین جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے"۔

نیز فرمایا:

﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ﴾

(المنافقون:1)

"جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں"۔

نفاق اصغر کی مثال نبی ﷺ نے اپنے اس قول سے بیان کی ہے:

((آية المنافق ثلاث : إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان))

"منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بولے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو خیانت کرے"۔

(بخاری، کتاب الایمان، باب علامت المنافق: 1/ 14۔ مسلم، کتاب الایمان، باب ،خصال المنافق: 1/ 56)

نیز نبی ﷺ نے ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا:

((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا، اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))

"چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے، جب تک اسے نہ چھوڑ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے"۔

(بخاری:34)

(ملاحظہ فرمائیں: الایمان حقیقتہ خوارمہ نواقضہ عند اہل السنۃ– عبد اللہ بن عبد الحمید الاثری:ص240)

سنت کی ضد کیا ہے؟

سنت کی ضد بدعت ہے جو دین میں گھڑلی جاتی ہے، بدعت ایسی شریعت ہے جس کی اللہ تعالی نے اجازت نہیں دی ہے۔ اور نبی ﷺ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے:

((من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد))

"جو ہمارے دین میں ایسی چیز کی ایجاد کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

(صحیح مسلم:1718)

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي تمسكوا بها و عضوا عليها بالنواجذ و إياكم و

محدثات الأمور فإن كل محدثة ضلالة))

"تم میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اور ایجاد کردہ بدعت سے بچتے رہو، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے"۔

(صحیح حدیث ہے، مسند احمد:4/126، ابو داؤد، باب لزوم السنۃ رقم:4607، ترمذی: 5/44رقم:2676، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

بدعت کے وجود کی طرف نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں اشارہ کیا ہے:

((وستفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة كلها في النار إلا واحدة))

"اور میری امت تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی بہتر (72) فرقے جہنمی ہوں گے، صرف ایک جنتی ہو گا"۔

(صحیح حدیث ہے، مسند احمد:4/126، ابو داؤد، باب لزوم السنۃ رقم:4607، ترمذی: 5/44رقم:2676، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

نبی کریم ﷺ نے اس جنتی فرقے کی تعیین اپنی زبان مبارک سے کر دی ہے:

((هم من كان على مثل ما أنا عليه وأصحابي))

"یہ وہ لوگ ہونگے جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہونگے"۔

(حدیث شواہد کی بنیاد پر حسن ہے، حاکم کتاب العلم: 1/ 129، ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ہذہ الامۃ: 5/ 26 رقم: 2641)

نیز اللہ تعالی نے اپنے اس قول سے نبی کریم ﷺ کو بری قرار دیا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾

(الانعام: 159)

"جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق کرلی اور فرقوں میں بٹ گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، بس ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے"۔

(ملاحظہ فرمائیں: البدع والنہی عنہا – ابن وضاح القرطبی، الاعتصام – امام شاطبي، البدع الحولیہ – عبد اللہ بن عبد العزیز التویجری، البدعۃ ضوابطہا وأثرہا السیء فی الأمۃ – علی بن محمد بن ناصر الفقیهي)

دین میں فساد وبگاڑ کے اعتبار سے بدعت کی کتنی قسمیں ہیں ؟

دین میں فساد وبگاڑ، رخنہ اندازی اور خلل اندازی کے اعتبار سے بدعت کی دو قسمیں ہیں: ایک بدعت مکفرہ اور دوسری غیر مکفرہ، یعنی ایک کافر بنادینے والی بدعت، دوسری فاسق بنادینے والی بدعت۔

(ملاحظہ فرمائیں: الاعتصام – امام شاطبي: 2/ 37)

قیامت کے دن پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

قیامت کے دن پر ایمان لانے میں موت کے بعد پیش آنے والے ان تمام امور پر ایمان لانا شامل ہے جن کی اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے، ان میں سے چند امور درج ذیل ہیں:

1) موت
2) قبر کی آزمائش پر ایمان رکھنا
3) قبر کے عذاب اور راحت وآسائش پر ایمان رکھنا
4) قیامت کبری
5) میزان عمل
6) اعمال نامہ
7) حساب
8) حوض کوثر
9) صراط
10) شفاعت
11) جنت اور جہنم

نوٹ: اس کتاب کے اخیر میں تفصیلی خطبہ ومقالہ ہے اس موضوع پر۔

كتب العقيدة القديمة

شمار	نام کتاب	مصنف	تاریخ وفات
1.	كتاب الايمان ومعالمه وسننه	الامام والمجتهدابو عبيد القاسمی ابن سلام	224ھ
2.	كتاب الايمان	امام ابن ابی شيبه	235ھ
3.	اصول السنة	امام اهل السنة والجماعة احمد بن حنبل	241ھ
4.	الرد على الجهمية والزنادقة	امام اهل السنة والجماعة احمد بن حنبل	241ھ
5.	خلق افعال العباد	امام البخاری	256ھ
6.	كتاب الايمان(الجامع الصحيح)	امام البخاری	256ھ
7.	كتاب التوحيد(الجامع الصحيح)	امام البخاری	256ھ
8.	السنة	وأبو بكر أحمد بن هانئ	273ھ

		الکلبی الأثرم	
9.	کتاب السنة(سنن)	امام ابو داؤد	275ھ
10.	الاختلاف في اللفظ، والرد على الجهمية والمشبهة	امام ابن قتیبہ	276ھ
11.	اصول السنة واعتقاد الدين	حافظ وامام ابو حاتم الرازی	277ھ
12.	الرد على الجهمية	امام الدارمی	280ھ
13.	السنة	حافظ ابن ابی عاصم	287ھ
14.	السنة	عبداللہ ابن امام احمد	290ھ
15.	السنة	محدث ابوبکر المروزی	292ھ
16.	السنة	المروزی (شاگرد امام احمد)	292ھ
17.	صريح السنة	مجتہد مفسر امام ابن جریر طبری	310ھ
18.	كتاب التوحيد واثبات صفات الرب	فقیہ امام ابن خزیمہ	311ھ

.19	عقیدۃ الطحاویة	ابو جعفر الطحاوی	321ھ
.20	المقالات الاسلامیة	امام عبدالحسن الاشعری	324ھ
.21	الرسالة الی اهل الثغر	امام عبدالحسن الاشعری	324ھ
.22	الابانة عن اصول الدین	امام عبدالحسن الاشعری	324ھ
.23	شرح السنة	الحسن بن علی بن خلف البربهاری	329ھ
.24	کتاب السنة	ابو احمد الاصال	349ھ
.25	الشریعه	امام ابوبکر الاجری	360ھ
.26	اعتقاد ائمة الحدیث	امام ابو بکر اسماعیلی	371ھ
.27	کتاب الصفات	امام دارقطنی	385ھ
.28	کتاب النزول	امام دارقطنی	385ھ
.29	الإبانة عن شریعة الفرقة الناجیة ومجانبة الفرق المذمومة	أبو عبد الله عبید الله بن محمد بن بطة العکبری الحنبلی	387ھ

.30	شرح الابانة عن اصول السنة والديانة	أبو عبد الله عبيد الله بن محمد بن بطة العكبرى الحنبلى	387ھ
.31	كتاب التوحيد	ابن منده	395ھ
.32	الرد على الجهمية	ابن منده	395ھ
.33	شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة	لالكائى	428ھ
.34	الوصول إلى معرفة الأصول في مسائل العقود في السنة	ابو عمرو الطلمنكى الاندلسى	429ھ
.35	الاعتقاد	ابو نعيم الاصبهانى	430ھ
.36	الرسالة فى اثبات الاستواء	ابو محمد الجوينى	438ھ
.37	عقيدة السلف اصحاب الحديث	امام ابو عثمان الصابونى	449ھ
.38	الاعتقاد على مذهب السلف اهل السنة والجماعة	امام بيهقى	458ھ

.39	ذم الکلام	شیخ الاسلام ابو اسماعیل الهروی	481ھ

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

لاالہ الااللّٰہ کے ارکان

لا الہ الا اللہ دو ایسے ارکان پر قائم ہے جن میں سے اگر ایک رکن بھی فوت ہو جائے تو لا الہ الا اللہ کا صحیح حق ادا نہیں ہو گا۔

- پہلا رکن "لا الہ" نفی پر مشتمل ہے جس کا معنی "نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق" ہے۔
- اور اس کا دوسرا رکن "الا اللہ" اثبات پر مشتمل ہے جس کا معنی "سوائے اللہ کے" ہے۔
- اس کلمۂ توحید کے دونوں ارکان کا بیک وقت پایا جانا انتہائی ضروری ہے، تب ہی اس کلمے کی صداقت و حقانیت واضح ہو سکتی ہے۔
- اگر کوئی شخص دوسرے رکن کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف پہلے رکن کو اہمیت دے تو وہ مُلحد، اور بے دین ہو جائے گا۔
- اگر کوئی صرف دوسرے رکن کا قائل ہو اور پہلے رکن کا انکار کرے تو وہ مشرک ہو جائے گا۔
- کیونکہ اللہ نے قرآن مجید میں جہاں اپنے معبود حقیقی ہونے کا اعلان کیا ہے وہیں دوسروں کی عبادت اور بندگی سے منع بھی فرمایا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

(سورۃ النحل:36)

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔

ارکان ایمان

ایمان تین چیزوں کا نام ہے:

- قول باللسان۔
- واعتقاد بالجنان۔
- وعمل بالأرکان۔

- زبان کا اقرار۔
- دل کی تصدیق۔
- اور اعضاء کا عمل

اور چونکہ ایمان کے ضمن میں اعمال بھی شامل ہیں اس لئے عمل صالح کرنے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور نافرمانی کرنے سے ایمان میں کمی واقع ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

(سورۃ الانفال)

"سچے مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، اور جب انہیں اللہ کی آیات سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے، اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں،(اور) وہ نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے جو مال ودولت انہیں دے رکھا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں، یہی سچے مومن ہیں جن کیلئے ان کے رب کے ہاں درجات ہیں، بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے"

((الإِيمانُ بضْعٌ وسَبْعُونَ، أوْ بضْعٌ وسِتُّونَ، شُعْبَةً، فأفْضَلُها قَوْلُ لا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وأَدْناها إماطَةُ الأذَى عَنِ الطَّرِيقِ، والْحَياءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإيمانِ))

(الراوي : أبو هريرة | المحدث : مسلم | المصدر : صحيح مسلم، الصفحة أو الرقم: 35 | خلاصة حكم المحدث : [صحيح])

اس میں ایمان کی شاخوں کا ذکر ہے

قول :قول لا اله الا اللہ

عمل :أدناها اماطة الاذی

قلب: الحیاء شعبة من الاذی

نواقض اسلام

نواقض اسلام سے مراد وہ امور ہیں جو اسلام کے منافی اور اس کی ضد ہیں، اسی لئے انہیں اسلام کے منافی امور کہا گیا۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی امر کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا ایمان اور دین باطل ہو جائے گا اور وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور ان افراد میں اس کا شمار ہو گا جو مشرک (اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے) ہیں۔

1. اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾

(سورۃ النساء، آیت:116)

اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾

(سورۃ المائدہ، آیت:72)

یقین مانو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالٰی نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد

کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

غیر اللہ کی عبادت کی انواع میں مردہ افراد کو مدد کے لئے پکارنا، ان کے لئے قربانی کرنا وغیرہ جیسے اعمال شامل ہیں۔

2. اللہ تعالی اور کسی مخلوق کے درمیان اس طرح سفارشی مقرر کرنا کہ ان کی سفارش طلب کی جائے اور ان پر قطعی اعتماد اور بھروسہ کیا جائے۔ اس طرح کا عقیدہ رکھنے والے تمام علماء کے نزدیک کافر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے ان کے اس قول اور عقیدہ کی بناء پر انہیں کافر اور جھٹلانے والا قرار دیا۔ اللہ تعالٰی نے ان کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ﴾

(سورۃ الزمر، آیت 3)

کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ تعالی کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کررہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ تعالٰی (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالٰ ی راہ نہیں دکھاتا۔

اس لئے یہ لوگ اپنے اس قول کی بناء پر جھٹلانے والے اور اپنے اس عمل کی بناء پر کافر ٹھہرے۔

3. مشرکین اور ان لوگوں کے بارے میں جو شرک یا کفر کرتے ہیں، ان کے کافر ہونے میں شک کرنا یا ان کے عقائد کو جائز تسلیم کرنے والے بھی کافر ہیں۔

لفظ "مشرکین" ایک عام اصطلاح ہے جس میں کافروں کی تمام متعدد انواع شامل ہیں۔ لہٰذا یہ بات مُسلّم ہے کہ تمام کافر مشرک ہیں اور جو کوئی کسی کافر کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ اسی کی طرح کافر ہے۔

4. اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ محمد ﷺ کی رہنمائی مکمل یا درست نہیں یا دیگر لوگوں کی حکمرانی یا فیصلے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رہنمائی اور ہدایت سے بہتر ہیں۔ اس لئے جو لوگ باطل خداؤں کی حکمرانی کو ترجیح دیتے ہیں وہ فاسق و فاجر ہیں۔ اس میں وہ شخص بھی شامل ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ محمد ﷺ کی ہدایت اور رہنمائی کے بالمقابل کچھ لوگوں کی بعض رہنمائی اور ہدایت بہتر ہے۔

5. جو لوگ محمد ﷺ کی شریعت میں سے کسی بھی بات کو ناپسند کرتے ہیں، وہ بھی کافر ہیں، باوجود یہ کہ وہ ان باتوں پر عمل پیرا بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾

(سورۃ محمد، آیت:9)

یہ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت سے ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

6. جو لوگ آخرت میں جزاء و سزاء جیسے کسی بھی اسلامی امر کا مذاق اڑاتے ہیں، وہ بھی کافر ہیں۔ قرآن مجید کا فرمان ہے:

﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ. لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:65،66)

کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے۔

7. تمام قسم کے جادو کی شکلیں، جیسے محبت کرنے والے دو افراد میں جدائی پیدا کرنا یا ناپسند کرنے والے کی ناپسند کو پسندیدگی میں تبدیل کر دینا۔ جو شخص از خود جادو کرے یا جادو کے کسی عمل کو جائز قرار دے تو وہ کافر ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:102)

وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔

8. کسی کافر کے عقیدہ سے محبت رکھنا اور ان کافروں کی تائید اور حمایت کرنا جو مظلوم مسلمانوں کے خلاف ظلم و زیادتی کرنے کی کاروائیوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ قرآن کریم

کافرمان ہے:

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

(سورۃ المائدۃ، آیت:51)

تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہیں میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہر گز راہ راست نہیں دکھاتا۔

9. وہ افراد بھی کافر ہیں جن کا یہ اعتقاد ہو کہ انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اسلامی قانون کو چھوڑ سکتے ہیں۔ قرآن مجید کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

(سورۃ آل عمران، آیت:85)

جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔

10. اسلام سے پھر جانا اور سرکشی اور عناد کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو رد کر دینا یا ان کے خلاف کام کرنا۔ قرآن کریم کہتا ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ﴾

(سورۃ السجدۃ، آیت:22)

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالی کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منھ پھیر لیا، (یقین مانو) کہ ہم بھی گناہگاروں سے انتقام لینے والے ہیں۔

سنت کا تعارف

سنت کا لغوی مفہوم

سنت کا مفہوم الگ الگ ہے سیاق کے اعتبار سے؛

- محدثین
- فقہاء
- کتب عقیدہ
- کتب تاریخ

سنت کی تعریف

سنت کا لغوی معنی:

- امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((قَدْ تَكَرَّرَ فِي الْحَدِيثِ ذِكْرُ «السُّنَّة» وَمَا تصرَّف مِنْهَا. وَالْأَصْلُ فِيهَا الطَّرِيقَةُ والسِّيرة. وَإِذَا أُطْلِقت فِي الشَّرع فَإِنَّمَا يُرادُ بِهَا مَا أَمَر بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَى عَنْهُ ونَدَب إِلَيْهِ قَوْلًا وفِعْلا، مِمَّا لَمْ يَنْطق بِهِ الكِتابُ العزيزُ. وَلِهَذَا يُقَالُ فِي أدِلَّة الشَّرع الكِتابُ والسُّنَّة، أَيِ الْقُرْآنُ والحديث.))

(النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر: 2/409، باب: سین مع نون)

احادیث میں اس لفظ کا بار بار ذکر ملتا ہے اس کی اصل مراد اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا طریقہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا راستہ مراد ہے، اور شریعت میں اس کا معنی رسول

اللہ ﷺ کا حکم دینا یا آپ ﷺ کی طرف سے منع کرنا مراد ہے اور مندوب کا حکم ملتا ہے قولاً یا فعلاً جسے قرآن مجید نے بیان نہ کیا ہو لہذا ادلہ شرعیہ کے باب میں جب قرآن و سنت کہا جاتا ہے تو اس سے مراد ہے وہ جو قرآن و حدیث پر مشتمل ہے۔

❖ علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہی کہ سنت کا معنی راستہ اور طریقہ ہے۔

(دیکھئے: لسان العرب لابن منظور، باب: س،ن،ن)

❖ علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سنت کا لغوی معنی طریقہ ہے۔

(دیکھئے: تاج العروس، باب: س،ن،ن)

سنت کا اصطلاحی معنی:

علمائے کرام نے لفظِ سنت کو مختلف معنوں اور مفہوم میں بیان کیا ہے اس اختلاف کو تنوع کہتے ہیں تضاد نہیں یعنی کہ محدثین کے نزدیک اس کا معنی الگ ہے فقہاء کے نزدیک اس کا معنی مختلف ہے یعنی کہ الگ الگ شعبوں سے تعلق رکھنے والے علماء اس کا معنی اور مفہوم ان کے شعبے سے متعلق بیان کیا ہے محدثین نے جو معنی بیان کیا ہے فقہاء بھی اس کو مانتے ہیں اور جو معنی فقہاء نے بیان کیا ہے وہ محدثین کے یہاں بھی قابلِ قبول ہے، یعنی کہ ایک جماعت دوسری جماعت کے معنی اور مفہوم کو قبول کرتی ہے، اسی طرح علمِ فقہ اور علمِ عقیدہ میں سنت کا لفظ بدعت کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ: یہ عمل سنت سے ثابت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بدعت نہیں ہے

-

فقہاء کے نزدیک سنت کی تعریف

فقہائے کرام کے نزدیک لفظِ سنت فرض کے بالمقابل استعمال ہوتا ہے یعنی کہ جب کوئی فقیہ یہ کہتا ہے کہ یہ عمل سنت ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ عمل فرض نہیں ہے، بعض فقہاء کے نزدیک سنت سے مراد آپ ﷺ کی بعثت سے لیکر وفات تک صادر ہونے والے تمام اوصاف ہیں اور حدیث آپ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے اقوال، افعال اور تقاریر کو کہا جاتا ہے چاہے وہ نبوت سے پہلے ہوں یا نبوت کے بعد ہوں ،چاہے وہ بطورِ شریعت صادر ہوئے ہوں یا بطورِ عادت ان سب چیزوں کو فقہاء حدیث شمار کرتے ہیں نیز صحابہ کرام کے اقوال بھی اس میں شامل ہیں چنانچہ خلاصہ یہ ہے کہ فقہاء کے نزدیک فقط بطورِ شریعت صادر ہونے والے امور ہی سنت کہلاتے ہیں۔

محدثین کے نزدیک سنت کی تعریف

اللہ کے نبی ﷺ کے اقوال، افعال اور آپ ﷺ کے اقرار اور ذاتی اور اخلاقی اوصاف کو سنت کہتے ہیں اور انہیں سند کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے تو وہ حدیث کہلاتی ہے لہذا محدثین کے یہاں سنت اور حدیث میں فرق نہیں کیا جاتا چنانچہ اہل السنۃ والجماعۃ کی اہم کتب احادیث کے نام کے ساتھ سنن کا لفظ بولا اور لکھا جاتا ہے تمام ائمہ محدثین نے اپنی کتابوں کے نام کے ساتھ سنن کا لفظ استعمال کیا ہے:

1) (صحیح بخاری) الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه

2) (صحیح مسلم) المسند الصحيح المختصر من السنن بنقل العدل

عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

3) (سنن ابو داود) السنن للامام الحافظ ابی داود

4) (جامع الترمذی) الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعرفۃ الصحیح والمعلول وما علیہ العمل

5) (سنن النسائی) المجتبیٰ من السنن

6) (سنن ابن ماجہ) السنن للامام الحافظ ابن ماجہ

لہذا حدیث کا لفظ سنت کی نسبت بہت ہی معروف اور عام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی عالم (فقیہ، محدث) آپ ﷺ کے اقوال، حالات اور واقعات کو بیان کرتے ہیں تو لفظِ "حدیث" کا استعمال کرتے ہیں (مثلاً: یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں حدیث میں اس کی یہ دلیل بیان کی گئی ہے، یا فلاں حدیث میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے) اسی مناسبت سے ائمہ محدثین نے اپنی اپنی کتب حدیث کے ساتھ لفظِ "السنن" یعنی کہ سنت کا لفظ استعمال کیا ہے۔

سنت کی ضد کیا ھے؟

سنت کی ضد بدعت ہے جو دین میں گھڑلی جاتی ہے، بدعت ایسی شریعت ہے جس کی اللہ تعالی نے اجازت نہیں دی ہے۔ اور نبی ﷺ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے:

((من أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد))

"جو ہمارے دین میں ایسی چیز کی ایجاد کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

(صحیح مسلم:1718)

بدعت کی تعریف اور اس کی پہچان

بدعت کیا ہے؟

بدعت لغوی اعتبار سے ہر اس نئی چیز کو کہتے ہیں جو کسی مثال سابق کے بغیر ایجاد کی گئی ہو، بدعت شرعی اعتبار سے دین میں ایجاد کردہ اس طریقہ کو کہتے ہیں جو شرعی طریقہ جیسا ہو اور اس پر چل کر وہی مقصود ہو جو شرعی طریقہ پر چلنے سے مقصود ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ:

1) بدعت "دین "میں ایجاد کردہ طریقہ کا نام ہے، دنیاوی ایجادات اس سے خارج ہیں۔ بنابریں نئی بستیاں بسانا، نئے شہر آباد کرنا، نئے آلات اور نئی مشینوں کی ایجاد وغیرہ بدعت میں داخل نہیں ہیں۔

2) ایجاد کردہ کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہ ہو۔ اگر شریعت میں اس کی کوئی اصل موجود ہے تو وہ بدعت نہ ہوگی اگرچہ وہ چیز پہلے زمانے میں موجود نہ تھی، جیسے شرعی علوم کی تصنیف وغیرہ،

3) شرعی طریقہ جیسا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر شرعی طریقہ جیسا معلوم ہو مگر حد بندیوں، متعین ہیئت و کیفیت اور اوقات وایام کے التزام وغیرہ جیسے متعدد وجوہ سے شریعت سے ٹکرائے۔

معلوم ہو کہ کوئی بھی عمل جب تک چھ باتوں میں سے ہر ایک میں شریعت کے موافق نہ ہو سنت کا عمل نہیں ہو سکتا بلکہ اسے بدعت قرار دیا جائے گا۔

سبب:

ہر عمل کو اپنے سبب میں شریعت کے موافق ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر رجب کی ستائیسویں تاریخ کی رات میں اس سبب سے تہجد پڑھنا کہ اس رات معراج ہوئی تھی بدعت ہے۔ کیونکہ رات میں تہجد پڑھنا اگرچہ سنت ہے لیکن معراج کی وجہ سے تہجد پڑھنا چونکہ ثابت نہیں اس لئے یہ عمل بدعت ہے۔ یہ عمل اپنے سبب کے اعتبار سے شریعت کے موافق نہیں ہے۔

جنس:

ہر عمل کو اپنے جنس میں شریعت کے موافق ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ہرن کی قربانی کرے تو بدعت ہوگی کیونکہ قربانی صرف بہیمۃ الانعام کے جنس میں ثابت ہے۔

مقدار:

ہر عمل کو اپنے مقدار میں شریعت کے موافق ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص چھٹے وقت کی صلاۃ کا اضافہ کرے تو بدعت ہوگی کیونکہ شریعت میں صرف پانچ وقت کی صلاۃ ثابت ہے۔

کیفیت:

ہر عمل کو اپنی کیفیت میں شریعت کے موافق ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص وضو کا طریقہ یہ بتائے کہ پہلے پیر دھونا ہے پھر سر کا مسح کرنا ہے پھر آخر میں ہاتھ دھونا

ہے تو یہ طریقہ بدعت قرار پائے گا کیونکہ شریعت سے وضو کی یہ کیفیت ثابت نہیں ہے۔

وقت:

ہر عمل کو اپنے وقت میں شریعت کے موافق ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ذوالحجہ کے پہلے دن قربانی کرے تو بدعت ہوگی کیونکہ قربانی کے ایام شریعت میں صرف دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ تک ہیں۔

جگہ:

ہر عمل کو اپنی جگہ میں شریعت کے موافق ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ کو اعتکاف کے لئے مقرر کرے تو ایسا اعتکاف بدعت ہوگا کیونکہ شریعت میں صرف مسجد میں ہی اعتکاف کرنا ثابت ہے۔

4) اس پر چل کر وہی مقصود ہو جو شرعی طریقہ پر چلنے سے مقصود ہوتا ہے یعنی اس پر چل کر عبادت میں مبالغہ مقصود ہو، اگر یہ مقصود نہ ہو تو وہ چیز عادات میں داخل ہوگی اور بدعت میں اس کا شمار نہیں ہوگا۔

بدعت کی مذمت قرآن مجید میں

قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ

﴿لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

(المائدۃ:۳)

"آج میں نے تمھارے لئے تمھارے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا، اور تمھارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔"

یہ آیت بتلاتی ہے کہ شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ اس میں کسی کمی بیشی کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ مگر بدعتی اپنے قول و عمل سے گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ شریعت ناقص ہے، اور اس میں کچھ حذف و اضافہ کی ضرورت ہے، اور یقینا ایسا عقیدہ رکھنے والا صراط مستقیم سے منحرف ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور یہ سمجھا کہ وہ بدعت حسنہ ہے، تو گویا اس کا زعم یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت پہنچانے میں خیانت کی ہے، کیونکہ اللہ تعالی فرما چکا ہے، لہذا جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دین نہ تھی، وہ آج دین نہیں ہو سکتی۔

(اعتصام 1/49)

فرمان باری ہے:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

(الأنعام:۱۵۳)

"اور یہ (دین) میرا سیدھا راستہ ہے، سو اس دین پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔"

یہاں صراط مستقیم سے سنت کی راہ مراد ہے، اور جن دیگر راہوں سے روکا گیا ہے وہ بدعت کے راستے ہیں۔ گناہ اور معصیت کے راستے یہاں مراد نہیں ہوسکتے، کیونکہ عبادت وتقرب کی خاطر کوئی شخص معصیت کو مستقل راستہ نہیں بناتا۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں سُبُل سے مراد بدعات وشبہات ہیں۔

(تفسیر طبری 12/229)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اپنے ہاتھ سے ایک سیدھی لکیر کھینچی، پھر فرمایا: یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دائیں اور بائیں چند لکیریں کھینچیں، اور فرمایا: یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہوا اس کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا﴾ (الأنعام:۱۵۳)

(مسند احمد 1/465، مستدرک حاکم 2/239، صححہ ووافقہ الذہبی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾

(النحل:۹)

"درمیانی راہ اللہ تعالی کی طرف پہنچنے والی ہے اور بعض ٹیڑھی راہیں ہیں اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لگا دیتا۔"

(ٹیڑھی راہوں) سے مراد بدعات و معاصی اور ضلالت کے منحرف راستے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾

(آل عمران:۷)

"وہی اللہ تعالی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری، جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں، اور بعض متشابہ آیتیں ہیں، پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالی کے

کوئی نہیں جانتا"۔

اس آیت کی تفسیر صحیح بخاری (6/42) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت فرمائی پھر کہا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ کے پیچھے لگتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالی نے نام لیا ہے لہذا ان سے ہوشیار رہو۔

خوارج جو اہل بدعت کا اولین گروہ ہے، اس کے بارے میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ محکم پر ایمان رکھتے اور متشابہ میں گمراہ ہو جاتے ہیں، حالانکہ اس کی تاویل اللہ تعالی کے سوا کسی کو معلوم نہیں، اور پختہ و مضبوط علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔

(الشریعہ/۲۷)

تمام اہل بدعت کی علامت یہی ہے کہ وہ متشابہ سے تمسک کرتے اور محکم کو ترک کرتے ہیں کیونکہ ان کے دل میں کجی ہوتی ہے۔

بدعت کی مذمت حدیث پاک میں

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلاۃ فجر پڑھائی، پھر ہم کو ایک بلیغ نصیحت فرمائی جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے لہذا آپ ہمیں وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ

کے تقوی اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارا اختلاف دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اسے دانتوں سے مضبوط جکڑلو، اور اپنے آپ کو نئی ایجاد شدہ چیزوں سے بچاؤ، اس لئے کہ ہر ایجاد شدہ چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(مسند احمد 4/127، ابوداود 5/13-15، ترمذی 4/149-١٥٠)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے تو فرماتے:

((أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّ خَيْرَ الحَدِيثِ كِتَابُ الله ، وَخَيرَ الهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ، وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَكُلّ بِدْعَة ضَلالَةٌ))

(مسلم 2/592)

"أما بعد، یقینا سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے۔ سب سے بہتر طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ سب سے بری چیز اس میں ایجاد کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))

(بخاری 9/132، مسلم 3/1344)

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے

تو وہ مردود اور ناقابل قبول ہے۔"

دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

(مسلم 3/1344)

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پہ ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: یہ حدیث اسلام کا ایک عظیم قاعدہ ہے، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات میں سے ایک ہے۔ یہ ہر طرح کی بدعت اور خودساختہ امور کی تردید میں صریح ہے۔ دوسری روایت میں مفہوم کی زیادتی ہے، اور وہ یہ کہ بعض پہلے سے ایجاد شدہ بدعتوں کو کرنے والے کے خلاف اگر پہلی روایت بطور حجت پیش کی جائے تو وہ بطور عناد کہے گا کہ میں نے تو کچھ ایجاد نہیں کیا، لہذا اس کے خلاف دوسری روایت حجت ہو گی، جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر نئی چیز مردود ہے، خواہ کرنے والے نے اسے از خود ایجاد کیا ہو یا اس سے پہلے اسے کوئی ایجاد کر چکا ہو۔

(شرح مسلم للنووی 12/16)

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصل عظیم ہے۔ جس طرح

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ))

والی حدیث اعمال کے باطن کو پرکھنے کا ذریعہ ہے، اسی طرح یہ حدیث اعمال کے ظاہر کو پرکھنے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ ہر وہ عمل جس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو عامل کے لئے اس کا کوئی ثواب نہیں، اسی طرح ہر وہ عمل جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق نہیں اس کے عامل کے منہ پر مار دیا جائے گا۔ اور جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کوئی چیز ایجاد کی اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

(جامع العلوم والحکم)

ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))

"جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔"

(بخاری 7/2، مسلم 2/102)

مذکورہ آیات واحادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

1) بدعت کی مذمت میں وارد نصوص عام ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تقسیم اور تفریق نہیں۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے، کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی۔

2) بدعت صرف مذموم ہوتی ہے گرچہ بدعتی اسے مستحسن سمجھے۔

3) بدعت ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں ایجاد کیا گیا ہو، اور خاص وعام کسی بھی طریق سے شریعت میں اس کی دلیل موجود نہ ہو۔

بدعتوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفرت

صحابۂ کرام کتاب وسنت پر عمل کے حریص تھے۔ بدعت واہل بدعت سے انتہائی بغض و نفرت رکھتے تھے۔ چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا:

(میں صرف متبع ہوں بدعتی نہیں ہوں)

نیز عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم اتباع کرو، بدعت کا کام مت کرو، تمھارے لئے اتباع ہی کافی ہے۔"

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:"اللہ کا تقوی اور استقامت لازم پکڑو۔ اتباع کرو، بدعت کا کام مت کرو"۔

(مذکورہ تمام روایات سنن دارمی سے منقول ہیں)

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:(جو عبادت صحابۂ کرام نے نہیں کی اسے تم مت کرو، پہلے لوگوں نے بعد والوں کے لئے نئی بات کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دی ہے)۔

(ابوداود)

بدعت کے تعلق سے سنن دارمی (1 / 61) کا ایک بڑا عبرت آموز واقعہ ہے جسے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ صحیحہ (حدیث 2005) میں ذکر کیا ہے۔ ہم اس کا خلاصہ یہاں ذکر کرتے ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں کچھ لوگوں کو صلاۃ کے انتظار میں دیکھا، وہ حلقہ بنا کر بیٹھے تھے اور ان کے ہاتھ میں کنکریاں تھیں۔ ان میں سے ایک کہتا: سو بار لا الہ الا اللہ پڑھو تو وہ سو بار لا الہ الا اللہ پڑھتے، پھر وہ کہتا سو بار تسبیح پڑھو تو وہ سو بار تسبیح پڑھتے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ بات نئی اور منکر معلوم ہوئی۔ انھوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ ان کے پاس گئے، اور ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم کنکریوں کے ذریعہ تسبیح و تہلیل اور تکبیر کا ورد کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنے گناہوں کو شمار کرو، میں ضمانت لیتا ہوں کہ تمھاری کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ افسوس! اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھاری ہلاکت کتنی جلد ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ابھی تمھارے درمیان موجود ہیں، تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ابھی تک بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن ابھی نہیں ٹوٹے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یا تو تم ملت محمدیہ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا پھر ضلالت کا دروازہ کھول رہے ہو۔ ان لوگوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! ہم نے محض خیر کے ارادے سے ایسا کیا۔ آپ نے فرمایا: کتنے ہی خیر کے چاہنے والے خیر کو نہیں پاتے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتایا ہے کہ ایک قوم قرآن کو پڑھے گی وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم شاید ان میں سے اکثر لوگ تم ہی میں سے ہوں گے۔

بدعتوں کے رواج پانے کے اسباب

بدعتوں کے رواج پانے کے چند اسباب و محرکات ہیں, مندرجہ ذیل اسباب زیادہ عام اور اہم ہیں:

1) بدعات کی تردید میں علماء حق کا تساہل اور علماء سوء کی طرف سے قیادت نیز مالی فوائد کے حصول کی خاطر بدعات کی تحسین وتزئین۔

2) عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے حکمرانوں کی طرف سے بدعات کی تائید۔

3) علم کے بغیر فتوی، تعلیم وارشاد اور دعوت وتبلیغ۔

4) سنت سے جہالت یعنی سنت کے مقام ومرتبہ نیز صحیح وضعیف اور مقبول ومردود کی تمیز سے ناواقفیت۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت

اطاعت کے معنی فرمانبرداری اور حکم کی بجاآوری کے ہیں، یعنی ہر کام میں اور ہر معاملہ میں خدا اور اس کے رسول کے ارشاد کے مطابق عمل کرنا چاہیے، خواہ دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا معاملہ ہو، اس اطاعت اور فرمانبرداری پر قرآن مجید میں بہت زور دیا گیا ہے، اور جگہ جگہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول تاکیدی حکم آیا ہے، چند آیتوں کو پڑھئے، سنئے اور سمجھئے تاکہ اطاعت کا مفہوم کماحقہ سمجھ میں آجائے:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(آل عمران:132)

اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾

(النساء:69)

"اور جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، تو یہ ان لوگوں کیساتھ ہوں گے، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔"

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾

(النساء:80)

"جو شخص اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے، وہ یقینا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔"

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾

(انفال:46)

"اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔"

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾

(آل عمران:32)

"کہہ دیجیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔"

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا﴾

(المائدة:92)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور بچتے رہو۔

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾

(آل عمران:32)

"کہہ دیجیے اللہ کی اطاعت کرو، اور اس کے رسول ﷺ کی بھی اطاعت کرو۔"

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾

(النور:52)

"اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے، تو یہی لوگ بامراد ہیں۔"

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(النور:56)

"اور نماز قائم کرو، اور زکوۃ دو، اور اللہ کی اطاعت کرو، اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾

(الاحزاب:56)

"اور نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومنہ عورت کے شایان شان ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی بات کا فیصلہ کر دیں، تو وہ اس معاملہ میں اپنا کچھ اختیار سمجھیں، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے، تو وہ کھلی گمراہی میں گمراہ ہو گیا۔"

ان دس آیتوں سے اطاعت اور فرمانبرداری کی تاکید صراحۃً ثابت ہوتی ہے، اور رسول کی اطاعت خدا ہی کی اطاعت ہے، اور بہت سی حدیثیں بھی اس اطاعت کی اہمیت میں آتی

ہیں، جن میں سے دو چار حدیثیں ہم آپ کو سناتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جآءت ملائکۃ الی النبیﷺ فقالواان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوالہ مثلا قال بعضھم انہ نآئم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا مثلہ کمثل رجل بنی داراو جعل فیھامادبۃ وبعث داعیا فمن اجاب الداعی دخل الداروا کل من المادبۃ و من لم یجب الداعی لم ید خل ا لدار ولم یاکل من المادبۃ فقالوا اولوھا لہ یفقھھا قال بعضھم انہ نائم و قال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا الدار الجنۃ و الداعی محمد فمن اطاع محمدا فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا فقد عصی اللہ ومحمد فرق بین الناس۔(رواہ البخاری)

رسول اللہ ﷺ کے پاس فرشتوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، جب کہ آپ ﷺ سو رہے تھے ان فرشتوں نے آپس میں کہا، کہ تمہارے ان صاحب (محمد ﷺ) کی ایک مثال ہے، اس مثال کو بیان کرو، ان میں سے بعض فرشتوں نے کہا، آپ سو رہے ہیں، (مثال بیان کرنے سے کیا فائدہ جب کہ سن نہیں سکتے، ان میں سے (بعض فرشتوں نے اس کا یہ جواب دیا، کہ آنکھ سوتی ہے، دل جاگتا ہے، (جو کچھ تم بیان کروگے وہ سمجھ لیں گے، پھر

وہ بیان کرنے لگے) ان کی ایسی مثال ہے، جیسے کسی شخص نے مکان تیار کیا، اور لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے دستر خوان چنا، یعنی دعوت کا اہتمام کیا، اور لوگوں کو دعوت دینے کے لئے ایک شخص کو بھیجا، (یہ بلانے والا سب کو دعوت دے رہا ہے) تو جس نے اس بلانے والے کی دعوت منظور کر لی، اور اس کے ساتھ چلا آیا، تو اس کے ساتھ اس مکان میں داخل ہو جائے گا اور چنے ہوئے دستر خوان سے کھانا بھی کھائے گا، اور جس نے اس دعوت دینے والے کی بات نہ مانی، اور نہ دعوت کو قبول کیا، تو وہ نہ مکان ہی میں داخل ہو سکتا ہے، اور نہ دعوت کا کھانا ہی کھا سکتا ہے، ان فرشتوں نے کہا (بہت بہترین مثال ہے لیکن) اس مثال کی توضیح و تشریح کر دو تا کہ آپ سمجھ لیں، اس پر بعض نے کہا کہ آپ ﷺ سو رہے ہیں (کیا سمجھیں گے) دوسرے نے جواب دیا، آپ ﷺ کی آنکھ سوتی ہے، مگر دل جاگتا ہے (جو کہو گے آپ ﷺ صاف صاف سمجھ جائیں گے) پھر وہ کہنے لگے، وہ مکان تو جنت ہے، اور اس کا بلانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اور اس نے لوگوں کو دعوت دینے کے لیے محمد ﷺ کو بھیجا ہے، کہ آپ ﷺ بلانے والے ہیں، پس جس نے محمد ﷺ کی دعوت منظور کر لی، اور آپ ﷺ کی اطاعت کر لی اس نے اللہ کی اطاعت کر لی، وہ مکان میں داخل ہو گا، اور وہاں کی نعمتوں کو کھائے گا، اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی (نہ وہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ وہاں کی نعمتوں کو کھا سکتا ہے) اور محمد ﷺ لوگوں میں فرق کرنے والے اور تمیز کرنے والے ہیں۔

یعنی کافر اور مومن میں یہی تمیز ہے، کہ جو اللہ کے رسول کی تابعداری کرے گا، وہ مومن ہو گا، اور جو رسول کی اطاعت نہیں کرے گا، وہ کافر ہو گا، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

کل امتی یدخلون الجنة الامن ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی۔ (بخاری)

میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہو گا، مگر جس نے میرا انکار کیا(وہ داخل نہیں ہو گا) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کیا گیا، وہ کون شخص ہے، جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انکار کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے میری تابعداری کی وہ جنت میں داخل ہو گا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کر دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی فرض ہے، اور نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا، حضرت ابو موسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ ﷺ انما مثلی ومثل ما بعثنی اللہ بہ کمثل رجل اتی قوما فقال یا قوم انی رایت الجیش بعینی وانی انا النذیرا لعریان فالنجاء النجاء فاطاعه طائفة من قومه فادلجوا فانطلقوا علی مهلهم فنجوا وكذبت طائفة منهم فاصبحوا مكانهم فصبحهم الجيش فاهلكهم واجتاحهم فذلک مثل

من اطاعنی فاتبع ما جئت به ومثل من عصانی وکذب ما جئت به من الحق۔ (متفق علیه)

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری اور اس دین کی مثال جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر دنیا میں بھیجا ہے، اس شخص کی طرح ہے، جو اپنی قوم کے پاس آیا، اور کہا اے میری قوم! میں نے دشمن کے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے (وہ دشمن بہت جلد حملہ آور ہونے والا ہے) میں تم کو اس دشمن سے ہوشیار کرتا ہوں اور خیر خواہی کے لیے تمہیں ڈراتا ہوں، لہٰذا اس دشمن کے آنے سے پہلے اپنی نجات کا سامان کر لو، اور بچنے کی کوئی صورت نکال لو، اس کی ان ناصحانہ باتوں کو سن کر اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مان لیا، اور راتوں رات آہستہ آہستہ وہاں سے چل پڑے، اور دشمن سے نجات پا گئے، اور کچھ لوگوں نے اس کو نہ سمجھا، اور صبح تک اپنے بستروں پر سوئے پڑے رہے، کہ دشمن کا لشکر صبح ان پر ٹوٹ پڑا، اور ان کو ہلاک وبرباد کر ڈالا، اور ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا، پس بالکل ہو بہو یہی مثال اس شخص کی ہے، جس نے میری بات مان لی، اور میری تابعداری کی، اور جو احکام خدا کی طرف سے لایا ہوں، ان کی پیروی کی، اور اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی، اور میری لائی ہوئی سچی بات کی تکذیب کی، اور اس کو جھٹلایا۔

یعنی اطاعت اور تابعداری کرنے والا نجات پائے گا، اور نافرمانی کرنے والا ہلاک ہو گا۔

حقوق النبی ﷺ

محسنِ انسانیت، رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کے چند حقوق کا ذکر آپ صادق وامین ہیں خاتم النبیین وخاتم الرسل ہیں آپ ﷺ پر ایمان لانا۔

ایمان کے جو بنیادی ارکان ہیں، اُن میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا بھی داخل ہے، اگر کوئی شخص اللہ پر ایمان لانے کا دعوے دار ہو اور آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کرے، اُسے مومن قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ارشاد ربانی ہے: اے ایمان والو! ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اُس کے رسول پر الخ۔ (النساء: 136) نیز ارشاد فرمایا: اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، وہی اپنے پروردگار کے نزدیک سچے ہیں۔ (الحدید: ۱۹) احادیث کے مطابق بھی درجِ ذیل امور پر ایمان لانے کو ضروری ہے: (1) اللہ تعالیٰ پر (2) فرشتوں پر (3) (اللہ کی طرف سے نازل کردہ) کتابوں پر (4) رسولوں پر (5) آخرت کے دن پر (6) تقدیر اچھی ہو یا بری، اُس کے اللہ ہی کے طرف سے ہونے پر۔ (بخاری)

آپ ﷺ کی اطاعت کرنا

رسول کی اطاعت مستقلاً واجب ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ (النساء: 59)، اس کو اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت کے ساتھ یوں فرمادیا: جس نے رسول کی اطاعت کی، اُس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ (النساء: 80) نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ

کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔(مسلم) معلوم ہوا کہ صرف اللہ پر یا رسول پر ایمان لانا کافی نہیں بلکہ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت بھی واجب ہے۔

آپ ﷺ کا ادب واحترام کرنا

رسول اللہ ﷺ کا نہایت ادب واحترام بھی ایمان والوں پر لازم وضروری بلکہ ایمان کا جز وہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان والوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہی، رسولوں کو بھیجنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، تا کہ تم لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ، اُس کا ساتھ دو اور اُس کا ادب کرو۔(الفتح:9-8) بلکہ آپ ﷺ کے غایت درجے احترام کی نسبت ایمان والوں کو سخت تنبیہ کی اور ارشاد فرمایا: اے وہ لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز میں بات کرو، جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمھارے (اس بے ادبی کے باعث) تمام (نیک) اعمال برباد ہو جائیں اور تمھیں شعور بھی نہ ہو۔ (الحجرات:2)

آپ ﷺ سے محبت کرنا

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا بھی ایمان کا جزو ہے وہ بھی ایسی محبت جو انسان کے اپنے اہل وعیال بلکہ اپنے نفس پر بھی غالب ہو۔

(الاحزاب:6۔ سورۃ توبہ 24 سورۃ الاعراف 157)

الحدیث

آپ ﷺ کی نصرت ومدد کرنا؛

،ارشادِ ربانی ہے: اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون غیب کی باتوں کو بغیر دیکھے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ (اس کے ذریعے تمھیں آزمانا اور نوازنا چاہتا ہے، ورنہ) بے شک اللہ تعالیٰ تو بہت قوت والا اور غلبے والا ہے۔ (الحدید:25) سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی رسول اللہ حضرت محمد ﷺ کی نصرت وحمایت کا عہد لیا گیا تھا، جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب وحکمت عطا کروں پھر تمھارے پاس ایک رسول آئے' جو تمھاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اُس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنی ہوگی۔ (آل عمران: 81) نیز اللہ کے فرشتے بھی رسول اللہ کے رفیق ومددگار ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے کہ بے شک! اللہ اور جبریل اور نیک مومنین اُس (رسول) کے حامی و دوست ہیں اور ان کے علاوہ (دیگر) فرشتے بھی۔ (التحریم:4) اس لیے رسول اللہ ﷺ کی حیات میں اور وفات کے بعد قیامت تک مومنین پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدد ونصرت کریں۔ آپ ﷺ کی حیات میں تو آپ ﷺ کے اصحابؓ نے اس نصرت کا گویا حق ادا کردیا، اب آپ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد مومنین پر لازم ہے کہ وہ مندرجۂ ذیل صورتوں میں رسول اللہ ﷺ کی مدد و نصرت کریں: (1) آپ ﷺ کی سنت کی باطل پرستوں کے ناجائز حیلوں، جاہلوں کی تحریف و تخریب سے حفاظت (2)

طعن پرستوں کے طعن اور گستاخوں کی گستاخی سے دفاع۔

آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ ماننا

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد ﷺ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، ہاں اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(الاحزاب:40)

آپ ﷺ کے اہلِ بیت و صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا

رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اہلِ بیت میں داخل ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:(اے نبی کی گھر والیوں!) اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے نجاست کو دور کر دے اور تمھیں خوب پاک کر دے۔(الاحزاب:33)اس آیتِ مبارکہ میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو قطعی طور پر اہلِ بیت میں شمار کیا گیا نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مومنین کے لیے نبی کی ذات، اُن کے اپنے نفس پر مقدّم ہے اور نبی کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔ (الاحزاب:6) صحابی: جو ایمان کی حالت میں حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کئے اور اسی حالت میں وہ دنیا سے رخصت بھی ہوا ہو۔ صحابہ، صحابی کی جمع ہے۔ (تدریب الراوی)حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خرچ کیے ہوئے ایک مد بلکہ اس کے نصف کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا۔(بخاری)اور ایک حدیث میں فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے

ڈرتے رہو! میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو! میرے بعد انھیں 'نشانہ' مت بنالینا، کیوں کہ جو شخص ان سے محبت کرے گا، وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا، جو ان سے بغض رکھے گا، وہ در حقیقت مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انھیں تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالیٰ اسے جلد ہی اپنی گرفت میں لے لے گا۔(ترمذی)

آپ ﷺ ھی کے لیے دوستی یا دشمنی رکھنا

رسول اللہ ﷺ کا ایک حق اہلِ ایمان پر یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے۔ ظاہر ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، اُس کے گلی کوچے اور در ودیوار سے بھی محبت ہوتی ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والوں سے محبت کا اور آپ سے دشمنی رکھنے والوں سے دشمنی کا معاملہ کیا جائے۔ ارشادِ ربانی ہے: اللہ تعالیٰ تمھیں کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے، جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا اور تمھارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی، جو لوگ ایسے کافروں سے دوستی کریں گے 'وہ ظالم ہیں۔

(الممتحنہ:9)

آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا

بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی پر صلوۃ بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجا کرو۔

(الاحزاب:56)

نوٹ: سیرت انبیاء علیہم السلام وسیرت نبی ﷺ اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن پر تفصیلی بیانات ہے ارشد لشیر مدنی کے یوٹیوب پر دستیاب ہیں مشاہدہ فرمائیں۔

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

شمار	نام	سال وفات
1	خدیجہ رضی اللہ عنہا	10 نبوی
2	سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	22ہجری
3	عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	57ہجری
4	حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	45ہجری
5	زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	4ہجری
6	ام سلمہ رضی اللہ عنہا	63ہجری
7	زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	20ہجری
8	جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	50ہجری
9	ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	44ہجری
10	صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا	50ہجری
11	میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	51ہجری

اولاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے تھے۔ جن کے نام درج ذیل ہے:

بیٹے	
1	قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ
2	ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ

3	عبد اللہ بن محمد رضی اللہ عنہ
بیٹیاں	
1	فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا
2	ام کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا
3	رقیہ بنت محمد رضی اللہ عنہا
4	زینب بنت محمد رضی اللہ عنہا

عشرہ مبشرہ

عشرہ مبشرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ ہیں جن کا ذکر عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے ،عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابو بکر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، علی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، زبیر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سعد رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سعید رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔

(سنن ترمذی حدیث نمبر:3682)

اور جو حدیث میں سعد کا نام لیا گیا وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہیں۔

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور بھی کئ ایک صحابہ کو جنت کی خوشخبری دی گئ ہے مثلا خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن سلام اور عکاشہ بن محجن رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

ایک ہی حدیث میں ان سب کے نام ذکر ہونے کی بنا پر انہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام		
شمار	نام	وفات
1.	حمزہ رضی اللہ عنہ	3ھ
2.	عباس رضی اللہ عنہ	32ھ
3.	حسن رضی اللہ عنہ	50ھ
4.	حسین رضی اللہ عنہ	61ھ
5.	عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	73ھ
6.	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	68ھ
7.	عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	73ھ
8.	عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	63ھ
9.	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	32ھ
10	انس رضی اللہ عنہ	93ھ

بعض تابعین کے نام		
شمار	نام	وفات
1.	اویس بن عامر قرنی رحمۃ اللہ علیہ	37ھ
2.	سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ	94ھ
3.	عروۃ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ	94ھ
4.	ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ	94ھ

98ھ	خارجہ بن زید بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ	.5
98ھ	عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ	.6
108ھ	قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ	.7
109ھ	سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ	.8
114ھ	عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ	.9
124ھ	امام زہری رحمۃ اللہ علیہ	10.
110ھ	محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ	11
110ھ	حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	12
101ھ	عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ	13
	مجاہد و عکرمہ و قتادہ رحمۃ اللہ علیہم	

بعض تفاسیر اور مفسرین کے نام		
تفسیر	**مفسرین**	**شمار**
جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر طبری)	امام طبری رحمۃ اللہ علیہ	.1
معالم التنزیل (تفسیر بغوی)	امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ	.2
تفسیر ابن ابی حاتم	امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ	.3
تفسیر قرطبی	امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ	.4
تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)	امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ	.5

6.	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (تفسیر سیوطی)
7.	امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر فتح القدیر
8.	امام سعدی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر سعدی
9.	الشیخ شنقیطي رحمۃ اللہ علیہ	اضواء البیان
10.	شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ اور الشیخ حکمت بشیر حفظہ اللہ	تفسیر ابن العثیمین، التفسیر الصحیح المسبور

بعض محدثین کے نام		
شمار	**نام**	**کتاب**
1.	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	صحیح بخاری
2.	امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ	صحیح مسلم
3.	امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ	سنن ابو داود
4.	امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	سنن ترمذی
5.	امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ	سنن نسائی
6.	امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ	سنن ابن ماجہ

بعض فقہاء کے نام		
شمار	**نام**	**پیدائش**
1.	امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	80ھ

2.	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	93ھ
3.	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	150ھ
4.	امام احمد رحمۃ اللہ علیہ	164ھ
5.	امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ	661ھ

حلال وحرام کی چیک لیسٹ

عَنِ النُّعمانِ بنِ بشیرٍ -رَضی اللہ عنہُما -قال: سَمِعتُ رَسُولَ اللہِ -صلی اللہ علیہ وسلم - یقولُ: ((إنَّ الحلالَ بَیِّنٌ وإنَّ الحرَامَ بَیِّنٌ، وبینَہُما أُمُورٌ مُشتَبِہاتٌ، لا یَعْلَمُہنّ کثیرٌ مِن النَّاسِ، فَمَن اتَّقی الشُّبہاتِ استبرأ لِدِینِہِ وعِرضِہ، ومَنْ وَقَعَ فی الشُّبُہاتِ وَقَعَ فی الحَرَامِ، کالرَّاعی یرعَی حَولَ الحِمَی یُوشِكُ أنْ یرتَعَ فیہِ، ألا وإنَّ لِکُلِّ مَلِكٍ حِمًی، ألا وإنَّ حِمَی اللہِ محارِمُہُ، ألا وإنَّ فی الجَسَدِ مُضغَةً إذا صلَحَتْ صلَحَ الجَسَدُ کلُّہ، وإذَا فَسَدَت فسَدَ الجَسَدُ کلُّہ، ألا وہِیَ القَلبُ))

(بخاری:52،ومسلم:1599)

حلال کو اپنانا اور شبہات کو ترک کرنا

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ : سَمِعْتُهُ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (وَأَهْوَى النُّعْمَانُ بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ) : إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ ، كَالرَّاعِي يَرْعَى [51/5] حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً ، إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، وَإِذَا

فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))

ابو عبد اللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: "بے شک حلال بالکل واضح ہے اور حرام بھی بالکل واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض امور ومعاملات شبہ والے ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے پھر جو کوئی بچ گیا شبہ کی چیزوں سے بھی، اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو کوئی ان شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا دراصل وہ حرام میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو چراگاہ کے آس پاس اپنے جانور کو چرائے۔ قریب ہے کہ وہ جانور کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے، سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ (حد بندی) ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ (حدود) حرام کردہ چیزیں ہیں۔ خبر دار رہو! جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو گا تو سارا جسم درست ہو گا اور جب وہ بگڑا، سارا جسم بگڑ جائے گا۔ خبر دار رہو! وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البیوع، بَابُ أَخْذِ الْحَلَالِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ،: 1599)

حلال وحرام کی چیک لیسٹ

(مختصر نوٹ)

عقائد میں شرک برا، عبادات میں بدعت بری، معاملات میں حرام برا اور اخلاقیات میں بد اخلاقی بری۔ لہذا چاروں شعبوں میں اپنے آپ کو گندگی سے بچاتے ہوئے طیب زندگی گزارنا واجب ہے اور "ادخلوا فی السلم کافة" کا تقاضہ ہے اور اس کے لیے "طلب العلم فریضة علی کل مسلم (ابن ماجہ: 224)" پر عمل کرتے ہوئے علم کا حصول اشد ضروری ہے:

- علم التوحید ورد شر
- علم السنۃ ورد بدعت
- علم الحلال والحرام
- علم الاخلاق المحمودہ والمذمومہ

کھانے پینے کے آداب

1) اسلام نے پاک چیزوں کو جائز قرار دیا۔

(بقرہ:168،172)

2) مردار، خون، سور کا گوشت، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور حرام ہے۔

(بقرہ:173)

3) وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اگر اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں۔

(مائدہ:3)

4) ٹڈی مردار کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔

(بخاری:5495، مسلم:1952)

5) سمندر کے جانور حلال ہیں، اگر وہ مر جائے تب بھی (سوائے جب صحت کے لیے مضر ہو)۔

(ترمذی:69، نسائی:333، ابن ماجہ:386)

6) مردار کی کھال (اگر اسے دباغت دی جائے)، ہڈی اور بال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

(بخاری:1492، مسلم:363)

7) مجبوری کی حالت میں حرام چیزیں جائز ہو جاتی ہیں۔

(انعام:119،بقرہ:273)

8) ہر چیر پھاڑ کرنے والا درندہ (کچلیوں کے ساتھ شکار کرنے والا درندہ) کھانا حرام ہے۔

(مسلم:1934)

9) ہر ایسا پرندہ جو پنجوں میں گرفت کر کے کھائے حرام ہے۔

(مسلم:1934)

10) پالتو گدھے کا گوشت حرام ہے۔

(بخاری:5525، مسلم:1941)

11) غلاظت کھانے والا جانور غلاظت ختم ہونے سے پہلے حرام ہے۔

(سنن ابو داؤد:3786)

12) کتے، بلیلاں اور ہر خبیث جانور سب حرام ہے۔

(مسلم:1569، اعراف:157)

13) اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، جب تک حرمت والے اصول صادر نہ ہو جائیں۔

(مائدہ:5)

14) شراب پینا حرام ہے۔

(مائدہ:90)

15) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(مائدہ:90، مسلم:2003، بخاری:4343)

16) سونے چاندی کے برتن میں کھانا ممنوع ہے۔

(بخاری:5634، مسلم:2065)

17) بلاضرورت اور شرعی جواز کے علاوہ کتے پالنا منع ہے۔

(ابوداؤد:4158، ترمذی:2806، نسائی:5367)

18) مجسمے اور روح والی اشیاء کی تصاویر لگانا ممنوع ہے۔

(ابوداؤد:4158، ترمذی:2806، نسائی:5367)

19) اسراف و تبذیر حرام ہے۔

(بنی اسرائیل:27)

لباس اور زینت کے آداب

20) ستر ڈھانکنا واجب ہے۔(مسلم:338)

21) سفید لباس پہننا مستحب ہے۔(ابوداؤد:4061، ترمذی:994)

22) خالص لال رنگ کا لباس پہننا منع ہے جو زعفران یا عصفر نامی جڑی بوٹی سے رنگا ہو۔(مسلم:2077، صحیح نسائی:5281)

23) ایسا لباس جو خالص لال نہ ہو بلکہ اس میں دیگر رنگوں کی آمیزش ہو تو ایسا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(بخاری:5400)

24) مرد کا لباس ٹخنے سے اونچا اور عورت کا لباس ڈھیلا اور ٹخنے سے نیچے ہونا چاہیے۔(بخاری:5783، مسلم:2085)

25) جمعہ یا کسی خاص مناسبت کے لیے مخصوص لباس اور زینت کا اہتمام کرنا جائز ہے۔(ابو داؤد:343)

26) شہرت کا لباس پہننا حرام ہے۔(ابو داؤد:4029)

27) تکبر کا لباس پہننا حرام ہے۔(بخاری:5783، مسلم:2085)

28) بغیر کسی عذر کے مردوں کے لیے سونا اور ریشمی لباس پہننا حرام ہے۔(ابو داؤد:4057، نسائی:5147، ابن ماجہ:3595)

29) ایسے کپڑے پہننا یا استعمال کرنا حرام ہے جن پر صلیب یا کسی روح والی شئ کی تصویر ہو۔(بخاری:5961)

30) مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی شکل وصورت اختیار کرنا حرام ہے۔(بخاری:5885)

31) عورت کو تنگ اور ایسا باریک لباس پہننا بھی حرام ہے جس سے اُس کا بدن ظاہر ہو۔(مسلم:2128)

32) زینت میں غلو کے لیے خلق اللہ میں تغیر حرام ہے۔(نساء:119)

33) بدن کو گودنا ممنوع ہے۔(بخاری:5940)

34) دانتوں کو نوکدار بنانا اور ان کے درمیان فاصلہ کرنا ممنوع ہے۔(بخاری: 5940، 5943)

35) 35) بھویں باریک کرنا ممنوع ہے۔(ابو داؤد:4170) شیخ بن باز نے

اجازت دی ہے اگر بھویں مہیب یا نفرت انگیز ہوں تو کاٹنا علاج کی نیت سے ہو تو جائز ہے لیکن عام حالات میں بھویں زیب وزینت کی نیت سے تراشنا ممنوع ہے۔

36) وِگ کا استعمال ممنوع ہے (شرعی حدود میں رہ کر سر پر بالوں کا اگانا علاج کی قبیل سے ہو تو جائز ہے)۔(بخاری:5933)

37) سفید بالوں کو خضاب (مہندی) لگانا مستحب ہے سوائے کالے رنگ کے۔ (بخاری:5899، مسلم:2103)

38) مونچھیں کترنا اور داڑھی بڑھانا واجب ہے۔(بخاری:5892)

کسب اور پیشہ

39) جو شخص کام کی قدرت رکھتا ہو، اس کا کمائی کے بغیر بیٹھے رہنا اور دوسروں سے مانگنا حرام ہے۔(ابوداؤد:1634)

40) کاشت کاری اس وقت حرام ہو جاتی ہے جس کے کھانے یا استعمال کو مضر قرار دیا گیا ہو، مثلاً گانجا وغیرہ۔(بقرہ:195)

41) قحبہ گری ممنوع پیشہ ہے۔(نور:33)

42) رقص اور جنسی جنون ممنوع پیشہ ہے۔(بنی اسرائیل:32)

43) مجسموں اور صلیب وغیرہ کی صنعت ممنوع ہے۔(بخاری:2225)

44) نشہ آور اور مخدّر عقل اشیاء کی صنعت ممنوع ہے۔(بقرہ:195)

معاشرتی آداب

45) اجنبی عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے۔(ترمذی:2165)

46) اجنبی عورت پر عمداً یا شہوت والی نظر ڈالنا ممنوع ہے۔(نور:30)

47) عورت کا زیب وزینت کے ساتھ غیر محرم مردوں کے سامنے نکلنا حرام ہے۔ (نور:31)

48) عورت کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا لازم ہے شرعی حدود کے مطابق۔ (احزاب:59)

49) زنا اور عمل قوم لوط حرام کاموں میں سے ہے۔(شعراء:165)

50) مشت زنی ممنوع ہے۔(مؤمنون:5-7)

شادی بیاہ

51) اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔(بخاری:5063، مسلم:1401)

52) جس عورت کو نکاح کا پیغام دینا ہو، اس پر نظر ڈالنا جائز ہے۔(مسلم:1424)

53) جو عورت عدت میں ہو اس کو نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں (طلاق یا شوہر کی وفات کی عدت)۔(بقرہ:235)

54) اپنے مسلمان بھائی کے پیغام پر پیغامِ نکاح دینا جائز نہیں۔(بخاری:5142، مسلم:1412)

55) کنواری لڑکی سے نکاح کی اجازت لی جائے اور جبر نہ کیا جائے۔ (مسلم:1421)

56) ولی کے بغیر عورت کا نکاح حرام ہو جاتا ہے راجح قول کے مطابق۔

(ابو داؤد:2085)

جن عورتوں سے نکاح حرام ھے

57) ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجیاں، بھانجیاں (نسبی ہوں یا رضاعی دونوں قسم کے رشتے)

بیوی کی ماں

- ❖ ربیبہ (یعنی جس بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کر چکا ہو اس کی لڑکی)
- ❖ بیٹے کی بیوی (نساء:22-24، بخاری:2645، مسلم:1447)
- ❖ دو بہنوں کو ایک مرد کی زوجیت میں بیک وقت جمع کرنا (نساء: 23)
- ❖ بیوی کی موجودگی میں اس کی پھوپھی یا خالہ کو بیک وقت جمع کرنا۔

(بخاری:5109)

- ❖ شادی شدہ عورتیں (نساء:22-24)
- ❖ مشرک عورتیں (بقرہ:221)
- ❖ زانیہ (فاحشہ، قحبہ گری کرنے والی) (نور: 3، ابو داؤد: 2051)

58) کتابیہ سے نکاح جائز ہے الا یہ کہ شرعی حدود پامال ہو رہے ہوں۔(مائدہ: 5)

59) مسلم عورت پر غیر مسلم سے نکاح حرام ہے خواہ غیر مسلم کتابی ہو یا غیر کتابی۔(بقرہ:221)

60) نکاحِ متعہ حرام کر دیا گیا ہے۔(مسلم:1406)

61) اسلام نے مردوں کو عدل کی شرط کے ساتھ بیک وقت چار نکاح کی اجازت دی ہے۔(نساء:3)

62) عورتوں کی دبر میں صحبت کرنا حرام ہے۔(ابن ماجہ:1934)

63) حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔(مسلم:1471)

64) مطلقہ کو اپنے شوہر کے گھر میں عدت گزارنا چاہیے جب تک کہ شرعی عذر کی بنا اجازت نہ مل جائے۔(طلاق:6)

65) مطلقہ کو اپنی مرضی سے دوسرا نکاح کرنے سے روکا نہ جائے البتہ نصیحت و خیر خواہی کا دروازہ کھلا ہے۔(بقرہ:232)

66) خلع عورت کا حق ہے۔(بخاری:5273)

67) بیوی کو ستانا حرام ہے اسی طرح شوہر کو ستانا بھی حرام ہے۔(نساء:19)

68) اعتقاد

69) کاہنوں کی تصدیق کرنا کفر ہے۔ اور صرف دلچسپی لینا بغیر تصدیق کے وہ بھی حرام ہے۔(مسلم:2230،ابوداؤد:3904)

70) پانسوں کے ذریعہ قسمت معلوم کرنا حرام ہے۔(مائدہ:3)

71) جادو سیکھنا اور کرنا حرام ہے۔(بخاری:5764، مسلم:89)

72) 71) تعویذ لٹکانا حرام ہے، "رقیہ شرعیہ "غیر شرعی جھاڑ پھونک اور مختلف فیہ تعویذوں سے مستغنی کر دیتا ہے۔(مسند احمد، ترمذی:2072)

73) بدشگونی لینا حرام ہے۔اچھا شگون لینا جائز ہے باذن اللہ۔ (ابو داؤد: 3907)

74) نوحہ کرنا حرام ہے, تسلی و دعا جائز ہے۔(بخاری:1294، مسلم:103)

75) دین میں کوئی بھی نیا کام ایجاد کرنا حرام ہے۔(دنیوی ڈیولپمنٹ میں شرعی حدود میں رہ کر ابداعی و اختراعی چیزیں حلال ہیں۔)(بخاری:2697)

76) کتاب و سنت کے واضح احکام رہتے ہوئے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کسی کی اندھی تقلید اور تعصب اعمی حرام ہے۔(ال عمران:32)

نوٹ: عبادہ محضہ کی اصل "منع" ہے جب تک کہ کرنے کی دلیل نہ آجائے، عبادت غیر محضہ کی اصل "اباحت یعنی جائز" ہے جب تک کہ روکنے کی دلیل نہ آجائے۔(شیخ سعد الشثری)۔لیکن یہ فیصلہ عام آدمی نہیں لے گا بلکہ راسخ فی العلم ہی فیصلہ لے گا باذن اللہ۔

معاملات

77) حرام چیزوں کی بیع بھی حرام ہے۔(بخاری:2236، مسلم:1581)

78) تحلیل تحریم اور تحریم تحلیل (حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانا) کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔(مائدہ:87)

79) جوا، جہالت کثیرہ اور غرر کثیر پر مبنی تجارت حرام ہے۔(بخاری:2193)

80) ذخیرہ اندوزی کرنا اور قیمتوں سے کھیلنا ممنوع ہے۔ (مسند احمد، مسلم: 1605)

81) بازار کی آزادی میں مصنوعی مداخلت کرنا ممنوع ہے۔(مسلم:1522)

82) ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے۔(انعام:152)

83) سود حرام ہے۔(نساء:29)

84) نبی ﷺ قرض سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔(ابو داوٗد:1555) قرض لینا دینا جائز ہے ضرورت پر لیکن ابھارا نہیں جائیگا

85) کسی کی بیع پر بیع کرنا حرام ہے۔(بخاری:5142، مسلم:1412)

86) زیادہ قیمت پر ادھار بیع جائز ہے چند شروط کی بنیاد پر۔(فتاوی ابن باز)

87) بیع سلم جائز ہے شروط کے ساتھ(جو پیشگی رقم دے کر معاملہ طے کرنا چاہے وہ ناپ، وزن اور مدت متعین کرلے)۔(بخاری:2239)

88) سرمایہ لگانے والوں کا اشتراک جائز ہے چند شروط کے ساتھ۔

(جدید معاشی مسائل جیسے استصناع، التأجیر المنتھی بالتملیک، بیع بالتقسیط، اسلامی بینک، اسلامی شیئر مارکٹ، چین مارکٹ وغیرہ کے لیے دیکھیے "کتاب البیوع"–ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ، www.abmqurannotes.com

اجتماعی روابط

88) کسی مسلمان سے ترکِ تعلق جائز نہیں البتہ ترکِ تعلق سے اصلاح مقصود ہو تو ٹھیک ہے۔(ابو داوٗد:4912)(شیخ ابن عثیمین نے دین

کی خاطر یا اصلاح کے خاطر ترکِ تعلق اگر کوئی کرتا ہے تو تین دن سے بڑھکر ترکِ تعلق نہ کرے تین دن کے بعد اصلاح کرتے ہوئے تعلقات رکھ سکتا ہے، تاہم ابن عبد البر نے ایک اور تدبیر وحل بتایا کہ تین دن بعد مجانبت اختیار کرے لیکن مکمل قطع تعلق نہ کرے۔

89) باہم صلح صفائی کرانا نیکی کا کام ہے۔(حجرات:10)

90) دوسروں کا مذاق نہ اڑایا جائے۔(حجرات:11)

91) طعن و تشنیع کرنا، برے لقب سے پکارنا، بدگمانی، تجسس، غیبت، یہ سب حرام کام ہیں۔(حجرات:11-12)

92) چغل خوری حرام ہے۔(بخاری:6056، مسلم:105)

93) تہمت لگانا حرام ہے۔(نور:4)

94) مسلمان کا مال، عزت، خون ایک دوسرے پر حرام ہے۔(بخاری: 4406)

95) معاہد اور ذمی کا خون حرام ہے۔(بخاری:3166، نسائی:4753)

96) معصوم غیر مسلم کے جان و مال کی حفاظت ضروری ہے، دہشت گردی کی ہر قسم حرام ہے۔(مائدہ:32)

97) خودکشی حرام ہے۔(نساء:29)

98) رشوت حرام ہے۔(ترمذی:1336)

99) چوری حرام ہے۔(مائدہ:38)

100) اپنے مال میں اسراف کرنا حرام ہے۔(اعراف:31)

سوال: کیا تمام قسم کی Vegetables حلال ہیں؟

جواب: تمام Vegetables حلال ہیں لیکن پانچ چیزیں ان میں پائی جاتی ہیں تو Vegetables بھی حرام قرار پاتی ہیں:

1) نجس (یہ جائز نہیں)

2) مضر (Medically Harmful)

3) مسکر (نشہ آور چیز)

4) مسموم (زہریلی، زہر آلودہ)

5) مغضوب (چوری یا قبضہ کی ہوئی)

مزید تفصیلات کے لیے میری Websites پر Visit کریں:

askislampedia.com/ abmqurannotes.com

محبت الٰہی

اللہ کی محبت اللہ کی سچی اطاعت کا اصل محرک ہے، اور اسی کے ذریعے اللہ کی عبادت ٹھیک راستے پر چلائی جا سکتی ہے، پس جب کہیں یہ محبت غائب ہوتی ہے عبادت اپنی درست راہ سے ہٹ جاتی ہے، کیونکہ سچی درست اور اِن شاء اللہ مقبول عبادت اللہ کی محبت اور اس کے لیے خشوع اور خضوع کے کمال پر مبنی ہوتی ہے، اگر ان میں سے کوئی بھی صفت مفقود ہو جائے یا کمزور ہو جائے تو عبادت مطلوبہ معیار سے اُتر گئی اور اپنے ھدف سے دُور ہو جاتی ہے، عبادت کا معیار اللہ کے ہاں قبولیت ہے اور اس کا ھدف اللہ کی رضامندی کا حصول ہے، اللہ سے محبت کرنے والوں کی ایک بڑی ہی واضح نشانی خود اللہ نے ہی بتا دی، بلکہ اس محبت کے ثبوت کے طور پر اس کا موجود ہونا شرط قرار دیا، اور اپنے رسول کریم ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(اے رسول ﷺ) فرمایے کہ اگر تُم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابع فرمانی کرو، (اس کے بدلے میں) اللہ تُم لوگوں سے محبت کرے گا اور تُمہارے گناہ معاف کرے گا اور اللہ بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے

(سُورت (آل عمران (3) / آیت 31

اس کے علاوہ اِمام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے درج ذیل دس طریقے بیان کیے ہیں۔

:::::::(1):::::::

قران پاک کو ٹھیک سمجھ کے ساتھ پڑھنا، یعنی اللہ کے فرامین کو اللہ کی مراد کے مطابق سمجھا جائے ، اور اس کا واحد طریقہ یہی ہے کہ کہ قران کریم کو اللہ کے رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی سُنّت مبارکہ اور صحابہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم کی جماعت کے فہم کے مطابق سمجھا جائے نہ کہ اپنی عقل و فلسفے یا لغت کی قلابازیوں کے مطابق۔

:::::::(2):::::::

فرائض کی مکمل اور درست طور پر ادائیگی کے بعد سُنت مبارکہ کے عین مطابق نوافل کے ذریعے اللہ کا قُرب حاصل کرنے کے لیے محنت کرتے رہنا، کیونکہ نوافل اِیمان والے کو محب کے درجے سے اونچا کر کے محبوب کے درجے میں پہنچانے والے اسباب میں سے ایک ہے۔

:::::::(3):::::::

دِل و دِماغ کی حاضری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذِکر کو ہمیشگی کے ساتھ کرتے رہنا، زبانی، قلبی اور جسمانی طور پر اللہ کے ذِکر میں مشغول رہنا، پس یاد رہے کہ محب کو اس کی محبت کے مطابق ہی محبوب کی طرف سے محبت ملے گی۔

:::::::(4):::::::

جب کسی اِیمان والے پر کسی خواہش کا، کسی شوق کا غلبہ ہونے لگے تو اللہ کی پسند پر اپنی پسند کو قربان کرنا، خواہ اس کے لیے کتنی ہی مُشقت برداشت کرنا پڑے۔

:::::::(5):::::::

اللہ کے ناموں اور صفات کا دِل کی حاضری کے ساتھ مطالعہ کرنا، اور قلبی، روحانی اور

ذہنی طور پر ان ناموں اور صفات کی معرفت حاصل کرنا۔

::::::(6):::::::

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں اور احسانات کا قلبی وحسی مشاہدہ کرتے رہنا اور ان پر اللہ کی شکر گذاری کرتے رہنا، کیونکہ ایسا کرنا بھی اللہ کی محبت کو جگانے کا مجرب ذریعہ ہے۔

::::::(7):::::::

سب سے زیادہ مزے اور فائدے والا کام یہ ہے کہ اللہ کے حضور اپنے دِل ونفس کو بالکل ہی، ہر لحاظ سے مکمل طور پر ذلیل کر کے رکھنا، یہ ایسا کام ہے جس کی کیفیت اس کا عامل جان ہی سکتا ہے اِسے اِلفاظ اور عبارات میں تعبیر کرنا تقریباًنا ممکن ہے۔

::::::(8):::::::

اللہ کے (آسمانءِ زمین پر) نازل ہونے کے وقت میں اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا اور اس تنہائی میں اس کے ساتھ مناجات کرنا، اس کے کلام کی تلاوت کرنا، اور دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس کے لیے ادب لیے ہوئے اپنے نفس کو اس کے سامنے ذلیل کرتے ہوئے اس کے دربار میں کھڑے ہونا، اور پھر اس حاضری کو توبہ اور استغفار کے ساتھ ختم کرنا۔

::::::(9):::::::

(اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے) سچی اور خالص محبت کرنے والوں کی مجلس میں رہنا، اور ان کی باتوں پھلوں میں بہترین اور پاکیزہ ترین پھلوں کو چنتے رہنا اور اس وقت تک ان کی بات میں بولنا نہیں جب تک کہ آپ کا بولنا آپ کے لیے مزید خیر کا اور دوسروں کے

فائدے کا یقینی سبب نہ ہو۔

::::::(10):::::::

ہر ایسے فعل اور عمل سے دُور رہنا جو بندے کے دِل اور اللہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے

۔

(امام ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدارج السالکین بین المنازل اِیّاک نعبدُ و اِیّاک نستعین، سے ماخوذ)

یہ بھی یاد رکھیے کہ یہاں ہم نے دو طرح کی محبت کی بات کی ہے، بندے کی اپنے اللہ کے لیے محبت، جو کہ محبت کا پہلا ابتدائی درجہ ہے، اور اللہ کی اپنے بندے کے لیے محبت جو کہ محبت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

پس پہلے درجے کی محبت کا حصول اعلی درجے کی محبت کے حصول کے لیے لازمی ہے، اور اس کا حصول جانفشانی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت کے ذریعے ہی ممکن ہے، یہ جو اسباب بیان کیے گئے یہ سب اسی کے ضمن میں آتے ہیں، ان کو اپنے طور پر کچھ اور مفاہیم میں سمجھ کر کچھ اور اطوار میں اپنا کر اللہ کی محبت حاصل ہونے والی نہیں، نہ ہی پہلے درجے کی اور نہ ہی اعلیٰ ترین درجے کی۔

اگر آپ یا میں یا کوئی اور اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ یا خیال رکھتا ہے تو اس

میں خوش ہونے یا فخر کرنے والی کوئی بات نہیں کیونکہ اصل خوشی اور فخر والی بات یہ کہ اللہ ہم سے محبت کرے۔

محبت رسول ﷺ

اسلام کا مطالبہ ہے کہ ہر مؤمن کے نزدیک تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ترین ذات، رسول اللہ ﷺ کی ہونی چاہیے، حتی کہ اسے اپنی جان سے بھی زیادہ آپ ﷺ سے محبت ہونی چاہیے اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔

((عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

(بخاری: کتاب الایمان: باب حب الرسول من الایمان، رقم 15)

صحابی رسول انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

نوٹ: سیرت سے متعلق حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ کے بیانات سماعت فرمائیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

Chapter 6

تربیتی پہلو اور فقہی مسائل

بچوں کے لیے سورۂ لقمان پر مشتمل ہدایات

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۞ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۞ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۞ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۞ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۞ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۞ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۞ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾

اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ تو اللہ کا شکر کر ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے (12) اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے

اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے(13) ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے(14) اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا(15) پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ (بھی) خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ ضرور لائے گا اللہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے(16) اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا (یقین مانو) کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے(17) لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ پسند نہیں فرماتا(18) اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے(19)

اردو کتابوں کی ایک مختصر فہرست

تفسیر:

(1) تفسیر ابن کثیر (مترجم)۔(2) تیسیر الرحمن: لقمان سلفی۔(3) تفسیر ترجمان القرآن: مولانا آزاد۔(4) تفسیر احسن البیان۔(5) تفسیر تیسیر القرآن: عبد الرحمن کیلانی۔

احادیث:

(1) تیسیر الباری ترجمہ صحیح البخاری: مولانا محمد داود راز۔(2) دیگر کتب ستہ مترجم دار السلام۔(3) ریاض الصالحین ۔(4) مشکوۃ۔(5) بلوغ المرام ۔(6) عمدۃ الأحکام ۔(7) الأدب المفرد (8) سنن دارمی۔(9) موطا امام مالک۔

عقائد وایمانیات:

(1) تقویۃ الایمان۔(2) اقبال کیلانی کا مکمل سیٹ (بنیادی موضوعات کا set)۔(3) عمران ایوب لاہوری کا مکمل سیٹ، (بنیادی موضوعات کا set، خصوصا فقہ الحدیث)۔(4) دار السلام کی عقائد اور اعمال پر بہترین کتابیں۔(5) علوم سیریز ارشد بشیر مدنی۔

احکام ومسائل وفتاوی:

(1) فتاوی ابن باز، فتاوی خواتین

سیرت نبوی ﷺ:

(1) رحمۃ للعالمین۔(2) مہر نبوت۔(3) رحمت عالم۔(4) سیرت النبی ﷺ۔(5) الرحیق المختوم۔(بیانات ارشد بشیر مدنی)

سیر و تاریخ:

(1) سیر الصحابہ۔ (2) اسوۂ صحابہ۔ (3) اسوۂ صحابیات۔ (بیانات ارشد بشیر مدنی)

دیگر جدید مفید لٹریچر:

شیخ ابن تیمیہ، شیخ ابن قیم، شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، شیخ البانی، شیخ صالح الفوزان کی تالیفات۔

حرمت والے رشتے (سورۂ نساء: 23)		
شمار	مرد کے لئے	عورت کے لئے
1	ماں	باپ
2	دادی	دادا
3	نانی	نانا
4	بیٹی	بیٹا
5	پوتی	پوتا
6	نواسی	نواسا
7	بہن (سگے، علاتی، اخیافی)	بھائی (سگے، علاتی، اخیافی)
8	پھوپھی	چاچا/ تایا
9	خالہ	ماموں
10	بھتیجی	بھتیجا
11	بھانجی	بھانجا

12	اسی طرح کے رضاعی رشتہ دار	اسی طرح کے رضاعی رشتہ دار
13	ساس	سسر
14	بہو	داماد
15	ربیبہ (جس بیوی سے ہمبستری ہو چکی ہو اس کی لڑکی)	ربیب (جس شوہر سے ہمبستری ہو چکی ہو اس کا لڑکا)
وہ رشتہ دار جن سے پردہ کرنا فرض ھے		
16	چچازاد	
17		بہنوئی
18		شوہر کا پھوپھا
19	پھوپھی زاد	
20		نندوئی شوہر کا خالو
21	ماموں زاد	
22		پھوپھا
23		شوہر کا بھتیجا
24	خالہ زاد	
25		خالو
26		شوہر کا بھانجا
27		دیور

28		شوہر کا چچا
اور ان کے علاوہ تمام نامحرموں سے پردہ		
29		جیٹھ
30		شوہر کا ماموں

(صرف بازار جاتے ہوئے پردہ کرنا اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہے)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ . قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَسَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ))

(مسلم:2162)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اس سے ملے تو اسے سلام کر جب وہ تجھے دعوت دے تو قبول کر اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو تو اس کی خیر خواہی کر جب وہ چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو تم دعا دو یعنی یَرحَمُکَ اللہ کہو جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس

کے جنازہ میں شرکت کرو۔

سلام

ملاقات اور گفتگو شروع کرتے وقت سلام کرنا شعائر اسلام میں سے ہے۔
یہ ایک اچھی دعا ہے جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے:

﴿فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾

(نور:61)

پس جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے اللہ کی طرف سے نازل شدہ۔

سلام کے عام کرنے کو اسلام کا سب سے بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔
سلام کو عام کرنے سے جنت کی بشارت۔
اس کے کچھ آداب بیان کیے گئے:

1) چھوٹا بڑے کو سلام کرے
2) چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے
3) سوار پیدل کو سلام کرے
4) چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔
5) گھر میں داخل ہونے والا گھر والوں کو سلام کرے

6) جب آپ ﷺ رات کو گھر تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کے سوئے ہوئے نیدار نہ ہوں اور بیدار سن لے۔

7) اگر دوری ہو تو زبان سے کہتے ہوئے اشارہ بھی کر دینا چاہیے

8) لوگو میں اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے جو سلام میں پہل کرے

9) بچوں کو سلام کیا جانا چاہیے

10) آدمی کا اپنی بیوی کو، اپنی محرم عورت کو اور فتنے کا خوف نہ ہو تو اجنبی عورت یا عام عورتوں کو سلام کرنا درست ہے اسی شرط کے ساتھ عورتوں کا اجنبی مردوں کو سلام کرنا جائز ہے۔

11) کافر کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ انہیں اس طرح جواب دیا جائے: وعلیک۔ سلام اس طرح کیا جائے: السلام علی من اتبع الھدیٰ

سلام کے الفاظ:

❖ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کا جواب:

❖ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وبرکاتہ کے بعد ومغفرتہ کا اضافہ بھی درست ہے۔

(السلسلہ الصحیحہ:1449)

اور سلام کا جواب دینا تو واجب اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق قرار دیا گیا۔

مصافحہ:

مصافحہ ملاقات کے وقت دو افراد کے ایک دوسرے سے ہاتھ ملانے کو کہتے ہیں۔
شریعت میں اس کی کافی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”جب دو مسلمان آپس میں ملتے اور دونوں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت ہو جاتی ہے“۔
(سنن ابوداؤد: 5212، صحیح)

- ❖ اجنبی عورت سے مصافحہ حرام ہے۔ اسی طرح عورت کا نامحرم مردوں سے مصافحہ کرنا حرام ہے۔
- ❖ مصافحہ کے وقت "**يغفر الله لنا ولكم**" کہنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

معانقہ:

معانقہ یعنی بغلگیر ہونا یا گلے ملنا یہ سنت سے ثابت عمل ہے۔
یہ ایک خوشی کا اظہار ہے۔ لوگ عید کے موقع پر یا سفر سے واپسی پر یا بہت دنوں بعد ملنے پر معانقہ کرتے ہیں۔
عید کے دن معانقہ کرنے کو بدعت کہنا سراسر خلاف شرع ہے کیونکہ یہ کوئی تقرب الی اللہ (عبادت) کے لیے نہیں کرتا بلکہ عادت کے طور پر خوشی کے اظہار کے لیے کرتا ہے۔ (فتاوی ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ)

ایک دوسری رائے یہ ہے کہ معانقہ طول غیاب یا سفر کے بعد ہی اس کا ثبوت ہے روزانہ علاقائی معانقہ نہ کرے لہذا عید کے الگ سے گلے ملنا اس حدیث کے خلاف ہے:

اور ایک تیسری رائے یہ ہے کہ سامنے والا مل رہا ہو تو مل لے خود سے پہل نہ کرے۔

اربعین اسریہ

1. ایک دوسرے کو سلام کریں۔(مسلم:54)
2. ان سے ملاقات کرنے جائیں۔(مسلم:2567)
3. ان کے پاس بیٹھنے اٹھنے کا معمول بنائیں۔(لقمان:15)
4. ان سے بات چیت کریں۔(مسلم:2560)
5. ان کے ساتھ لطف ومہربانی سے پیش آئیں۔(سنن ترمذی:1924، صحیح)
6. ایک دوسرے کو ہدیہ وتحفہ دیا کریں۔(صحیح الجامع:3004)
7. اگر وہ دعوت دیں تو قبول کریں۔(مسلم:2162)
8. اگر وہ مہمان بن کر آئیں تو ان کی ضیافت کریں۔(ترمذی:2485، صحیح)
9. انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔(مسلم:2733)
10. بڑے ہوں تو ان کی عزت کریں۔ (سنن ابو داؤد: 4943، سنن ترمذی: 1920، صحیح)
11. چھوٹے ہوں تو ان پر شفقت کریں۔ (سنن ابو داؤد: 4943، سنن ترمذی: 1920، صحیح)

12. ان کی خوشی وغم میں شریک ہوں۔(صحیح بخاری:6951)
13. اگر ان کو کسی بات میں اعانت درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کریں۔(صحیح بخاری:6951)
14. ایک دوسرے کے خیر خواہ بنیں۔(صحیح مسلم:55)
15. اگر وہ نصیحت طلب کریں تو انہیں نصیحت کریں۔(صحیح مسلم:2162)
16. ایک دوسرے سے مشورہ کریں۔(آل عمران:159)
17. ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔(الحجرات:12)
18. ایک دوسرے پر طعن نہ کریں۔(الھمزہ:1)
19. پیٹھ پیچھے برائیاں نہ کریں۔(الھمزہ:1)
20. چغلی نہ کریں۔(صحیح مسلم:105)
21. آڑے نام نہ رکھیں۔(الحجرات:11)
22. عیب نہ نکالیں۔(سنن ابو داؤد:4875، صحیح)
23. ایک دوسرے کی تکلیفوں کو دور کریں۔(سنن ابو داؤد:4946، صحیح)
24. ایک دوسرے پر رحم کھائیں۔(سنن ترمذی:1924، صحیح)
25. دوسروں کو تکلیف دے کر مزے نہ اٹھائیں۔(سورۂ مطففین سے سبق)
26. ناجائز مسابقت نہ کریں۔ مسابقت کر کے کسی کو گرانا بری عادت ہے۔ اس سے ناشکری یا تحقیر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔(صحیح مسلم:2963)
27. نیکیوں میں سبقت اور تنافس جائز ہے جب کہ اس کی آڑ میں تکبر، ریاکاری اور تحقیر کار فرمانہ ہو۔(المطففین:26)

28. طمع، لالچ اور حرص سے بچیں۔(التکاثر:1)
29. ایثار و قربانی کا جذبہ رکھیں۔(الحشر:9)
30. اپنے سے زیادہ آگے والے کا خیال رکھیں۔(الحشر:9)
31. مذاق میں بھی کسی کو تکلیف نہ دیں۔(الحجرات:11)
32. نفع بخش بننے کی کوشش کریں۔(صحیح الجامع:3289، حسن)
33. احترام سے بات کریں۔بات کرتے وقت سخت لہجے سے بچیں۔(آل عمران: 159)
34. غائبانہ اچھا ذکر کریں۔(ترمذی:2737، صحیح)
35. غصہ کو کنٹرول میں رکھیں۔(صحیح بخاری:6116)
36. انتقام لینے کی عادت سے بچیں۔(صحیح بخاری:6853)
37. کسی کو حقیر نہ سمجھیں۔(صحیح مسلم:91)
38. اللہ کے بعد ایک دوسرے کا بھی شکر ادا کریں۔(سنن ابو داوٗد:4811، صحیح)
39. اگر بیمار ہوں تو عیادت کو جائیں۔(ترمذی:969، صحیح)
40. اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو جنازے میں شرکت کریں۔(مسلم:2162)

صلہ رحمی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات:

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جو صلہ رحمی نہ کرتا ہو۔(صحیح بخاری: 5984، مسلم:2556)

تم اپنے وہ انساب سیکھو جن کے سبب سے تم صلہ رحمی کرو گے۔ کیونکہ صلہ رحمی گھر والوں میں محبت کا سبب ہے، مال میں کثرت کا ذریعہ ہے اور عمر میں زیادتی کا باعث ہے۔

(صحیح الجامع:1051)

اگر کوئی رشتہ دار تجھ سے قطع تعلقی کرے تو تو اس سے میل جول پیدا کرنے کی کوشش کر یہی اصلی صلہ رحمی ہے۔ صلہ رحمی یہ نہیں کہ قطع تعلقی کرنے والے کے ساتھ تو بھی روٹھ کر بیٹھ جائے۔

(صحیح بخاری:5991)

جو شخص کسی دوسرے انسان پر رحم نہیں کرتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔(صحیح بخاری:7376، صحیح مسلم:2319)

نوٹ: ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: معاملت داریوں میں گڑبڑ پیدا کرنے والی چار بیماریاں ہیں: کبر، حسد، غیبت اور شہوت۔ یہ بیماریاں ساری برائیوں کی جڑ ہیں، ان سے جتنا بچیں گے اتنی زندگی سکون سے گزرے گی۔

آپ جہاں بیٹھیں ہیں وہاں سے اٹھنے کے بعد بھی آپ کی خوشبو باقی رہے، جیسے کہ پھولوں کو اٹھائے جانے کے بعد بھی خوشبو باقی رہتی ہے۔ برے آدمی کی مثال ایسی ہے کہ گندگی اٹھائے جانے کے بعد بھی بدبو آتی ہے۔ خوشبو دار پھول بنیے بدبودار بننے سے بچیے۔

❖ اگر والدین سنن اور مستحبات سے روک رہے ہیں تو کیا ان کی اطاعت کی جاسکتی ہے؟

والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کو شریعت نے لازم کیا ہے جب کہ ان کی نافرمانی اور عدم اطاعت کو حرام قرار دیا ہے۔ لیکن والدین کی اطاعت مشروط اطاعت ہے، وہ اس طرح کہ اگر وہ کسی معروف کا حکم دے رہے ہوں تو اس میں ان کی اطاعت کی جائے گی اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف کوئی حکم دے رہے ہوں تو اس معاملہ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت لازم ہو گی، والدین کی نہیں۔

شروط:

1) ان کی اطاعت مباح اور جائز کام میں ہو۔ کسی واجب کو چھوڑنے یا کسی حرام کے ارتکاب کے سلسلہ میں نہ ہو۔

2) جن باتوں کا وہ حکم دے رہے ہیں ان میں ان کا فائدہ ہو یا کوئی شرعی ضرورت مضمر ہو۔

3) جن باتوں کا وہ حکم دے رہے ہیں ان میں اولاد کے لیے کوئی نقصان نہ ہو۔

سنن اور مستحبات کو والدین کے کسی حکم پر اس وقت ترک کر سکتے ہیں جب انہیں کسی شیٔ کی ضرورت ہو۔ اور بلا ضرورت والدین اولاد کو سنن اور مستحبات سے منع کر رہے ہوں تو ایسی صورت میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی پر انہیں اچھے انداز سے راضی کیا جائے گا۔

اولاد کو چاہیے کہ وہ والدین کی اطاعت کے ساتھ نوافل اور مستحبات کو بھی جمع کریں، جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

((سئل الإمام أحمد رحمه الله عن رجل أمره أبواه أن لا يصلي إلا المكتوبة فقال "يداريهما ويصلي))

(غذاء الألباب في شرح منظومة الآداب:1/ 384)

والدین کی اطاعت لازم اور واجب ہے اور جب یہ حق کسی نفل روزے یا نفلی عبادت سے تعارض کر رہا ہو تو اس موقعہ پر والدین کی اطاعت کو واجب قرار دیا جائے گا۔ اس لیے کہ قاعدہ ہے کہ اذا تعارض الواجب مع المستحب أو المباح قدم الواجب۔

فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے دوران والدین کا آواز دینا

فرض نماز کی وقت پر ادائیگی مقدم ہے والدین کی آواز پر لبیک کہنے سے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ دین کے کاموں میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وقت پر نماز پڑھنا۔" میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔" میں نے پوچھا اور اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔" پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوالات نہیں کئے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ان کے جوابات عنایت فرماتے۔

(صحیح بخاری:2782)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ: باجماعت نماز اور حج بیت اللہ کی فوراً ادائیگی والدین کی ممانعت پر ترک نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ نفل نماز پر والدین کی اطاعت کو مقدم کیا جائے گا۔

طلب علم کے لیے والدین کی اجازت

❖ علم کی دو قسمیں ہیں: فرض عین جیسے: عقیدہ کی اصلاح، عبادت کا صحیح طریقہ اور معاملات میں حلال و حرام کی تمیز۔ علم کی دوسری قسم فرض کفایہ کی ہے، جیسے: دین کے تمام شعبوں کا تفصیلی علم دلائل کی روشنی میں۔

❖ اگر اس علم کی تعلق فرض عین سے ہے تب تو والدین کی اجازت کی شرط نہیں ہے۔ اور اگر انہوں نے منع بھی کیا ہے تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت واجب نہیں۔ ہاں فرض کفایہ علم کے حصول کے لیے والدین کی اجازت مشروط ہے۔

❖ اگر علم شرعی کی کراہت کی بنا والدین منع کر رہے ہیں تب بھی ان کی اطاعت واجب نہیں۔

❖ اگر طلب علم کی خاطر دور دراز کا سفر کرنا لازم ہو رہا ہے اور والدین کے نزدیک صرف آپ ہی ہیں جو ان کی خدمت کر سکے تب ان کی اجازت لازمی ہے۔

اگر خاوند والدین کی نافرمانی کا حکم دے؟

خاوند اگر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے منع کرے تو اس سلسلہ میں خاوند کی بات نہیں مانی جائے گی اس لیے کہ والدین کا حق خاوند سے بڑھ کر ہے، بلکہ اللہ کے حق کے بعد سب سے پہلے والدین کا حق عائد ہوتا ہے۔ اور والدین کی نافرمانی اور ان کے

ساتھ برا سلوک بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔(مسند احمد:5/66السلسلۃ الصحیحۃ:179، صحیح الجامع:7520)

((لا طاعةَ في المعصيةِ، إنما الطاعةُ في المعروفِ))

(صحیح البخاري:7257)

بڑوں کا احترام

❖ دین اسلام میں بزرگ اور عمر رسیدہ حضرات کا مقام ومرتبہ بہت بلند واعلی ہے۔یہ مندرجہ ذیل نکات میں واضح ہوتے ہیں:

❖ اسلام میں انسان (اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں)ایک مکرم مخلوق ہے۔(سورۃ بنی اسرائیل:70)اس آیت کے عموم میں عمر رسیدہ افراد شامل ہیں۔

❖ اسلامی سوسائٹی باہمی ہمدردی رکھنے والی کمیونٹی ہے۔(سورۃ محمد:29، سورۃ البلد:17-18، صحیح مسلم:2586، سنن ترمذی:1924)

❖ اسلامی معاشرہ باہم متعاون معاشرہ ہے۔(الترغیب والترہیب:2623، صحیح مسلم:2699)

❖ وہ بزرگ جو اللہ کی شریعت کے پابند ہیں ان کا مقام ومرتبہ اللہ کے یہاں بہت عظیم ہے۔(مسلم:2682، السلسلۃ الصحیحۃ:2498)

❖ تو نبی (ﷺ) نے فرمایا کہ تمہیں اس پر تعجب کیونکر ہوا؟ اللہ کی بارگاہ میں اس مومن سے افضل کوئی نہیں ہے جسے حالت اسلام میں لمبی عمر دی گئی ہو، اس کی تسبیح و تکبیر اور تہلیل کی وجہ سے۔(مسند احمد:1404، السلسلۃ الصحیحۃ:

654)

- ❖ بڑے بزرگوں کی عزت کرنا مسلم معاشرہ کی پہچان ہے۔ (سنن ابو داود: 4853، سنن ترمذی:1919)
- ❖ اسلام میں بوڑھوں کی دیکھ بھال کے کچھ پہلو
- ❖ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم، خصوصیت کے ساتھ جب وہ بزرگی کی عمر کو پہنچ جائیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل:23، صحیح بخاری:527)
- ❖ والدین کی وفات کے بعد ان کے دوست احباب کے ساتھ حسن سلوک والدین کے ساتھ حسن سلوک کے قائم مقام ہے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ:2303)
- ❖ سلف صالحین کے مابین اس کی اتنی اہمیت تھی کہ وہ باقاعدہ سفر طے کرتے تاکہ والدین کے دوست احباب کے ساتھ صلہ رحمی کر سکے۔ (مسند احمد:26998) یعنی اسلامی معاشرہ میں بزرگوں کے ساتھ ملنا ملانا باقی رکھا جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ معاشرہ سے جڑے رہتے ہیں۔
- ❖ اس کے برخلاف غیر اسلامی معاشرہ میں عمر رسیدہ افراد کو معاشرہ میں بوجھ تصور کیا جاتا ہے، جرمنی کی وزارت خاندان و بزرگان کی 1993م کی رپورٹ کے مطابق 440000 بزرگ ایسے ہیں جنہیں اپنے رشتہ دار اور اقرباء سے جسمانی اور نفسیاتی تکلیفوں کا سامنا کرتے رہتے ہیں۔

صحیح پردہ کے اوصاف

پردہ کی شروط:

1) استثناء کردہ اعضاء کے علاوہ باقی سارے جسم کو چھپانا اور ڈھانپنا۔(الأحزاب: 59)

2) آیت میں اجنبی مرد کے سامنے ساری زینت چھپانے اور اس کے عدم اظہار کے وجوب کی تصریح بیان ہوئی ہے، لیکن جو بغیر کسی قصد وارادہ کے ظاہر ہو جائے اور وہ فوراً اسے ڈھانپ لیں تو اس پر ان کا مؤاخذہ نہیں ہے۔

3) وہ پردہ بذات خود زینت نہ ہو۔(سورۃ الاحزاب:33)

4) وہ پردہ موٹا اور صحیح بنائی والا ہو اور شفاف نہ ہو۔(صحیح مسلم:2128)

5) وہ پردہ کھلا ہو اور تنگ نہ ہو کہ جسم کا کوئی بھی حصہ واضح کرے۔(الأحادیث المختارۃ:1/441)

6) وہ خوشبودار نہ ہو اور اسے خوشبو کی دھونی نہ دی گئی ہو۔(صحیح مسلم:444، صحیح سنن النسائی:5141)

7) وہ لباس مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔(صحیح بخاری: 5886 سنن ابو داود:4098)

8) وہ لباس کافرہ عورتوں کے لباس سے مشابہ نہ ہو۔(سنن ابو داود:4031)

9) وہ لباس شہرت والا نہ ہو۔(صحیح ابن ماجہ:2922)

نوٹ: ایک رائے ہے شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کی کہ غیر محرم کے سامنے چہرہ ڈھانکنا عورت کے لیے واجب ہے۔

دوسری رائے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کہ دو شرطوں کے ساتھ عورت اپنا چہرہ کھلا رکھ سکتی

ہے:

1) حالات مأمون ہوں۔(یہ شرط ہندوستان جیسے ملکوں میں مفقود ہے، جہاں ہر آدھے گھنٹے میں ایکrapeہوتا ہے)

2) عورت چہرہ پر زیب وزینت لگائے نہ ہو۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مستحب چہرہ ڈھانکنا ہی ہے۔ شیخ انیس طاہر اندونیشی استاذ مدینہ یونیورسٹی نے کہا کہ ان کی اہلیہ نے گواہی دی کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی چہرہ کا پردہ کرتی تھیں، چہرہ کا نقاب اتنا موٹا تھا جیسے کوئی بیڈ شیٹ ہو، سورج اگر چہرہ کے قریب آئے تو بھی چہرے کا وصف پتانہ چلے۔

ہندوستان میں چہرا کھلا رکھنے کی اجازت ملنا مشکل ہے۔ اگر وہ معاشرہ ایسا ہو جہاں عورت مأمون ہو اور وہاں مرد حضرات غضِ بصر کرنے والے ہوں تو شیخ البانی رحمہ اللہ کے فتوے کے مطابق اجازت ہے جب کہ علماء معاصرین نے اس فتوی کو قبول نہیں کیا۔

(ملاحظہ کریں: حجاب المراۃ المسلمۃ: صفحہ 54-67)

عورت کا گھر میں اپنے بچوں کے سامنے لباس

عورت کا ستر اپنے بچوں (لڑکے اور لڑکیوں) کے سامنے سارا بدن ہے صرف ان اعضاء کو چھوڑ کر جو عادتاً ظاہر ہو جائے، جیسے چہرا، دونوں ہاتھ، دونوں قدم، سر، سر کے بال اور گردن۔ عورت پر اپنے بچوں کے سامنے اپنا سینہ، کاندھے یا اس جیسے اعضاء کا کھلا رکھنا

درست نہیں ہے خواہ اپنے محرم کے سامنے۔

رہا معاملہ عورت کے ستر کا اپنے گھر میں تو وہ سارے بدن کا ستر ہے الا یہ کہ کام کاج کے دوران، ساتھ ہی اس کا لباس شفاف نہ ہو اور نہ ہی تنگ ہو کہ اس کے اعضاء کا حجم نظر آ جائے۔

وہ عمر جس میں ماں اور بیٹی کو چاہیے کہ وہ لڑکے کے روبرو احتیاط برتے سن تمییز ہے، جو کہ غالباً ساتھویں سال سے شروع ہوتی ہے۔

البر کا معنی

البر یعنی نیکی یہ دو قسم پر مشتمل ہے، اعتقادی اور عملی اور آیت کریمہ لیس البر ان تولوا وجوہکم - دونوں قسم کی نیکی کے بیان پر مشتمل ہے۔ اسی بنا پر جب نبی ﷺ سے بر کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے جواباً یہی آیت تلاوت فرمائی کیونکہ اس آیت میں عقائد واعمال فرائض ونوافل کی پوری تفصیل پائی جاتی ہے۔(تفسیر طبری:2/94)

بر الوالدین کے معنی ہیں ماں باپ کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ اور احسان کرنا اس کی ضد عقوق ہے۔

بر کے معنی سچائی بھی آتے ہیں کیونکہ یہ بھی خیر ہے جس میں وسعت کے معنی پائے جاتے ہیں چنانچہ محاورہ ہے بَرَّ فِي يَمِينِهِ یعنی اس نے اپنی قسم پوری کر دکھائی۔

(مفردات غریب القرآن: صفحہ 40-41)

عقوق:

کہا جاتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے والدین کے متعلق احسان کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں کے کہا احسان تو بہت ہے کیا بیان کیا جائے تو لوگوں نے سوال کیا کہ عقوق کے معنی ہی بتلا دیجیے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر بچہ جو اپنے والد کے جانب ہے اپنا کپڑا جھٹکے اور اس کے ایسا کرنے سے والد پر گرد و غبار اڑی تو یہ بچہ اللہ کے یہاں عاق (اپنے والدین کا نافرمان) لکھا جائے گا۔

صلہ رحمی:

صلۃ: جوڑنے اور ملانے کے معنی میں مستعمل ہے، اس کا ضد توڑنا اور ترک کرنا ہے۔

رحم: دراصل عورت کے رحم کو کہا جاتا ہے، اور استعارہ کے طور پر رحم کا لفظ قرابت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام اقرباء کا یک ہی رحم سے پیدا ہوتے ہیں اور اس میں رَحِمٌ ورُحُمٌ دو لغت ہیں۔

صلہ رحمی کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنے رشتہ دار اور اقرباء کے ساتھ حسن سلوک کرے، نرمی کا معاملہ کرے، ان کی خبر گری کرے اگرچہ کہ وہ اس سے تعلق نہیں رکھتے ہوں اور اسے دور کرتے ہوں۔ صلہ رحمی میں انسان احسان کے ذریعہ اپنے اور اقرباء کے درمیان گویا جوڑ پیدا کیا ہے۔

(النہایۃ فی غریب الحدیث:5/191-192)

تربیت اولاد - چیک لسٹ checklist

اولاد کی پیدائش سے قبل ہی ان کی تربیت کا مرحلہ ہوتا ہے۔

دراصل اولاد کی تربیت کی فکر ان کی پیدائش سے قبل ہی سے ہونی چاہیے۔

(1) نیک صالح رفیق حیات کی تلاش، جستجو اور دعاء کے ذریعہ.

(2) صالح مطیع و فرماں بردار اولاد کی طلب میں دعائیں خصوصاً رات کے آخری پہر گریہ وزاری کے دوران۔

اولاد کی پیدائش کے بعد والدین پر عائد حقوق

1) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا درست نہیں ہے۔ (سلسلۃ الهدی والنور برائے شیخ الألبانی رحمۃ اللہ علیہ: کیسٹ نمبر 623)

2) شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق نومولود کے دائیں کان میں اذان کہی جائے۔

3) (http://www.binbaz.org.sa/noor/783) (اس میں وارد حدیث کی صحت وضعف میں اختلاف ہے تاہم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس پر عمل ثابت ہے- سنن ترمذی: 1514) رہا مسئلہ بائیں کان میں اقامت کہنے کا تو اس سلسلہ میں حدیث بہت ہی زیادہ ضعیف ہے بلکہ اسے من گھڑت قرار دیا گیا ہے۔ (إرواء الغليل:6/651)

4) تحنیک، کسی نیک و بزرگ شخصیت کے ذریعہ یہ انجام دیا جائے۔

5) اولاد (لڑکی، لڑکا) کی پیدائش پر اللہ کا شکر عقیقہ کی شکل میں۔

6) بال کاٹے جائیں (بال کے وزن کے حساب سے خیرات)

7) اچھا نام رکھا جائے۔

8) ختنہ کا اہتمام کیا جائے۔ (وقت کی تعیین نو مولود کی صحت پر منحصر ہے)

9) عمر کے مختلف مراحل میں مناسب غذا کا انتظام۔

10) اولاد کے لیے لباس مہیا کرنا۔

11) رہائش کا بہتر انتظام۔

12) صحت و تندرستی کا خیال رکھا جائے۔

13) اولاد کے مابین عدل وانصاف۔

14) گھر میں خوشگوار ماحول کا انتظام۔

بچوں کی روحانی تربیت

1) عقیدہ توحید کی تعلیم

2) آداب زندگی اور دعاؤں سے آگاہی

a. کھانے پینے کے آداب،

b. سونے کے آداب،

c. قضائے حاجت کے آداب،

d. چھینک مارنے اور جمائی لینے کے آداب،

e. سلام کے آداب،

f. گفتگو کے آداب،

دعاؤں کا اہتمام کرایا جائے

مثلاً کپڑا پہننے کی دعا، گھر میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی دعا، آئینہ دیکھنے کی دعا، روزہ افطار کرنے کے بعد کی دعا وغیرہ۔

عبادات کا حکم

1) وضو کا طریقہ اور دعا

2) مسواک کی اہمیت

3) نماز کی اہمیت اور طریقہ

4) نماز سے فراغت کے بعد کے اذکار

بچوں کی اخلاقی تربیت

1. بُری حرکتوں سے باز رکھا جائے،

2. جھوٹ سے نفرت دلائی جائے،

3. چوری دھوکا دہی (cheating) سے اجتناب کی تعلیم دی جائے،

4. گالی گلوچ سے دور رکھا جائے،

5. آپس میں میں محبت والفت کا برتاؤ کرنے کی تعلیم،

6. ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی ہدایت،

7. ہر شیئ کو آپس میں بانٹ کر استعمال کرنے کی تعلیم،
8. ووقت پر سونے اور وقت پر جاگنے کی ہدایت،
9. بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کی تعلیم،
10. کھانے پینے کی اشیاء میں اسراف سے اجتناب کرانا،
11. ساتھ سال کی عمر کے بعد لڑکے اور لڑکیوں کے بستر میں تفریق کرنا۔

بچوں کی معاشرتی تربیت

1. والدین کے حقوق سے آگاہی،
2. رشتے داروں کے حقوق کے متعلق تنبیہ،
3. دوستوں میں آپسی ادب سے متعارف کروانا،
4. پر فتن دور میں دوستوں کے حسن انتخاب کی طرف رہنمائی،
5. ہمسایہ کے حقوق کی وضاحت،
6. کھیل کود کے آداب کی طرف رہنمائی،
7. راستہ کے آداب کی تعلیم،
8. فقراء و مساکین کے حقوق کو بیان کرنا،
9. مہمان اور خصوصا والدین کے دوست احباب کا احترام،
10. جانوروں کے حقوق کی وضاحت،
11. عمر رسیدہ افراد کے ساتھ اچھا برتاؤ کی تعلیم،
12. علماء اور امراء کے متعلق ادب سکھانا۔

لڑکیوں کی تربیت

1. لڑکیوں کے لیے پردے کا حکم
2. گھر سے باہر نکلنے کے آداب وقیود سے متعارف کروانا
3. بلوغت کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد کے احکام خاصہ سے متعارف

بچوں کی تعلیمی تربیت

1. علم کی اہمیت
2. استاد کا ادب واحترام
3. طلب علم کے آداب
4. عصری تعلیم کے حدود وقیود
5. حفظ قرآن مجید
6. حفظ احادیث
7. شرعی علوم سے آراستہ کرنا
8. ادعیہ واذکار کا یاد کرنا
9. صحیح اسکول کا انتخاب
10. صحیح اساتذہ کی رہنمائی
11. اسکول یا مدرسہ کی تعلیم کے بعد ان کے مستقبل کے لیے مناسب مشوروں کا دینا۔(پڑھائی کی لائن ہو یا ہنر سیکھنے کی لائن)

12. ان کے کیریئر گائیڈنس کی فکر۔
13. تجارت وبزنس کے اختیار میں مناسب تعاون ومشورے۔

بچوں کو مستقبل کا پلان کرنا کیسے سکھائیں؟

1. اخلاص–اللہ کی رضا اور قرب کے لیے
2. ویژن – نفع بخش کاموں کی فہرست تیار کریں اور شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم پلان تیار کریں
3. محنت کریں
4. قربانیاں: آرام وشہوات کی قربانیاں
5. صحبتیں اچھی رکھیں–ماحول وافراد کا اثر ہوتا ہے
6. مسلسل علم، عمل، دعوت، صبر

علم نافع، صالح عمل پیہم، دعوت و اصلاح حتی الامکان حتی المقدور، حسب علم، جہاں علم نہ ہو وہاں نہ بولیں، اپنے سے زیادہ علم والے کے پاس پھیر دیں، اصلاح کا کام قوا انفسکم واھلیکم نارا کے تحت، گمبھیر مسائل راسخون فی العلم کے حوالے کر دیں۔ مصیبت پر صبر، گناہ سے بچنے پر صبر، نیکی کے کام پر صبر۔

Chapter 7

دعاوں کا حفظ اور نماز کا طریقہ

دعاوں کا حفظ اور نماز کا طریقہ

❖ نماز سے پہلے شروط کا خیال رہے

❖ نماز کے دوران ارکان، واجبات، سنن قولیہ وفعلیہ کا خیال رہے

❖ نماز کے بعد کے اذکار کا اہتمام کرنا

قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں ارکان، واجبات اور سنتوں کے اعتبار سے عبادت کی تقسیم پائی نہیں جاتی، بلکہ اس تقسیم کو علماء کرام نے نصوص شرعی کی روشنی میں مستنبط کیا ہے تاکہ طلبہ علم کے لئے علم کی راہ قریب تر اور فہم کے لئے زیادہ موثر ہو۔

نماز کے شرائط، ارکان اور واجبات

❖ شروطِ صلاۃ 9 ہیں۔

❖ ارکانِ صلاۃ 14 ہیں۔

❖ واجباتِ صلاۃ 8 ہیں۔

اور اسی طرح سننِ قولیہ اور سننِ فعلیہ ان سب کے درمیان میں فرق کرنا ضروری ہے۔

ارکانِ صلاۃ

جان بوجھ کر اور بھول جانے کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتے، بلکہ اس رکن کا ادا کرنا لازمی ہے، سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے لہذا ارکانِ صلاۃ ادا کرنا لازمی ہے۔

واجبات:

جبکہ واجبات کی تلافی سجدہ سہو کی صورت میں ہو جاتی ہے، اور اس کمی کو سجدہ سہو سے پورا کیا جاتا ہے، تاہم جان بوجھ کر ان واجبات کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

سنن:

سنتوں کا معاملہ یہ ہے کہ جان بوجھ کر یا بھولے سے انہیں چھوڑنے کی صورت میں نماز باطل نہیں ہوتی، لیکن سنت کا اہتمام کرنا باعث اجر ہے اور نماز کی زینت ہے اور سنتوں سے غفلت برتنا محرومی ہے۔

نوٹ: بعض لوگ نماز کی سنتوں کو معمولی سمجھتے ہیں حالانکہ قیامت کے دن ایک نیکی بھی کوئی دینے کے لیے تیار نہیں ہو گا چاہے وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو لہذا نمازوں کو اس کی تمام سنتوں نیز زیب وزینت کے ساتھ ادا کرنی چاہیے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی طریقہ ہے۔

نماز کی دعائیں

تکبیر تحریمہ کے بعد کی دعاء

((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ))

"اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور تیرا نام بہت بابرکت ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

(سنن اَبی داود، حدیث:775)

رکوع کی دعا

((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ))

"پاک ہے میرا رب عظمت والا۔"

(سنن اَبی داود، حدیث:871)

❖ رکوع سے اٹھنے کی دعائیں

((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))

"اللہ نے سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔"

(صحیح بخاری، حدیث:795)

((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ))

"اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے۔ تعریف بہت زیادہ پاکیزہ جس میں برکت کی گئی ہے۔"

(صحیح بخاری، حدیث:799)

❖ سجدے کی دعاء

((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى))

"پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند ہے۔"

(سنن ابی دائود، حدیث:871)

❖ دو سجدوں کے درمیان کی دعاء

((رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ))
"اے میرے رب! مجھے معاف کر دے۔ اے میرے رب! مجھے معاف کر دے۔"

(سنن أبی داود، حدیث:874)

❖ تشہد

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ))

"(میری) تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں، ہم پر اور اللہ کے (دیگر) نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

(صحیح بخاری:831)

❖ درود

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

"اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسے تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر، یقینا تو قابل تعریف، بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر، یقینا تو قابل تعریف، بڑی شان والا ہے۔"

(صحیح بخاری، حدیث:3370)

❖ سلام پھیرنے سے پہلے کی دعائیں

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ))

"اے اللہ! بے شک میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! یقینا میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ میں آتا

ہوں۔"

(صحیح مسلم، حدیث:589)

((اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ))

"اے اللہ! بلاشبہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا، پس تو اپنی خاص بخشش سے مجھے معاف فرمادے اور مجھ پر رحم فرما، یقیناً تو بہت بخشنے والا، انتہائی مہربان ہے۔"

(صحیح بخاری، حدیث:834)

❖ قنوت وتر کی دعا

((اَللّٰھُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ ، فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ))

اے اللہ مجھے ہدایت والوں میں ہدایت نصیب فرما، اور مجھے عافیت دے، اور میرا کارساز بن، اور تو نے جو مجھے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما، اور جو تو نے فیصلہ کیا ہے اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھ، کیونکہ تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا، اور جس کا تو ولی بن جائے اسے کوئی

ذلیل نہیں کر سکتا، اور جس کے ساتھ تو دشمنی کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، اے ہمارے رب تو بابرکت اور بلند ہے، اور تیرے علاوہ کہیں جائے پناہ نہیں"

(سنن ابو داود:1425، سنن ترمذی:464، سنن نسائی:1746)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

فرض نماز کے بعد کے اذکار

((اَللّٰهُ أَکْبَرُ))

اللہ سب سے بڑا ھے۔

(صحیح بخاري:842،ایک بار بآوازِ بلند)

((أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ))

میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ھوں۔

(صحیح مسلم:591،تین بار)

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ ،وَمِنْكَ السَّلاَمُ ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ))

یا اللہ!تو سلامتي ھے، سلامتي تجھي سے حاصل ھو سکتي ھے۔اے بزرگي اور بخشش کے مالک تیري ذات بڑي بابرکت ھے۔

(صحیح مسلم:591،ایک بار)

((لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئي معبودِ برحق نھیں،وہ اکیلا ھے اس کا کوئي شریک نھیں،

بادشاهي اسي كي هے، حمد اسي كو سزاوار هے، وه هر چيز پر قادر هے۔ اے الله! جو تو دے، اسے كوئي روكنے والا نهيں، اور جسے تو روک لے اسے كوئي دينے والا نهيں، اور نهيں فائده دے سكتي كسي صاحبِ حيثيت كو تيرے هاں اس كي حيثيت۔

(صحيح بخاري:6330، صحیح مسلم:593، ایک بار)

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))

اے الله! مجھے اپنا ذکر، شکر اور اپني بهترين عبادت كرنے كي توفيق عطا فرما۔

(سنن ابو داوٗد:1522، ایک بار)

((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّآ إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ، لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ))

الله تعاليٰ كے سوا كوئي معبودِ برحق نهيں، وه اكيلا هے اس كا كوئي شريک نهيں، بادشاهي اسي كي هے، حمد اسي كو سزاوار هے، وه هر چيز پر قادر هے، الله كي توفيق كے بغير نه گناه سے بچنے كي طاقت هے نه نيكي كرنے كي قوت، الله تعاليٰ كے سوا كوئي معبودِ برحق نهيں۔ اس كے سوا هم كسي كي بندگي نهيں كرتے۔

سب نعمتیں اسي کي طرف سے هيں۔ بزرگي اسي کے لئے هے، بهترين تعريف کامالک وهي هے اس کے سوا کوئي معبودِ بر حق نهيں، هم اپنا دين اسي کے لئے خالص کرتے هيں، کافروں کو خواہ کتنا هي ناگوار کيوں نہ ہو۔

(صحیح مسلم:594،ایک بار)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	سُبْحَانَ اللّٰهِ
33بار	33بار	33بار

اللہ پاک هے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اللہ سب سے بڑا هے۔

پھر یہ کہ کر سو کي گنتي مکمل کریں:

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

اللہ تعاليٰ کے سوا کوئي معبودِ بر حق نهيں، وہ اکیلا هے اس کا کوئي شریک نهيں، بادشاهي اسي کي هے، حمد اسي کو سزاوار هے، وہ هر چیز پر قادر هے۔

(صحیح مسلم:597،ایک بار)

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ، لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ،

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ، وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا بِمَا شَآءَ، وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ، وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾

اللہ ھي معبودِ برحق ھے جس کے سوا کوئي معبود نھيں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ھے، جسے نہ اونگھ آتي ھے نہ نيند۔ اسي کي ملکيت ميں زمين و آسمان کي چيزيں ھيں، کون ھے جو اس کي اجازت کے بغير اس کے سامنے شفاعت کرسکے، وہ جانتا ھے جو ان کے آگے ھے اور جو ان کے پيچھے ھے۔ وہ اس کي مرضي کے بغير کسي چيز کے علم کا احاطہ نھيں کرسکتے۔ اس کي کرسي کي وسعت نے زمين و آسمان کو گھير رکھا ھے۔ اللہ ان کي حفاظت سے نہ تھکتا ھے اور نہ اکتاتا ھے۔ وہ بلند اور بھت بڑا ھے۔

(صحيح الجامع:6464،ایک بار)

﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ (١) اللهُ الصَّمَدُ (٢) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣) وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ [٤]﴾

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالٰي ایک ھي ھے۔ اللہ تعالٰي بے نیاز ھے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسي سے پیدا ھوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

(سنن ابوداؤد:1523، صحیح،ایک بار)

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (١) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (٢)وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ

إِذَا وَقَبَ (٣) وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ (٤) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (٥)﴾

(سنن ابوداؤد:1523، صحیح)

ایک بار: آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کي پناہ میں آتا ھوں۔ ھر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کي ھے۔ اور اندھیري رات کي تاریکي کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کے شر سے بھي۔ اور حسد کرنے والے کي برائي سے بھي جب وہ حسد کرے۔

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (1) مَلِكِ النَّاسِ (2) إِلٰهِ النَّاسِ (3) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (5) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (6)﴾

آپ کھہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کي پناہ میں آتا ھوں۔ لوگوں کے مالک کي اور لوگوں کے معبود کي پناہ میں، وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ھٹ جانے والے کے شر سے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ھے۔ خواہ وہ جن میں سے ھو یا انسان میں سے۔

(سنن ابوداؤد:1523، صحیح، ایک بار)

((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ))

اے پروردگار مجھے اپنے عذاب سے بچالینا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

(صحیح مسلم:709،ایک بار)

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ))
اے اللہ بلاشبہ میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ عمر کے رزیل ترین حصے (یعنی بڑھاپے) کی طرف لوٹایا جاؤں اور میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔
(صحیح بخاری:2822،ایک بار)

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ))
اے اللہ میرے وہ سارے گناہ بخش دے جسے میں نے پہلے کیا اور جسے بعد میں کیا، جسے میں نے پوشیدہ کیا اور جسے میں نے علانیہ کیا۔ اور جو میں نے زیادتیاں کی ہیں اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہے، تو ہی

اول اور آخر ہے تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔

(سنن ابو داوٗد: 1509، ایک بار)

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ))

اے اللہ میں کفر، محتاجگی اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(سنن النسائی: 1347، ایک بار)

((اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لِيْ عِصْمَةً، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو درست فرمادے جسے تو نے میرے لیے بچاؤ کا ذریعہ بنایا ہے، اور میرے لیے میری دنیا درست فرما دے جس میں میری روزی ہے، اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا مندی کی پناہ چاہتا ہوں، اور تیرے عذاب سے تیرے عفو و درگزر کی پناہ چاہتا ہوں، اور میں تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، نہیں ہے کوئی روکنے والا اس کو جو تو دیدے، اور نہیں ہے کوئی دینے والا اسے جسے تو روک لے، اور نہ مالدار کو اس کی مالداری بچاپائے گی۔

(سنن نسائی:1346، ابن خزیمہ:745، ابن حبان:2036، حسن، ایک بار)

((اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

اے اللہ مجھے بروز قیامت رسوانہ کرنا۔

(مسند احمد:18056، ایک بار)

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

نہیں ہے کوئی معبودِ برحق سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں، وہی زندگی اور موت دیتا ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(طبرانی فی الکبیر:8075، حسن، سو بار)

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ واهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ))

اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور روزی عطا کر۔

(صحیح ابن خزیمہ:744، ایک بار)

فجر کی نماز کے بعد کی دعاء:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا))

اے اللہ میں تجھ سے نفع بخش علم، پاکیزہ رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ:925، ایک بار)

مغرب کی نماز کے بعد کی دعاء:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفات، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(سنن ترمذی:3534، دس مرتبہ)

وتر کی نماز کے بعد کی دعاء:

((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ))

پاک ہے بادشاہ، بہت پاکیزہ۔

(سنن نسائی:1699، تین بار، تیسری بار بآوازِ بلند)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

گھریلو پریشانیوں اور مصائب کا علاج

آیات الشفاء

﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ﴾

(التوبۃ:۱۴)

ترجمہ: ان سے تم جنگ کرو اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا، انہیں ذلیل ورسوا کرے گا، تمہیں ان پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾

(یونس:۵۷)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔

﴿يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾

(النحل:٦٩)

ترجمہ: اور ہر طرح کے میوے کھا اور اپنے رب کی آسان راہوں میں چلتی پھرتی رہ، ان کے پیٹ سے رنگ برنگ کا مشروب نکلتا ہے، جس کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بھی بہت بڑی نشانی ہے۔

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾

(الإسراء:۸۲)

ترجمہ: یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔ ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

﴿وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ[79] وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ[80]﴾

(الشعراء:۷۹–۸۰)

ترجمہ: وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

﴿وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ

وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ﴾

(فصلت:۴۴)

ترجمہ: اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجمی کتاب اور آپ عربی رسول؟ آپ کہہ دیجیے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرا پن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھا پن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔

آیات السکینہ

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پر جب کبھی معاملات سخت ہو جاتے وہ آیات سکینہ پڑھتے تھے۔

(مدارج السالکین:2/470})

﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

(البقرۃ:۲۴۸)

ترجمہ: ان کے نبی نے انہیں پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی ظاہری نشانی یہ ہے

کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلجمعی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا بقیہ ترکہ ہے، فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً یہ تو تمہارے لیے کھلی دلیل ہے اگر تم ایمان والے ہو۔

﴿ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ﴾

(التوبۃ:٢٦)

ترجمہ: پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ ان کفار کا یہی بدلہ تھا۔

﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

(التوبۃ:٤٠)

ترجمہ: اگر تم ان (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ

ہمارے ساتھ ہے، پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے، اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾
(الفتح:۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں، اور آسمانوں اور زمین کے ﴿کُل﴾ لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ دانا باحکمت ہے۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

(الفتح:۱۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے

بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

﴿إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

(الفتح:٢٦)

ترجمہ: جب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی، سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

Chapter 8

شبہات کا مقابلہ علم سے باذن اللہ

FAQ

دعوت کے ضمن میں اعتراضات اور ان کے جوابات

1) عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم عمری میں شادی کی حقیقت؟

A. عائشہ رضی اللہ عنہا سے کم عمری میں شادی کرنا عیب ہے تو تمہاری کتابوں میں مذکور انبیاء پر بھی تم نے عیب لگایا کہ وہ زنا کرتے تھے۔

B. نصاریٰ کی کتاب میں لکھا ہے کہ مریم علیہا السلام کا خطبہ نکاح یوسف نجار سے ہوا اس وقت مریم علیہا السلام کی عمر صرف 12 سال تھی اور یوسف نجار کی عمر 89 سال تھی۔ 77 سال بڑے تھے۔

C. خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام دیا تاکہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان قرابت اور بڑھ جائے۔

D. محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جبیر بن مطعم بن عدی نے خود اپنا شادی کا پیغام پیش کیا تھا جس سے واضح ہے کہ وہ عنفوان شباب پر تھیں۔

E. قریش مختلف طرح سے آزمایا کرتے تھے اور تکلیفیں دیا کرتے تھے لیکن جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی تو کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

F. عرب کی لڑکیوں میں اس طرح رواج تھا جن کی مثالیں ابو بکر، عمر وغیرہ کی ہیں۔

G. علم دین کا ایک چوتھائی حصہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جس میں اللہ کی حکمت واضح ہوتی ہے۔ کم عمری میں حفظ احادیث کے امکانات غالب ہوتے ہیں۔

H. Askislampedia پر تفصیلی آرٹیکل موجود ہے

2) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کا مسئلہ؟

A. **فوقعت في قلبه...سبحان مقلب القلوب**... یہ روایتیں ثابت نہیں ہیں۔

B. یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اس لئے آپ ﷺ نے نکاح کیا اور اس پر زینب دوسری سوکنوں پر فخر کرتی تھیں کہ میرا نکاح اللہ نے آسمانوں میں کر دیا۔

C. محمد ﷺ کے حکم پر زید رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا لیکن جب نوبت طلاق تک پہنچ گئی تب اللہ نے آپ ﷺ کا زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر دیا۔

D. آزاد عورت کا نکاح غلام سے کیا جا سکتا ہے اور لے پالک کی بیوی بہو کے حکم میں نہیں ہوا کرتی اور لے پالک حقیقی بیٹا نہیں ہوا کرتا۔ یہ واضح کرنے کے لئے آپ ﷺ کے نکاح کے ذریعہ سمجھایا گیا۔

E. خشیت خوف کے معنی میں نہیں بلکہ حیا کے معنی میں ہے اور یہود اور منافقین کے فتنہ سے محتاط ہو رہے تھے۔ اس پر اللہ نے انھیں عتاب کیا اور اپنے فیصلہ کو جاری کیا۔

3) تعدد ازدواج رسول ﷺ پر مسئلہ اور اس کا جواب؟

A. اگر نکاح کرنا عیب ہے تو زنا کرنا اس سے بڑا عیب ہے۔ کسی کی بیوی سے زنا کرنے کے لئے اسکے شوہر کو قتل کروانا اس سے بڑا جرم ہے۔ اپنی ہی بیٹیوں سے زنا کرنا اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ جب زنا کرنے سے کسی کی نبوت ساقط نہیں ہوتی (تمہارے زعم میں) تو نکاح کرنے سے کیسے رسالت ساقط ہوتی ہے۔ زنا، شرک اور خیانت کرنے سے کیسے ساقط نہیں ہوتی۔

B. بلکہ محمد ﷺ نبی اور انسان تھے آپ ﷺ نے نکاح کا طریقہ اختیار کیا تا کہ لوگ بھی اسی کو اپنائیں، یہ کوئی انوکھے رسول نہ تھے کہ اپنی گزرے ہوئے انبیاء کی مخالفت کرتے۔

C. محمد ﷺ نے پچاس سال کی عمر میں ہی شادیاں کیں، اور آپ ﷺ کی تمام کی تمام بیویاں بیوہ، مطلقہ تھیں سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہی ایک باکرہ تھیں۔

D. محمد ﷺ کی تعدد ازدواج میں چار حکمتیں ہیں:

i. تعلیمی حکمت: عورتوں کے نجی مسائل جس میں حیاء کا تعلق ہوتا ہے وہاں پر اپنی بیوی کے ذریعہ تعلیم دیا کرتے تھے۔ (عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما اس کی مثال ہیں)

ii. شرعی حکمت: جاہلی رسوم ورواج کا قلعہ قمع کرنے کے لئے نکاح کیا جیسے متبنی کی بیوی، متبنی حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔

iii. سماجی حکمت: عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا مطلب ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پہلے پہل وزیر بنا ہے ، اور عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کرنا انکا دوسرے وزیر بنانا ہے، اور عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی تکریم کی خاطر تاکہ وہ آگے چل کر خلافت سنبھالیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کا نکاح ان سے کروایا۔

iv. سیاسی حکمت: قبائل کو جوڑنے اور اپنے سے قریب کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا جیسے جویریہ رضی اللہ عنہا جس سے قبیلہ بنی المصطلق پورا کا پورا اسلام میں داخل ہوگیا۔ اسی طرح صفیہ رضی اللہ عنہا جو ایک یہودی قبیلہ کی لڑکی تھی ،اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جو ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی لڑکی تھیں۔

4) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیے جانے والی احادیث کی صحت پر سوالات اور ان کا جواب؟

A. اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو آزماتا ہے تاکہ انکے درجات بلند کرے اور اجر میں اضافہ کرے اسی لئے اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آزمایا، لبید بن اعصم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔

B. اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور دنیوی بشری تقاضے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے ہوا کرتے تھے جیسے مصیبت و تکالیف ، بیماری اور جادو وغیرہ ۔لیکن اس کا کار نبوت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

C. شیطان اللہ کے مخلص بندوں پر حاوی نہیں ہو سکتا، (یعنی گمراہ نہیں کر سکتا، برائیوں کو مزین نہیں کر سکتا، ان کو اچک نہیں سکتا) البتہ بدن میں تکلیف ڈال سکتا ہے جس سے قرآن انکار نہیں کرتا۔ جیسے ایوب علیہ السلام نے کہا: انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب (ص: 41)۔

D. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خبر دینا کہ لبید بن اعصم نے آپ پر جادو کیا اور جادو کی جگہ بھیج کر جادو کردہ چیزوں کو ختم کرنا یہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ نبی نہ ہوتے تو کیسے دوسروں کو بتاتے۔

E. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں وحی کے ذریعہ جادو کا توڑ سیکھا اسکا مطلب یہ ہے بہت ہلکا اثر ہوا، وحی کے تلقی (وحی حاصل کرنے) اور اسکے نشر واشاعت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔

F. محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذ تین پڑھ کر دم کیا جس سے جادو ختم ہو گیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ معوذ تین اللہ کا کلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

G. اگر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی طرف سے منسوب باتیں ہوتیں تو وہ لوگ سب سے پہلے اس حدیث کو گم کر دیتے کیونکہ اس میں نبی کی شان میں کمی کی بات ہے۔

5) اسلام میں مرتد کا حکم اور اس پر حد کا مسئلہ ؟

A. اسلام دین کے اختیار کرنے میں مطلق آزادی عطا کرتا ہے ، کسی کو مجبور نہیں کرتا (لا اکراہ فی الدین) اور ساتھ ہی شرک کو برداشت نہیں کرتا ہے۔ جو اسلام لانے کے بعد دین سے پھر جائے گویا وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کر رہا ہے اس وجہ سے مرتد کی سزا قتل رکھی گئی۔ اور اک مسئلہ یہ ہے حکم کیا ہے اور اس حکم کو نافذ کرنے کیلئے کئی مراحل long process اور وقت کا حاکم فیصلہ لیتا ہے مشورہ کے بعد کسی معین کی تکفیر آسان نہیں اسکے شرطیں ہیں۔

i. ملزم کا قصد معلوم کیا جائیگا۔

ii. دلائل کے ذریعہ اتمام حجت کرنا۔

iii. تاویل دور کرنا

موانع تکفیر ختم ہونا ضروری ہے جیسے 1 جہل و2 خطا (چوک) و3 اکراہ 4 وتاویل وغیرہ

B. یہ دین کھیل کود کا دین نہیں کہ صبح اسلام لائے اور شام کو کفر پر واپس چلا جائے۔ عقیدہ اور ایمان ایک بنیاد ہے جس پر جنت جہنم کے فیصلہ ہوتے ہیں لہذا یہ سنجیدہ مسئلہ ہے عام بھولے بھالے لوگ بھی مرتد کی وجہ سے جہنم کے گڑھے کی طرف خودکشی کے فیصلے کر سکتے ہیں لہذا عوام کو خودکشی اور خود کو تکلیف ڈالنے والے فیصلوں سے چوکنا رکھنے

کیلئے سخت قانون کا اعلان کرتا ہے جس طرح ایک غداری پر سخت سزاوں کا اعلان کرتا اسی اسلام صرف مسجد کے احکامات نہیں بتاتا بلکہ ملک وسماج میں اسلام سے غداری کے قوانین بھی بتاتا ہے لیکن قوانین کی بنیاد پر عام آدمی قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتا اور حاکم پر بھی فوراواجب نہیں کے حد نافذ کرے بلکہ یہ بھی نفاذ کافی تنبیہ اور توبہ کی تلقین کے بعد کیا جاتاہے۔ فیصلہ حاکم لیتا اسکے منفی ومثبت اثرات کے حساب سے ،علماء کے مشورے کے بعد نہ کے نفسانی انتقام کی بنیاد پر۔

6) اسلام میں جنت کا تصور صرف عورتوں اور شراب وشباب وکباب ہی ہے؟

A. جنت کی نعمتیں صرف مادی نہیں بلکہ روحانی انعامات بھی ہیں جیسے رب کا دیدار، جوبقیہ ساری نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔(للذین احسنوالحسنی وزیادۃ(یونس:26) ، وجوہ یومئذ ناضرۃ ۔ الی ربھا ناظرۃ (القیامۃ:22) ، فیکشف الحجاب فما اعطوا شیئا احب الیھم من النظر الی ربھم عزوجل (مسلم:181)

B. قرآن کے اندر جنت کی جن نعمتوں کا ذکر ہے وہ دنیوی نعمتوں سے صرف نام میں مشابہ ہیں، حقیقت میں اسکی لذت کو ہم بیان نہیں

کر سکتے۔ رسالۃ الاکلیل لک مجموعۃ الرسائل الکبری لابن تیمیہ 2:11)
عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله يأكل اهل الجنة فيها... مسلم:2835)....عن أبي هريرة عن النبي قال يقول الله تعالى : أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ... البخاري:3244)

C. عیسی علیہ السلام نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انکے ساتھ ملکوت الله الجديد یعنی جنت میں شراب پیئیں گے۔ مرقس:25:14

D. عیسی علیہ السلام نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ میں تمہارے لیے اسی طرح ایک ملکوت بناوں گا تاکہ میرے دستر خوان پر کھاؤ پیو اور میری کرسیوں پر بیٹھو تاکہ تم کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلہ کا بدلہ دیا جائے۔ انجیل لوقا:30:22

E. سفر ایوب میں لکھا ہوا ہے کہ اعلم ان الهي حي ، وأني ساقوم في اليوم الاخير بالجسدي وسأرى بعينى الله مخلصى (آئی 25:19-27)

F. عیسی علیہ السلام نے کہا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہت سے لوگ مشارق اور مغارب سے آئیں گے اور ابراہیم علیہ السلام، اسحق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام سے

آسمانوں کے ملکوت میں ٹیک لگائیں گے۔ انجیل متی:11:8

7) خالق کے لئے مکر کی صفت کا معنی کیا ہے؟

اللہ مکر کا جواب دیتے ہیں:

A. مکر کا مطلب: کسی حیلہ کے ذریعہ کسی کا اسکے مقصد کو پانے سے پھیر دینے کو مکر کہتے ہیں۔ محمود قسم کا مکر جس سے صرف اچھے کام کی تکمیل ہوتی ہے، (واللہ خیر الماکرین:3:54) اسی معنی میں اللہ نے اپنے لئے مکر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مذموم قسم کا مکر جس کے ذریعہ سے برے کام کو انجام دیا تاہے۔

B. الجبار کا لفظ اہل کتاب کی کتابوں میں مذکور ہے۔ جیسے (مزمور: 8:24) سفر ایوب میں القہار کا لفظ (11:30) سفر دانیال میں المضل کا لفظ (37:4) مزمور میں المنتقم کا لفظ (47:18) سفر الامثال میں الضار کا لفظ (36:8) سفر اشعیا میں خالق الشر (7:45) رسالہ ثانیہ تسالونکی (11:2) عبرانیین میں الوارث کا لفظ (1:1-3) موجود ہے۔

8) عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں وحی کے آنے پر مسئلہ؟

A. وحی کا نزول لحاف عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہونے کا مطلب جماع کے موقع پر نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر انکے ایک جانب ہوتے تب وحی نازل

ہوتی اور یہ شرف صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل تھا۔

B. اس حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا شرف بتانا مقصود ہے دوسری امہات المؤمنین کے مقابلے میں۔

9) کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان طاری ہوتا تھا؟

A. نسیان کے وقوع کی دو قسمیں ہیں ایک ایسی چیزوں کا نسیان جن باتوں کی تبلیغ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہیں دیا گیا۔ جیسے بشری طبیعت، عادات واطوار وغیرہ۔ یہ جائز ہے۔

B. ان باتوں میں نسیان واقع ہونا جن کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو۔ اس میں دو شروطوں کے ساتھ جواز پیدا کیا جا سکتا ہے۔

i. نسیان اس وقت ہو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تبلیغ کر دی ہو۔ تبلیغ سے پہلے نسیان ہونا اصلا نہیں ہو سکتا۔

ii. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر استمرار نہ ہو بلکہ کوئی تنبیہ ہو یا تو وہ بنفس نفیس ہو یا کسی اور کی جانب سے ہو۔

C. فلا تنسى۔۔ کا مطلب یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے اس پر یاد دہانی کرائی گئی بلکہ یہ خبر دی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے جو کچھ پڑھایا ہے وہ ہرگز نہیں بھولیں گے۔

D. لقد اذکرنی کذا وکذا آیة اسقطتها من سورة کذا وکذا

۔ وفی روایۃ انسیتھا۔۔ کسی بات کا ذہن سے غائب ہونا اس کے مٹ جانے جیسا نہیں ہے ۔ نسیان تام یہ نبی کریم ﷺ سے ہونا ناممکن ہے ۔ نبی ﷺ کا بھولنا بالجملہ نہیں تھا لیکن جب آپ ﷺ نے سنا تو آپ ﷺ کو یاد آگیا۔

10) آپ ﷺ کی والدہ آمنہ کی پاکدامنی پر شک؟

طبقات کبری ابن سعد کی پہلی جلد میں ہے کہ عبد اللہ بن عبد المطلب اور خود عبد المطلب بن ہاشم دونوں نے ایک ساتھ اپنا اپنا نکاح کیا، جبکہ تیسری جلد کی روایت سے جو بات ثابت ہو رہی ہے کہ حمزۃ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ سے چار سال بڑے تھے۔ نصرانی کا شبہ ہے کہ آمنہ نے خیانت کی جس سے رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی۔

A. بخاری کی روایت ہے محمد ﷺ نے کہا کہ میں نکاح سے میری پیدائش ہوئی نہ کہ سفاح سے۔

B. یہ طبقات کبری اب سعد تاریخی کتاب ہے ، دین تاریخی کتابوں سے نہیں صحیح کتاب وسنت سے لیتے ہیں۔

C. حمزۃ رضی اللہ عنہ کا اللہ کے نبی ﷺ سے چار سال پہلے پیدا ہونے سے یہ کیسے لازم آئے گا کہ آمنہ بنت وھب نے خیانت کی؟ چار سال چھوٹے ہونے کا مطلب اللہ نے عبد المطلب کے مقابلے میں عبد اللہ کو چار سال بعد اولاد سے نوازا۔

D. محمد بن عمر بن واقد الوقدی الاسلمی ۔ یہ شخص امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں متروک الحدیث ہے، امام نسائی نے ضعفاء اور متروکین میں شمار کیا ہے۔

11) کیسے یہ تم کہتے ہو کہ عیسی علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی جبکہ سورۃ آل عمران میں عیسی علیہ السلام کی وفات مؤکد ہے؟

جواب: (عیسی علیہ السلام زندہ ہیں) اس موضوع پر میں نے 52 دلائل پیش کئے ہیں ایک ویڈیو بیان میں]یوتیوب پر (عربی، اردو، انگریزي) میں دستیاب ہے

A. قرآن مجید میں کہیں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو عیسی علیہ السلام کی وفات پر صراحت کرتی ہو۔ لفظ وفات اور توفی صرف موت کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اس کے دوسرے معنی پر محتمل ہوتا ہے ۔ ایک وقت مقررہ کے لئے اٹھالیا جانا(**اخذ الشيء وافيا**) ـــ **اذقال الله يعيسى انى متوفيك ورافعك الى**ـــ(3:55) تم کو تمہارے جسم اور روح کے ساتھ اٹھالوں گا۔ یہی معنی ابن جریر نے سلف کی جماعت سے نقل کیا ہے۔

B. قرآن مجید بالجزم کہتاہے کہ عیسیٰ قتل نہیں کیے گئے بلکہ اٹھا لیے گئے۔ وما قتلوہ یقینا۔ بل رفعہ اللہ الیہ۔(النساء:157-158)۔

C. والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً۔ (مریم:33)۔ اس آیت میں یوم اموت والا لفظ آپکی وفات پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اس آیت میں عیسی علیہ السلام پر تین دنوں میں سلامتی کا ذکر ہے۔ 1۔ انکی ولادت کے دن۔2۔ انکی وفات کے دن ۔ 3۔ قیامت کو اٹھائے جانے کے دن۔ اس میں سے ایک پہلا گزر چکاہے اور دو باقی ہیں ۔

12) روح القدس کون ہیں؟ وایدناہ بروح القدس (البقرۃ:87)

A. الشیخ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا صحیح قول کے مطابق روح القدس سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ کا قول (نزل به الروح الامين) (الشعراء 193:)

B. حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے حسان تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دفاع کرو (جواب دو) اللهم ايده بروح القدس (بخاری و مسلم)

C. شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جماہیر علماء نے کہا ہے کہ بے شک اللہ تعالی نے جبرئیل علیہ السلام کو روح الامین، روح القدس کہا ہے۔ (دقائق التفسیر: مجلد1، ص310)

13) کیا اسلام میں تثلیث کا وجود ہے؟

A. تثلیث کا عقیدہ اللہ کی ذات میں شریک کرنا ہے جبکہ اللہ نے کہا۔۔لا تقولوا ثلاثة انتهوا خيرا لكم ۔۔۔ اور قرآن مجید نے اس کو شرک سے تعبیر کیا۔ اسلام دین توحید ہے، جس کا علم خود نصاری کو ہے پھر بھی یہ اسلام میں تثلیث کا وجود کا سوال کرتے ہیں، جس پر ہمیں تعجب ہوتا ہے۔

B. انا فتحنا لک ۔۔ انا انزلناہ۔۔ نتلوا ۔۔ فاذا قرانا ہ۔۔اس طرح کی آیات میں جمع متکلم کے صیغہ سے نصاری اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کی دلیل لیتے ہیں جبکہ قرآن کی واضح اور محکم آیات عقیدہ توحید کو ثابت کرتی ہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا توحید پر دلالت کرنے والی محکم آیات کو چھوڑ کر تم تشابہ کے پیچھے کیوں پڑھ رہے ہو۔ مجموع الفتاوی(5/233-234)

14) کیا اللہ دین کے پھیلانے کے لئے (عنف اور تلوار) کا محتاج ہے؟ تو پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ وجہاد اور قتال کی وصیت کیوں کی؟

وقت کے حاکم کیلئے امن قائم کرنے کیلئے طاقت کا استعمال برا نہیں البتہ طاقت کا استعمال دہشت گردی، فساد اور ظلم کیلئے کرنا حرام ہے سورہ مائدہ آیت نمبر 32

A. سفر الخروج (22:23) موسی علیہ السلام کو چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ سفر الخروج(11:34)بتوں کا توڑنے ، درختوں کو کاٹنے کا حکم اور شرک سے روکنے کا حکم دیا۔

B. رسالۃ بولس عبرانیین کی طرف بھیجا گیا(2،7:1) ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہوں سے قتال کیا اور مال غنیمت پایا۔ رب کیسے اپنے نبی حزقیال سے کہتا ہے سفر حزقیال(8:11)تم تلوار سے ڈرتے ہو، اس وجہ سے تم پر تلوار اٹھانا ضروری ہے رب کہتا ہے: میں تم کو شہر کے بیچوں بیچ سے نکال کر تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں میں ڈال دوں گا، اور اپنے احکام تم پر نافذ کروں گا ۔ تب تم تلوار سے سے قتال کروگے اور میں بنی اسرائیل کے حق میں فیصلہ کروں گا تب تمہیں پتہ چلے گا کہ میں ہی حقیقی رب ہوں۔

C. سفر العدد(17:31)ہر بچے کو قتل کرو، اور ہر خاوند والی عورت کو قتل کردو لیکن کنواری لڑکیوں کو زندہ چھوڑدو۔

D. سفر التثنیہ(10:20)رب موسی علیہ السلام سے کہتا ہے کہ جب تم بستی والوں سے لڑنے جاؤ تو سب سے پہلے صلح کی دعوت دو۔ اگر وہ صلح کرلیں اور بات مان لیں تو ہر بندہ تمہارا غلام بن جائے گا اگر صلح سے انکار کرے اور لڑنے پر اتر آئے تو ان کا محاصرہ کردو، جب تمہارا رب ان کو تمہارے ہاتھوں پر حکم نافذ کردے تو تم انکے مردوں کو تلوار سے ختم کردینا اور عورتوں ، بچوں اور چوپایوں کو مال غنیمت بنا لینا اور

تمہارے رب نے جس کا تمہیں مال غنیمت عطا کیا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اس طرح تم ہر اس بستی سے کرنا جو تم سے اختلاف کرے۔

15) قرآن کہتا ہے کہ محمد ﷺ رحمۃ للعالمین ہے جبکہ آپ ﷺ کافروں کے لئے رحمت نہیں؟

A. ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین) کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اس آیت میں تمام جہانوں کے لئے رحمت بتایا ہے مسلمانوں اور کفار کے فرق کے بغیر، پس جس نے اس رحمت کو قبول کیا اور اسکی شکر گزاری کی دنیا و آخرت میں وہ خوش بخت انسان ہے اور جو اس کا انکار کرے وہی دنیا و آخرت میں ناکام ہو گا۔(الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا واحلوا قومھم دار البوار ۔۔ جھنم یصلونھا و بئس القرار۔)

i. نبی ﷺ کی رحمت کی مثال میٹھے چشمہ کی ہے ۔ اللہ نے اپنی ساری مخلوق کے لئے ایک میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا پس جو اس سے فائدہ اٹھائے، اپنے جانوروں اور کھیت کو سیر اب کرے وہ فائدہ میں ہے۔ رہے وہ لوگ جو سستی کرے اور پیچھے رہے وہ اس سے محروم ہیں۔

B. محمد ﷺ کی وجہ سے ہی کفار کو دنیا میں عذاب نہیں دیا گیا جس طرح

کہ اگلی امتوں کو عذاب دیا جاتا تھا۔ جیسے خسف وقذف وغیرہ۔

16) چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم کیوں دیا؟

A. خروج (16:21) رب نے موسی علیہ السلام سے کہا: اور جو کوئی شخص چوری کرے یا اسکے پاس وہ چیز پائی گئی تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

B. سفر التثنیہ (11:25) جب دو آدمی آپ میں جھگڑے اور دونوں بھائی ہوں ان میں سے ایک کی بیوی اپنے شوہر کو بچانے کے لئے ہاتھ سے اسے مارتی ہے اور اپنا ہاتھ آگے کرکے اسکی شرم گاہ کو پکڑ لیتی ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو اور اس ضمن میں تمہارے اندر رحم دلی پیدا نہ ہو۔

C. اسلام کے احکامات عدل وانصاف پر مبنی ہیں اور اس میں بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ حد سے گزر جانے والوں کے لئے تنبیہ ہے جب ایک کی سزا سب دیکھیں گے تو سب اس حرکت سے باز آئیں گے۔ اس طرح معاشرہ برائیوں سے پاک ہو جائے گا۔

D. سفر الخروج (28:21) جب کسی آدمی یا عورت کو بیل زخمی کر دے اور وہ اس سے مر جائے تو تم اس بیل کو رجم کرو یہاں تک کہ مر جائے، اور تم اس کا گوشت نہ کھاؤ، بیل کے مالک پر کوئی جرمانہ نہیں، اگر بیل سینگ مارنے والا ہے اور اس سے قبل اسکے مالک کو خبردار کیا گیا لیکن اس کو باندھ کر نہیں رکھا جس کی وجہ سے کسی آدمی یا عورت کی جان چلی جائے تو تم اس بیل کو رجم کرنا اور اسکے مالک کو قتل کر ڈالنا۔

17) کعبہ کے اطراف طواف اور رمی جمرات کا مطلب کیا ہے؟

A. نبی ﷺ نے کہا: انما جعل الطواف بالبیت والصفا والمروۃ و رمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ (أبوداود) اللہ کے ذکر کے لئے طواف اور رمی جمرات کیا جاتا ہے۔

B. حج کے موسم میں اللہ نے بیت اللہ کا طواف کرنے کا حکم دیا تاکہ لوگ دنیوی اور اخروی فائدہ اٹھاتے رہیں

C. انک لا تضر ولا تنفع حجر اسود کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے حجر اسود تو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ فائدہ۔

D. مسلمان تو صرف اللہ کے نبی کی اتباع میں طواف کرتے اور حجر اسود کو چومتے ہیں اور رمی جمار کرتے ہیں۔

18) محمد ﷺ حجرہ اسود کے تعظیم کیوں کرتے تھے اور بوسہ دیتے تھے؟

A. عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا یقیناً مجھے پتہ ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہی ہے جو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے ، اگر میں اللہ کے رسول ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے ہرگز بوسہ نہیں دیتا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک حکم ہے جس کو مسلمان بجالاتے ہیں۔

19) کیا شیطان کان میں پیشاب کرتا ہے؟ (فجر چھوڑ کر سونے والے کے کان

میں؟

A. اسکی توجیہ یہ ہے کہ انسان اللہ سے غافل ہو کر اس طرح سو جائے کہ اسکی حس بھی زائل ہو جائے۔

B. حقیقت میں شیطان اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے لیکن اسکی کیفیت ہم نہیں جانتے کیونکہ وہ بھی کھاتا، پیتا ہے وغیرہ۔ رہا مسئلہ اسکے پیشاب کا وہ زائل ہو جاتا ہے ممکن ہے جس طرح پٹرول کھلی ہوا میں اڑ جاتا ہے ۔

C. شیطان انسان کے کان میں اذان پڑنے سے حائل ہو جاتا ہے۔

D. شیطان اس پر غالب آگیا اور اس کو اس درجہ رزیل کر دیا کہ وہ پیشاب کرنے کی جگہ بنا دیا۔

20) موقف المسلمین من الکاتولیک والتعایش السلمی؟

A. وقت کے حاکم کیلئے امن قائم کرنے کیلئے طاقت کا استعمال برا نہیں البتہ طاقت کا استعمال دہشت گردی، فساد اور ظلم کیلئے کرنا حرام ہے سورہ مائدہ آیت نمبر 32

B. اسلام تو امن ، صلح اور معاہدہ پر ابھارتا ہے و ان جنحوا للسلم فاجنح لها

C. عیسی علیہ السلام زندہ ہیں اور اللہ نے انھیں اوپر اٹھالیا ہے پر جب وہ آئیں گے

دنیا میں تو اسلام کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

(ابو داود:4/117)

21) اسکندر ذوالقرنین کیا وہ اسکندر مقدونی ہے کیا وہ نیک آدمی تھا یا بت پرست تھا؟

A. قرآن میں کہیں بھی عمرِ ذوالقرنین (اسکندر) کا ذکر نہیں ہے اور نا ہی اسکے دور کا ذکر ہے۔

B. جس ذوالقرنین کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسکندر مقدونی نہیں ہے، جس نے اسکندریہ کی بنیاد ڈالی۔ اور یہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے 323 سال پہلے رہا کرتا تھا۔ا

C. جس ذوالقرنین کا ذکر قرآن میں ہے وہ موحد تھا جبکہ دوسرا اسکندر بت پرست تھا

D. صحیح الجامع (5524) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مجھے نہیں پتہ کہ وہ کسی نبی کی پیروی کرتا تھا، مجھے نہیں معلوم کہ وہ نبی تھا کہ نہیں۔

E. نصاری کے پاس پہلے ذوالقرنین کا مکمل ذکر نہیں چہ جائے کہ دوسرے ذوالقرنین کا تفصیلی ذکر ملے۔

F. اگر اختلاف ہوتا ہے تو اہل کتاب کے پاس انکے دعوؤں کی کوئی سند نہیں جبکہ قرآن کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہے۔

22) کون ہے جس نے قرآن کو لکھا اور اس کا جمع کرنا کیسے مکمل ہوا؟

A. اللہ نے اس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے الطبری(14/8) سعدی(ص:696)

B. لکھنا لکھانا عرب کے ماحول میں معروف نہ تھا وہ اپنے سینوں میں یاد کر لیتے تھے، چند لوگ اس کو لکھ لیا کرتے تھے۔

C. ابتداء میں نبی ﷺ حدیث کو لکھ لینے سے روک دیا کرتے تھے تاکہ آپ ﷺ کی احادیث قرآن کے اندر ضم نہ ہو جائیں۔ لیکن جب صحابہ کی تربیت مضبوط ہوگئی تو قرآن کے لکھنے کا انتظام کیا گیا اور محفوظ کر دیا گیا۔ اور احادیث کو بھی لکھنے کی اجازت مل گئی

D. قرآن کو سات حروف پر اتارا گیا جس طرح نبی ﷺ سے ثابت ہے (عمر بن خطاب۔ بخاری:2287۔ مسلم:818)

E. ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دور میں جب ردت کی جنگیں ہو رہی تھیں تب کئی حفاظ قرآن شہید ہوگئے تب عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر آپ نے قرآن کو ایک مصحف میں محفوظ کر دیا۔

(بخاری:4986)

23) اونٹنیوں کے پیشاب اور دودھ کی حدیث پر نصرانی کا اعتراض؟

A. انجیل لوقا(6:41) لماذا تنظر القذى الذي في عين

أخيك وأما الخشبة التي في عينك فلا تفطن لها. مع أنه لا قذى في عين أخيك حقيقة ألم يرد في كتاب المقدس أن الرب أمر نبيه حزقيال بأكل الخراء وهو البراز: وتأكل كعكا من الشعير على الخراء الذي يخرج منه الإنسان وتخبزه أمام عيونهم (حزقیال4:12-13)

B. فعلاان لوگوں کو شفاء ہوئی باذن اللہ تو کیااس پر اعتراض ہوا کرتا ہے۔!

C. کوئی سائنٹفک پروف لیکر آوکے اونٹ کا پیشاب اسی طرح نقصاندہ ہے جس طرح انسان کا پیشاب نقصاندہ ہے۔

D. سوڈان کے میڈیکل سنٹر پر پروفیسر احمد عبداللہ نے تجربہ کیا اور 25 افراد جو استسقاء کی بیماری میں مبتلاء تھے پندرہ روز تک انکو اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پلایا گیااور وہ بالکل صحت یاب ہو چکے تھے۔

24) عورت کے عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ہونے کا مطلب کیاہے؟

اس میں عورت کو الٹا چھوٹ مل گئ مالی ذمہ داری نہ لگائی گئ البتہ مرد پر مالی ذمہ داری لگائی گئ لہذا اسلامی اعتبار سے مرد کو سابقہ پڑتا ہے مرد کو حساب وکتاب رکھنا پڑتا ہے عورت کو سابقہ کم پڑتا ہے تو عورت کیلئے آسانی کردی گئی کہ مالی امور میں دو عورتیں کی گواہی ایک مرد کے مقابلہ میں تو اس سے عورت کیلئے سہولت ہے کیونکہ عورت کو حمل، رضاعت وحضانت کے بہت

سارے امور کا دھیان رکھنا ہوتا ہے، ایک عورت کو دھمکی دیکر کوئی ستا سکتا ہے دو عورت کو ستانا اتنا آسان نہیں اس میں عورت کی سیکیورٹی ہے جان اور آبرو کی۔

جس مسئلہ میں عورت کا سابقہ پڑتا ہے وہاں ایک عورت کی گواہی بھی مقبول ہے جیسے رضاعت کی شہادت اور غسل جنازہ کی تکمیل کی شہادت۔

نوٹ: جس چیز میں سابقہ نہیں پڑتا اسلام اس پر ذمہ داری کم کر دیتا ہے اسلام کے نظام کے کئی کڑیاں ایک کڑی پر اعتراض کرنے سے پہلے مکمل نظام کو پڑنا ضروری ہے جیسا کہ اسلام وراثت میں مرد کو بہن کے مقابلہ میں ڈبل حصہ عطا کرتا ہے کیونکہ اسلام عورت پر مالی ذمہ داری نہیں لگاتا۔

A. عقل کے معنی باندھنے کے ہیں یعنی عقل ہر من چاہی بات کی طلب سے روکنے والی صفت ہے۔ عقل کے ذریعہ مختلف افکار و خیالات ابھرتے ہیں اور افضل رائے کو اختیار کیا جاتا ہے، ہر رائے کو قبول کرنا یہ ھوی اور عاطفت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور یہ عاطفت عورت کے اندر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ عقل کا کام ھوی اور عاطفت سے روکنا ہے۔

B. دین کے اعتبار سے کمی کا مطلب بہت سارے احکامات عورتوں سے ساقط ہیں۔(جیسے صلاۃ ہے جو مردوں اور عورتوں پر ہر حال میں فرض ہے لیکن عورتوں پر حالت حیض میں فرض نہیں۔اسی طرح جہاد، جمعہ

اور جماعت کی فرضیت وغیرہ)۔

C. جدید سائنٹفک ریسرچ کے مطابق مرد اور عورت میں جسم کے سارے اعضاء اور خیالات میں فرق ہے لہذا احکامات میں بھی فرق ہے اسلام کا نظام مشابہت پر نہیں مساوات ہر کو اسکے حساب سے حقوق اور ذمہ داریاں نہ کے ظلم اور دشواریاں۔

25) اللہ کے رسول ﷺ پر درود بھیجنے کا کیا مقصود ہے؟

A. صلاۃ کے معنی ثناء، رحمت نازل کرنا اور درجات کو بلند کرنا ہے جب کہ یہ اللہ کی طرف سے ہو، اگر فرشتوں کی جانب سے ہو اس کا معنی استغفار ہوتا ہے ، اگر اہل ایمان کی جانب سے ہو تو اس کا معنی دعا کا ہوتا ہے۔

B. ہم جیسے انسان آپ ﷺ کی شخصیت کا بدلہ کسی بھی صورت میں ادا نہیں کرسکتے ، لیکن ہم کو اللہ نے درود (دعاء) کا طریقہ بتایا ہے۔ جس کے ذریعہ ہم دعا کرتے ہیں۔

C. مشرکین ہو یا اہل کتاب چاہے وہ یہودی ہو کہ نصرانی کوئی بھی اپنی گمراہیوں سے اس وقت تک نجات نہیں پاسکتا جب تک آپ ﷺ کی ہدایت کو وہ قبول نہیں کرلیتا۔(لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینة ۔ ۔

رسول من الله يتلو صحفا مطهرة۔ فيها كتب قيمة)(البینہ:1-3) لہذا آپ ﷺ کا احسان تمام انسانوں پر ہے جس کو ادا کرنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم ان کے حق میں اللہ کے حضور دعا کریں۔

26) اسلام میں طلاق کی مشروعیت کیوں ہے؟

A. اسلام نکاح کو برقرار رکھنے کا حکم دیتا ہے اسی لیے وقتی نکاح کو حرام قرار دیتا ہے، لیکن ناگزیر حالات کی بنا پر آپس میں الگ ہونے کا طریقہ اور راستہ بھی دیا ہے۔

B. نکاح کا مقصود حاصل نہ ہونے پر یا کسی مفسدے کے لازم آنے پر جس کے دفاع کے لئے طلاق کا قانون رکھا گیا ہے۔ اگر صلح نہ ہو سکے تو آخری علاج اور حل طلاق ہے۔

C. یہ عورت کی اہانت یا نکاح کی توہین کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ عورت کی سلامتی اور رشتہ زوجیت کی سلامتی کا ذریعہ ہے۔

27) حدیث الذباب پر اعتراض؟

A. یہ صحیح روایت ہے جس کو امام بخاری نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

B. عقلی یا علمی سطح پر یہ بات سمجھ میں نہ آئے تو یہ کوئی دلیل نہیں کہ اس کا

دین سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ بلکہ ہماری عقلیں اور ہمارا علم اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

C. اس میں غیبی امر کی طرف اشارہ ہے کہ مکھی کے پر میں جراثیم ہوتے ہیں، جس کا انکشاف چند ہی سالوں قبل ہوا۔ یہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے نبوت کی دلیل ہے۔

28) اللہ کے اوصاف میں کلمہ "کان" کا کیا مطلب ہے؟ اس جیسی مثالیں؟

A. اللہ تعالیٰ نے لفظ "کان" کا استعمال اس لئے کیا تاکہ اسکی ازلیت اور ابدیت کا پتہ دے، کہ وہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف ہے۔

B. کان زمانہ ماضی کے معنی میں آئے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مستقبل میں اللہ ان صفات سے متصف نہ ہو، بلکہ زمانے کی تقسیم تو ہمارے لئے ہے جیسے ماضی، حال اور مستقبل مگر یہ اللہ کے لئے کسی زمانے کی قید نہیں کیونکہ وہ خود زمانے کا خالق ومالک ہے۔

29) عبس وتولی کا مطلب کیا ہے؟

A. اس واقعہ میں عبد اللہ ابن ام مکتوم کو نظر انداز کرنا کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حقیر ہیں۔ بلکہ صنادید قریش سے گفتگو میں خلل واقع ہونے کی وجہ سے تھا۔ جبکہ وہ بار بار سوال کر رہے "علمنی مما علمک اللہ" اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اسی انہماک کے ساتھ صنادید قریش کو دعوت دیے رہے

تھے تاکہ وہ ایمان لے آئیں۔

B. جب کبھی ام مکتوم کو محمد ﷺ دیکھتے تو فوراً اپنی چادر کو کشادہ کرتے اور کہتے "مرحبا بمن عاتبنی فیه ربی"

C. ایک غیر مسلم نے کلمہ پڑھا اور کہا کہ قرآن اللہ کی طرف ہے اگر محمد ﷺ امین نہ ہوتے ان آیات کو چھپالیتے کیونکہ انھیں اوپر عتاب کیا گیا ہے ان آیات میں۔

30) اللہ کے رسول ﷺ کا اپنی بیوی سے حالت حیض میں مباشرت کرنا؟

A. ممنوع مباشرت سے مراد دخول ہے جبکہ یہاں پر جسم سے جسم لگانے پر کوئی حکم نہیں کہ وہ حرام ہے۔حالت حیض میں دخول ممنوع ہے۔

i.(عبداللہ ابن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ میری بیوی جب حالت حیض میں ہو تو میرے لئے کیا کام کرنا حلال ہے تب آپ ﷺ نے کہا: جو ازار سے پرے ہے وہ حلال ہے۔

ii. مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور میں شرم کرتا ہوں کہ وہ سوال کروں ۔ تب عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں تو تمہاری ماں ہوں اور تم میرے بیٹے ہو، پوچھو جو پوچھنا ہو۔تب انھوں نے پوچھا کہ آدمی اپنی بیوی سے جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہو کیا کیا کام کر سکتا ہے؟ ہر چیز کر سکتا ہے سوائے جماع کے۔

iii. میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اپنی بیوی سے ملنے کا ارادہ کرتے تو انھیں چادر کس لینے کا حکم دیتے۔

B. انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی عورت جب کبھی حائضہ ہوتی تو نہ اس کے ساتھ کھاتے اور نا ہی اس کو اپنے گھروں میں رکھتے۔ تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ نے سورہ بقرہ کی آیت 222 نازل فرمائی۔

31) اسلام میں مسلمان عورت کو غیر مسلم مرد سے شادی کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟

A. مسلمان عورت سارے انبیاء پر ایمان رکھتی ہے، جبکہ غیر مسلم چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو وہ اکثر انبیاء کا انکار کرتا ہے جس کی وجہ سے دین اور ایمان میں کمتر ہو جاتا ہے، اور جو ایمان میں کم ہو اسکو کامل ایمان والی عورت کی ذمہ داری کیسے دی جا سکتی ہے۔

B. جبکہ اگر مرد مومن ہے اور اہل کتاب کی کسی لڑکی سے نکاح کرے تو وہ اسکے نبی پر ایمان رکھتا ہے، اسکے دین کا اعتراف کرتا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس عورت کا دین اس کے دین کا ایک حصہ ہے۔

32) "یعلم ما فی الارحام" آج کے ڈاکٹروں کے دعوی ہے کہ وہ رحم مادر میں موجود

جنس کا پتہ چلا سکتے ہیں؟

A. جنین کی حالت میں اسکا مقررہ وقت کا علم اللہ ہی کو ہے، پیدا ہونے والا ہے، کیا عمل کرنے والا ہے، وہ اچھا ہے کہ برا ہے، گورا ہے کہ کالے رنگ کا، ذہین ہو گا یا غبی ہو گا، صبر کرنے والا ہو گا یا جلد باز ہو گا، فیاض ہو گا کہ بخیل، عورت ہے یا آدمی یہ تمام چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے۔

B. الات کے ذریعہ دیکھنا اسباب اپنانےٍ سے اسکا تعلق ہو گیا لہذا یہ غیب کہاں رہا اور اسباب کے ذریعہ معلومات کا دعوی کرنا غیر معقول ہے، اور یہ ادھورا علم ہے اور اللہ کا علم اس بھی وسیع ہے۔

33) قرآن مجید میں زمین و آسمان کی تخلیق کے لئے جو ایام مذکور ہیں وہ مختلف ہیں ؟ص109

A. قل اانکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین ـ۔(فصلت:9-12)یومین سے مراد: زمین کو دو دن میں پیدا کیا۔

B. وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبارک فیھا وقدر فیھا اقواتھا فی اربعة ایام سوءا لسائلین(فصلت:9-12)اربعۃ ایام سے مراد زمین کے اوپر پہاڑوں اور اس میں برکت ،رزق کی فراوانی بقیہ دو دون میں۔

C. وقضھن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرھا

(فصلت: 9-12) یومین سے مراد سات آسمانوں کو پیدا کیا اور ہر آسمان کی جانب اسکے کام کی وحی کی۔

D. کل ملا کر چھ دنوں میں اللہ نے زمین و آسمانوں کو پیدا کیا۔

34) ایک دن کی مقدار اللہ کے پاس ہزار سال کے برابر یا پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ ص 111

A. اللہ کے پاس ایام کی گنتی مختلف ہے قیامت کا دن یہ مخصوص دن ہے اسکی مقدار ایک ہزار سال کے برابر ہوگی اور پچاس ہزار سال کے برابر محسوس ہوگی نافرمان کو ہوگی دنیا کے دنوں کے اعتبار سے (جیسا کہ زکوۃ ادا نہ کرنے والے کو)۔ (الشنقیطی)

B. اللہ تعالیٰ نے ستاروں اور سیاروں کی الگ الگ مدت مقرر کی ہے جن کے لئے ایک دن کی مقدار الگ الگ ہوا کرتی ہے تو بہت ممکن ہے کہ ایک دن ہزار سال کے برابر ہو۔

C. 6 یوم میں اللہ نے آسمان اور زمین کو بنایا وہ ایک یوم ایک ہزار دنیوی یوم کے برابر یہ بھی مراد لیا گیا اسکا ہر ایک تعداد کا سیاق الگ ہے۔

35) **خمسین الف سنة**۔۔۔الف سنۃ میں محکم قول کیا ہے؟

سابقہ جواب

36) انا اول المؤمنین ۔۔۔ موسیٰ علیہ السلام کیسے کہہ سکتے ہیں؟ جبکہ آپ علیہ السلام سے پہلے ابراہیم، یعقوب، اسحٰق علیہم السلام وغیرہ ہیں، اسی طرح جادوگروں نے کہا۔۔
ان کنا اول المؤمنین؟

اول کا تعلق امر نسبی سے ہے:

A. موسیٰ علیہ السلام کا انا اول المؤمنین کہنا اس وجہ سے ہے کہ اللہ کی تجلی کو دیکھنے کے بعد انھوں یہ اقرار کرلیا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی اس زندگی میں نہیں دیکھ سکتا۔ جبکہ آپ کو افاقہ ہوا اس وقت کے بعد سے آپ نے ماننے میں پہل کی، آپ علیہ السلام نے انا اول المؤمنین کہا۔

B. اہل مصر میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے جادوگر تھے جبکہ انھوں نے موسیٰ کا معجزہ دیکھ لیا اور آپ پر سب سے پہلے ایمان لے آئے۔

C. محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ میں پہلا مسلمان ہو یعنی اہل مکہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

37) فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ۔۔۔ وان الق عصاک فلما رای تھتز کانھا جانّ ولی مدبرا ولم یعقب۔۔ ثعبان۔۔ جان

ثعبان بڑے اژدھے کو کہا جاتا ہے جبکہ "جان" چھوٹے سانپ کو کہا جاتا ہے۔ یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصی زمین پر ڈالا تو وہ چھوٹی شکل میں تھا لیکن اللہ کے حکم سے بڑا اژدھا بن گیا۔

38)تحریم الخمر فی الدنیاـ۔۔ تحلیل الخمر فی الآخرة؟ص
125

دنیا میں شراب حرام کی گئی اور آخرت میں شراب حلال کی گئی، اختلاف کی کوئی وجہ نہیں کہ اختلاف کیا جائے۔ایک ہی جگہ دو الگ الگ باتیں ہو تو سوال کیا جاسکتا ہے تاکہ اپنے اشکال کو دور کیا جاسکے۔

39) فرشتے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جبکہ ابلیس فرشتوں میں سے تھا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔؟

A. ابلیس کو ملائکہ کی قبیل سے ماننا درست قول نہیں ہے:

i. کیونکہ وہ جنوں میں سے تھا جس طرح اللہ نے کہا (واذقلنا للملائکة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن۔(الکہف:50)

ii. ابلیس نے کہا:(انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین(الاعراف:12)

iii. ابلیس کی خُلقی صفات جنوں سے ملتی ہے نہ کہ فرشتوں سے کیوں کہ ملائکہ کی خُلقی صفات میں سے ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

40) حجاج نے مصحف عثمانی کو بدل ڈالا؟ص153

A. حجاج نے صرف دس کلمات کو بدلا تھا اور سجستانی نے کتاب لکھی "ماغیر الحجاج فی مصحف عثمان" اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حجاج نے تبدیلی کی تو کسی حافظ نے اس پر رد کیوں نہیں کیا؟ کیا نصاری اور وہ لوگ جو شک کرتے ہیں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن کو کسی نے حفظ ہی نہیں کیا؟

B. جس روایت کو دلیل بنا کر یہ کہا جاتا ہے کہ حجاج نے قرآن کے دس کلمات بدل ڈالے اسکے راوی پر جرح کی گئی روایت یوں ہے: عباد بن صھیب، عوف بن ابی جمیلہ سے روایت کرتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے مصحف عثمانی کے گیارہ الفاظ کو بدل ڈالا۔ کہا سورۃ البقرۃ:259(لم یتسن وانظر) بغیر ھا کے تھی تو اس نے تبدیل کر دیا۔(لم یتسنہ) کر دیا۔۔وغیرہ عباد بن صھیب کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے ۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسکو متروک کہا ہے ۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ قدری فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو متروک الحدیث کہا۔ یہ من گھڑت روایت ہے۔ امام سجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی۔

41) مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں دو سورے زائد تھے؟ کہاں ہیں؟

A. اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی روایت جس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے

اللھم انا نستعینک ونستغفرک ، و نثنی ولا نکفرک۔۔۔ روایات اور الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ۔ جس کو دلیل بنا کر اعتراض کیا گیا جس کا جواب یہ ہے کہ کوئی یہ تو ثابت کرے کہ قنوت قرآن میں سے ہے۔

B. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معانی، تاویل اور دعائیں اپنی مصحف میں لکھ لیا کرتے تھے، انھیں پتہ تھا کہ کونسی بات قرآن ہے، کونسی بات دعا ہے

۔

42) قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے؟ص167

A. محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمام اہل مکہ کو پتہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لکھ نہیں سکتے ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر کیفیت اور ادا سے واقف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے ۔ قرآن انکے باطل دعووں کی تردید کرتا ہے ۔(قل انزله الذی یعلم السر فی السموات والارض)فرقان:6

B. اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانب سے گھڑ لیتے تو خود قرآن کے اسلوب اور آیتوں کے اندر واضح فرق نظر آتا جس کے باطل ہونے کے لئے کافی تھا۔ لیکن یہ قرآن پوری طرح بے عیب ہے۔ جس میں کسی قسم کا کوئی فرق اور اختلاف نہیں۔

C. اگر محمد ﷺ قرآن گھڑ سکتے ہیں تو آپ ﷺ کے معاصر لوگ بھی فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار تھے لیکن اسکے باوجود بھی وہ اس قرآن کا جواب نہ دے سکے۔

43) سابقہ آسمانی کتابوں کی قرآن میں تلفیق ہے؟ص170

A. اس اعتراض کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابوں میں پائی جانے والی مشابہت اور مماثلت ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ دین (عقائد) ہمیشہ ایک ہی رہے ہیں جبکہ شریعت انسانوں کی طبیعت اور احوال اور ظروف کے حساب سے اور زمان و مکان کے حساب سے بدلتی ہیں۔

B. جن باتوں پر انسانی فطرت کا محور ہے شریعت ان کا انکار نہیں کرتی بلکہ انھیں مہذب بناتی ہے۔ اور جو فطرت کے خلاف ہو ان کی نکیر کرتی ہے۔

C. بلکہ یکسانیت کا پایا جانا خود اسکے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ ہر دور میں یک ہی قسم کی شریعت کا لایا جانا جبکہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان لمبے مدت کا فاصلہ کا ہونا یہ الٰہی قانون کی من جانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

D. اگر یہ قرآن تلفیق ہوتا تو دو تعلیمات عربی میں نہیں تھیں پھر کیسے یہ ممکن ہے اتنے بلیغ و فصیح پیرائے میں ان تعلیمات کو پیش کیا جائے۔

جبکہ آپ ﷺ امی تھے۔

44) نبی کریم ﷺ کا یہود و نصاری سے سیکھنا؟

A. اگر محمد ﷺ بحیرہ راہب سے یا ورقہ بن نوفل سے سیکھ کر باتیں گھڑ لیتے تو جو لوگ آپ ﷺ کو جانتے تھے انھوں نے آپ ﷺ پر نکیر کیوں نہیں کی۔ کفار و مشرکین کیوں خاموش رہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو اعداء اسلام اسی بات کا طعنہ دیتے۔

B. محمد ﷺ امی تھے نہ ہی آپ پڑھنا لکھنا جانتے تھے اور نا ہی آپ ﷺ کسی پاس تعلیم حاصل کی تھی۔ اس بات کی بھی کوئی دلیل نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی تورات یا انجیل کو پڑھا تھا۔

C. اگر مان بھی لیں کے آپ ﷺ پڑھنا لکھنا جانتے تھے تب بھی یہ سوال ہے کہ وہ کتابیں عبری زبان میں لکھی ہوئی تھی۔ تو عربی میں کس طرح آپ ﷺ نے پیش کیا۔

45) قرآن رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہی کیوں جمع نہیں کیا گیا؟ ص180

A. نسخ محمد ﷺ کی حیات میں ہوا کرتا تھا، اگر اس وقت قرآن کو لکھ دیا جاتا تو اختلاف واقع ہونے ک قوی امکان تھا۔

B. اس دور میں کتابت اور تحریر کے اسباب بہت کم تھے کیونکہ بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کو اپنے سینے میں محفوظ کر لیا تھا۔ لیکن جب

حفاظ قرآن شہید ہونے لگے تب عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر اس کو تحریر کر دیا گیا۔ رہا مسئلہ ترتیب آیات اور سورتوں کی ترتیب یہ اللہ کے رسول ﷺ کے مطابق ہی تھا۔

46) کیا قرآن میں عرب کی زبان سے خارجی کلمات وارد ہوئے ہیں؟

A. عربی زبان، عبری زبان اور سریانی زبان یہ تمام زبانیں سامی زبان کی شق ہیں اس اعتبار سے کسی لفظ میں تشابہ اور تماثل پایا گیا تو کوئی عجیب بات نہیں۔

B. ممکن ہے کہ وہ الفاظ اہل عرب اپنی زبان میں استعمال کرتے ہوں اور سمجھتے ہوں تو اس طرح یہ عربی الفاظ کہلائیں گے۔

C. شواہد القران جیسی کتابیں لکھ کر علماء کرام نے قرآن کے کلمات کیلئے شعر جاہلی سے شواہد پیش کیے۔

47) قرآن کریم کے اطراف تاریخی غلطیوں پر رد۔۔۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام؟

A. قرآن کو غلط بتانے کے لئے اہل کتاب نے اپنی کتاب کو اصل مرجع بنایا جو کہ پہلی غلطی ہے۔ جبکہ مفسرین کا اس کے بارے میں اختلاف بھی ہے ۔ محمد ابن اسحق، کلبی اور ضحاک و حسن کا کہنا ہے کہ آزر ہی ابراھیم علیہ السلام کے باپ ہیں۔ لیکن تاریخ انکا لقب ہے۔ جیسے اسرائیل جو

یعقوب علیہ السلام کا نام ہے۔

B. مقاتل کا کہنا یہ ہے کہ آزر لقب ہے اور تارخ نام ہے۔

48) کیا ستارے شیطانوں کو مار بھگانے کا ذریعہ ہیں؟

A. ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناھا رجوما للشیاطین (الملک:5)

B. ما اشھدتم خلق السموات والارض ولا خلق انفسھم وماکنت متخذ المضلین عضدا۔(الکھف:51)

C. وانا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا۔۔(الجن:8)

49) قرآن میں ہے کہ "الرعد" اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے جبکہ احادیث میں ہے کہ یہ فرشتہ ہے اور وہ ایک بجلی ہے بادلوں سے نکلتی ہے؟ص276

A. ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کوئی تناقض نہیں رعد کا معنی ہے حرکت میں لانا، اللہ کے حکم سے فرشتہ بادلوں اور ہواوں کو حرکت میں لاتے (حرکت لانے والے فرشتے کا عربی میں رعد کہتے ہیں) اور سائنس کے مطابق جو تفصیلات ہیں کوئی ٹکراو نہیں، الگ الگ مرحلہ کا انداز بیاں الگ ہے۔

B. وان من شئی الا یسبح بحمدہ۔

50) زیتون کیا طور سیناء سے نکلتا ہے جبکہ وہ فلسطین سے نکلتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے ؟ص 278۔

A. سیناء فلسطین سے ہے اور فلسطین اور شام مصر کا شمالی علاقہ ہے اور اسی پر تورات سفر زبور: مز: 68:17 میں لکھا ہے کہ سیناء قدس میں سے ہے۔

B. اس دور کی سیاسی حد بندیوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ان آیات کی تفسیر کرنا درست نہیں ہے۔

51) قرآن کہتا ہے "ولکل امۃ رسول" یہ بیان کتاب مقدس کے بیان سے ٹکرا رہا ہے کہ انبیاء ورسل بنی اسرائیل میں سے ہی ہیں؟ص 289

A. رسول کے ایک معنی حقیقی ہے اور ایک معنی مجازی ہے۔ حقیقی اس معنی میں کہ اللہ کے رسول اور مجازی اس معنی میں کہ رسول کے رسول اس طرح عیسی علیہ السلام کے رسل ہوا کرتے تھے اور اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب دیگر تمام انسانوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔

B. محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مہر نبوت کا اختتام ہو گیا تو کسی ملک میں کیسے کوئی رسول آنے کی گنجائش رہے گی۔

52) قرآن کہتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام رسول اور نبی تھے اور تورات میں کہ وہ وحشی آدمی تھے؟ص 295۔

A. قرآن کہتا ہے کہ اسماعیلؑ رسول اور نبی تھے۔(وکان رسولا نبیا)۔

B. سر امامی وکن کاملا : فاجعل عهدی بینی و بینک واکثرک کثیرا جدا(تک:17:1-2)

C. اسماعیل علیہ السلام کے حق میں برکت کی دلیل(واما اسماعیل فقد سمعت لک فیه ۔ ها انا ابارکه و اثمره کثیرا جدا۔۔۔(تک:17:20)

53) بنی اسرائیل ارض مصر کے وارث بنے فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد جبکہ وہ کنعان کے ہی وارث بنے۔

A. موسی علیہ السلام کی دعوت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی، مصر کے حدود "رفح" سے شروع ہوتا ہے اور وہ خود کہتے ہیں ہماری سلطنت نیل سے فرات تک ہے۔اس طرح "رفح" اس سرزمین کا ایک حصہ ہے۔

B. وراثت صرف زمینی خزانوں کی نہیں ہوتی لیکن اس قوم کو جس کا وارث بنایا گیا وہ شرعی وراثت ہے۔ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے کہا(سر امامی وکن کاملا)(تک:17:1) آپؑ زمین پر اللہ کی شریعت کی دعوت دینے کے لئے ہر شہر کو جایا کرتے تھے۔

C. مورخین لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل ارض مصر واث بننے کیلئے سب کا مصر واپس لوٹنا لازم نہیں آتا بعض لوٹے۔

D. وارث اور حقد اد دور سے بھی ممکن ہے

E. یا(مصر کا اطلاق وسیع معنی میں ہے)۔

F. بعض نے کہا کہ ھا کی ضمیر ارضِ مصر کی طرف نہیں بلکہ کنوز کی طرف لوٹتی ہے یعنی اسی طرح کے خزانے عطا کئے گئے۔

54) تسع آیات یا دس آیات تھیں؟

تورات کے شارحین نے ان آیتوں میں اختلاف کیا ہے ۔ دوسری آیت ضفادع ہے جبکہ یہ لوگ تمساح کہتے ہیں۔ تیسری آیت کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ قمل تھی، جبکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ بعوض تھی۔

55) کعبہ سب سے پہلے لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا جبکہ تاریخی کتابوں میں ہے کہ یہ بت پرستی کی تعمیر کردہ ہے؟ص310

A. قرآن مجید آسمانی کتابوں میں واحد محفوظ کتاب ہے جبکہ دوسری کتابوں میں تحریف واقع ہو چکی ہے۔لہذا دوسری کتابوں کے مقابلہ میں قرآن کا بیان سچا ہو گا۔

B. (تک:8:20)کے حوالے کے مطابق کعبہ کے پاس نوح علیہ السلام نے طوفان سے نجات پانے کے بعد ایک مذبح قائم کیا تھا جس میں اللہ کے لئے چرند و پرند کی قربانی دی جاتی تھی۔

56) مسیح علیہ السلام نے جھولے میں کلام کیا جبکہ انجیل میں اسی طرح کی بات نہیں کہ

انھوں نے مھد میں کلام کیا ہو؟

بعض اناجیل مرفوضہ میں ہے کہ عیسی علیہ السلام نے مہد میں کلام کیا ہے۔

(بر:7:10)

57) فنفخنا فیه من روحنا۔۔اسکی تاویل کیا ہے؟ص327

A. روح کا لفظ کئی معنوں قرآن مجید میں آیا ہے جیسے : وحی کے معنی میں (اوحینا الیک روحا من امرنا: الشوری:52)، دوسرا جبرئیل علیہ السلام کے معنی میں (نزل به الروح الامین: الشعراء:193)، تیسرا بڑا فرشتہ کے معنی میں (یوم یقوم الروح والملائکة صفا: النباء:28) چوتھا لوگوں کی روحیں کے معنی میں (قل الروح من امر ربی: الاسراء:85) لہذا جب ایک لفظ کئی معنوں میں آئے تو کسی ایک معنی کے ساتھ خاص نہیں کرسکتے۔ بلکہ سیاق وسباق سے معنی مراد لیا جائے گا۔

B. چونکہ جبرئیل علیہ السلام کا لقب اللہ نے روح رکھا ہے اور انھی کے واسطہ سے مریمؑ کے پیٹ پر پھونک ماری لہذا ان کا لقب دے دیا گیا۔

C. روح مخلوق ہے (رب الملائکة والروح)

58) ان الله وملائکته یصلون علی النبی۔۔۔ کیا صلاة اللہ کے لئے نہیں؟

صلاۃ جب لفظ علی کے ساتھ آئے تو اسکا معنی رحمت نازل کرنے کے ہیں۔

59) مسیح علیہ السلام اللہ کا کلمہ ہے جیسے قرآن گواہی دیتا ہے اور كلمة الله هي الله يتجزء من الله فما قولكم ؟ص334

A. اللہ نے مطلق کلمہ کہا ہے خلق بمعنی مخلوق ہے اسی طرح کلمہ سے مراد مکلم بہ (بكن فكان) اس کن کلمہ کا نتیجہ پیدا ہونے والے عیسی علیہ السلام

the empire decision is the final decision

B. یعني اسکا مطلب ہے ((impact of decision

C. اس لئے کہ وہ کلمہ کے ذریعہ پیدا کیے گئے ہیں نہ کہ وہ خود کلمہ ہیں، کیونکہ وہ کھاتے تھے اور پیتے تھے اور بشری تقاضے پورے ہوتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے کہا(ان مثل عيسى عندالله كمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون)(آل عمران:59)اور اس آیت کی تفسیر میں وہ کلمہ جو مریم علیہا السلام کی جانب القا کیا گیا تھا وہ کلمہ التکوین یعنی کن فیکون ہے۔

D. عیسی علیہ السلام اس لئے کلمہ نہیں ہوسکتے کیونکہ کلام اللہ کی صفت ہے جو اس سے الگ نہیں ہوسکتی

E. القاها الي مريم کا معنی مریم علیہا السلام کی جانب پھیرا۔ القاها میں نکتہ ہے

F. (کلمته القاھا الي مريم وروح منه) صریح معنی کا چھوڑ کر تشابہ معنی والا لفظ استعمال نہیں کرنا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے کہا ابن مریم علیہما السلام یہ واضح اور محکم ہے اور (سخر لکم ما فی السموات والارض جمیعا منه) (جاثیہ:13) تو کیا ہر مخلوق خالق کا حصہ بن گئی؟

60) قرآن میں ہے مسیح علیہ السلام کے الہ ہونے کی گواہی ہے۔ مسیح کا تخلیق پیدا کرنا اللہ کی صفت ہے؟ ص338

A. قرآن میں ہے کہ (ورسولا الی بنی اسرائیل) یہ مسیح علیہ السلام کے بندے ہونے کی سب سے پہلی دلیل ہے۔ بھیجے جانے والے سے سوال کیا جاتا ہے تو جب مسیح علیہ السلام بھیجے گئے تو کیسے وہ خود الہ بن سکتے ہیں؟ وہ اللہ کے حکم کے ماتحت ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے کہا کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلیل لیکر آیا ہوں جس کا مطلب وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرنے آئے۔

B. اعمال الرسل الاصحاح 2 عدد 22 میں ہے: ایھا الرجال الاسرائیلیون اسمعوا ھذہ الاقوال : یسوغ الناصری رجل قد تبرھن لکم من قبل اللہ بقوات وعجائب وآیات صنعھا اللہ بیدہ فی وسطکم کما انتم ایضا تعلمون)

C. مسیح نے کہا (انی اخلق لکم من الطین کھیئة

الطیر فأنفخ فیه فیکون طیرا بأذن الله) مسیح علیہ السلام مٹی سے
پرندے کی شکل بناتے تھے تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ بن جاتا تھا نہ کہ
خود مسیح علیہ السلام پرندہ بناتے تھے۔ اللہ اپنی قدرت سے اسے پیدا کرتا تھا۔

61) بہت سے نصاری دلیل لیتے ہیں کہ قرآن مجید کی واضح آیات میں جو تورات اور انجیل کی صحت پر دلالت کرتی ہیں؟

A. قرآن بہت سے مقامات پر تورات اور انجیل کی تحریف کی گواہی بھی دیتاہے۔(ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا ۔۔۔۔ الایہ:بقرۃ:41-42)

B. (افتطمعون ان یؤمنوا لکم ۔۔۔ الآیہ۔۔۔:البقرہ:75،79، آل عمران:78، النساء:46، المائدہ:13، 41

Chapter 9

(اسلام میں اخلاقیات کا جامع تصور اور اس کے اصول)

[اچھے اور برے اخلاق کی Check List]

اسلامی اخلاقیات کو اپنانا حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تقاضہ ہے

اسلام میں اخلاقیات کا جامع تصور اور اس کے اصول

نوٹ:

اخلاقیات کا یہ باب کے نوٹس دراصل ارشد بشیر مدنی کے بیانات کے مفرغات کے قبیل سے ہے ، لہٰذا اسلوبِ نثر اور اسلوبِ بیان میں فرق ہوتا ہے اس لئے قارئین سے گذارش ہے کہ اسلوب نثر کے نزاکتوں کی عدم تکمیل پر معذور سمجھیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيمُ وَعَلٰی آلِه وَاَصْحَابِه اَجْمَعِيْن اَمَّابَعد:

نوجوانوں میں پائے جانے والے مسائل اور ان کے حل

قرآن میں نوجوان نسل کے لیے خصوصی خطاب کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى[13] وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا[14] هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا[15] وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ

مِرۡفَقًا[16]﴾

"ہم ان (نوجوانوں) کا صحیح واقعہ آپ (ﷺ) کے سامنے بیان فرما رہے ہیں، یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی دی تھی[13] ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے تھے جب کہ یہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہی ہے جو آسمان وزمین کا رب ہے، ناممکن ہے کہ ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو پکاریں اگر ایسا کیا تو ہم نے نہایت ہی غلط بات کہی[14] یہ ہے ہماری قوم جس نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں، ان کی خدائی کی یہ کوئی صاف دلیل کیوں پیش نہیں کرتے اللہ پر جھوٹ افترا باندھنے والے سے زیادہ ظالم کون ہے؟[15] جب کہ تم ان سے اور اللہ کے سوا ان کے اور معبودوں سے کنارہ کش ہو گئے تو اب تم کسی غار میں جا بیٹھو، تمہارا رب تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے کام میں سہولت مہیا کر دے گا[16]۔"

(سورۃ الکہف، سورۃ نمبر 18، آیت نمبر:13-16)

ہم میں سب سے بہترین وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے بہتر ہیں:

((إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا))[متفق عليه]

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حدیث نمبر:3559۔ وصحیح مسلم:2321[6033])

"ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے، ان سے مسروق رحمۃ اللہ علیہم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدزبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (جو لوگوں سے کشادہ پیشانی سے پیش آئے)۔"

نوجوانوں اپنی جوانی کو غنیمت سمجھو:

((اغْتَنِمْ خَمْسًا قبلَ خَمْسٍ : شَبَابَكَ قبلَ هِرَمِكَ ، وصِحَّتَكَ قبلَ سَقَمِكَ ، وَغِنَاكَ قبلَ فَقْرِكَ ، وَفَرَاغَكَ قبلَ شُغْلِكَ ، وحَياتَكَ قبلَ مَوْتِكَ))

"عبد اللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو! جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو تنگدستی سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔"

(صحیح الترغیب، حدیث نمبر: 3355، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے، اور اس حدیث کو ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "قصر الأمل : 111" میں ذکر کیا ہے، اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "المستدرک: 7846" میں ذکر کیا ہے، اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان: 10248" میں ذکر کیا ہے)

محترم قارئین کرام جیسا کہ آپ سبھی جانتے ہیں کہ رمضان المبارک[1443ھ-2022ء] کا مہینہ ،اس ماہِ مبارک میں نوجوانانِ اسلام کی طرف خاص توجہ کے ساتھ دورِ جدید کو سامنے رکھ کر نوجوانوں کو درپیش مسائل کے مدِّ نظر خصوصیت کے ساتھ یہ عنوان منتخب کیا گیاہے،الحمدللہ:"40اچھے اور برے اخلاق کی Check List"

" اچھے اور برے اخلاق کی Check List"

اس "Check List" میں سب سے پہلے خود احتسابی کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں یعنی کہ ہم اپنا محاسبہ کریں:

- کہ ہم اخلاقی اعتبار سے کس راستے اور کس مقام پر ہیں؟
- اور برے اخلاق سے ہم اپنے آپ کو کس حد تک محفوظ رکھ پارہے ہیں؟
- کیا ہم نے کبھی اس بات پر غور وفکر کیا کہ اچھے اور برے غصہ میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟
- اور معاف کردینے کا کیا معنیٰ و مطلب ہوتا ہے؟ جیسا کہ ہم نے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں خصوصیت کے ساتھ یہ دعا کی تھی جس کا احادیث میں ذکر موجود ہے، ام المومنین عائشہ نے اللہ کے نبی ﷺ سے یہ دریافت کیا[کہ شبِ قدر کو کون سی دعا پڑھی جائے] تو آپ ﷺ نے یہ دعا سکھائی:

((اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي))

"اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔"

(صحیح الجامع:4423، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وجامع الترمذی: 3513۔ وسنن ابن ماجہ:3850۔ وسنن الکبری للنسائی:7712۔ ومسند احمد:25495)

- جھوٹ سے اپنے آپ کو کیسے بچائیں؟
- سچ بولنے کی عادت اپنے اندر کیسے پیدا کریں؟
- اور حلم کسے کہتے ہیں؟
- اپنے غصہ پر "Control" کرنا کسے کہا جاتا ہے؟
- اور لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک۔
- خصوصاً والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے ساتھ بہترین برتاؤ اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری۔
- اور رشتہ داروں کے ساتھ نرم دلی کا معاملہ۔
- خصوصاً رحمی رشتے [سگے بھائی، بہن] سے عفو و درگزر کرنا یہ تمام چیزیں عمدہ اخلاقیات کی اصل بنیادیں اور مبادی ہیں اور یہ دینِ اسلام کا خاصہ ہیں لہذا توحید کو اپنا کر شرک سے بچتے ہوئے اللہ کے نبی محمد ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اور آپ ﷺ کی محبت کا حق ادا کیا جائے آپ ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کیا جائے، اسلام کے ان تین بینادوں کے بعد ہم پر والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، ان تمام عنوانات اور

"Topics" پر الحمد للہ ہماری یہ گفتگو پھیلی ہوئی ہے۔

حسد کا علاج اور (حسد سے کیسے بچیں) اس سے بچاؤ کے طریقے؟

حسد، جلن، کینہ اور کپٹ یہ تمام الفاظ معنی کے اعتبار بہت زیادہ مختلف نہیں ہیں بلکہ یہ الفاظ ماحول کے اعتبار اس استعمال کئے جاتے ہیں اور لوگوں کی اکثریت اس بات میں سرگرداں ہیں کہ اس کو کس طرح سے "Handle" کیا جائے یا کس طرح سے اس کے ساتھ "Deal" کی جائے، حسد، جلن، کینہ اور کپٹ کے مختلف پہلو ہیں اس کا ایک خاص پہلو "Human Psychology" سے تعلق رکھتا ہے اس پر ہم آگے تفصیلی تحقیق پیش کریں گے ان شاء اللہ، یہاں پر حسد کا علاج اور اس سے بچاؤ کے طریقوں پر روشنی ڈالی جارہی ہے چنانچہ حسد کا علاج کس طرح سے ممکن ہے اور حسد سے اپنے آپ کس طرح بچائیں؟ دیگر لوگوں کے بارے اگر ہمارے اندر حسد پیدا ہو جائے تو اس حسد سے ہم اپنے آپ کو کس طرح سے محفوظ کریں اور اس کا کیا "Criteria" ہے جس کو اپنا کر ہم اپنے آپ کو دوسروں سے حسد کرنے سے روک سکتے ہیں اور خود پر "Control" کر سکتے ہیں اور اس کا علاج کر سکتے ہیں لہذا سب سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ حسد کسے کہا جاتا ہے۔

الحسد:

دراصل یہ عربی لفظ ہے، "لسان العرب" اور دیگر "Arabic Dictionaries" میں جب میں نے اس لفظ کی تحقیق کی تو مجھے یہ پتہ چلا کہ عرب کے لوگ اس کیڑے کو "

حَسدَل " کیڑا کہا کرتے تھے جو جانور یا انسانوں کے جسم سے خون پیتا ہے حتیٰ کہ وہ اتنی زیادہ مقدار میں خون پی لیتا ہے کہ جب وہ اڑنے کی کوشش کرتا ہے تو پھٹ جاتا ہے:

حسد کا لغوی معنی

اسم: حَسدَل

القُراد: الحَسْدَلُ (یہ ایک جوں کی طرح کا کیڑا ہے جو جانوروں کے جسم میں پیدا ہوتا ہے، اس کا واحد صیغہ: " قرادۃ " ہے)

اسم: حَسَد

مصدر: حَسَدَ ((حسد يَحْسُدُ، حَسَدًا وحُسودًا وحَسادَةً، وحَسَّدَه))

("القاموس المحيط"للفيروزآبادي[ص:277]،"تاج العروس"للزبيدي[8/25])

حسد کا اصطلاحی معنیٰ

وقال الجرجاني: (الحسد تمني زوال نعمة المحسود) "علامہ جرجانی کہتے ہیں: حاسد یعنی کہ حسد کرنے والا محسود کے لیے یعنی کہ جس کے لیے وہ حسد کر رہا ہے یہ تمنا کرتا ہے کہ اس کی نعمت ختم ہو جائے زوال تک پہنچ جائے یا اس کی نعمتوں کو موت آجائے"۔

(التعريفات للجرجاني، ص87)

وقال الكفوي: ((الحسد: اختلاف القلب على الناس؛ لكثرة

الأموال والأملاك))

علامہ کفوی کہتے ہیں: حسد ایک طرح سے لوگوں پر دل کا مختلف ہونا ہے جیسے کثرتِ مال پر اختلاف اور کثرتِ جائداد پر اختلاف"۔(تنگ دل ہونا)

(الکلیات للکفوی، ص408)

((وعرفه الطاهر بن عاشور فقال: (الحسد: إحساس نفساني مركب من استحسان نعمة في الغير، مع تمني زوالها عنه؛ لأجل غيرة على اختصاص الغير بتلك الحالة))

"ابن عاشور کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ "حسد" ایک نفسانی اِحساس اور کیفیت کا مرکب ہے جو دوسروں کو ملنے والی نعمتوں پر پیدا ہوتا ہے اور یہ اس تمنا کے ساتھ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے وہ نعمت چھن جائے یہ نفسانی کیفیت "Psychological Condition" خصوصیت کے ساتھ دوسروں کے لیے حسد کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

حسد کی تمام صفات اس "حَسدَل" کیڑے میں پائی جاتی ہیں لہذا عربوں کے یہاں حسد کو اسی معنی میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس "حَسدَل" کیڑے نے خود کو بھی ہلاکت میں ڈال دیا اور جس کا خون چوس لیا اس کو بھی نقصان پہنچایا بعینہٖ ایک حاسد جو حسد میں مبتلا ہے وہ خود کو بھی نقصان پہنچارہا ہے اور جس کے لیے وہ حسد کررہا ہے اس کو

بھی نقصان میں مبتلا کر رہا ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حسد کا "Definition" بتاتے ہوئے کہا:

((قَدْ قَدَّمْنَا أَنَّ الْحَسَدَ تَمَنِّي زَوَالِ النِّعْمَةِ))

حسد یہ ہے کہ حسد کرنے والا یہ تمنا کرے کہ آگے والے کی نعمت ختم ہو جائے اور اس کو ملی ہوئی نعمت زوال تک پہنچ جائے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم للنووی:16/119)

حسد کا لغوی اور اصطلاحی معنی کے بعد قرآنِ مجید نے حسد کو کس طرح واضح کیا ہے "Define" کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر4، آیت نمبر:54)

"یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے"۔

اسلام میں حسد کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے اور اس کو حرام قرار دیا گیا ہے چنانچہ انس بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لاَ تَبَاغَضُوا وَلاَ تَحَاسَدُوا وَلاَ تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثٍ))

"ایک دوسرے سے بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرا کرو واللہ کے بندے ہو بھائی بن کر رہو کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ لا تعلق رہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ،باب: حسد اور بغض اور دشمنی کا حرام ہونا،حدیث نمبر:2559[6526]۔و صحیح بخاری:6076۔و سنن ابو داود:4910)

حسد کی کیفیات اور اس کے "Symptoms":

حسد کرنے والے کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی غم، جلن اور گھٹن میں ڈال رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ جس پر وہ حسد کر رہا ہے اس کو بھی اسی کیفیت میں مبتلا کر رہا ہوتا ہے حسد ایک بڑی تکلیفدہ شئ ہے لہٰذا بعض علمائے کرام نے حسد کو پاگل پن میں شمار کیا ہے یعنی کہ حسد دراصل ایک بیماری ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص "Mental Illness" کا شکار ہوتا ہے تو اس شخص کو باضابطہ "Diagnose" کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح حسد کرنے والے کو بھی علاج معالجہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ایسے افراد میں "Exposure" کی کمی ہوتی ہے اور ایسے افراد کا دنیاوی معاملات میں کوئی تجربہ نہیں ہوتا یا انہیں دنیا میں کوئی مقام حاصل نہیں ہوا ہوتا اور نہ انہوں نے کبھی اس طرح سے کوئی کوشش کی ہو کہ وہ کسی بڑے عہدے پر فائز ہو سکیں چنانچہ ایسے افراد محرومیت یا "Depressed" کا شکار ہو جاتے ہیں اور مسلسل "Depression" میں رہنا ان کی عادت بن جاتی ہے اور ایسے لوگ "Demotivate" ہوتے چلے جاتے ہیں ان حالات میں اس طرح کے افراد تذبذب، غصہ اور چڑچڑے پن میں مبتلا ہو کر اپنے اطراف

واکناف میں پائے جانے والے لوگوں سے حسد کرنے لگتے ہیں اور آہستہ آہستہ وہ حسد میں ایک بہت ہی "Extreme Level" تک پہنچ جاتے ہیں اور دوسروں کی ترقی انہیں کانٹے کی طرح چبھنے لگتی ہے ہماری آج کی نوجوان نسل جو "Generation Z" کہلاتی ہے ان کے اندر "Depression" اور "Jealousy" کے "Symptoms" اور بھی زیادہ بڑھ گئے ہیں جس کے بہت سارے وجوہات ہیں ان میں سستی اور کاہلی بھی ایک وجہ ہے یہ خود سے محنت کرنا نہیں چاہتے اور چاہتے ہیں کہ ترقی خود بہ خود میسر ہو جائے لہذا ان حالات میں حسد کا پنپنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور حسد کی سب سے بڑی وجہ تقدیر پر ایمان کی کمزوری ہے یعنی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو تقدیر بنائی ہے اس سے آپ راضی نہیں ہیں چنانچہ علمائے کرام کے اس بارے میں یہ اقوال موجود ہیں کہ حسد کرنے والا دراصل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض کر رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ اس بات سے واقف ہو یا نہ ہو ایسا شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب کہلائے گا مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ فلاں شخص کو کار عطا فرمائے لہذا حسد کرنے والا یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص میری برابری کیسے کر سکتا ہے یا وہ فلاں شخص میرے مقام تک کیسے پہنچ سکتا ہے اس محلے میں صرف میرے پاس کار تھی اب فلاں کے پاس بھی وہ کار آگئی یا حسد کرنے والا حسد کرتے ہوئے یہ کہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میری کار سے بڑی کار اس کے پاس ہو، گویا کہ حسد کرنے والا شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فیصلے سے راضی نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اس فلاں شخص کو فلاں نعمت سے نوازے اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہے کہ وہ کسی کو کچھ نعمت دے کر آزماتے ہیں اور کسی سے وہ نعمت چھین کر آزماتے ہیں ہمارا کوئی اختیار نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے درمیان رکاوٹ ڈال دیں ہمیں ذرہ برابر بھی اس کا

اختیار نہیں دیا گیا پھر بھی حسد کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ فلاں کو اللہ تعالیٰ نعمتوں سے نواز دے یا فلاں کو "Job" نہیں ملنی چاہئے یا فلاں کو مال و دولت نہیں ملنی چاہئے یا فلاں کی "Building" اس طرح نہیں بنی چاہئے یا فلاں کی صحت اچھی نہیں ہونی چاہئے ہم اور آپ کون ہوتے ہیں ہماری کیا اوقات ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر نکتہ چینی کرنے لگیں، کس کو کیا عطا کرنا ہے یا کس کو کیا نہیں دینا ہے یہ تمام کے تمام فیصلے اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اگر فلاں کو فلاں نعمت عطا کر دی گئی تو اس کے لیے وہ نعمت زحمت بن جائے گی اگر کسی شخص کو کوئی نعمت نہیں ملی پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں لگا رہتا ہے تو اس کو اس نعمت کے نہ ملنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے بدلے خیر رکھ دیتا ہے اگر چہ کہ اس کو وہ نعمت عطا کر دی جاتی تو اس میں اس کے لیے نقصان ہی نقصان ہوتا لہذا ہمارا یہ ایمان بہت ہی پختہ ہونا چاہئے کہ تمام ظاہر و باطن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اس سے یہ بات صاف ظاہر ہو گئی کہ نعمتوں کا ملنا یا نہ ملنا ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے چنانچہ علمائے کرام کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حسد میں مبتلا ہے تو وہ دراصل لوگوں کے بارے اللہ کے فیصلوں کی مخالفت میں مبتلا ہے ، منصور الفقیہ حسد کے بارے میں شعر کہتے ہوئے کہتے ہیں:

أَلَا قُلْ لِمَنْ ظَلَّ لِي حَاسِدًا
أَتَدْرِي عَلَى مَنْ أَسَأْتَ الْأَدَبْ
أَسَأْتَ عَلَى اللَّهِ فِي حُكْمِهِ

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَرْضَ لِي مَا وَهَبْ

میرے حاسد سے کہہ دو کہ وہ خبر دار ہو جائے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تو نے کس کی شان میں بے ادبی کی ہے۔ تو نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلوں کے خلاف بے ادبی کی ہے۔ میرا حاسد میری اس چیز سے ناخوش ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے۔

ہم میں اور آپ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کی مخالفت کریں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

- ﴿وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾

(سورۃ الرعد، سورۃ نمبر: 13، آیت نمبر: 41)

"اور اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے، اس کے فیصلے پر کوئی نظر ثانی کرنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے"۔

- ﴿فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ﴾

(سورۃ البروج، سورۃ نمبر 85، آیت نمبر: 16)

"(اللہ تعالیٰ) جو چاہے اسے کر گزرنے والا ہے"۔

چنانچہ ہمیں یہ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو حسد، جلن، کینہ اور کپٹ سے دور رکھیں، حسد کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 54)

"یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے"۔

اس آیت کا ایک معنی علمائے کرام نے عام حسد کا بھی بیان کیا ہے جو لوگوں میں پایا جاتا ہے حالانکہ اس آیت کا خطاب یہود سے ہے، قرآنِ مجید میں اسی طرح کی ایک اور آیت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 105)

"نہ تو اہل کتاب کے کافر اور نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو (ان کے اس حسد سے کیا ہوا) اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت خصوصیت سے عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔"

علمائے کرام نے مزید حسد کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ حسد کے پیدا ہونے کی وجوہات میں یہ بھی پایا گیا ہے کہ حسد کبھی بلاوجہ بھی پیدا ہو سکتا ہے ہمیں اس کی مثال قرآنِ مجید میں ملتی ہے واقعہ یہ ہے کہ یوسف کے بھائیوں میں یوسف کے خلاف حسد پیدا ہو گیا اور وہ حسد بلاوجہ تھا حالانکہ یوسف تو ابھی بہت چھوٹے تھے[اس سے یہ بھی ثابت ہو تا ہے کہ چھوٹے بچوں کے خلاف بھی حسد اور جلن پیدا ہو سکتا ہے جبکہ وہ بچے نہ کسی بڑے منصب پر فائز ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کی خود کی کمائی ہوئی ملکیت یا مال و دولت ان

کے پاس ہوتی ہے] جبکہ لوگ جان کر یا انجانے میں ان بچوں کو اپنی حسد اور جلن کا نشانہ بنا لیتے ہیں، لہذا لوگوں میں بلاوجہ حسد کا پیدا ہونا بھی ممکن ہے، جو حسد کرنے والا ہوتا ہے گویا کہ وہ اپنی نامہ اعمال کو گناہوں سے بھر رہا ہے لہذا آپ کو مطمئن رہنا چاہئے لیکن بعض لوگ اس فکر میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ فلاں شخص مجھ سے حسد کیوں کر رہا ہے حالانکہ ہمیں یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ ہر فعل کے ہونے یا نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کا حکم شامل ہے جس کے دل میں یہ ایمان پیدا ہو گیا حاسد کے حسد سے وہ یوں ہی محفوظ ہو گیا ہر چیز میں اللہ کی حکمت پوشیدہ ہے یہاں تک انبیائے کرام بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں جیسا کہ یوسف کو ان کے بھائیوں نے حسد کی بنیاد پر کہاں سے کہاں پہنچا دیا لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ اور یوسف کے بھائی اللہ تعالیٰ کی اس حکمت غافل تھے اور ام المومنین عائشہ کے واقعے پر اگر ہم غور کریں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ حاسدوں نے آپ سے حسد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے خود ام المومنین عائشہ کی پاکدامنی کی گواہی دی چنانچہ اس واقعے میں بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کی حکمت نظر آتی ہے ہمیں اس بات کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ کے نبی ﷺ پر بھی حسد کیا گیا، لہذا تمام مسلمانوں کا یہ ایمان ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام اپنے انجام تک نہیں پہنچتا ہمیں قبل از وقت "Mentally Prepared" ہو جانا چاہئے کہ اس دنیا میں ایسے لوگ کثیر تعداد میں موجود ہے جو لوگوں کو اپنی حسد کا شکار بناتے ہیں لہذا ہمیں پست ہمتی کے بجائے بہترین تدبیروں کو روبہ عمل میں لاکر حاسدوں کے حسد سے بچنے کی شکل اختیار کرنی چاہئے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ حسد وہ پہلا گناہ کبیرہ ہے جس کے ذریعے

آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی ابلیس نے آدم سے حسد کیا اور اس حسد کے نتیجے میں ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور حسد ہی وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی یعنی کہ قابیل نے ہابیل سے حسد کیا اور اس حسد کے نتیجے میں زمین پر سب سے پہلا قتل کا واقعہ پیش آیا اور آج بھی جتنے قتل ہوتے ہیں ان کی زیادہ تر وجہ حسد ہی ہوتا ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں رکاوٹ پیدا کرنے والی چار بڑی بیماریاں ہیں اگر انسان "Work Out" کرنا چاہے تو سب سے پہلے ان چار چیزوں پر "Work Out" کرے:

الكبر والحسد والغضب والشهوة

تکبر، برا غصہ، حسد ممنوع اور شہوت یعنی کہ اپنے نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے محنت و مشقت کرنا اور پوری طرح اپنے آپ کو شہوتوں میں جھونک دینا لہذا اگر کوئی ان چار بیماریوں سے سے خود کو محفوظ کرلے تو وہ کامیاب ہے ان چار چزوں کو جمع کر کے میں نے ایک شعر کی شکل دی ہے تاکہ طلباء کو یاد کرنے اور سمجھنے میں آسانی ہو:

معوقات طريق الحقوق اربعة

الكبر والحسد والغضب والشهوة

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والی چار بیماریاں ہیں، تکبر، حسد، غصہ اور شہوت، ان تمام چیزوں سے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔

اسی لیے اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم سورۃ الحسد پڑھتے رہیں اور اس سورت میں یہ سکھایا گیا ہے کہ کس طرح سے حسد سے پناہ مانگی جائے حسد ایک بہت ہی سنگین بیماری ہے اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الحسد کے ذریعے سے امتِ مسلمہ کو یہ تعلیم دی ہے کہ اس سورت کے ذریعے حاسدوں سے اور حسد سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے۔

حسد تقدیر پر اعتراض کرنے کا ایک راستہ ہے :

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ[49] وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ[50]﴾

(سورۃ القمر، سورۃ نمبر 54، آیت نمبر:49-50)

"بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) تقدیر پر پیدا کیا ہے[49] اور ہمارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا[50]۔"

بعض علمائے کرام نے اس آیت سے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی تقدیر ان کی پیدائش سے پہلے ہی لکھ دی ہے یعنی ہر چیز اپنے ظہور سے پہلے اللہ کے ہاں لکھی جا چکی ہے لہذا جو اس سے انکار کریگا یا اس میں نقص تلاش کریگا وہ گمراہ ہے چنانچہ حسد کرنے والے کا حال بعینہٖ اس تفسیر کے مطابق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں اور اس کی بنائی ہوئی تقدیر میں نقص نکال رہا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حسد اور اس کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے آمین، جیسا کہ ہمیں تقدیر کے بارے میں یہ حدیث ملتی ہے عبد اللہ ابن

عمرو ابن العاص اس حدیث کے راوی ہیں:

((كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلاَئِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ))

"اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:" اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے 50 ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیر لکھ دی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا۔"

(صحیح مسلم، کتاب التقدیر، باب: آدم اور موسیٰ کا مباحثہ، حدیث نمبر:2653[6748])

حسد کرنے والے شخص کے دل میں اگر یہ ایمان پیدا ہو جائے اور اچھی اور بری تقدیر پر اس کا عقیدہ پختہ ہو جائے اور اس کو یہ بات سمجھ میں آجائے کہ اچھی اور بُری تقدیر دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حسد کرنے والے کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وہ جانے یا انجانے میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت پر اعتراض کر رہا ہے اس بات پر اگر اس کا ضمیر جاگ جائے تو وہ حسد کرنے سے باز آجائے گا، ان شاء اللہ۔

حسد: کفر، شرک اور منافقت تک لے جانے والا راستہ ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ﴾

(سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 120)

"تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں ہاں! اگر برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں، تم اگر صبر کرو اور پرہیز گاری کرو تو ان کا مکر (اور ان کا یہ حسد) تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا، اللہ تعالیٰ نے انکے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔"

((حسد يحسد معناه تمني زوال النعمتة المحسود))

کسی اور کی نعمت کے زوال اور اس کے نقصان کے لیے تمنا کرنا اس کو کہتے ہیں حسد یعنی کہ یہ ایک ناجائز حسد ہے دوسری قسم ہے جائز حسد، جس کو ہم اردو "رشک" کہتے ہیں یعنی اگر آپ کو کسی کی نعمت اچھی لگی تو آپ یہ دعا کرتے ہیں اے اللہ میرے اولاد کو بھی حافظِ قرآن بنادے اس کے برخلاف اگر آپ یہ تمنا کرتے ہیں کہ فلاں کا حافظہ ختم ہو جائے یا اس میں نقص پیدا ہو جائے تو یہ ناجائز اور حرام ہے مثلاً آپ کو ایک اچھی کار نظر آئی تو اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں آپ نے یہ دعا کی اے اللہ مجھے بھی وہ کار عطا فرما یہ جائز ہے اور خصوصاً نیکی کے کاموں میں اگر آپ اس طرح چاہتے ہیں تو یہ جائز ہے اگر آپ یہ تمنا کرتے ہیں کہ فلاں بیمار ہو جائے یہ ایک حرام شکل ہے یہ جائز نہیں ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ حسد سے اپنے آپ کو بچنا بے حد ضروری ہے جس میں کینہ، کپٹ اور جلن شامل ہوتی ہے لیکن اگر کوئی کسی دوسرے پر "رشک" کرے جس کو عربی میں "غِبْطَةٌ" یعنی کہ رشک کرنا کسی کے پاس نعمت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے اسی نعمت کی دعا کرنا یہ "غِبْطَةٌ"

کہلاتا ہے حالانکہ علمائے کرام نے اس کو بھی حسد میں شمار کیا لیکن یہ حسد کی جائز قسم ہے
۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((الِاغْتِبَاط أَصله الْحَسَد وَقيل الْفرق بَينهمَا أَن الْحَسَد تمني زَوَال النِّعْمَة وَالْغِبْطَةُ تمني مثل النِّعْمَة))

(فتح الباری لابن حجر: 1 / 161، کتاب: المقدمۃ، فصل: غ، ب)

"الِاغْتِبَاط وَالْغِبْطَةُ" اس کی اصل حسد ہی ہے بعض لوگ اس میں فرق بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کسی نعمت کا دوسرے شخص سے چھن جانا کی تمنا کرنا حسد میں شامل اور غبطہ یہ ہے کہ اس جیسی نعمت کی تمنا کرنا۔

جائز حسد (رشک) کا بیان:

عبد اللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لاَ حَسَدَ إِلاَّ فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالاً فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ. فَهْوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا))

"کہ حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے، ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہ حق میں خرچ کرنے پر توفیق بھی ملی اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے علم و حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔"

(صحیح بخاری، کتاب العلم ،بَابُ الاِغْتِبَاطِ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ" علم و حکمت میں رشک کرنے کے بیان میں"، حدیث نمبر :1409، 73،و7316، 7141۔ و صحیح مسلم:316[1896]۔وسنن ابن ماجہ:4208)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

[اچھے اور برے اخلاق کی Check List]

غیبت "BACKBITING"

(غیبت، چغلخوری، عیب جوئی، بھتان تراشی- کبیرہ گناہ)

قرآن مجید میں غیب کا مفہوم:

قرآنِ مجید میں غیبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾

(سورۃ الحجرات، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر:12)

"اے ایمان والو! بہت بد گمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بد گمانیاں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

حدیث میں غیبت کا مفہوم:

((عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ الملكِ بْنِ حَنْطَبَ الْمَخْزُومِيِّ مرسلا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"مَا الْغِيبَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"أَنْ تَذْكُرَ مِنْ

الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ أَنْ يَّسْمَعَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ كَانَ حَقًّا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"إِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذَلِكَ الْبُهْتَانُ))

" مطلب بن عبد الملک بن حنطب سے مرسلاً روایت ہے کہ ایک آدمی نے اللہ کے نبی ﷺ سے سوال کیا: غیبت کیا ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی آدمی کی ایسی بات بیان کرنا، جس کو وہ سننا ناپسند کرے۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ بات حق (اور درست) ہو؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر تو نے (کسی کے بارے میں) غیر حق بات کی تو وہ بہتان ہو گا (نہ کہ غیبت)۔"

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: 4/654، حدیث نمبر: 1992)

غیبت کا لغوی معنی:

علامہ ابو نصر الجوہری کہتے ہیں:

((الغَيْبُ: كلُّ ما غاب عنك. تقول))

یعنی کہ جو کوئی بھی غیر حاضر یا غائب ہے ان کے بارے میں تم بولتے ہو

((غاب عنه غَيبةً وغيبا وغيابا وغيوبا ومغيبا. وجمع الغائب غيب وغياب وغيب))

(الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ للجوہری: 1/196، باب الباء: فصل الغین [غهب])

➢ "الْغِيبَةُ" ["اغتیاب" سے ماخوذ ہے]- "پیٹھ پیچھے برائی کرنا"۔

ابن الفارس "مقائیس اللغۃ میں کہتے ہیں:

((الْوَقِيعَةُ فِي النَّاسِ مِنْ هَذَا، لِأَنَّهَا لَا تُقَالُ إِلَّا فِي غَيْبَةٍ))

[لوگوں کے عیب بیان کئے جاتے ہیں] اور یہ پیٹھ پیچھے کہی جانے والی بات ہوتی ہے۔

(مقائیس اللغۃ لابن فارس:4 / 403،بَابُ: الْغَيْنِ وَالْيَاءِ وَمَا يَثْلِثُهُمَا)

علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ "التعریفات" میں "الْغِيبَةُ" کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

((الغيبة: ذكر مساوئ الإنسان في غيبته وهي فيه، وإن لم تكن فيه فهي بهتان، وإن واجهه فهو شتم))

کسی انسان کی غیر موجودگی میں اس کے عیبوں کو بیان کرنا جو اس کے اندر موجود ہوں یہ غیبت کہلاتی ہے اور اگر وہ عیب اس کے اندر موجود نہ ہوں تو وہ بہتان کہلاتا ہے، اور اگر ان عیبوں کو اس کے سامنے بیان کیا جائے تو یہ سب وشتم کہلاتے ہیں۔

(التعریفات للجرجانی:1 / 163،باب غین)

"الْغِيبَةُ" کا اصطلاحی معنی:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

امام منذری رحمۃ اللہ علیہ اور کئی علمائے کرام اور کرمانی کہتے ہیں:

((قَالَ الْغِيبَةُ أَنْ تَتَكَلَّمَ خَلْفَ الْإِنْسَانِ بِمَا يَكْرَهُهُ لَوْ سَمِعَهُ))
کہ غیبت یہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کے بارے میں اس کے پیچھے اس انداز میں اس کا ذکر کرے کہ اگر اس انداز کو دیکھ لو تو اس کو برا لگے۔
(فتح الباری لابن حجر: 10/470)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:
((نَهَى عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْغِيبَةِ، وَهِيَ أَنْ تَذْكُرَ الرَّجُلَ بِمَا فِيهِ، فَإِنْ ذَكَرْتَهُ بِمَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ الْبُهْتَانُ))
اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے سے منع فرمایا دیا ہے، غیبت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کا عیبوں کے ساتھ ذکر کرے جو اس کے اندر پائی جاتی ہیں اور اگر وہ عیب اس کے اندر نہ پائے جائیں تو وہ بہتان کہلاتے ہیں۔
(جامع الاحکام القرآن للقرطبی: 16/334)

قرآن میں غیبت کا ذکر

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾
(سورۃ الحجرات، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر: 12)
اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور تم میں بعض بعض کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی

چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم اسے ناپسند کروگے اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: غیبت کا بیان)

غیبت کی نبوی تفسیر:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ " . قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ " ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ " . قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ " إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ "))

"ابوہریرہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کو معلوم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جو اسے پسند نہ ہو، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ یہ دیکھئے کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات واقعی طور پر موجود ہو جو میں نے اس کے بارے میں کہا (یہ کیا کہلائے گی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ تم اپنے بھائی کے بارے میں کہو گے اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے تو یہی غیبت ہے، اور اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔"

(صحیح مسلم ، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب: غیبت حرام ہے، حدیث

نمبر:2589[6593]۔ وسنن ابو داود:4874۔ وجامع الترمذی:1934)

لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الإِيمَانُ قَلْبَهُ لاَ تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلاَ تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ "))

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی زبان سے اور حال یہ ہے کہ ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا ہے مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، اس لیے کہ جو ان کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اسے اسی کے گھر میں ذلیل ورسوا کر دے گا۔"

(سنن ابو داود ، کتاب الادب، باب: غیبت کا بیان ، حدیث نمبر:4880، الشیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "حسن صحیح" کہا ہے)

غیبت کرنے والوں کی سزا

انس بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلاَءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلاَءِ

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ))

"جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میرا گزر ایسے لوگوں پر سے ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی بے عزتی کرتے تھے"۔ ابو داوٗد کہتے ہیں: ہم سے اسے یحییٰ بن عثمان نے بیان کیا ہے اور بقیہ سے روایت کر رہے تھے، اس میں انس موجود نہیں ہیں۔"

(سنن ابوداود، کتاب الادب، باب: غیبت کا بیان، حدیث نمبر:4878، الشیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے)

چغلخوری، غیبت اور عذابِ قبر

نوٹ:۔ بعض علمائے کرام نے کہا کہ چغلی اور غیبت یہ دونوں ایک ہی قسم کے گناہ ہیں، ان دونوں کی نوعیت مختلف ہے۔

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں پر ہوا:

((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيرٍ ـ ثُمَّ قَالَ ـ بَلَى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعَى بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ". قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عُودًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى قَبْرٍ، ثُمَّ قَالَ " لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا"))

" آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی نہیں کہ کسی بڑی اہم بات پر ہو رہا ہے، پھر آپ ﷺ فرمایا کہ ہاں! ان میں ایک شخص تو چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچنے کے لیے احتیاط نہیں کرتا تھا، ابن عباس نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے ایک ہری ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کی قبروں پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کا عذاب کم ہو جائے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب: غیبت اور پیشاب کی آلودگی سے قبر کا عذاب ہونے کا بیان، حدیث نمبر: 1378۔ وسنن ابن ماجہ: 347)

نوٹ: یہ ضروری نہیں کہ صرف ان دو گناہوں پر عذاب قبر ہے، یہاں پر چغلخوری / غیبت اور پیشاب کے چھینٹوں کی سنگینی بیان کی گئی بعض لوگ ان دونوں گناہوں کو بہت معمولی سمجھ لیتے ہیں۔

عیب جوئی (عیب تلاش کرنا) سنگین اور کبیرہ گناہ

مستورد بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْلَةً فَإِنَّ اللَّهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "))

"جو شخص کسی مسلمان کا عیب بیان کر کے (بھائی کا گوشت) نوالا کھائے گا تو اس کو اللہ اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کا عیب بیان کر کے ایک کپڑا پہنے گا تو اللہ اسے اسی جیسا لباس جہنم میں پہنائے گا، اور جو شخص کسی شخص کو شہرت اور ریا کے مقام پر پہنچائے گا تو قیامت کے دن اللہ اسے خوب شہرت اور ریا کے مقام پر پہنچا دے گا" (یعنی اس کی ایسی رسوائی ہو گی کہ سارے لوگوں میں اس کا چرچا ہو گا)۔"

(سنن ابو داود، کتاب الادب، باب: غیبت کا بیان، حدیث نمبر: 4881، الشیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو " صحیح " کہا ہے)

نوٹ:

[حدیث کا ایک اصول] راویوں کا عیب بیان کرنا، غیبت میں داخل نہیں:

((حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، كِلاَهُمَا عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثَ رَجُلٌ، عَنْ رَجُلٍ، فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ . قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبْتَهُ . قَالَ إِسْمَاعِيلُ مَا اغْتَابَهُ . وَلَكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ

))

"عفان بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم اسماعیل ابن عُلیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے دوسرے شخص سے روایت بیان کی تو میں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے تو اس روایت بیان کرنے والے شخص نے کہا کہ تم نے اس کی

غیبت کی ہے، اسماعیل علیہ رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے انہوں نے اس کی غیبت نہیں کی بلکہ حکم (اس کے بارے ثقہ و ثبت ہونے کا فیصلہ) بیان کیا کہ وہ سچا نہیں ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب لمقدمۃ، بَابُ الْكَشْفِ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَقَلَةِ الأَخْبَارِ وَقَوْلِ الأَئِمَّةِ فِي ذَلِكَ-"حدیث کے راویوں کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت میں داخل نہیں"، حدیث نمبر:7[84])

سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کے نقصانات

عربی میں سچائی کے لیے "الصِّدْقُ" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

"الصِّدْق" کا لغوی معنی:

"ضِدُّ الْكَذِب"-"صَدَقَ يَصْدُقُ صِدْقًا "یعنی جھوٹ کا ضد ہے

"الصِّدْقُ" کا اصطلاحی معنی:

((هُوَ الْخَبْرُ عَنِ الشَّيْءِ عَلَى مَا هُوَ بِهِ، وَهُوَ نَقِيْضُ الْكَذِبِ))

سچائی کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ جیسی خبر ہمیں ملی ہے اس کو ویسے ہی پہنچا دینا۔

((وَهُوَ نَقِيْضُ الْكَذِبِ))

اور یہ لفظ جھوٹ کی ضد "Opposite" میں بو جاتا ہے۔

"الصِّدْقُ" سے ملتے جلتے کلمات

الْحَقّ ،بَرّ , ثِقَة , صادِق , صَدُوق , مُخْلِص ، أَمَانَة , إخلاص , إِسْتِقامَة , إِنْصاف , بِرّ , حَقِيقَة , حَقّ , سَلامَة , صَراحة , صِحَّة

, طاعَة , عَدُل , قِسْط , وَفَاء۔

"الصِّدُقُ" کے متضاد الفاظ "Antonyms"

الكِذْب ، ظُلْمٌ ، خَيانَةٌ ،، بَغْيٌ الإِفْك ، البُطل ، البُهْتَان ، الرِّياء ، الزُّور , إِفْتِراءٌ , جَوْرٌ , جُحُودٌ , حَيْفٌ , خِداعٌ , رياءٌ , عُتُوٌّ , عُقُوقٌ , غِشٌّ

"الصَّادِقُ / الصِّدِّيْقُ "کا فرق:

- "الصَّادِقُ " فِيْ اَقْوَالِه- یعنی کہ آدمی اپنے قول میں سچا ہو تو اس کو "الصَّادِقُ "کہتے ہیں۔
- "الصِّدِّيْقُ " فِيْ اَقْوَالِه وَاَفْعَالِه- صدیق مبالغہ کا معنی پایا جاتا ہے یعنی کہ جو اپنے قول و فعل میں سچا ہو اس کو "الصِّدِّيْقُ "کو کہا جاتا ہے۔

سچائی کی اہمیت

1) ((حَاجَةُ الْمُجْتَمَعِ الى الصَّادِقِيْن))- "سچ بولنے والوں کی ضرورت ہر "Society" میں ہوتی ہے "جس معاشرے میں سچ بولنے والوں کی تعداد کثیر ہو "Honest" لوگ زیادہ ہوں وہ معاشرہ ترقی کی راہ گامزن ہو جاتا ہے اور اس کے برعکس جس معاشرے میں جھوٹ بولنے والوں کی تعداد زیادہ ہو جائے وہ معاشرہ تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی ترقی شرح لگاتار گرتی چلی جاتی ہے لہذا ایک صالح معاشرے کے لیے سچ بولنے والوں کی بہت

ضرورت ہوتی ہے۔

2) بیشتر رشتے اور تعلقات قول پر بنتے ہیں اور بگڑتے ہیں لہذا قول میں سچائی ہو تو رشتے اور تعلقات میں مزید استحکام پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ پر مبنی قول رشتوں اور تعلقات کے بگاڑ کا باعث ہوتا ہے چنانچہ متضاد قول معاشرے کی بنیادوں کو کھوکلا کر دیتا ہے۔

3) معاشرے میں سچائی کی اہمیت اور افادیت کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے قول پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے نیت اور مقصد کو کوئی نہیں جانتا ظاہری قول پر لوگ بھروسہ کرتے ہیں اگر قول میں تضاد پیدا ہو جائے تو وہ لوگوں کا اعتماد گنوا دیتا ہے انسان کی نیت اس کے قول سے ناپی اور تولی جاتی ہے لہذا قول درست ہو گا تو نیت بھی درست تسلیم کی جاتی ہے۔

4) تعلیم اور تعلم میں جو لوگ برسرِ خدمت ہیں یعنی کہ جو لوگ "Teachers" ہیں ان کا سچا ہونا بے حد ضرور ہے اور اگر آپ کسی کی خبر "Accept" کر رہے ہیں تو خبر دینے والے کا سچا ہونا ضروری ہے، رشتوں اور تعلقات کی بنیاد سچ پر اگر قائم ہو گی تو وہ رشتے اور تعلقات بہت پائدار اور دیرپا ثابت ہوتے ہیں اور جھوٹ کی بنیاد پر قائم کئے گئے رشتے اور تعلقات کی قلعی اور ملمعہ کاری بہت جلد اتر جاتی ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ سے کام بہت جلد بن جاتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ کہ جتنے جلدی بنتے ہیں اتنے ہی جلدی بگڑ بھی جاتے ہیں، انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے اور شیطان اس تاک میں رہتا ہے کہ انسان کب غلطی کرے اور وہ اس پر ہلّہ بول دے چناچہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا[70] يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا[71]﴾

" اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو [70] تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول [ﷺ] کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی کامیابی پالی [71]۔"

(سورۃ الاحزاب:70-71)

قرآن مجید کی ان آیات میں یہ کہا جارہا ہے کہ تم سیدھی اور سچی بات کیا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے کام آسان کر دیتے ہیں لیکن شیطان انسان کو یہ کہہ کر ورغلاتا ہے کہ اگر تم اپنا کام جلدی کروانا چاہتے ہو تو تم جھوٹ بولدو تو تمہارا کام ابھی کے ابھی بن جائے گا مسلم معاشرے میں طلاق شرح بڑھنے کی ایک بہت بڑی وجہ جھوٹ ہے لوگ جھوٹ بولکر رشتہ کر لیتے ہیں لیکن وہ رشتہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ پاتا۔

5) وعدہ اور معاہدہ: وعدہ اور معاہدے کے درمیان بھی سچا قول بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اور جھوٹ پر طئے کئے گئے وعدے اور معاہدے زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہتے اور ٹوٹ جاتے ہیں۔

6) انسان جب کوئی دعویٰ پیش کرتا ہے یا گواہی دیتا ہے تو اس وقت سچائی کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر انسان قولاً سچا نہیں ہے تو اس کا دعویٰ یا اس کی گواہی ثابت نہیں ہوتی۔

ان نکات سے ہمیں بخوبی یہ علم ہو گیا کہ معاشرے کی مضبوطی واستحکام کے لیے سچ بولنے والوں کی بہت ضرورت ہوتی ہے صالح معاشرہ کی تشکیل اور اس کی مضبوطی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ معاشرے میں موجود بیشتر افراد قول میں سچے نہ ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

(سورۃ التوبۃ:119)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب اللہ کے نبی ﷺ نے مشرکین مکہ و کفار قریش کو دین کا پیغام پیش کیا تو آپ ﷺ نے اپنے کردار کو ان کے سامنے رکھا اور ان سے یہ گواہی لی کی آپ ﷺ صادق اور امین ہیں مشرکین مکہ اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ آپ ﷺ صادق یعنی کہ سچے ہیں اور امین امانت دار ہیں یہ کسی مسلمان کا دیا ہوا "Title" نہیں ہے بلکہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو ان القابات سے نوازا تھا:

((قَالُوا نَعَمْ ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلاَّ صِدْقًا))

اے محمد [ﷺ] ہم نے آپ [ﷺ] کو کبھی سچ بات کے علاوہ کوئی اور بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

لہذا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تم سے کہوں کہ وادی میں پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات سچ مانو گے ؟ سب نے کہا کہ ہاں، ہم آپ کی تصدیق کریں گے ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا ہے، اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ پھر سنو، میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔

(صحیح بخاری:4770)

چنانچہ ہم نے دیکھا کہ اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے صادق اور امین ہونے کی بنیاد پر دین کی دعوت کی ابتداء کی کیونکہ سچائی وہ معیار ہے جو ہر دور اور ہر معاشرے میں رائج رہا اور اس کی بڑی قدر دانی کی گئی اور سچائی کو ہمیشہ سراہا گیا اور اس کی پذیرائی کی گئی، اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے چالیس سالہ دور کو کردار کے طور پر پیش کیا اسی کو اخلاقِ کریمہ کہا جاتا ہے جب انسان کے اخلاق مضبوط ہوتے ہیں تو جب کبھی وہ کسی سے "Deal" کرتا ہے تو لوگ اس کی سچائی اور اس کے اخلاق کی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ آدمی بات کا سچا ہے وعدے کا پکا ہے لہذا اس انسان کے ساتھ معاملہ کرنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے چانچہ انسان کے "Character Building" میں سچائی اہم "Role" ادا کرتی ہے لہذا اس طرح کے "Well Character" افراد معاشرے کے لیے بہت ہی بہتر ثابت ہوتے ہیں اس طرح کے افراد کو اپنی "Society" میں "Concrete" کرنا ہے سچائی کے بیج معاشرے کی بنیادوں میں پیوست کر دینا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

(سورۃالتوبۃ:119)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔"

((وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ إِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَكُونَ مَعَ الصَّادِقِينَ فَعَلَيْكَ بِالزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَالْكَفِّ عن أهل الملة))

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچوں کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہو تو دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اور ملتِ اسلامیہ کے لوگوں یعنی کہ مسلمانوں کو مت ستاؤ۔

اچھی صحبتیں آسانی کے ساتھ میسر نہیں آتی اگر آپ جھوٹ اختیار کرتے ہیں تو جھوٹے لوگ آپ کے اطراف جمع ہو جائیں لہذا جو لوگ سچے ہیں وہ آپ کو اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے اور اگر آپ سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں تو آپ کے اطراف و اکناف سچے لوگ جمع ہو جائیں گے جیسا کہ "Artificial Intelligence" کے کام کرنے کا ایک طریقہ ہے اگر آپ "Google Search Engine" میں کوئی چیز " Search " کرتے ہیں تو "Google Search Engine" آپ کو اسی سے "Related Information" فراہم کرتا رہتا ہے اور اسی سے "Related Advertisement" آپ تک پہنچاتا رہتا ہے حالانکہ آپ نے صرف ایک "Particular" چیز "Search" کی تھی اس کو "Artificial Intelligence" کہتے ہیں جب "Artificial Intelligence" کا حال یہ ہے تو "Natural

"Intelligence" کا کیا حال ہوگا ہم اور آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہذا جب آپ سچوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں تو آپ کے ارد گرد اچھے اور سچے لوگوں کی آمد ورفت شروع ہو جاتی آپ کے ہر کام میں سچے لوگوں سے رابطہ ہونا شروع ہو جاتا ہے اگر آپ جھوٹ کو اپناتے ہیں تو آپ کے رابطہ میں جھوٹوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگتا ہے، بیشتر لوگ مال و دولت کی محبت میں اندھے ہو کر جھوٹوں کے ساتھ چل پڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت میں سچوں کے ساتھ جمع فرمادے، آمین، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾

(سورۃ العادیات:8)

"یہ [انسان] مال کی محنت میں بھی بڑا سخت ہے۔"

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ مال و دولت کو بہت پسند کرتا ہے اور بہت جلد چاہتے نا چاہتے اس سے "Influence" ہو جاتا ہے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾

(سورۃ النساء:69)

"اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ کے نبی (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے، وہ ان

لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین ساتھی ہیں۔"

مزید اللہ تعالیٰ سچوں اور سچائی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

(سورۃ الانعام:119)

" اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہیں، یہ بڑی (بھاری) کامیابی ہے۔"

چنانچہ جو لوگ سچائی کے راستے کو اپناتے ہیں وہ دنیا میں بھی کامیابی ہے اور سب سے بڑی کامیابی جو ان ملے گی وہ آخرت کی کامیابی ہے، قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومن مرد اور مومنہ عورت کے دس صفات بیان کی ہیں ان میں سے دوسری صفت "سچائی" ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾

(سورۃ الأحزاب:35)

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں راست باز[سچ بولنے والے] مرد اور راست باز[سچ بولنے والی]عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان (سب کے) لئے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

لہذا جو مرد اور عورتیں سچ بولتے ہیں اللہ تعالیٰ بالآخر ان کی مغفرت فرمادیتے ہیں ان کے گناہوں کو بخش دیتے ہیں اور ان کو جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔

سچائی کےثمرات اور اس کے فائدے

1) صحبت الصالحین: یعنی کہ نیک لوگوں کی صحبت ملتی۔

2) تقریب البعید: آپ سے دوری اختیار کرنے والا بھی آپ کے قریب ہو جائے گا۔

3) سلامۃ المعتقد: اگر آپ سچ بولتے ہیں تو آپ کا عقیدہ بھی درست رہتا ہے اور اگر آپ جھوٹ بولتے ہیں تو منافقت میں داخل ہو سکتے ہیں۔

4) ھمۃ العالیہ: سچ بولنا بہت ہی بہادری کی بات ہے، بزدل آدمی سچ نہیں بول سکتا۔

5) استقامت: جو سچ بولتے ہیں ان کے اندر استقامت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اسلام پر مضبوطی سے قائم ہو جاتے ہیں، کیونکہ اسلام سچائی کی تعلیم دیتا اور جھوٹ سے منع کرتا ہے۔

6) البعد عن الریب: جو سچ بولتے ہیں وہ شک وشبہ کی چیزوں سے دور رہتے ہیں۔

7) برکۃ: سچ بولنے والوں کے لیے برکت نازل کی جاتی ہے۔

8) الوفاء بالعھد: سچ بولنے والا عہد کو پورا کرنے والا بن جاتا ہے۔

9) امین: سچ بولنے والا امانت دار بن جاتا ہے۔

10) رحمت: سچ بولنے والا اللہ کی رحمت کے تلے آجاتا ہے۔

جھوٹ کے نقصانات

علمائے کرام کہتے ہیں کہ جھوٹ چوری کا راستہ ہے اگر کوئی شخص جھوٹ بول کر تجارت کرتا ہے اس کی وہ تجارت، تجارت نہیں بلکہ چوری کہلائے گی اور اگر کوئی جھوٹ بول کر کسی سے کوئی فائدہ حاصل کر رہا تو گویا کہ چور ہے، لہذا جھوٹ اصل میں چوری ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے آمین۔

جھوٹ کے اسباب

علمائے کرام کہتے ہیں ایک شخص کا کثرتِ کلام یعنی کہ بہت زیادہ باتیں کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخص جھوٹ میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے اسی لیے علمائے کرام کہتے ہیں ایک انسان کو بہت کم بات کرنی چاہیئے اگر ضرورت ہو تو "Calculative" بات کرے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔

سچائی کو اپنانے کے اسباب اور ذرائع

1) کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ دیکھ رہے ہیں[انسان کے ذہن میں یہ تصور ہونا چاہیئے]۔
2) "الخوف من النار" کسی انسان میں جہنم کا خوف ہو تو وہ سچائی کے راستے کو اپنا لیتا ہے اور جھوٹ کو ترک کر دیتا ہے، جس انسان کی فکرِ آخرت مضبوط ہوتی وہ جھوٹ کے قریب بھی نہیں جاتا۔
3) "الحیاء" شرم وحیا انسان کو جھوٹ بولنے سے روکتی ہے۔
4) "صحبة الصالحين" جس انسان کا نیک لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہے وہ انسان جھوٹ سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور سچائی اس کا شیوہ بن جاتا ہے۔

5) "دعاء"ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہئے:

((اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا))

اے اللہ تو میرے اس نفس کو پاک کر دے تو ہی بہترین پاک کرنے والا ہے، اپنے نفس کے لیے ہمیشہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

سچ کی اہمیت اور جھوٹ کی مذمت احادیث کی رشنی میں

پہلی حدیث:

احادیث میں سچائی کی اہمیت اور جھوٹ کی مذمت بیان کی گئی ہے عبد اللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا))

"بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔"

جو شخص سچ بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو مشکل سے مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ اس طرح اس کے لیے راستے بنا دیتا ہے کہ سچ پر قائم رہتا ہے لہذا انسان کو ہمیشہ سچ بولنے کی نیت رکھنی چاہئے اور کہیں آپ سے کچھ بات نہیں بن رہی تو اس موقعہ پر بہتر یہی ہے کہ آپ خاموش رہیں، جلد بازی نہ کریں اکثر لوگ جلد بازی میں جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ سے ان کا کام بن جائے گا لہذا ایسے وقت میں صبر کا دامن مضبوطی سے تھام لیجئے ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو آسان فرمائیں گے۔

((وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا))

" اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ

دیا جاتا ہے۔"

(صحیح بخاری:6094۔و صحیح مسلم:2607)

اللہ تعالیٰ ہم تمام کی جھوٹ سے حفاظت فرمائے اور سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

دوسری حدیث:

عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا

((أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا: حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ))

چار چیزیں اگر تمہارے پاس ہیں اور دنیا میں کوئی چیز تم سے اگر فوت ہو جائے تو کوئی ڈر کی بات نہیں [میرے نوجوان طلباء و طالبات اور تمام نوجوانانِ اسلام سے میری گزارش ہے کہ اللہ کے نبی نے سچائی کی جو تعلیمات ہمیں دی ہیں ہمیں ان تعلیمات کو اپنانا ہے اور جھوٹ کو اپنے آپ سے بچانا ہے- وہ چار چیزیں یہ ہیں]:

1) "حِفْظُ أَمَانَةٍ" امانت کی پاسداری کرنا اس میں خیانت نہ کرنا۔

2) "صِدْقُ حَدِيثٍ" [ہمیشہ اور ہر حال میں] سچ بولنا۔

3) "وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ" اچھے اور بہترین اخلاق کو اپنانا۔

4) "وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ" کھانے پینے کے معاملے میں حلال و عفت اور پاکیزہ چیزوں کو اپنانا۔

(صحیح الترغیب والترہیب:1788)

ان چار چیزوں کو جو کوئی اپناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے ڈراور خوف کو دور کر دیتا ہے۔

"Hercules" ہرکلس-[ہرقل ،قیصرِ روام] اور ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے مابین مکالمہ:

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) اسلام قبول کرنے سے قبل تجارت کی غرض سے ملکِ شام جاتے ہیں اور وہاں پر شہنشاہ روم ہرقل سے ان کی ملاقات ہوتی ہے ہرقل ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سے پوچھتا ہے عرب میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان کے بارے میں مجھے کچھ بتاؤ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سچائی کی تعلیم دیتے ہیں [توحید کی تعلیم دیتے ہیں شرک سے بچنے کی تعلیم دیتے ہیں اور سچ بولنے کی تعلیم دیتے ہیں- اسی وجہ سے کفارِ قریش نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو "الصادق الامین" کا لقب دیا تھا]۔

لہذا ہم مسلمانوں کے بارے میں بھی غیر مسلموں کا یہ تصور ہونا چاہئے کہ مسلمان سچ بولنے والے ہوتے ہیں اور یہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے ، مسلمان امانت دار ہوتے ہیں اور خیانت نہیں کرتے، مسلمان عہد وپیاں کے پکے ہوتے ہیں وعدہ خلافی نہیں کرتے، چنانچہ نوجوان نسل سے گزارش ہے کہ آپ اپنے کردار اتنا مضبوط رکھیں کہ ہر کوئی آپ کے بارے میں "Positive Opinion" قائم کر سکیں۔

ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

((فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ مِنْ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَبَايَعَهُ

النَّاسُ بَيْعَةً عَامَّةً، ثُمَّ تَكَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ))

ابو بکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ ممبر پر تشریف لائے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ، قَدْ وُلِّيتَ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ، فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي، وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي، الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ))

اے لوگو میں تم پر خلیفہ بنایا گیا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تم سے بہتر ہوں (امت کا اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقام ہے) اگر میں سیدھے راہ پر قائم رہوں تو تم میری مدد کرنا اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو میری اصلاح کر دینا (اور اچھی طرح سن لو) سچائی ایک امانت ہے ،اور جھوٹ ایک خیانت ہے۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر: 2/192، ذكر أحداث سنة إحدى عشرة حديث السقيفة وخلافة أبي بكر رضي الله عنه وأرضاه۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تاریخ "تاریخ الرسل والملوک: 3/210" میں اس خطبہ کو ذکر کیا ہے)

جھوٹ کی تباہ کاریاں

انس کہتے ہیں کہ جب تک ہماری ملاقات عجمی لوگوں سے نہ تھی تو ہمیں جھوٹ کسے کہتے ہیں معلوم نہیں تھا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بہت ہی سیدھے سادے لوگ تھے [اللہ اکبر] ان کی بات بلکل سیدھی ہوا کرتی تھی۔

جھوٹ کسے کہتے ھیں؟

((هُوَ الْإِخْبَارُ بِالشَّيْءِ عَلَى خِلاَفِ مَا هُوَ عَلَيْهِ سَوَاء كَانَ عَمَدًا أَمْ خَطَئًا))

ایک آدمی ایسی چیز کی خبر دے جو واقعے کے بلکل الٹ ہو حقیقت کے خلاف ہو یعنی کہ ایک متضاد خبر پہنچارہاہو چاہے وہ جان بوجھ کر کہے یا انجانے میں کہے [اس کو جھوٹ کہا جاتا ہے]

(فتح الباری:2/185)

لہذا آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا بولا گیا ہو گا، یا ایسا ہوا ہو گا گویا اگر آپ حتمی طور پر اس خبر سے ناواقف ہیں تو آپ کو وہ خبر دوسروں تک نہیں پہنچانی چاہئے آپ صرف مصدقہ اطلاع کو آگے پہنچائیں ورنہ یہ عمل عذاب کا باعث بن سکتا ہے، حفص ابن عاصم بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو وہ آگے پہنچادے۔"

(صحیح مسلم، کتاب المقدمۃ، بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ "سنی ہوئی بات (بغیر تحقیق کے) کہہ دینا منع ہے، حدیث نمبر5[7])

کسی بھی خبر کو پہنچانے کے لیے شریعت میں یہ اصول ہے کہ جب تک اس خبر

کی تحقیق نہ کرلی جائے اور اطمنان نہ ہو جائے اس خبر کو آگے نہیں بڑھانا چاہئے البتہ اگر ضروری ہو تحقیق کی غرض سے تو خاص متعلقہ افراد کے سامنے بیان کر رہے ہیں تب یہ واضح کر دیں کہ اس پر میں نے تحقیق نہیں کی ہے لہذ آپ لوگ اس پر تحقیق کر لیں پھر اس کو آگے بڑھائیں صرف "Discussion" اور تحقیق کے لیے آپ اس غیر مصدقہ خبر کو زیرِ بحث لا سکتے ہیں لیکن اس کو عوام میں پھیلا نہیں سکتے لہذا جس خبر کو آپ نے دوسروں تک پہنچائی ہے بالفرض وہ جھوٹی ثابت ہوتی ہے تو اس کا گناہ آپ کے سر پر بھی رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے یہاں آخرت میں آپ کی بھی جوابدہی لازم ٹھہرے گی، اللہ تعالیٰ ہم کو کسی بھی خبر کو پھیلانے سے دور رکھے، آمین۔

الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ بولنے والا اس کو "ایہام" میں رکھتا ہے یعنی جھوٹ بولنے والا سامنے والے کو وہم میں رکھتا ہے اور دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے اور سننے والا ان باتوں سے "Impress" ہو جاتا ہے گویا کہ جھوٹ بولنے ولا اپنی باتوں کو "Clarity" کے ساتھ نہیں رکھتالہذا سننے والا اس سے دوسرا معنی اخذ کرلیتا ہے جو اس کے اصل معنی سے مختلف ہوتا ہے، اس وجہ سے ایک فتنہ وفساد کی کیفت پیدا ہو جاتی ہے۔

جھوٹ کے نتائج:

دھوکہ، ضلالت، خیانت، چوری، افتراء، دروغ گوئی، بہتان، تضلیل، جہالت، دجل، زعم، فتنہ، فساد، نیمہ، شر وغیرہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کی جھوٹ سے حفاظت فرمائے،

آمین۔

جھوٹ کے بارے میں قرآن واحادیثِ صحیحہ میں بارہا تنبیہ کے ساتھ ذکر موجود ہے چنانچہ چھوٹ کو منافقت کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے سورۃ المنافقون اور سورۃ البقرہ میں بھی اس کا ذکر موجود ہے منافقین جھوٹ کا استعمال کس طرح کرتے تھے قرآن نے اس کو وضح انداز میں بیان کیا ہے کہ جب منافق اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آتے تو کہتے کہ ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے ہیں اور جب کافروں کے پاس جاتے تو کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں:

﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ[14] اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ[15]﴾

(سورۃ البقرۃ:14-15)

"اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں[14] اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھادیتا ہے[15]۔"

جھوٹ منافقت کی علامات:

جھوت کی بنیاد منافقت پر ہوتی ہے جھوت بولنا منافقوں کی نشانی ہے اللہ کے نبی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام کی تربیت کی اور فرمایا کہ جس نے جھوٹ اختیار کیا وہ منافقت کی راہ پر چل پڑا لہذا عملی طور پر نفاق کا راستہ اختیار کرنا کبیرہ گناہ کہلاتا ہے لہذا حدیث میں ہے ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))

"منافق کی علامتیں تین ہیں:

1) جب بات کرے جھوٹ بولے۔
2) جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے۔
3) جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔"

(صحیح بخاری:33۔و صحیح مسلم:59)

اور ایک حدیث میں بیان کی گئی منافقت کی چار(4) علامات

((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))

چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی کی خصلت ہے، جب تک اسے نہ چھوڑ دے۔(وہ یہ ہیں):

1) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے۔

2) بات کرتے وقت جھوٹ بولے۔
3) جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے۔
4) جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔
(صحیح بخاری:34۔و صحیح مسلم:58)

لہذا قرآنِ مجید نے ہماری اس طرح رہنمائی فرمائی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾

(سورۃ الأحزاب:70)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔"

جھوٹ کے دس (10) بڑے نقصانات

1) "يُبْعِدُ الْقَرِيْب": جھوٹ بولنے والے سے قریبی رشتہ دار / قریبی دوست واحباب دور ہو جاتے ہیں۔

2) "وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ" یہودیوں کی یہ صفت ہے کہ وہ حق وباطل کو گڈ مڈ کر دیتے تھے اور جھوٹ بولنے والا اسی "Category" میں شمار ہوتا ہے۔

3) "يُذْهِبُ الْمُرُوْءَة"-انسانیت "Humanity" آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔

4) "سَبَبٌ لِلْإِهَانَة" جب جھوٹ بولنے والے کا جھوٹ پکڑا جاتا ہے تو وہ ذلیل وخوار ہو جاتا ہے اس کی اہانت ہوتی ہے۔

5) "يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْر" جھوٹ بولنے والا گناہوں کے راستے پر چل پڑتا ہے۔

6) "يُنَفِّرَ الْقُلُوْب" جھوٹ بولنے والے سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔

7) "لَا يُفْلِحُ أَبَدًا" جھوٹ بولنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

8) جھوٹ بولنے والے کے معاملات واعمال ہمیشہ بگڑے ہوئے رہتے ہیں کبھی وہ چین وسکون نہیں رہتا۔

9) "مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاق" جھوٹ نفاق کی علامت ہے یعنی کہ جھوٹ عملی نفاق ہے [اللہ المستعان] اللہ ہم تمام کی حفاظت فرمائے، آمین۔

10) "سَبَب عذاب القبر والنَّار" جھوٹ بولنے کے سبب سے بندہ عذابِ قبر کا مستحق بن جاتا ہے اور نار جہنم بھی

((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ))

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

[اچھے اور برے اخلاق کی Check List]

والدین کے حقوق

(والدین کے حقوق ادا نہ کرنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب)

قرآنِ مجید میں والدین کے حقوق کا بیان:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر:36)

"اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو۔"

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ﴾

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر:151)

"آپ (ﷺ) کہہ دیجئیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن (یعنی جن کی مخالفت) کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔"

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ

أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾

(سورۃ الاحقاف، سورۃ نمبر 46، آیت نمبر:15)

"اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا، اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے، یہاں تک کہ جب وہ پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔"

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا[23] وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا[24]﴾

(سورۃ الاسراء / بنی اسرائیل، سورۃ نمبر:۱۷، آیت نمبر 23-24)

"اور تمہارا رب صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا [23] اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے رب! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے[24]۔"

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ[14] وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ[15] ﴾

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر: 14-15)

"ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے [14] اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو

میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا[15]۔"

﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ[83] ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 83)

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منھ موڑ لیا۔"

﴿ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر ۲، آیت نمبر: 215)

"آپ (ﷺ) سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ (ﷺ) کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے"

﴿يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا[12] وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا[13] وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا[14]﴾

(سورۃ مریم، سورۃ نمبر 19، آیت نمبر 12-14)

"اے یحیٰ (علیہ السلام)! میری کتاب کو مضبوطی سے تھام لے اور ہم نے اسے لڑکپن ہی سے دانائی عطا فرما دی[12] اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی بھی، وہ پرہیزگار شخص تھا[13] اور اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا وہ سرکش اور گناہ گار نہ تھا[14]۔"

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

(سورۃ العنکبوت، سورۃ نمبر 29، آیت نمبر 8)

"ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کرلیں جس

کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانیئے، تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا"

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾

(سورۃ ابراہیم، سورۃ نمبر 14، آیت نمبر: 41)

"اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔"

حسن سلوک کی ہم جب بھی گفتگو کرتے ہیں تو ہم اس وقت کہتے ہیں احسان کرو برائی نہ کرو بلکہ لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی اور اچھائی کے ساتھ پیش آؤ ہر کسی سے حسنِ سلوک کرو کسی کی دل آزاری مت کرو، یہ تمام چیزیں دین کی "Basic Principles" ہیں لہذا حقوق اللہ اور حقوق النبی ﷺ کے بعد "Morality in Islam" اسلامی ضابطہ اخلاق اور حقوق العباد میں یعنی انسانوں میں سب سے پہلے ماں باپ سے حسنِ سلوک کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یہاں پر میں ایک بات واضح کر دوں کہ "حقوقِ الوالدین" کا عنوان بیان کرتے ہیں تو کچھ لوگ "حقوق الاولاد" پر زیادہ زور دیتے ہیں اور والدین کے حقوق سے چشم پوشی اختیار کرتے ہیں اور "حقوق الاولاد" کی بات کرتے ہیں تو کچھ حضرات صرف "حقوقِ والدین" کی بات کرتے ہیں اولاد کے حقوق کو فراموش کر دیتے ہیں چنانچہ میں اس عنوان کے تحت حتی الامکان دونوں کے حقوق میں "Balance" کرتے ہوئے دونوں کے حقوق میں توازن بر قرار رکھتے ہوئے قرآن واحادیث کی روشنی میں حقائق

بیان کرونگا ان شاء اللہ تعالیٰ چنانچہ اسلام دنیا کا ایک ایسا واحد دین ہے جس میں ہر کسی کے حقوق بیان کئے گئے ہیں کسی کی بے جا طرف داری کا اسلام قائل نہیں بلکہ اسلام اعتدال کی راہ کو اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے البتہ مراتب میں والدین کا مرتبہ اولاد سے بلند ہے اسی وجہ سے اسلام والدین کے حقوق کو پہلے بیان کرتا ہے "Liberal" طبقہ یہ کہتا ہے کہ اسلام نے تو صرف والدین کے حقوق بیان کر دیئے ہیں اولاد کے حقوق تو قرآن نے بیان ہی نہیں کئے یہ ان کی کم علمی کا نتیجہ ہے معاشرے میں لوگوں کے برتاؤ اور "Cultural Activities" کو دیکھ کر آپ اسلامی تعلیمات کا تعین نہیں کر سکتے بلکہ آپ کو اس مسئلہ میں کئی ایک معاشرتی اور ثقافتی پہلوؤں پر بھی گہری نظر رکھنی چاہیے چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک مکمل نظامِ حیات قائم کر کے بتا دیا ہے اگر ہمیں اسلامی تعلیمات کا صحیح تصور اور اسلام کی صحیح تعلیمات کو دیکھنا مقصد ہے تو ہمیں محمد ﷺ کی "Biography" کو پڑھنا پڑیگا چونکہ اللہ کے نبی ﷺ ہم سب کے لیے "Role Model" ہیں لہذا اگر کوئی شخص "Non-Practicing Muslim" کو دیکھ کر یہ سمجھ لے کہ یہی اسلام کی اصل تعلیمات ہیں تو یہ اس کی غلط فہمی کہلائے گی لہذا اسلام نے والدین اور اولاد دونوں کے حقوق بتائے دیئے ہیں اس کے لیے اولین شرط یہ ہے کہ ہم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر:208)

"اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔"

لہذا جب بھی ہم حقوق الوالدین کی بات کریں گے وہیں پر ہم حقوق الاولاد کی بات کو بیان

کر دیں گے اگر ہم صرف ایک پہلو بیان کریں گے تو دوسرے کو غم میں مبتلا کرنے والی بات ہو جائے گی لہذا ہم اس مسئلہ میں توازن بر قرار رکھتے ہوئے دونوں پہلوؤں پر قرآن وحدیث کے ذریعے موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر حقائق کو بیان کریں گے تاکہ کسی بھی جانب سے اس "Topic" کا "Misused" نہ ہوسکے ایک طرف حقوق الوالدین کی آڑ میں ماں باپ بچوں کو "Blackmail" کرتے نظر آتے ہیں اور دوسری جانب اولاد "Irresponsibility" کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ ظلم و زیادتی کرنے سے بھی باز نہیں آتے اور ماں باپ کو غم و الم کا شکار بنا دیتے ہیں چونکہ دونوں جانب علم کی کمی ہوتی ہے، ماں باپ سمجھتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں یا اولاد یہ سمجھ بیٹھتی ہے کہ وہ حق پر ہیں حقیقی مسئلہ یہ ہے کہ شریعت کی "Topic" کو لیکر اس کی آڑ میں اپنی بات کو حق منوانا صحیح نہیں ہے اس رویہ کی وجہ سے اسلامی تعلیمات سے نفرت پیدا ہو سکتی ہے بعض بچے غصے میں یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ ہم ان اسلامی تعلیمات کو نہیں مانتے کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ کی اولاد اس حد تک متنفر ہو جائے کہ اسلامی تعلیمات سے منہ پھیر لے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین کم علم ہوتے ہیں اور بچوں کو دین کا علم زیادہ ہوتا ہے اور "Knowledge" بھی زیادہ ہوتی ہے اس تناظر میں والدین کی طرف سے زیادتی ہو جاتی اور جب ان کو قرآن وحدیث کے ذریعے کچھ بتایا جاتا ہے تو وہ اس سے صاف انکار کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہی صحیح ہے لہذا کیا کوئی اولاد یہ چاہے گی ان کے والدین کی زبانوں سے ایسے کلمات نکل جائیں جس کی وجہ سے ان پر آخرت میں جوابدہی لازم ہو جائے لہذا اولاد کو ان حالات میں بہت ہی محتاط رویہ اختیار کرنا ہو گا تاکہ حالات اس حد تک نہ بگڑیں کہ معاملہ طعن و تشنیع تک پہنچ

جائے بلکہ دونوں جانب سے "Balance" رویہ ہونا ضروری ہے اور دونوں جانب اس بات کا خاص خیال رہے کہ شریعت اس لیے نازل نہیں کی گئی کہ آپ اس کی آڑ میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جائیں بلکہ شریعت اس لیے نازل کی گئی ہے کہ ہر طرف خوشحالی ہی خوشحالی ہو لوگ ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں شریعت بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے پیار سکھانے کے لیے آئی ہے چنانچہ "حقوق الوالدین" کی "Topic" پر میں آپ کے سامنے 15 "Points" قرآن و احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں ذکر کروں گا ان شاء اللہ یقیناً والدین کے حقوق اولاد پر لازم ہیں اور ان کا ادا کرنا بے حد ضروری ہے اور والدین سے بھی ادباً گزارش ہے کہ حقوق الاولاد کا بھی خیال رکھیں ضد، ہٹ دھرمی اور انانیت اللہ تعالی کو ناپسند ہے والدین کے لیے ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اولاد سے مشورہ بھی کر لیا کریں مشورہ میں برکت بھی ہے اور آپ کے اس عمل سے اولاد کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو گی اور اسی بہانے اولاد آپ کی بات کو مسترد بھی نہیں کرے گی ان شاء اللہ اس طرح معاملات حسن طریقے سے اپنے بہترین انجام کو پہنچ جائیں گے [ان شاء اللہ تعالیٰ] اور ان والدین سے جن کے بچے ابھی کم عمر ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جو چار تا سات سال کے درمیان ہوتے ہیں ان کو "One Word" بہت جلد یاد ہو جاتے ہیں لہذا والدین کو چاہیئے کہ اس عمر کے بچوں کو اسلام کی "Basic Knowledge" یاد دلائیں روز مرہ کی چھوٹی چھوٹی دعائیں یاد دلائیں اور سات سال سے لیکر تیرہ سال کے بچوں کا ذہن اس طرح "Developed" ہو چکا ہوتا ہے کہ آپ اس "Age Group" کے بچوں کو چھوٹے جملے "Definition" یاد کروائیں یہ وہ عمر ہوتی ہے کہ بچوں میں مکمل ایک "Line" یاد کرنے کی صلاحیت پیدا ہو چکی ہوتی ہے اور

"Teen Ager"یعنی کہ 13 سے لیکر 19 سال کی عمر کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مکمل ایک "Paragraph" یا مکمل ایک "Page" یاد کرنے صلاحیت رکھتے ہیں 19 کی عمر "Age Group" کو "Revolt Age" بھی کہا جاتا ہے یعنی کہ اس عمر کے نوجوانوں میں بغاوت کی کیفیت بہت زیادہ ہوتی ہے لہذا اس "Age Group" کے نوجوانوں کے لیے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے عمل ذریعے قرآن مجید نوجوانوں سے مخاطب ہے:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾

(سورۃ الصافات، سورۃ نمبر 37، آیت نمبر:102)

" پھر جب وہ (بچہ [اسماعیل علیہ السلام]) اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے، تو اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ ابا! جو حکم ہوا ہے اسے بجالایئے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔"

اس آیت میں یہ بات صاف طور پر واضح ہے کہ بچوں سے مشورہ کرنا ابراہیم کی سنت ہے یہاں پر لمحۂ فکر یہ ہے کہ کیا ہم آج اس سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے جس طرح اسماعیل علیہ السلام کو جو ابھی چھوٹے سے بچے ہیں ان سے ان کی رائے دریافت کی

تھی کیا آج کے والدین اپنے بچوں سے ان کی رائے طلب کرتے ہیں ؟ کیا کسی "Studies" میں "Subject Choose" کرنے کے لیے بچوں سے مشورہ کیا جاتا ہے؟ بلکہ والدین تو اپنی مرضی کی پڑھائی بچوں پر مسلط کر دیتے ہیں حالانکہ بچوں کی خواہش کسی اور "Subject" کی ہوتی ہے لہذا بچوں کو ان کے طبیعت یا ان کی مرضی کا "Subject" نہ ملنے پر مجبوراً وہ بچے والدین کے "Select" کیے ہوئے "Subject" کو بے دلی سے پڑھتے ہیں جس کا نتیجے میں اکثر و بیشتر "Fail" ہو جاتے ہیں اس کا ایک اور نتیجہ یہ ہے کہ ان بچوں کا "Profession" شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو کر رہ جاتا ہے لہذا جو بچے جائز کام کر کے خوش ہونا پسند کرتے ہیں والدین ان کو روک دیتے ہیں والدین کے اس عمل کی وجہ سے بچوں میں ایک رد عمل اور "Reaction" پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بغاوت پر آمدہ ہو جاتے ہیں یہی معاملہ بھائی بہن کے بیچ میں بھی پیدا ہو سکتا ہے یا دوستوں کے بیچ بھی ہو سکتا ہے اور یہی عمل اور رد عمل کا معاملہ چھوٹوں اور بڑوں کے بیچ بھی پیدا ہو سکتا ہے لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم ایک دوسرے کی جائز خواہشات کا احترام کریں اور ایک دوسرے کے لیے "Tolerance" پیدا کریں چنانچہ جب بھی ہم حقوق الوالدین کی بات کریں ہمیں اس بات کا خیال بھی رہے کہ حقوق الاولاد فراموش نہ ہو بلکہ دونوں کے حقوق میں توازن "Balance" بر قرار رہے چنانچہ ایک اور بات بھی ذہن نشین رہے کہ ہر چیز کے مراتب ہوتے ہیں ہمیں ان مراتب کے لحاظ سے چلنا چاہیئے لہذا اولاد اور والدین کے مراتب میں سب سے پہلا مرتبہ والدین کا آتا ہے چنانچہ ہمیں سر فہرست والدین کے حقوق کو رکھنا چاہیئے اور اس کے بعد کا نمبر اولاد کا آتا ہے جیسا کہ فارسی کا ایک مصرع ہے:

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

اگر ہم نے مراتب کا خیال نہیں کیا تو یہ گمراہی ہے، بہر حال نوجوانان اسلام سے میری یہ ادباً گزارش ہے کہ یہ ایک بہت ہی اہم "Topic" ہے والدین کی جانے یا انجانے میں ہوئی کسی بھی خطاء کی وجہ سے والدین سے بدگمانی نہ کریں ہو سکتا ہے ان کی نیت صاف تھی لیکن فیصلہ غلط ثابت ہو گیا لہذا ہمیشہ اس اصول کو یاد رکھیں:

((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ))

"آدم کی تمام اولاد خطاء کار ہے۔"

(جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب :49، حدیث نمبر : 2499، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو "حسن" کہا ہے)

چنانچہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمی رہتی ہے والدین کی کسی غلطی کو بہانہ بنا کر ان کی دیگر تمام اچھائیوں کو آپ رد نہ کیجئے ہو سکتا ہے کسی ایک فیصلے میں ان سے غلطی ہو گئی ہو تو آپ ان سے درگزر کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور والدین عفو و درگزر کے زیادہ حقدار ہیں اور اس میں ماں کا ایک درجہ اور بھی بلند ہے اگر ہمارا عمل اس کے برعکس ہو گا اور اگر والدین کو ہم کسی دلی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو سکتے ہیں اور اگر اس بابت بروزِ محشر سوال ہو جائے تو پھر آپ کو کوئی نہیں بچا سکتا [اللہ المستعان] اور ہمارے اس عمل سے دنیا بھی غارت ہو سکتی ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ حق پر ہے اور والدین زیادتی پر ہیں اور آخرت میں اس کا یہ گمان صحیح ثابت نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکتا البتہ والدین اگر

شریعت سے روک رہے ہیں یا نماز پڑھنے سے آپ کو منع کر رہے ہیں تو آپ والدین کی بات کو ترجیح نہیں دیں لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ آپ اس بات کو بہانا بنا کر والدین کی اطاعت سے اپنے آپ کو آزاد سمجھیں اس مسئلے میں شریعت نے ہمیں یہ رہنمائی فرمائی ہے اور یہ اصول بتا دیا ہے:

((وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ" رَوَاهُ فِي شَرْحِ السّنة))

"اللہ کی نافرمانی میں کسی بھی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔"

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ، حدیث نمبر: 3696، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو "صحیح" کہا ہے)

اگرچہ والدین اس کام کے لیے کہہ رہیں جس کام کے کرنے سے اللہ کی نافرمانی لازم آتی ہے تو ہم اس کام نہیں کریں گے اس طرح کے مسئلے میں صرف والدین شامل نہیں ہیں بلکہ مخلوق میں سے کسی کی بھی اطاعت یا فرمانبرداری نہیں کی جائے گی یہ شریعت کا ایک مسلمہ اصول ہے اس اصول کے تحت تمام فرمانبرداریاں آتی ہیں۔

"برالوالدین" کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

حقوق الوالدین کے بارے میں قرآن و احادیث میں بارہا کئی مقامات پر ذکر آیا ہے جو سب سے پہلا لفظ والدین کے حقوق میں ہمیں ملتا ہے وہ لفظ "البر" ہے یعنی کہ والدین کے ساتھ بر وصلہ کا معاملہ کرنا چاہئے "بر الوالدین" کا لغوی اور اصطلاحی معنی یہ ہے۔

"برالوالدین" کا پہلا معنی:

((بَرَّ يُبَرُّ بَرّاً [بَرَّ الرجلُ، يَبَرُّ بِرًّا]))

کوئی بھی نیک کام سرانجام دینا۔"

بَرٌّ اور بَارٌّ کا مطلب یہ ہوتا ہے: صالح، صادق اور متقی - ((وهو خلاف الفاجر))
بَرٌّ اور بَارٌّ کی ضد "الفاجر" ہے، بَرٌّ واحد کا صیغہ ہے اور اس کی جمع "أَبْرَارٌ" ہے یعنی
کہ نیکوکار، اور "البَارٌّ" واحد کا صیغہ ہے اور اس کی جمع "بَرَرَةٍ" ہے جیسا کہ "كافرٌ" کی
جمع "كفرةٌ" ہے، برالوالدین کی مزید تشریح ملاحظہ فرمائیں:

1) "وبَرِرْتُ والدي" کا مطلب ہے "میں نے والدین کی بہترین طریقے سے اطاعت وفرمانبرداری کی۔"

2) "ورفقت بهما" - اور میں والدین کے ساتھ نرمی سے پیش آیا۔"

3) "وتحرَّيتُ محابّهما" میں نے والدین کے خوش ہونے کے راستے اور اسباب تلاش کیئے۔

4) "وتوقَّيتُ مكارهما" میں نے ان دونوں کی ناخوشیٍ سے بچنے کا پورا جتن کیا مزید میں چاہتا تھا کہ والدین کو اور زیادہ کیسے خوش کروں اور میں نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ میری طرف سے ان کے چہروں پر کسی قسم کی شکن نہ آئے، میری کوئی بات ان کو بری نہ لگے ان سب چیزوں سے بچنے کی میں نے ہر ممکن کوشش کی۔"

"برالوالدین" کا دوسرا معنی:

"برَّ وَالِدَيْه" کا ایک اور معنی" والبرُّ: ضد العقوق "یعنی کہ والدین کی نافرمانی مت کرو مثلاً احادیث میں ہمیں یہ لفظ بھی ملتے ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ))

مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بیشک اللہ عزوجل نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب: بہت پوچھنے سے اور مال کو تباہ کرنے کی ممانعت کا بیان، حدیث نمبر: 593[4483])

یعنی کہ جب آپ والدین کے حقوق ادا کر رہے ہیں تو اس وقت آپ عقوق [نافرمانی] سے بچ جائیں، "عقَّ ،یعُقُّ، عقوقاً" کا مطلب ہے: کاٹنا، پھاڑ دینا، یعنی والدین کی اطاعت کو کاٹ دینا، پھاڑ دینا اور ان کی باتوں کا رد کر دینا، نافرمانی کرنا ان سب چیزوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عقوق الوالدین حرام ہے:

((برِّ الوالدَين: "وَهُوَ الْإِسَاءَةُ إِلَيْهِمْ والتَّضْيِيع لِحَقِّهِمْ"))

(النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر: 1/116، "حرف الباء باب الباء مع الراء [بَرَرَ]")

یعنی کہ والدین کے ساتھ بد سلوکی کرنا اور ان کے حقوق کو ضائع کر دینا حرام ہے۔

((اصطلاحاً: بِرِّ الوالدَين: الْإِحْسَانُ إِلَيْهِمَا [بِالْقَلْب، وَالْقَوْل،

وَالْفعل تقرباً لله تعالى))

برالوالدین کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے ؛دل کے ساتھ، قول کے ساتھ اور اپنے عمل کے ذریعے سے [کسی کو دکھانے کے لیے نہیں بلکہ] اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے۔

"بِرِّ الوالدَین" **کی ضد**

((عقَّ الولدُ أباه، وعقَّ أمه))

فلاں نے والدین کی نافرمانی کی ہے، یعنی کہ بر اور عقوق کو اگر ایک لفظ بیان کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ:

((هو إغضابهما بترك الإحسان إليهما))

یعنی والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرنا جس کی وجہ سے انہیں غصہ آجائے۔

یہ ہے والدین کی نافرمانی، اور اس کا "Opposite" یہ ہے کہ ہم والدین کی نافرمانی نہ کریں اور ان کو غصہ میں نہ لائیں، بلکہ ان کو خوش کرنا اور اچھے سلوک کے ساتھ ان کے چہروں پر خوشی لانے کی کوشش کرنا یہ چیزیں والدین کی فرمانبرداری کہہ لاتی ہیں یہاں پر ایک اور اصول بھی ذہین نشین کر لیجئے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ[15]﴾

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر: 15)

" اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبر دار کروں گا ۔"

لہذا جب والدین ہم کو شرک کرنے کے لیے یا خلافِ شرع کام کرنے کے لیے کہہ رہیں تو اس وقت ان کی اطاعت ہم واجب نہیں ہو گی اور اگر ہمارے ماں باپ مسلمان نہ ہوں اور ہمیں شرک اور کفر کرنے کے لیے کہہ رہے ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾

(سورۃ الممتحنہ، سورۃ نمبر 60، آیت نمبر: 8)

"جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں

سے محبت کرتا ہے۔"

اس آیت کا شانِ نزول اس طرح ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ حدیث بیان کی ہے:

أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ـ قَالَتْ أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "آصِلُهَا قَالَ " نَعَمْ ". قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا ﴿لاَ يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾

" اسماء بنت ابی بکر بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں، میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾ یعنی "اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے ہمارے دین کے متعلق کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: والد [والدین] کافر یا مشرک ہو تب بھی اس کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 5978-2620۔ و صحیح مسلم: 2304۔ وسنن ابو داود: 1668)

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبد العزیٰ تھا اسلام سے قبل یہ ابو بکر کی بیوی تھیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو زمانہ جاہلیت ہی میں طلاق دیدی تھی جب وہ اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لیے آئیں تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اللہ کے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کر سکتی ہوں؟ [کیونکہ وہ اب بھی کافرہ اور مشرکہ تھیں] تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو ہمیشہ جاری رکھو۔

حسبِ بالا حدیث کی رو سے اگر والدین مسلمان ہوں تو بدرجہ اولی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کیا جائے الاّیہ کہ اگر والدین میں سے کسی ایک نے بھی گناہ کا حکم دیا تو ہم اس وقت بھی حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیں گے کیونکہ حدیث میں الفاظ ہیں:

((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ))

(الراوي : عمران بن الحصين والحكم بن عمرو الغفاري | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الجامع، الصفحة أو الرقم:7520| أحاديث مشابهة|خلاصة حكم المحدث: صحيح)

یعنی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آرہی ہو تو ہم مخلوق میں سے کسی کی بھی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کر سکتے۔

((إِنَّمَا الطَّاعَةُ في المَعروفِ))

(الراوي : علي بن أبي طالب | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الجامع،الصفحة أو الرقم : 7519| أحاديث مشابهة|خلاصة حكم المحدث: صحيح)

نیکی کے کاموں میں ہم اطاعت کریں گے لیکن گناہ کے کاموں میں ہم اطاعت نہیں کریں گے۔

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ

علمائے کرام نے 15 طریقوں سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔

پوائینٹ نمبر:1

قرآن مجید کی جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید کا ذکر کیا وہیں پر حقوق الوالدین کا بھی ذکر فرمایا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ حقوق الوالدین بیان کرکے اس کی اہمیت اور افادیت کو ظاہر فرمایا دیا اور ربِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن والدین اللہ تعالیٰ کے اسباب میں سے ایک سبب ہیں لہذا ہم انہیں نظر انداز نہیں کرسکتے والدین ہمارے اس وجود کا سبب ہیں والدین نے ہمیں بڑا کرنے میں بہت سی مشقتیں برداشت کیں ہیں اور بہت سی تکالیف سے وہ گزرے ہیں لہذا رب حقیقی کے ساتھ والدین کا ذکر بڑی اہمیت کا حامل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر:36)

"اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شرک نہ کرنے کے فوراًبعد حقوق الوالدین کاذکر آیاہے۔

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾

(سورۃ الاسراء/بنی اسرائیل، سورۃ نمبر:۱۷، آیت نمبر 24)

"اور تمہارا رب صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا"۔

پوائینٹ نمبر:2

((بر الوالدین افضل من الجهاد))

علمائے کرام کہتے ہیں کہ والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا جہاد سے افضل ہے ،جہاد، کبھی فرضِ کفایہ ہوتا ہے اور کبھی فرضِ عین کہ بادشاہ اگر جہاد پر نکلنے کے لیے کہے تو یہ فرضِ عین ہے[اور اس وقت یہ جہاد فرضِ عین کہلاتا ہے] البتہ حالتِ

فرضِ کفایہ میں والدین کی خدمت جہاد سے ایک درجہ اوپر ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:

((قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ـ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ" أَحَيٌّ وَالِدَاكَ ". قَالَ نَعَمْ. قَالَ " فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ))

"عبد اللہ ابن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا "کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟"، انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا "پھر انہیں میں جہاد کرو۔(یعنی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرو)۔"

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب: ماں باپ کی اجازت لے کر جہاد میں جانے کا بیان، حدیث نمبر:3004۔و صحیح مسلم:6504۔وسنن ابوداود:2529۔وسنن النسائی: 3103۔وجامع ترمذی:1671)

بعض لوگ [خصوصاً غیر مسلم] "Terrorism" کو جہاد سمجھتے ہیں یا قتل و غارت گری کو جہاد سمجھ بیٹھتے ہیں، کیا یہاں پر والدین کو قتل کرنے کی تعلیم دی جارہی ہے ؟ نہیں "Western Media" اسلام کی غلط تعبیر پیش کرتا ہے اور اسلام کی اصل تصویر کو مسخ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ "Islamophobia" کے

ذریعے اپنے "Political Issues" کو اور اپنے سیاسی عزائم کو پورا کرتا رہا ہے جہاد کا مطلب جدوجہد اور محنت کرنے کے ہوتے ہیں یعنی کہ ماں باپ کی خدمت کے لیے بھی محنت لگتی ہے مشقت برداشت کرنی ہوتی ہے اسی لیے حدیث میں والدین کی خدمت کو جہاد سے تعبیر کیا گا ہے لہذا جو لوگ دنیاوی اغراض کے لیے والدین کی خدمت سے اعراض کر رہے ہیں ایسے لوگوں کو ہوش کے ناخن لینا چاہئے۔

پوائینٹ نمبر:3

جب اللہ کے نبی ﷺ سے افضل اعمال کی فہرس پوچھی گئ تو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ قَالَ " الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا " . قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ " ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ " . قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ " الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ " . قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي))

"(عبد اللہ ابن مسعود نے) اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا، پھر پوچھا، اس کے بعد، فرمایا والدین کے ساتھ نیک معاملہ رکھنا، پوچھا اس کے بعد، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، ابن مسعود نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں اور سوالات کرتا تو آپ ﷺ اور زیادہ بھی بتلاتے (لیکن میں نے بطور ادب خاموشی اختیار کی)۔"

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب: نماز وقت پر پڑھنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر:527۔ وصحیح مسلم:252۔ وسنن النسائی:609۔ وجامع ترمذی:173)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب سے بہترین عمل اولین وقت میں نماز کا ادا کرنا ہے اور اس کے بعد جو عمل بتایا گیا "ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" وہ ہے حقوق الوالدین، یعنی اس حدیث میں فرض نماز کے بعد والدین کی خدمت کو سب بہترین عمل قرار دیا گیا۔

پوائینٹ نمبر:4

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والدین کی خوشنودی میں ہے:

عبداللہ ابن عمرو بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ))

"اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔"

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ماں باپ کی رضامندی کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر:1900، اس حدیث کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھئے: السلسلۃ احادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر:516)

لہذا حقوق الوالدین کا خاص خیال رکھنا چاہئے اس حدیث "الْوَالِدِ" سے والد

اور والدہ دونوں مراد ہیں اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جب والد کا مقام و مرتبہ اتنا بلند و افضل ہے تو والدہ کی فضیلت کا کیا مقام و مرتبہ ہو گا ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے لہذا بر الوالدین کے تحت ہمیں ماں اور باپ دونوں کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

پوائینٹ نمبر:5

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:

((الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ))

"باپ جنت میں جانے کا بیچ کا دروازہ ہے، اب تم اپنے والدین کے حکم کی پابندی کرو، یا اسے نظر انداز کر دو۔"

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ماں باپ کی رضامندی کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 1900، الشیخ عبد القادر الارناوؤط رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے)

اس حدیث کا پس منظر:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ رَجُلاً، أَمَرَهُ أَبُوهُ أَوْ أُمُّهُ شَكَّ شُعْبَةُ أَنْ يُطَلِّقَ، امْرَأَتَهُ فَجَعَلَ عَلَيْهِ مِائَةَ

مُحَرَّرٍ . فَأَتَى أَبَا الدَّرْدَاءِ فَإِذَا هُوَ يُصَلِّي الضُّحَى وَيُطِيلُهَا وَصَلَّى مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْفِ بِنَذْرِكَ وَبَرَّ وَالِدَيْكَ . وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ يَقُولُ " الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَحَافِظْ عَلَى وَالِدَيْكَ أَوِ اتْرُكْ))

ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص کو اس کی ماں نے یا باپ نے (یہ شک شعبہ کو ہوا ہے) حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے، اس نے نذر مان لی کہ اگر اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو اسے سو غلام آزاد کرنا ہوں گے، پھر وہ ابوالدرداء کے پاس آیا، وہ صلاۃ الضحیٰ (چاشت کی نماز) پڑھ رہے تھے، اور اسے خوب لمبی کر رہے تھے، اور انہوں نے نماز پڑھی ظہر وعصر کے درمیان، بالآخر اس شخص نے ان سے پوچھا، تو ابوالدرداء نے کہا: اپنی نذر پوری کرو، اور اپنے ماں باپ کی اطاعت کرو، ابوالدرداء نے کہا: میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”باپ جنت میں جانے کا بہترین دروازہ ہے، اب تم اپنے والدین کے حکم کی پابندی کرو، یا اسے نظر انداز کر دو۔"

(سنن ابن ماجہ، کیاب الطلاق، باب: اگر باپ بیٹے کو کہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دیدو تو اس کے حکم کا بیان، حدیث نمبر:2089، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

بیوی کو والدین کے کہنے پر طلاق دیدینا فی زمانہ یہ ایک " Debatable

Issue" ہے کیونکہ اس مسئلہ میں بہت سارے معاشرتی پہلوؤں پر گہری نظر کی ضرورت ہے چونکہ آئے دن ہمیں سسرالی رشتہ دار خصوصاً ساس بہو کے مسائل رسائل و اخبارات میں ملتے رہتے ہیں بیشتر واقعات میں سسرالی رشتہ داروں کی جانب سے ظلم وزیادتی کی خبریں سامنے آتی ہیں لہذا اگر کوئی حقوق الوالدین کی آڑ میں کسی لڑکی یا عورت پر ظلم کرتا ہے تو وہ گناہ گار کہلائے گا۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت:

((حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي خَالِي الْحَارِثُ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِي طَلِّقْهَا فَأَبَيْتُ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "طَلِّقْهَا"))

"عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے محبت کرتا تھا اور عمر کو وہ ناپسند تھی، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اسے طلاق دے دو، لیکن میں نے انکار کیا، تو عمر اللہ کے نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اسے طلاق دے دو۔"

(سنن ابو داو، کتاب الادب-ابواب النوم، باب: ماں باپ کے ساتھ اچھے سلوک کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 5138، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

علمائے کرام کہتے ہیں کہ اگر والدین اپنے بیٹے کو یہ کہیں کہ وہ طلاق دیدے تو اس کی شرعی وجہ دیکھی جائے گی اگر شرعاً والدین حق بہ جانب ہیں تو بیٹے پر یہ لازم ہو جائے گا کہ وہ طلاق دے اور معاملہ شرعاً نہیں ہے بلکہ کوئی گھریلو مسائل ہیں تو طلاق کا کوئی جواز نہیں رہتا اور اس اصول کے تحت کہ "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ" والدین کی اطاعت وفرمانبرداری لازم نہیں ہوتی اور جہاں تک عمر کا سوال ہے آپ بغیر شرعی عذر کے اس طرح کا حکم نہیں دے سکتے، امام اہلسنت احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی اسی طرح کا ایک معاملہ پیش آیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص یہ مسئلہ لیکر حاضر ہوا اس نے کہا کہ میرے والدین یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدوں، امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تم طلاق نہیں دے سکتے تو اس شخص نے عمر کا واقعہ احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کر دیا، امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے سوال کیا کہ کیا تمہارے والدین امیر المومنین عمر کے جیسے ہیں ؟لہذا اس شخص کو پوری بات سمجھ میں آگئی اور وہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔

ماں کے قدموں تلے جنت ہے

((فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا))

"معاویہ بن جاہمہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) پوچھا: کیا تمہاری ماں

موجود ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "انہیں کی خدمت میں لگے رہو، کیونکہ جنت ان کے دونوں قدموں کے نیچے ہے۔"

(سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب: ماں کی موجودگی میں جہاد میں نہ نکلنے کی رخصت کا بیان، حدیث نمبر: 3104[دوسرا نسخہ: 3106]، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "حسن صحیح" کہا ہے)

پوائینٹ نمبر:6

والدین کی فرمانبرداری جنت کی ضمانت اور ان کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے والدین کی نافرمانی کرنے والے کے لیے بدعا فرمائی ہے:

((رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ " . قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ " مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ "))

"ابوہریرہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو، اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو، اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ کس کی ناک خاک آلودہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بوڑھاپائے اور ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔"

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: بدبخت ہے وہ انسان جو بڑھاپے میں والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرے، حدیث نمبر: 2551[6510])

اگر کوئی شخص اس "Opportunity" کو کھو دیتا ہے اور بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جائے علمائے کرام نے ناک خاک آلودہ ہونے کے دو معنی بیان کئے ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ ذلیل ہو جائے [اللہ تعالیٰ ذلت سے محفوظ فرمائے] علمائے کرام نے دوسرا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ناک پر کوئی اس طرح کی مار پڑے کہ جس سے وہ ہلاک ہو جائے [اللہ المستعان]، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی مہلک بیماری آسکتی ہے یا ناک پر ایسا شدید زخم آسکتا ہے جس کا علاج ممکن نہ ہو یہاں تک وہ موت کے منہ میں چلا جائے، قرآن مجید نے اس کو بہت ہی واضح طور پر بیان کیا ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا[23] وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا[24]﴾

(سورۃ الاسراء / بنی اسرائیل، سورۃ نمبر:۱۷، آیت نمبر 23-24)

"اور تمہارا رب صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا [23] اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے

رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے رب! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے[24]۔"

قرآن مجید نے اس آیت میں والدین کے مقام کو بہت ہی واضح انداز میں بیان کیا ہے یعنی کہ تم والدین کے لیے "اُف" تک نہ کہو ،مقامِ والدین کو قرآن نے اتنا "Emphasize" کر کے بتادیا کہ "اُف" بھی کہنے کی گنجائش نہیں رکھی والدین کے سامنے بلند آواز میں بات کرنا یا ان کو جھڑکنا تو بہت دور کی بات ہے بلکہ قرآن مجید میں یہ کہہ دیا گیا کہ والدین کے ساتھ "وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا" بلکل آہستہ اور نرم لہجے میں والدین کے ساتھ گفتگو کی جائے اور ان کے لیے اپنے پلکوں کو بچھا دیا جائے اور اپنے مضبوط بازؤں کو ان کے سامنے نرم کر لیا جائے اور والدین کو یہ لگے کہ آپ بہت ہی "Kind" ہیں آپ ان پر سب سے زیادہ محبت اور شفقت کا معاملہ کرنے والے ہیں۔

پوائینٹ نمبر:7

کئی لوگ دعوتی کام کرتے ہیں دینی امور سرانجام دیتے ہیں اور ان کا مقصد اور نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائیں حدیث میں یہ الفاظ ملتے ہیں عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عبد اللہ ابن عباس نے فرماتے ہیں:

((إِنِّي لاَ أَعْلَمُ عَمَلاً أَقْرَبَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ بِرِّ الْوَالِدَةِ))

والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے سے بہتر عمل میں نے نہیں پایا جو انسان کو اللہ عزوجل کے قریب کر دے۔

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، حدیث نمبر:2799،بسند صحیح علی شرط الصحیحین)

پوائینٹ نمبر:8

ماں کا خدمت گزار جنتی ہے:

((حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ مِخْرَاقٍ قَالَ: حَدَّثَنِي طَيْسَلَةُ بْنُ مَيَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّجَدَاتِ، فَأَصَبْتُ ذُنُوبًا لاَ أَرَاهَا إِلاَّ مِنَ الْكَبَائِرِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: لَيْسَتْ هَذِهِ مِنَ الْكَبَائِرِ، هُنَّ تِسْعٌ: الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ نَسَمَةٍ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَإِلْحَادٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَالَّذِي يَسْتَسْخِرُ، وَبُكَاءُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوقِ. قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَتَفْرَقُ النَّارَ، وَتُحِبُّ أَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ قُلْتُ: إِي وَاللَّهِ، قَالَ: أَحَيٌّ وَالِدُكَ؟ قُلْتُ: عِنْدِي أُمِّي، قَالَ: فَوَاللَّهِ لَوْ أَلَنْتَ لَهَا الْكَلاَمَ، وَأَطْعَمْتَهَا الطَّعَامَ، لَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَا اجْتَنَبْتَ الْكَبَائِرَ))

طیسلہ بن میاس رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ وہ نجدات خارجیوں کے ساتھ جا ملے اور وہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو گئے، [پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ واپس دین حق کی طرف لوٹ آئے] اسی دوران عبد اللہ ابن عمر سے ان کی ملاقات ہوئی انہوں نے عبد اللہ ابن عمر سے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں کچھ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو گیا تھا اب اس کا کیا جائے؟ عبد اللہ ابن عمر نے پوچھا کہ

وہ کون کون سے گناہ ہیں تو انہوں نے عبد اللہ ابن عمر کو وہ تمام گناہ بتادیئے یہ سن کر عبد اللہ ابن عمر نے فرمایا: یہ تو کبیرہ گناہ نہیں ہیں کبیرہ گناہ تو صرف نو[9]ہیں:

1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔
2) ناحق کسی کا قتل کرنا۔
3) میدانِ جنگ سے پیٹھ بتا کر بھاگ جانا۔
4) پاک دامن خاتوں پر تہمت لگانا۔
5) سود کھانا۔
6) یتیم کا مال ہڑپ لینا۔
7) مسجد میں شریعت کے خلاف کام سرانجام دینا۔
8) کسی کی دل آزاری کرنا اور مذاق اڑانا۔
9) والدین کی نافرمانی کرنا۔

گناہ کبیرہ بتانے کے بعد عبد اللہ ابن عمر نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں جہنم کی آگ سے ڈر لگتا ہے؟ اور کیا تم کو جنت میں داخلہ کی چاہت ہے؟ میں نے کہا ہاں، عبد اللہ ابن عمر نے پھر سوال کیا کہ کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ میں نے جواب میں کہا کہ میری والدہ زندہ ہیں، عبد اللہ ابن عمر نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا: اگر تم اپنی والدہ سے حسن سلوک اختیار کروگے اور ان کے سامنے نرمی سے گفتگو کروگے اور ان کو کھانا کھلاؤ گے تو تمہارے کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور تمہیں جنت میں داخل کردیا جائے گا۔

(الادب المفرد، کتاب الوالدین، باب: والدین سے نرمی سے بات کرنے کا بیان، حدیث

نمبر:8، اس حدیث کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔ وسلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، حدیث نمبر:2898)

پوائینٹ نمبر:9

بر الوالدين إدخال السرور عليهما-والدین کے چہروں پر خوشی ومسرت لانے کا بیان:

((عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَتَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ . فَقَالَ))

عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت پر بیعت کرنے کے لیے آیا ہوں، اور میں نے اپنے ماں باپ کو روتے ہوئے چھوڑا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ارْجِعْ عَلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا))

"ان کے پاس واپس جاؤ، اور انہیں ہنساؤ جیسا کہ رلایا ہے۔"

(سنن ابو داود، کتاب الجہاد، باب: ماں باپ کی مرضی کے بغیر جہاد کرنے والے کا بیان، حدیث نمبر:2528، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وسنن النسائی: 3105۔ وسنن ابن ماجہ:2782)

اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ فوراً اپنے والدین سے معافی مانگ لیا کریں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی توبہ کر لیں، بعض لوگ اس کو اپنی انا کا مسئلہ تصور کرتے ہیں والدین سے انانیت کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے لہذا چھوٹی غلطی ہو یا بڑی غلطی آپ والدین سے معافی مانگ لیا کریں اگر وہ بقید حیات نہیں ہیں اور آپ کو اپنی کوئی غلطی یاد آجائے تو آپ ان کے لیے صدقہ و خیرات کر دیں اور ہمیشہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں اور ان کے درجات کے بلندی کی دعا کرتے رہیں۔

اگر والدین بقید حیات ہیں یا وہ بقید حیات نہیں ہیں ان دونوں حالتوں کے لیے کیا کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے میں باضابطہ ان سب کی ایک "Check List" آپ کو دونگا ان شاء اللہ۔

پوائینٹ نمبر:10

والدین کو سب و شتم کرنے والا اللہ کی خصوصی لعنت کا حقدار ٹھہرتا ہے اس میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کسی اور کے والدین کو گالی گفتار سے مخاطب کریں گے تو اس کے رد عمل میں وہ بھی آپ کے والدین کے لیے گالی گفتار استعمال کرے گا لہذا ہمیں اس عملِ قبیح سے بچنا بے حد ضروری ہے، اور والدین پر لعنت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الأَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا))

"ابوالطفیل بن عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں ہے، میں علی کے پاس بیٹھا تھا، اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا، کیا اللہ کے نبی ﷺ آپ کو (علی کو) کچھ باتیں چھپا کر بتلاتے تھے؟ یہ سن کر علی غصہ ہوئے اور کہنے لگے، آپ ﷺ نے مجھے ایسی کوئی چیز نہیں بتلائی جو اور لوگوں سے چھپائی ہو، مگر آپ ﷺ نے مجھے چار چیزوں سے آگاہ کیا ہے، وہ شخص بولا: وہ کیا ہیں؟ اے امیر المومنین! علی نے کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر لعنت برسائے جس نے اپنے والد پر لعنت کی ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو پناہ دے اور اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو زمین کے نشان کو بدلے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح، حدیث نمبر:1978[5124]۔ وسنن النسائی:4434)

رشتہ والوں میں اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

ابوہریرہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی تشریف لائے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ " أُمُّكَ ". قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ " أُمُّكَ ". قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ " أُمُّكَ ". قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ " ثُمَّ أَبُوكَ "))

فرمایا کہ تمہاری ماں ہے، پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے، انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں ہے، انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارے والد۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: رشتہ والوں میں اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟، حدیث نمبر: 5971۔ و صحیح مسلم: 6500۔ و سنن ابن ماجہ: 2706)

اس حدیث سے ماں کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے کیونکہ ماں وہ ہستی ہے کہ جس نے درد برداشت کیا پھر مشقت اٹھا کر پالا پوسا اسی لیے علمائے کرام کہتے ہیں ماں کا درجہ باپ سے بلند ہے۔

پوائینٹ نمبر: 11

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ والدین کے دوست واحباب کے ساتھ بھی صلہ رحمی کی جائے جیسا کہ اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ"))

"عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔"

(سنن ابو داود، کتاب الادب، ابواب النوم، باب: ماں باپ کے ساتھ اچھے سلوک کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 5143، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وجامع الترمذی: 1903)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہم والدین کو یہ نہیں کہہ سکتے آپ فلاں فلاں سے دوستی نہ کریں بلکہ والدین جس حسنِ سلوک کے حقدار ہیں وہی حق ان کے دوست واحباب کو دینا گویا کہ والدین سے حسنِ سلوک ادا کرنے کے برابر ہے لہذا والدین کے یہ حقوق ہیں کہ اولاد ان کے ہر خوشی اور غم کا خیال رکھے اور ان کی پسند و ناپسند کا خیال رکھے اسی طرح اولاد کے حقوق یہ ہیں کہ والدین اولاد کی خوشی اور ناخوشی کا خیال رکھے اور اولاد کی پسند و ناپسند کا خیال بھی رکھے چنانچہ اس معاملے میں "Balance" کا ہونا ضروری ہے جائز خوشی کا دونوں جانب سے خیال رکھا جائے۔

پوائینٹ نمبر:12

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک حتیٰ وہ کافر و مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالَى: كَانَتْ أُمِّي حَلَفَتْ أَنْ لَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ حَتَّى أُفَارِقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي

مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلاَ تُطْعُهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾))

"سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی چار آیات میرے بارے میں نازل کی گئیں ، میری ماں جنھوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا انہوں نے یہ قسم کھائی ہوئی تھی کہ وہ اس وقت تک نہ کھائیں گی اور نہ پئیں گی جب تک کہ میں اللہ کے نبی ﷺ کا دین نہ چھوڑ دوں لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر:15)

" اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبر دار کروں گا ۔"

(الادب المفرد ، کتاب الوالدین، باب مشرک باپ سے حسنِ سلوک کا بیان ، حدیث نمبر:24، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے)

اللہ کے دین، دینِ فطرت کا یہ ایک خاصل پہلو ہے کہ جس میں مشرک والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ابراہیم کے والد جو صرف کافر یا مشرک ہی نہیں بلکہ وہ ایک بت گر اور بت فروش بھی تھے لیکن اس کے باوجود ابراہیم کا اپنے والد آزر کے ساتھ جو حسن سلوک رہا ہے قرآنِ مجید نے اس کو کئی جگہوں پر بیان کیا ہے۔

حسبِ بالا الادب المفرد کی حدیث کے بارے علمائے کرام کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص کا یہ کہنا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ سورۃ لقمان کی حسبِ بالا آیت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ خاص ہے بلکہ علمائے کرام اس مسئلہ سے متعلق یہ اصول بیان کرتے ہیں:

((العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب))

یعنی کہ اعتبار الفاظ کے عام معنی کا ہوتا ہے نہ کہ اس کے کسی خاص سبب کا اعتبار ہو گا یہ ایک اجماعی اصول ہے اس پر جمہور علمائے کرام کا اتفاق ہے لہذا سورۃ لقمان کی آیت نمبر 15 کا حکم تمام امت کے لیے عام معنوں میں استعمال کیا جائے گا۔

پوائینٹ نمبر:13

والدین کی شفقت اور ان کے فضل کا بار بار عتراف: کہ والدین نے ہمیں بچپن سے پالا اور بڑھا کیا جبکہ ہم ابھی چلنے کے قابل نہیں تھے انہوں نے ہمیں چلنا سکھایا اور پھر ہمارے آرام کا خیال رکھا ہمیں دینی اور دنیوی تعلیم سے آراستہ کیا اس کے لیے والدین نے بہت

ساری قربانیاں دی اگر ہم کو چھینک بھی آتی تو وہ پریشان ہو جاتے لیکن انہوں نے اپنی صحت کا خیال نہیں کیا لہذا ہم کو چاہئے کہ والدین کے فضل کا بار بار اعتراف کرتے رہیں اور ان کے لیے دعائیں کرتے رہیں ہر حال میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک روا رکھیں یہاں تک کہ اگر وہ ظلم کریں تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک جاری رکھیں اور ان کے احسان کا بہترین بدلہ ان کو دیں اگر چہ کہ والدین باحیات ہوں یا انتقال کر چکے ہوں ہر حال ان کے لیے صدقہ و خیرات اور ان کی مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں۔

پوائنٹ نمبر:14

اولاد کے مال پر والدین کا حق:

((عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَجُلاً، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالاً وَوَلَدًا وَإِنَّ وَالِدِي يَجْتَاحُ مَالِي . قَالَ " أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ إِنَّ أَوْلاَدَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلاَدِكُمْ "))

"عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس مال ہے اور والد بھی ہیں اور میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اور تمہارا مال تمہارے والد ہی کا ہے تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے تو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔"

(سنن ابو داود، کتاب الاجازۃ، باب: [والدین کا] اپنی اولاد کے مال میں سے کچھ لے لینا

درست ہے، حدیث نمبر:3530، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "حسن صحیح" کہا ہے۔
وسنن ابن ماجہ:2292)

دین اسلام صرف ایک مذہب نہیں ہے بلکہ ایک مکمل ضابطۂ نظام ہے چنانچہ اولاد پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے والدین کی کفالت دل کھول کریں اور والدین کو بھی یہ پورا حق حاصل ہے کہ اولاد کے مال میں سے وہ کچھ بھی خرچ کر سکتے ہیں لیکن اس مسئلے میں بھی توازن کا برقرار رکھنا لازم ہے کہ کسی ایک پر ظلم وزیادتی نہ ہونے پائے بعض اوقات والدین سے زیادتی ہو جاتی بے جا فرمائشیں اولاد کو پریشانی میں مبتلا کر سکتی ہیں اور اولاد کو بھی چاہیئے کہ قبل از فرمائش والدین کی تمام ضروریات حتیٰ الامکان پوری کر دیں حدیث کالب لباب بھی یہی ہے کہ والدین کی بنیادی ضروریات کی تکمیل ہو جائے آج کے اس "Modern" دور میں "Western Culture" تمام اقوام پر حاوی ہے اس میں کچھ اچھائیاں بھی ہیں لیکن جو اخلاقی برائیاں ہیں اس پر ہمیں زیادہ کام کرنا چاہیئے ان برائیوں میں سے ایک برائی "Old Age Home" کی برائی ہے ہم اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے بعض لوگ اس کی بے جا حمایت کرتے نظر آتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ اچھائی ہو لیکن مجموعی اعتبار سے ایک اخلاقی دیوالیہ پن ہے اور بے غیرتی کا منہ بولتا ثبوت ہے جن ماں باپ نے اپنی اولاد کو پال پوس کر بڑھا کیا ان کو نہلایا دھلایا اور جب وہ بیمار ہو جایا کرتے تھے رات رات بھر جاگ کر ان کی تیمارداری کی خود نہیں کھایا اور اولاد کے لیے انواع اقسام کے کھانے مہیا کئے اور جب یہی والدین ضعیف العمری کو پہنچ گئے تو ان کی خدمت کرنے کے بجائے ان کو "Old Age Home" میں داخل کر دیا یہ ہمارے لیے

ایک بہت بڑا سانحہ اور المیہ ہے ہم اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے جب اللہ تعالیٰ اس بابت ہم سے سوال کرلے تو ہمارا کیا بنے گا مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ " Old Age Home "میں تمام عیش وآرام اور بہترین "Luxurious" کا خیال رکھا جاتا ہے لیکن ضعیف العمر والدین کو محبت کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم صرف پیسے خرچ کرکے اپنی ذمہ داری سے آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہیں ہندوستان میں کئی ایک "Families" ایسی بھی ہیں کہ جن کے ماں باپ "Old Age Home" میں رہتے ہیں اور ان کی اولاد برسرِ روزگار ہے ایسے لوگوں کی دنیا تو بن جاتی ہے لیکن آخرت تباہ ہوجاتی ہے وہ لوگ بہت ہی خوش نصیب ہوتے ہیں جو اپنے والدین کی خدمت بنفس نفیس خود کرتے ہیں پیسہ ہونے کے باوجود "Nurse" نہیں رکھتے بلکہ خود ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں ان کا بول وبراز صاف کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے ان کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے ہیں اپنے ہاتھوں سے داوائی دیتے ہیں جیسا کہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ جو لوگ ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں یا ان میں سے جو باحیات ہیں ان کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے کبیرہ گناہوں کی تلافی کرلیتے ہیں اور اپنے آخرت کے حساب وکتاب کو آسان بنالیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم تمام کو والدین کی خصوصاً ضعیف العمر والدین کی دلجوئی کے ساتھ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: old age home مجبوری میں ۔ مجبوری کے مسائل الگ ہیں اہل علم سے مشورہ کرتے رہیں اور تدبیر اور دعا کرتے رہیں

پوائینٹ نمبر:15

والدین کی بد عا سے بچنے کا بیان:

صحیح مسلم میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے اس کو قصۃ الجریج کہا جاتا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی لڑکا جھولے میں (یعنی شیر خوارگی میں) نہیں بولا: مگر تین لڑکے، ایک تو عیسی، دوسرے جریج، جریج بنی اسرائیل کے ایک عابد شخص تھے انہوں نے اپنے لیے ایک عبادت خانہ بنایا اور وہ اس میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں نے انہیں پکارا، انہوں نے، (اپنے دل میں) کہا کہ میں والدہ کا جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں؟ اس پر ان کی والدہ نے (غصہ ہو کر) بد دعا کی: اے اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے، جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت آئی اور ان سے بدکاری چاہی لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے) انکار کیا، پھر ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا اس سے ایک بچہ پیدا ہوا، اور اس نے ان پر یہ تہمت دھری کہ یہ جریج کا بچہ ہے، ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا، انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالیاں دیں، پھر انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی، اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا ہے اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور) کہا ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے، لیکن انہوں نے کہا ہرگز

نہیں، مٹی ہی کا بنے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، 2. باب: نفل نماز پر والدین کی اطاعت مقدم ہے کا بیان، حدیث نمبر:2550[6509،6508]امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس واقعے کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے: صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء باب:48، حدیث نمبر:3436)

اس واقعے میں ہمارے لیے دو اہم پوائینٹ ہیں نمبر ایک: ماں کی بد عا کا اثر، [یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جریج کو بھی اس تہمت سے بری کر دیا ہے لیکن جریج کو کافی ذلت اور پریشانی اٹھانی پڑی]لہذا والدین کا معاملہ بہت ہی نازک ہوتا ہے ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں یہ واقعہ نقل فرمایا اور اس پر امام نووي نے یہ باب قائم کیا:

((بَابُ تَقْدِيمِ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى التَّطَوُّعِ بِالصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا))

"باب: نفل نماز پر والدین کی اطاعت مقدم ہے۔"

بعض نوجوان دعوت کا کام کرتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کی رضامندی کے ساتھ اس دعوتی کام کو انجام دیں والدین کا ذہن بنائیں اور حسن طریقے سے ان کی اصلاح کریں خوب محنت کریں ان شاء اللہ ایک دن والدین بھی آپ کے اس کام سے راضی ہو جائیں گے، ان شاء اللہ۔

اولاد کے حق میں والدین کی دعا اور بددعا

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے السلسلۃ احادیث الصحیحۃ:596 میں اس کو ذکر کیا ہے:

((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ

الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ))

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: باپ کی دعا، مسافر کی دعا، مظلوم کی دعا۔"

نوٹ: یہاں دعا سے مراد دعا اور بد دعا دونوں کا بیان ہے۔

(سنن ابو داود ، کتاب تفریع ابوب الوتر، باب: اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرنے کا بیان، حدیث نمبر:1536، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابو داود کی اس حدیث کو "حسن" کہا ہے۔ وجامع الترمذی:1905، وسنن ابن ماجہ:3862)

ہمیں والدین کی دعائیں لینی ہے اور بد دعاؤں سے بچنا ہے یہاں پر ایک اور پوائینٹ بھی میں شامل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ احادیث میں ہمیں یہ الفاظ کہیں نہیں ملتے کہ جس میں براہ راست یہ تاکید کی گئی ہو کہ "والدہ کی بد دعا سے بچو" بعض لوگ بد دعا کے معاملے میں صرف والدہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن والد کا ذکر نہیں کرتے بعض لوگ والدین کی بد دعا کو معمولی سمجھتے ہوئے والدین کی گستاخی تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض "Property" کا حصہ طلب کر بیٹھتے ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ والدین پر اس کا کیا اثر ہو گا لہذا اس طرح کا عمل ناجائز ہے اور حرام ہے البتہ آپ ماں باپ سے "Request" کر سکتے ہیں کہ کچھ پیسے کی آپ کو ضرورت ہے اگر والدین دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں اگر وہ نہیں دینا چاہتے تو آپ ان کے ساتھ زور زبردستی نہیں کر سکتے ان کے مال پر صرف ان کا حق ہے آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ ان کو harass کریں اور ان کی دل آزاری کریں یا

ان کو کوئی نقصان پہنچائیں اور اگر ان کی موت واقع ہو جائے تو اولاد کے لیے یہ شرعی حکم اور قانون ہے کہ وہ والدین کے ترکہ سے خارج کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے ہی انتقال کر گئے لہذا یہ اصول ہے کہ ہم کسی کا بھی مال یا جائداد ہڑپ نہیں سکتے چاہے وہ آپ کے والدین ہی کیوں نہ ہوں۔ **ولا تعتدوا انه لا یحب المعتدین**

((النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَدْعُوَ الإِنْسَانُ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ))

ان والدین کے لیے نصیحت جو بات بات پر اپنی اولاد کو بددعا کرتے ہیں

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کو بددعا کرنے سے منع فرمایا ہے:

وہ مومن نہیں جو دوسروں کے لیے بددعا کرے:

((لاَ تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلاَ تَدْعُوا عَلَى أَوْلاَدِكُمْ وَلاَ تَدْعُوا عَلَى خَدَمِكُمْ وَلاَ تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لاَ تُوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَاعَةَ نَيْلٍ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ))

" جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ نہ اپنے لیے بد دعا کرو اور نہ اپنی اولاد کے لیے، نہ اپنے خادموں کے لیے اور نہ ہی اپنے اموال کے لیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو جس میں دعا قبول ہوتی ہو اور اللہ تمہاری بد دعا قبول کر لے۔"

(سنن ابو داود، کتاب تفریع ابواب الوتر، باب: اپنے مال اور اپنی اولاد کے لیے بد دعا منع ہے، حدیث نمبر:1532، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو " صحیح " کہا ہے)

بعض لمحے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قبولیت کے ہوتے ہیں اور ان لمحوں کا علم

صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لہذا والدین کو چاہئے کہ وہ محتاط رہیں کسی لمحے زبان سے کچھ الفاظ نکل جائیں ہو سکتا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ قبول کرلے پھر والدین کو یا خصوصاً والدہ کو زندگی بھر یہ پچھتاوا رہے کہ ہائے میں یہ الفاظ کیوں کہے، بعد میں پچھتانے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا لہذا بد دعا سے بچیں اگر والدین کو کوئی بات بری لگی ہو تو بجائے بد دعا کے آپ اس پر صبر کرلیں اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کا مقام و مرتبہ اور بھی بلند ہو جائے گا۔

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والوں کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے

اور جو لوگ والدین کی خوب خدمت کرتے ہیں ان کی دعاؤں میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ غار میں پھنس جانے والے تین لوگوں کا واقعہ ہے:

"عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی چل رہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا اور انہوں نے مڑ کر پہاڑی کی غار میں پناہ لی، اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور اس کا منہ بند ہو گیا، اب بعض نے بعض سے کہا کہ تم نے جو نیک کام کئے ہیں ان میں سے ایسے کام کو بیان کرو جو تم نے خالص اللہ کے لیے کیا ہو، تاکہ اللہ سے اس کے ذریعہ دعا کرو ممکن ہے وہ غار کو کھول دے، اس پر ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین تھے اور بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے، میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا اور واپس آکر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا اپنے بچوں سے بھی پہلے،

ایک دن چارے کی تلاش میں بہت دور نکل گیا چنانچہ میں رات گئے واپس لوٹا، میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں، میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا پھر میں نکالا ہوا دودھ لے کر آیا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا میں گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں سونے میں جگاؤں اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں، بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی، پس اے اللہ! اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے (دعا قبول کی اور) ان کے لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے، پھر دوسرے شخص نے دعا کی اور اپنا مدعا بیان کر دیا پھر تیسرے شخص نے دعا کی لہذا غار کا منہ کھل گیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا اس کی دعا قبول ہوتی ہے، حدیث نمبر:5974)

جب تین لوگوں نے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کر کے دعا کی تو ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا لہذا ہمیں دعاؤں کو معمولی نہیں سمجھ نا چاہئے اور خصوصاً والدین کی خدمت کرنے والوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی پہاڑ تو پہاڑ ان کی دعاوں سے کائنات میں ایک ہلچل پیدا ہو جاتی ہے اور آپ کی زندگی میں جتنی رکاوٹیں ہیں دعاؤں کے ذریعے وہ ختم کر دی جاتی ہیں، اگر آپ دعاؤں کا اہتمام کریں خلوصِ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے

سامنے آپ خوب گڑ گڑائیں اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرنے والے ہیں والدین کی خدمت دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے آپ اپنے والدین کی خدمت میں لگے رہیں ایک چٹان تو بہت چھوٹی چیز ہے زندگی کی بڑی سی بڑی رکاوٹیں بھی دور ہو جاتی ہیں۔
ان شاء اللہ

اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں کی خدمت گزاری کا اعلیٰ نمونہ

نوٹ:-اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ "**مُخَضْرَم**" کہلاتے ہیں:(مخضرم کا معنی اور مفہوم: مخضرم ان کو کہا جاتا ہے جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایمان لائے ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل نہ کیا ہو، بعض علمائے کرام نے مخضرمین کی تعداد 40 تک بتائی ہے ان میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں)

اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف بیان فرمائی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت میں باب قائم کرتے ہوئے فرمایا :

((بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ))

"اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل کا بیان۔"

اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنی ماں کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی ہر دعا کو قبول فرماتا حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

((قَالَ(عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلاَّ مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ " . فَاسْتَغْفِرْ لِي . فَاسْتَغْفَرَ لَهُ))

عمر ابن الخطاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن کے دستوں کے ساتھ اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ آئیں گے ، ان کا تعلق قبیلہ مراد کی ایک شاخ قرن سے ہو گا اور ان کو برص ہو گا، وہ برض ایک درہم کی جگہ چھوڑ کر تمام جسم سے ختم ہو چکا ہو گا، اور وہ اپنی والدہ کے نہایت ہی مطیع اور فرمانبر دار ہوں گے اگر وہ کسی کام کے کرنے پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیگا، اگر تم اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پالو تو تم ان سے درخواست کر کے اپنی مغفرت کی دعا کروالینا لہذا جب امیر المومنین عمر ابن الخطاب اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے تو آپ نے اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی اور اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر کی مغفرت کی دعا کی۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب: اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر 2542:[6492])

والدہ کے مقام و مرتبہ کا یہ عالم ہے کہ والدہ سے حسنِ سلوک کرنے والے اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت دیکھیں کہ وہ صحابی نہیں ہیں لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو یہ حکم دے رہیں کہ اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ سے دعائے مغفرت کروالیں، لہذا وقت کے امیر المومنین یعنی کہ عمر جب اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے تو آپ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو پورا فرمایا اور اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے لیے دعائے مغفرت کرائی۔

علمائے کرام کہتے ہیں کہ اگر اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کرسکتے تھے لیکن اویس القرنی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ماں کی خدمت میں لگے رہتے تھے اسی وجہ سے وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ کر سکے۔

[اچھے اور برے اخلاق کی Check List]

عفوودرگزر(معاف کرنے)کی فضیلت

"اَلْعَفْوُ" کا لغوی اور اصلاحی معنیٰ:

اَلْعَفُوُّ "عَفُو" معاف کرنے والا۔

"عَفُوٌّ" بہت معاف کرنے والا۔

عَفَا يَعْفُو عَفْوًا، اس کا مطلب ہے: مٹانا / معاف کر دینا۔

عَفَا-يَعْفُو (الوزن: فَعَلَ-يَفْعُلُ)

((وَهُوَ التَّجاوُزُ عَنِ الذَّنْبِ))۔ جس کسی نے آپ کو تکلیف دی یا ستایا ہے آپ اس کو معاف کر دیتے ہیں۔

((وتَرْكُ الْعِقابِ عَلَيْهِ)) اور اس سے کوئی بدلہ نہیں لیتے یا اس کو کوئی سزا نہیں دیتے۔

((وأَصلُه المَحْوُ والطَّمْس))۔ "عَفْوًا" کا اصل معنیٰ یہ ہے کہ "مٹا دینا" - حسان بن ثابت اپنی اشعار میں کہتے ہیں:

عَفَت ذاتُ الأَصابِعِ فَالجِواءُ
إِلى عَذراءَ مَنزِلُها خَلاءُ
دِيارٌ مِن بَني الحَسحاسِ قَفرٌ
تُعَفّيها الرَوامِسُ وَالسَماءُ
عَدِمنا خَيلَنا إِن لَم تَرَوها
تُثيرُ النَقعَ مَوعِدُها كَداءُ

لِساني صارِمٌ لا عَيبَ فيهِ
وَبَحري لا تُكَدِّرُهُ الدِلاءُ

ان اشعار کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صحیح میں ذکر کیا ہے اس قصیدے کی شروعات میں لفظ "عَفَت" اور "تُعَفِّيهَا" دو مرتبہ استعمال ہوئے ہیں یعنی کہ "ذَاتُ الأَصَابِعِ" کے کھنڈرات کا ذکر ہو رہا ہے جو مٹ چکے ہیں "ذَاتُ الأَصَابِعِ" ایک مقام کا نام ہے یہ سب کے سب مندمل ہو گئے صفِ ہستی سے مٹا دیئے گئے مسلسل ہوائیں چلتی رہی اور موسلہ دھار پانی برستا رہا لہذا ان مقامات کا نام ونشان مٹا دیا گیا ان اشعار میں مٹ جانے کا معنی بیان کیا جا رہا ہے۔

"الصَفْحُ" کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

صَفَحَ يَصْفَحُ صَفْحًا:

((أَعْرَضَ عَنْ ذَنْبِه))

اگر کوئی آپ کو ستاتا ہے لیکن آپ اس سے اعراض کرتے ہیں اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

((صَفْحَةُ الْعُنُق)): گردن کے ایک حصے کو کہا جاتا ہے، "صَفَحَ" اسی سے نکلا ہے، "هو ترك العقاب"۔ آپ کسی کی سرزنش کرنے یا ڈانٹنے سے تجاوز کرتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

"غُفْرَان" کا معنی: غفران میں ایک معنی زیادہ پایا جاتا ہے:

((الإِسْقَاطِ لِعِقَابِ))

اس کا ایک معنی ہے کہ معاف کر دیتے ہیں اور سزا نہیں ملتی، دوسرا معنی

((وَهُوَ إِيْجَاب لِثَّوَابِ))

اور اللہ تعالیٰ ثواب بھی دیتے ہیں اس میں ثواب دینے کا معنی ہے اس معنی میں بندوں کے لیے یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا اور جہاں پر بھی بندوں کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے "عَفْوًا" یعنی کہ معاف کر دینے کے معنی میں ہے اللہ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے ستعمال ہوتا ہے تو اس میں بہت زیادہ معنی پائے جاتے ہیں مثلاً: "غَافِرًا – وَغَفُوْرًا – وَغَفَّارًا" یہ صفت اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہے مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی برابری نہیں کر سکتا۔

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ معاف کر دینا ذلت ہے یا بزدلی ہے وہ بدلہ کی طاقت نہیں رکھتا اسی لیے معاف کر رہا ہے لہذا یہ کمزور ہے اہل علم نے کہا کہ معاف کر دینا بڑی کرامت ہے اور ہمت کا کام ہے اور یہ شرافت ہے اور یہ صابرین کا عمل ہے اور معاف کر دینا اولوالعزم کی نشانی ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾

(سورۃ الفصلت:35)

"اورر یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔"

لہذا یہ ذلت یا بزدلی نہیں بلکہ طاقت و قوت رکھنے کے باوجود کسی کو معاف کر دینا اور درگزر کر دینا عالی ہمتی اور نصیبے والوں کا عمل ہے۔

قرآن مجید میں عفودرگزراور معاف کرنے کی فضیلت کا بیان

پہلی مثال:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(سورۃ النور:22)

"تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہیئے، بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیئے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرمادے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔"

جب آپ کسی کو معاف کر رہے ہیں ان کی غلطیوں کو درگزر کر رہے ہیں تو آپ اس شخص سے اس کے بدلے کچھ طلب نہیں کر رہے ہیں بلکہ آپ اللہ تعالیٰ سے امیدیں وابستہ کر رہے ہیں اور آپ یہ چاہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی غلطیوں کو معاف فرمادے۔

یہ آیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مسطح بن اثاثہ کا واقعہ یعنی واقعۂ افک کے بعد کا پس منظر بیان کیا ہے ام مسطح ابی رہم بن عبد المطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں، ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب ہیں ابو بکر صدیق جو مسطح بن اثاثہ کے اخراجات ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے جب مسطح بن اثاثہ تہمت لگانے والوں کے ساتھ ہو گئے تو ابو بکر صدیق نے کہا: اللہ کی قسم! مسطح [رضی اللہ عنہ] نے جب عائشہ [رضی اللہ عنہا] کے متعلق اس طرح کی تہمت تراشی میں حصہ لیا تو میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کیونکہ مسطح یا دوسرے مسلمانوں کی اس میں شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی، چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کہنے پر معاف کر دے اور مسطح کو جو کچھ دیا کرتے تھے' اسے پھر دینے لگے اور کہا کہ اللہ کی قسم! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تھی قرآن مجید میں سورۃ النور نازل کی گئی اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی اور پاک دامنی کی صداقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیان کی گئی اس صور میں جو آیتیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاگیزگی کے بارے میں بیان کی گئی امت کا ہر فرد اور خصوصاً حفاظِ کرام ان آیات کی تلاوت صبحِ قیامت تک کریں گے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی گواہی دیں گے کچھ بد بخت اور بد نصیب لوگ بھی ہیں جو آج بھی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت باندھنے کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں

حالانکہ وہ ایمان پر نہیں ہیں اللہ ہم تمام کی حفاظت فرمائے، آمین۔

چنانچہ دینِ حق کی تعلیمات کا اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم درگزر کریں اور لوگوں کو معاف کریں اور ان کے ساتھ آسانی کا راستہ اختیار کریں انہیں تعلیمات کی بنیاد پر ابو بکر الصدیق نے عمل کر کے امت کو یہ بتادیا کہ درگزر کا معاملہ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ بیٹی پر تہمت لگے اور باپ تہمت لگانے والوں کو معاف کر دے بلکہ جو کچھ مدد کے طور پر دیا کرتے تھے اس میں اضافہ کر دیں یہ درگزر کرنے اور معاف کر دینے کی سب سے اعلیٰ ترین مثال ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا اور ابو بکر نے اس حکم کی تعمیل کی اور ان تمام کو معاف کر دیا جنہوں نے ام المومنین عائشہ پر تہمت لگانے والوں کی حمایت کی تھی لہذا اگر کوئی انسان اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرے تو اس کو معاف کر دینا چاہئے لہذا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

دوسری مثال:

﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ[133] الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[134]﴾

(سورۃ آل عمران:133-134)

"اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے[133] جو لوگ آسانی میں سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے[134]۔"

اس آیت میں اہل جنت کے اوصاف بیان کئے جارہے ہیں کہ اہل جنت وہ لوگ ہیں جو درگزر کرنے والے اور معاف کرنے والے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بتایا جارہا ہے کہ ہر وہ انسان جس نے تمہارے ساتھ برا سلوک کیا اس کو معاف کرو درگزر کردو اور اس کے ساتھ آسانی والا معاملہ کرو جیسا کہ حدیث میں معاذ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللَّهُ مِنَ الْحُورِ مَا شَاءَ))

"جس نے اپنا غصہ پی لیا حالانکہ وہ اسے نافذ کرنے پر قادر تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سب لوگوں کے سامنے بلائے گا یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ اختیار دے گا کہ وہ بڑی آنکھ والی حوروں میں سے جسے چاہے چن لے۔"

(سنن ابو داود: 4777، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث "حسن" کہا ہے)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی میرے ساتھ اچھا ہے تو میں اس کے ساتھ اچھا رہوں اور اگر کوئی میرے ساتھ برا کرے تو میں بھی اس کے لیے برا بن جاؤ گا یہ بات اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں معاف کر دینے اور در گزر کرنے کی تعلیم دی ہے بلکہ آپ کے لیے اصل امتحان کی صورتِ حال تو یہی ہے کہ کوئی آپ کے ساتھ برا کرے اور آپ اس کے ساتھ اچھائی کے ساتھ پیش آئیں اور اپنے دشمن کو بھی دوست بنالیں کیونکہ انسان کا بہترین دوست وہ ہوتا ہے جو اس کے برے وقت میں اس کا ساتھ دے اور اس کی پریشانی کو دور کرے اگر آپ کسی کے بشری تقاضوں کو معاف کر کے کسی کو دوست بناتے ہیں تو وہ بہترین دوستی کہلاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں؛

تیسری مثال:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ [34] وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ [35]﴾

(سورۃ فصلت: 34-35)

"نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دور کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست [34] یہ چیز انہیں دی جاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہیں عطا کی جاتی جو بڑے نصیبے والے

ہوتے ہیں۔"

لیکن شیطان دماغ یہ ڈلتا ہے کہ اس معاف مت کرو اس نے تمہارے ساتھ بہت برا سلوک کیا تھا جب تمہارا وقت برا چل رہا تھا تو وہ تمہیں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا اب وقت تمہارا ہے تم اس کو سبق سکھاو اور اس کے کیئے کا اس کو احساس دلاؤ لیکن آپ شیطان کے بہکاوے میں نہ آئیں اور آپ "Strategically" اور اپنی حکمتِ عملی کی بیناد پر اس کو نصیحت کرتے ہیں تو یہ ایک علاحدہ بات لیکن شیطان کے بہکاؤ میں آکر اس سے بدلہ پر اتر آئیں گے تو یہ بہت بڑے خسارے اور نقصاندہ بات ہو گی حد سے گزرنے والوں اور تجازو کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے لہذا اگلی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ جب تم کو شیطان بہکائے تو تم اللہ سے پناہ طلب کرو:

﴿وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

(سورۃ فصلت:36)

"اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو یقیناً وہ بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

چنانچہ زیادہ سے زیادہ اس وقت شیطان سے پناہ مانگنا چاہیئے اور حال میں شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیئے:

((أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ))

لہذا ہمیں برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے کا حکم دیا گیا ہے اور در گزر کرنے کی عادت ڈال نے کی تاکید کی گئی ہے اور شیطان مردو سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کی نصیحت کی گئی ہے اور اس میں متقیوں کی صفات بتائی گئی ہیں:

﴿ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾

(سورۃ آل عمران:134)

"جو لوگ آسانی میں سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے در گزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔"

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ (علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ و) کا ایک بہت ہی مشہور واقعہ ہے ایک خادمہ سے غلطی ہو جاتی ہے اور زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں لہذا اس خادمہ نے قرآنِ مجید کی (سورۃ آل عمران: 134) آیات کی تلاوت فرمائی جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے جیسے ہی اس خادمہ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا لہذا جو لوگ متقی اور پرہیز گار ہوتے ہیں اگر ان کے سامنے قرآن وحدیث کی کوئی دلیل پیش کر دی جاتی ہے تو وہ خندہ پیشانی کے ساتھ اس کو قبول کر لیتے ہیں لہذا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ غصہ پی گئے لیکن اس خادمہ نے سوچا کہ شاید اندر کچھ غصہ باقی ہو تو اس نے آیت کا بقیہ حصہ بھی تلات کیا:

﴿وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

اور جو غصہ پی والے ہوتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے 21 سال تنگ کرنے والوں اور اذیتیں دینے والوں کو معاف کر دیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مکہ کے تمام لوگوں نے کلمہ پڑھا اور اسلام لے آئے اور اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو اس بات پر کبھی طعنہ نہیں دیا اور نہ ہی اس بات کا کبھی ذکر کیا لیکن بعض حضرات معاف کرنے کے باوجود وقتاً فوقتاً طعنہ دیتے ہیں چنانچہ اس بات کی یاد دہانی سے ایسے لوگوں کی نیکیوں میں کمی شروع ہو جاتی ہے ،لہذا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادمہ کو دل سے معاف کر دیا بلکہ احسان کا معاملہ کرتے ہوئے اس باندی کو آزاد کر دیا ہمیں اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ آج کے مسلمان بہت جذباتی ہو چکے ہیں ہر بات پر ہمیں غصہ آجاتا ہے اور ہم لوگوں کو معاف بھی نہیں کرتے اگر ہم ہر کسی کے ساتھ درگزر کا معاملہ کریں گے تو ہمارا معاشرہ دنیا کے سرفہرست معاشروں میں شمار کیا جائے گا اور مسلمانوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا ان شاء اللہ۔

چوتھی مثال:

کئی حضرات خصوصاً نوجوان مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ معاف کرنے کے فضائل کیا کیا ہیں تو میں ان کے سامنے قرآن مجید کی اسی آیت کو پیش کرتا ہوں، چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے میں حیدرآباد کے قریب میں جمعہ کے خطبے کے لیے گیا ہوا تھا اس خطبے میں میں نے معاف اور درگزر کرنے کی فضیلتیں بیان کی مجھے خطبے جمعہ کے بعد پتہ چلا کہ اس گاؤں میں دو بڑے "Groups" تھے آئے دن ان کے بیچ جھگڑے چلتے رہتے دراصل

واقعہ یہ کہ اس گاؤں میں دو بڑے جگری دوست رہتے تھے اوروہ بڑے مالدار اور "Influential" شخصیات تھیں، لیکن کسی بات کو لیکر دونوں میں انا کا مسئلہ پیدا ہو گیا اور بعد میں وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے اور گاؤں میں ان کے اثر ورسوخ بنیاد پر گاؤں والوں میں سے کچھ لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور جو ان میں مخلص لوگ تھے وہ اس بات سے پریشان تھے کہ گاوں دو دھڑوں میں تقسیم ہو چکا ہے لہذا وہ اس کا حل چاہتے تھے چنانچہ جب میں خطبہ جمعہ اور نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلا تو ان "Groups" میں کا ایک سردار میرے سامنے تھا اور وہ بہت غم زدہ تھا اور مجھ سے وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا لہذا میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے اس کی خیر خیریت دریافت کی اور حال چال پوچھا پھر وہ نوجوان سردار کچھ توقف کے بعد بول پڑا کہ شیخ صاحب میں آج کے خطبے کی وجہ سے ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں لہذا وہ اپنے مخالف دوست کو بلایا جس سے ان کی آپس میں دشمنی تھی اور کہا کے آج کے خطبۂ جمعہ کی بنیاد پر میں تم کو دل سے معاف کرتا ہوں اور اپنی دشمنی ختم کرتا ہوں لہذا حلیف دوست نے بھی بڑے پرتپاک انداز میں بڑے ہی دریادلی کے ساتھ اپنے سابقہ دوست کو گلے لگایا اور کہا کہ میں بھی تم کو معاف کرتا ہوں لہذا دونوں "Groups" کے لوگوں نے ایک دوسرے کو معاف کیا اور گلے لگایا اس وقت وہاں پر ایک جذباتی سا ماحول بن گیا لوگ بڑے جذبات ہو کر ایک دوسرے سے مل رہے تھے اور ایک دوسرے کو معاف کرر ہے تھے لہذا ایک نوجوان سرادر کی پہل نے اور اس کے عفوو در گزر نے فتنہ وفساد کو جڑ سے ختم کر دیا۔

مدینہ منورہ کے لوگوں کا حال:

اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ سب سے بدترین لوگ تھے اور وہ ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے لیکن جب اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دین کی دعوت پیش کی تو لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے اور سب سے بہترین معاملہ داری کرنے والوں میں مدینہ کے لوگوں کا شمار ہونے لگا لہذا دینِ اسلام کی تعلیمات اتنی اثر انگیز ہیں کہ یہ قصبوں، شہروں اور ملکوں کو تبدیل کر سکتی ہے اسلام ایک امن پسند دین ہے چنانچہ جب بھی اس دین کو دبانے کی کوشش کی گئی تو یہ اتنے ہی پر اثر انداز میں ابھر کر سامنے آتا چلا گیا ،علمائے کرام اور داعیانِ اسلام نے بڑی محنتیں مشقتیں برداشت کر کے اس دین کو قصبوں، گاوں، شہروں اور ملکوں میں پہنچایا اللہ تعالیٰ تمام نوجوانوں کو دین کی تعلیم حاصل کرنے اور اس تعلیم کی نشر و اشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

پانچویں مثال:

لوگ مجھ سے اکثر سوال کرتے رہتے ہیں کہ شیخ معاف کرنے کی کیا فضیلت ہے میں معاف تو نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس نے مجھے بہت دلی تکلیفیں دی ہیں تو میں ان کو جواب میں کہتا ہوں کی قرآن مجید کی ایک آیت ایسی ہے اگر میں تم کو وہ بتا دوں تو تم معاف کر دو گے لہذا وہ کہتے ہیں کہ وہ آیت بتائیں تو میں قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتا ہوں:

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾

(سورۃ الشوریٰ:40)

"اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، (فی الواقع) اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔"

اس آیت کی تفسیر میں بیشمار مفسرین نے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ جب ایک بندہ نماز، روزہ حج، زکاۃ ادا کرتا ہے تو اس کے یہ تمام اعمال قبول ہیں یا نہیں اس بات پر کوئی حتمی طور پر فیصلہ نہیں کر سکتا لیکن بندے کا ایک عمل ایسا ہے جس کی قبولیت کی ہر کوئی گواہی دیتا ہے اور حسبِ بالا آیت اس گواہی کی دلیل ہے یعنی کہ اگر کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کی غلطی معاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر حال میں اس عمل کو قبول فرمائے گا اور اجرِ عظیم عطا فرمائے گا لہذا علمائے کرام اس آیت کی روشنی میں عفو، درگزر اور معاف کرنے کی بڑی فضیلت بیان کی ہے ،اس آیت کی تفسیر میں الشیخ السعدی [عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی] رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس آیت پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کا معاملہ پیش آنے پر تین طرح کے معاملات پیش آسکتے ہیں:

1) کچھ لوگ ہیں جو بدلہ لیتے ہیں [جو حساب و کتاب میں برابری کے قائل ہوتے ہیں] علمائے کرام اس کو عدل سے تعبیر کیا ہے۔
2) کچھ لوگ ہیں جو معاف کر دیتے ہیں اس کو فضل کہا جاتا ہے۔
3) تیسرے قسم کے وہ لوگ ہیں جو نہ صرف برابر برابر بدلہ لیتے ہیں بلکہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں بدلہ کی نیت سے نقصان پہنچاتے ہیں اس کو ظلم کہا گیا ہے۔

لہذا بدلہ لینے کی عادت اچھی نہیں مانی جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

چھٹویں مثال:

بعض لوگ اپنے گھر والوں اور قریبی رشتہ داروں سے درگزر نہیں کرتے ان کو معاف نہیں کرتے حالانکہ یہی لوگ عوام الناس میں بہترین اخلاق کے مالک کہلائے جاتے ہیں لہذا قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(سورۃ التغابن:14)

"اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہنا اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کر جاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ایک انسان کا زیادہ تر وقت بیوی بچوں کے ساتھ گزرتا ہے اور اگر قیامت کے دن بیوی یہ کہہ دے کہ اس کا شوہر تو اس کا کوئی حق نہیں ادا کرتا تھا تو پھر آپ پکڑ میں آسکتے ہیں یا شوہر بیوی کے خلاف گواہی دے سکتا ہے لہذا قرآن کے ذریعے سے ہمیں یہ تعلیم دی جارہے کہ ہم بیوی بچوں کے ساتھ درگزر کا معاملہ کریں ان کی غلطیوں کو معاف کر دیا کریں بے شک اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہیں۔

ساتویں مثال:

"اور غصے کے وقت (بھی) معاف کر دیتے ہیں۔"

(سورۃ الشوریٰ:37)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابن کثیر میں کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کم ہمت نہیں ہوتا لیکن ایک اچھے مسلمان کی یہ نشانی ہے کہ وہ انتقام بھی نہیں لیتا حالانکہ وہ بدلہ لینے کی طاقت کیوں منہ رکھتا ہو بلکہ بہترین مسلمان وہ ہے جو معاف کر دے در گزر کر دے۔

حدیث میں عفوو درگزر کرنے کی فضیلت کا ذکر

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ نَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ))

ایک شخص اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم]! ہم خادم کو کتنی بار معاف کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر اس نے اپنی بات دھرائی، آپ پھر خاموش رہے، تیسری بار جب اس نے اپنی بات دھرائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اعْفُوا عَنْهُ(يَعْنِي الْخَادِمِ) فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً))

"ہر دن ستر بار اپنے خادم کو معاف کرو۔"

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر:488،واسنادہ صحیح)

اگر اپنے "Hot Temper" اور "Short Temper" کی وجہ سے اپنے ملازمین کو کھوتے چلے جائیں گے تو آپ اپنا "Business" کیسے چلائیں گے لہذا آپ اپنے "Employees" کے ساتھ معتدل رویہ اختیار کریں ، لیکن ہمارا رویہ یہ رہتا ہے کہ جب ایک خادم چھوٹی سے بھی غلطی کرتا ہے تو ہم اس خوب ڈانت دیتے ہیں یہ طریقہ غلط ہے ہم اپنے اخلاق کو اعلی معیار بنائیں۔

"معاف کرنا" اس ایک جامع لفظ میں 20 اخلاق جڑے ہوئے ہیں صرف معاف کردینے کی وجہ سے اس انسان میں مزید 20 اخلاق پیدا ہوتے ہیں اور برے اخلاق سے محفوظ ہو جاتا ہے:

1) "اَلْعَفْوُ"-معاف، یہ ایک بہترین صفت ہے اس کو اپنانا چاہیئے۔

2) "وَالصَّفْحُ" اعراض کرنا، "Ignore" کردینا۔

3) "غُفْرَان" معاف کردینا۔

4) "الْإِحْسَان" لوگوں کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرنا[اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان اعلی احسان کہلاتا ہے جیسا کہ ایمان، اسلام اور احسان]اور اس کی ضد "الْإِسَاءَة" ہے لوگوں کے ساتھ برا معاملہ نہیں کرنا، قرآن مجید میں یہود کو اسی بات کی تاکید کی گئی تھی کہ اگر تم لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کروگے تم تمہارے ساتھ بھی اچھائی ہوگی اگر تم نے برائی کی تو تمہارے ساتھ بھی برا سلوک کیا جائے گا، بعض لوگوں کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ

جب تک وہ کسی کو تنگ نہ کرلیں انہیں سکون نہیں ملتا اس کو "Seductive Pleasure" بھی کہتے ہیں۔

5) "عَدم الْإِسَاءَة" لوگوں کے ساتھ برا سلوک یا برا معاملہ کرنے سے بچنا۔

6) "عَدم الِانْتِقَام "لوگوں سے انتقام لینے سے بچنا۔

7) "الفت "جو لوگ معاف کرتے رہتے ہیں ان کے اندر "الفت" پیدا ہو جاتی ہے۔

8) "تودد"لوگوں سے محبت کا معاملہ کرنا، مومن کے چہرے پر خوشی اور مسرت لانا بھی نیکی ہے۔

9) "رحمت "جو لوگ زمین والوں پر رحم کریگا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت برسائیں گے۔

10) "سماحۃ"رواداری جائز ہے مداہنت جائز نہیں۔

11) جب دین کا معاملہ آجائے تو یہ اصول ہے کہ ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ دنیاوی معاملات میں مل جھل کر رہنے اور مدد کرنے کی اجازت ہے"۔

12) ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ "یعنی کہ ایک دوسرے کے ساتھ صبر و تحمل کے ساتھ "Tolerance" کے ساتھ زندگی گزاریں جو مومن لوگوں سے ملتا بھی ہے اور ان کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرتا ہے اس مومن سے بہتر ہے جو لوگوں سے نہیں ملتا اور تکلیف برداشت نہیں کرتا۔

13) آدمی جنگ وجدال اور لڑائی جھگڑے سے خود کو بچا لیتا ہے۔

14) "جفا" سخت دلی سے خود کو محفوظ رکھنا ہے۔

15) "ظلم" جو لوگ معاف نہیں کرتے وہ ظلم آمدہ ہو جاتے ہیں۔

16) "قسوتِ قلبی" دل کا پتھر ہو جانا۔

17) "الغلاظہ" طبیعت میں سختی کا پیدا ہو جانا۔

18) "الفظ" درشت خو عادات واطوار میں سختی در آنا۔

19) "﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ﴾

"پس اللہ کی طرف سے بڑی رحمت ہی کی وجہ سے آپ [ﷺ] ان کے لیے نرم ہو گئے ہیں اور اگر آپ [ﷺ] بد خلق، سخت دل ہوتے تو یقیناً وہ [صحابہ کرام] آپ [ﷺ] کے ارد گرد جمع نہ ہوتے۔" لہٰذا ایک داعی کو ہمیشہ نرم خو اور خوش گفتار وبا کردار ہونا چاہیے۔

20) ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾

"آپ [ﷺ] درگزر کو اختیار کریں نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں۔" اور فرمایا گیا:

﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾"

اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلام ہے۔"

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

معاف کرنے کے فائدے

ایک آدمی پوچھتا ہے کہ معاف کرنے کے کیا فائدے ہیں جس کو معاف کیا جائے گا اس کو فائدہ حاصل ہو گا جو معاف کر رہا ہے اس کو کیا فائدے حاصل ہوں گے ؟ میں تقریباً 12 جمع کئے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

1) ہمدرد، رحمت اور انسانیت، رعایتِ ضعفِ بشر: یعنی کہ ہمدردی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو وہ بندے بہت پسند ہیں جو اس کی مخلوق پر رحم کرتے ہیں، انسان اور اس کے بشری تقاضوں کو معاف کرنا یہ تمام صفات ایک معاف کرنے والے انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔

2) اتباع اوامر الی اللہ: سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ اللہ کے حکم کو ماننے والے بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں معاف کرنے کی تاکید بیان کی ہے۔

3) تعلقات کی مضبوطی: جب آپ کسی کو معاف کرتے ہیں تو لوگوں سے آپ کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہونا پسند کریں گے آپ سے معاملات کرنے کو ترجیح دیں گے۔

4) ظلم سے دوری۔

5) سبب للتقویٰ: اگر آپ لوگوں کو معاف کرتے ہیں تو آپ کو اللہ کا تقویٰ کا حاصل ہوتا ہے: ﴿وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾ "اگر تم معاف کرو گے تو یہ تقوے کے قریب ہے۔" لہذا جس کو تقویٰ حاصل ہوتا ہے اس کو جنت

حاصل ہو جاتی ہے۔

6) معاف کرنا صفاتِ متقین میں شمار ہوتا ہے۔

7) " راحة نفسية" Psychologists کہتے ہیں اگر کوئی شخص کسی کو معاف نہیں کرتا ہے تو اس کے اندر ایک سختی پیدا ہو جاتی ہے آپ کسی دن کسی کو معاف کرتے ہیں تو اس دن بہت خوش رہتے ہیں لہذا خوش رہنے کا ایک نسخہ یہ بھی ہے کہ آپ لوگ کو معاف کر دیا کریں۔

8) عزت نصیت ہوتی ہے: اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلاَّ عِزًّا)) آدمی جتنا معاف کرتا جائے گا اس کی اتنی ہی عزت بڑھتی جائے گی اور وہ لوگوں میں محبوب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی وہ محبوب کہلائے گا۔

9) آپ لوگوں کو معاف کرتے جائیں آپ کی طاقت و قوت بڑھتی جائے گی اور جب آپ معاف نہیں کریں گے آپ کا دبدبہ کم ہوتا جائے گا۔

10) "سبیل الالفۃ والمودۃ" معاف کرنا الفت اور مودت کا راستہ ہے۔

11) "سکینہ" معاف کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سکونت نازل ہوتی ہے۔

12) "سعادۃ" معاف کرنے والے کے لیے ہر طرف خوش حالی ہو گی اور لوگوں کی محبت پانے کے لیے اللہ تعالیٰ راستہ فراہم کریں گے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

تکبر(غرور،گھمنڈ)

" الكِبْر "کا لغوی معنیٰ:

((الكِبْر: العَظَمَة والتَّجَبُّر، كَالكِبْرِياء، وقد تَكَبَّرَ واسْتَكْبَرَ وَتَكَابَرَ، والتَّكَبُّر والاسْتِكْبار: التَّعَظُّم، والكِبْر بالكسر: اسم من التكبر))

بمعنی: بڑھ جانا، بڑا ہونا، عظیم ہونا، عمر میں بڑا ہونا، جسامت میں بڑا ہونا۔

العَظَمَة -(اسم) ہڈی کا ٹکڑا۔

التَّجَبُّر :-(فعل) تکبر کرنا / ٹوٹی ہوئی ہڈی کا جڑ جانا۔

اسْتَكْبَرَ / تَكَابَرَ / الاسْتِكْبار -(فعل) بڑائی میں آنا۔

والتَّكَبُّر والاسْتِكْبار: التَّعَظُّم -[فعل] مغرور ہونا، تکبر کرنا۔

مُتَكَبِّرٌ اور كَبِيْرٌ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، بمعنی: بڑی عظمت والا، بڑی بزرگی والا۔

(تاج العروس للزبیدی:14/8۔ والمصباح المنیر للفیومی:2/523)

" الكِبْر "کا اصطلاحی معنیٰ:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا:

((اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ))

"تکبر یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق سمجھے اور لوگوں کو حقیر جانے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: تکبر کے حرام ہونے کا بیان، حدیث نمبر:91[265])

علامہ مرتضی الزبیدی کہتے ہیں:

((لِكِبْر والتَّكَبُّر والاسْتِكْبار مُتَقَارِبَة. فالكِبْرُ: حالةٌ يتخصّص بهَا الْإِنْسَان من إعجابه بِنَفسِهِ، وَأَن يرى نَفسَه أَكْبَر من غَيره))

تکبر: انسان کی ایک ایسی حالت جس میں اس کی تعریف کے لیے مخصوص کی جاتی ہے اور اس حالت میں وہ انسان دیگر انسانوں کو اپنے سے چھوٹا اور خود کو بڑا سمجھنے لگتا ہے۔

(تاج العروس من جواہر القاموس:14/9)

بعض علمائے کرام نے تکبر کو تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا ہے:

1) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقابلے میں تکبر کرنا، مثلا:

ابلیس کا تکبر:

﴿ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴾

"اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا۔"

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر، آیت نمبر:34)

فرعون کا تکبر:

﴿فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى﴾

"پس اس نے کہا میں تمھارا سب سے اونچا رب ہوں۔"

(سورۃ النازعات، سورۃ نمبر 79، آیت نمبر:24)

2) اللہ کے نبی ﷺ کے مقابلے میں تکبر کرنا مثلاً مشرکین مکہ آپ ﷺ کے بارے میں کہتے تھے:

﴿وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا﴾ "اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے؟ کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو کر ڈرانے والا بن جاتا"۔

(سورۃ الفرقان، سورۃ نمبر:25، آیت نمبر:7)

3) تکبر کی تیسری قسم عام تکبر ہے کہ خود بڑا اور دوسروں کو چھوٹا تصور کرنا جیسا کہ قرآنِ مجید میں بیان کیا گیا ہے:

﴿قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ[75] قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ﴾

"ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان

میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا، کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے [75] وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس بات پر یقین لائے ہوئے ہو، ہم تو اس کے منکر ہیں "۔

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر 75-76)

قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں تکبر کی مثالیں

تکبر اور شیخی کرنے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر:4، آیت نمبر:36)

"یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔"

غرور، تکبر شرک کی طرف لے جانے والے راستے ہیں:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾

(سورۃ الصافات، سورۃ نمبر:37، آیت نمبر:35)

"یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ تکبر کرتے تھے۔"

تکبر کرنے والا استغفار سے دور ہو جاتا ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ﴾

(سورۃ المنافقون، سورۃ نمبر 63، آیت نمبر:5)

" اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لیے اللہ کے رسول استغفار کریں تو اپنے سر مٹکاتے ہیں اور آپ (ﷺ) دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے رک جاتے ہیں۔"

غرور و تکبر کفر کی علامت ہے:

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُجْرِمِينَ﴾

(سورۃ الجاثیہ، سورۃ نمبر 45، آیت نمبر:31)

"لیکن جن لوگوں نے کفر کیا تو (میں ان سے کہوں گا) کیا میری آیتیں تمہیں سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر بھی تم تکبر کرتے رہے اور تم تھے ہی گنہ گار لوگ ۔"

غرور و تکبر کرنے والوں کے دل (Sealed) کردیئے جاتے ہیں:

﴿ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾

(سورۃ غافر / مومن، سورۃ نمبر 40، آیت نمبر 35:)

"جو بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں، اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی ناراضگی کی چیز ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔"

گھمنڈی لوگوں کی پہچان:

﴿ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴾

(سورۃ نوح، سورۃ نمبر 71، آیت نمبر 7:)

"میں نے جب کبھی انہیں تیری بخشش کے لیے بلایا انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں کو اوڑھ لیا اور اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔"

قرآن مجید کی آیات کا انکار کفر اور تکبر ہے:

﴿ بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴾

(سورۃ الزمر، سورۃ نمبر 39، آیت نمبر 59:)

"ہاں (ہاں) بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہنچ چکی تھیں جنہیں تو نے جھٹلایا اور غرور و تکبر کیا اور تو تھا ہی کافروں میں۔"

تکبر کا وبال:

﴿اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ﴾

(سورة فاطر، سورۃ نمبر:35، آیت نمبر:43)

"دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے، اور ان کی بری تدبیروں کی وجہ سے اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے۔"

قرآنِ مجید کو سننا اور اس پر عمل نہ کرنا تکبر کی علامت ہے:

﴿يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

(سورة الجاثیہ، سورۃ نمبر:45، آیت نمبر:8)

"جو آیتیں اللہ کی اپنے سامنے پڑھی جاتی ہوئی سنے پھر بھی غرور کرتا ہوا اس طرح اڑا رہے کہ گویا سنی ہی نہیں، تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر (پہنچا) دیجئے۔"

احادیث کی روشنی میں تکبر کی مثالیں

مغرور جنت میں داخل نہ ہوگا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرِيَاءَ))

"وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا (یعنی ہمیشہ کے لیے) جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو گا اور وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر اور غرور ہو۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: تکبر کے حرام ہونے کا بیان، حدیث نمبر: 91[262])

فضول خرچی اور تکبر سے دور رہنے کی تاکید:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلاَ مَخِيلَةٍ))

"کھاؤ، صدقہ کرو، اور پہنو، لیکن اسراف (فضول خرچی) اور غرور (گھمنڈ و تکبر) سے بچو۔"

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب: صدقہ میں فخر کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 2560، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

لوگوں کو اپنے سے نیچا سمجھنا غرور و تکبر ہے:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ ، قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً ، قَالَ : إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ))

"جنت میں نہ جائے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنڈ

ہو گا۔" ایک شخص بولا: ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جوتا اچھا ہو اور کپڑے اچھے ہوں (اوروں سے تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ جمیل ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، غرور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کی پچ یا نفسانیت سے ایک بات واجبی ہو اور صحیح ہو اس کو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: تکبر کے حرام ہونے کا بیان، حدیث نمبر: 91[265])

ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہننا غرور و تکبر ہے:

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيلَةً، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ أَذَكَرَ إِزَارَهُ قَالَ مَا خَصَّ إِزَارًا وَلاَ قَمِيصًا. تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ. وَتَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ"))

"جو آپ اپنا کپڑا غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہوا چلے گا، قیامت کے دن اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہیں کرے گا، (شعبہ نے کہا کہ) میں نے محارب سے پوچھا کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تہمد کا ذکر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ تہمد یا قمیص کسی

کی انہوں نے تخصیص نہیں کی تھی، محارب کے ساتھ اس حدیث کو جبلہ بن سحیم اور زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، اور لیث نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی روایت کی اور نافع کے ساتھ اس کو موسیٰ بن عقبہ اور عمر بن محمد اور قدامہ بن موسیٰ نے بھی سالم سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اس میں یوں ہے کہ جو شخص اپنا کپڑا (ازراہ تکبر) لٹکائے۔"

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب: جو تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہوا چلے اس کی سزا کا بیان، حدیث نمبر: 5791)

اللہ تعالی نے مخلوق کے لیے غرور و تکبر کو نا پسند فرمایا ہے:

جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللَّهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُهَا اللَّهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ وَإِنَّ مِنَ الْخُيَلاَءِ مَا يُبْغِضُ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللَّهُ فَأَمَّا الْخُيَلاَءُ الَّتِي يُحِبُّ اللَّهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهُ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ اللَّهُ فَاخْتِيَالُهُ فِي الْبَغْيِ " قَالَ مُوسَى " وَالْفَخْرِ "))

"ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے، اور دوسری غیرت وہ ہے جسے اللہ

ناپسند کرتا ہے، رہی وہ غیرت جسے اللہ پسند کرتا ہے تو وہ شک کے مقامات میں غیرت کرنا ہے، رہی وہ غیرت جسے اللہ ناپسند کرتا ہے وہ شک کے علاوہ میں غیرت کرنا ہے، اور تکبر میں سے ایک وہ ہے جسے اللہ ناپسند کرتا ہے اور دوسرا وہ ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے، پس وہ تکبر جسے اللہ پسند کرتا ہے وہ لڑائی کے دوران آدمی کا کافروں سے جہاد کرتے وقت تکبر کرنا اور اترانا ہے، اور صدقہ دیتے وقت اس کا خوشی سے اترانا ہے، اور وہ تکبر جسے اللہ ناپسند کرتا ہے وہ ظلم میں تکبر کرنا ہے"، اور موسیٰ کی روایت میں ہے: "فخر و مباہات میں تکبر کرنا ہے۔"

(سنن ابو داود، کتاب الجہاد، باب: لڑائی میں غرور اور تکبر کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 2659، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

اللہ کے نبی ﷺ کی ایک نصیحت:

((حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ , قَالَ : أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ , قَالَ : أَخْبَرَنَا يُونُسُ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْهُجَيْمِيِّ , قَالَ ابْنُ صَاعِدٍ : وَالنَّاسُ يَقُولُونَ : عَبْدُ رَبِّهِ الْهُجَيْمِيُّ , عَنْ سُلَيْمِ بْنِ جَابِرٍ , أَوْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ , قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ مَعَ أَصْحَابِهِ ، فَقُلْتُ : أَيُّكُمُ النَّبِيُّ ؟ فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ أَوْمَأَ إِلَى نَفْسِهِ ، وَإِمَّا أَشَارَ إِلَيْهِ الْقَوْمُ ، فَإِذَا هُوَ مُحْتَبٍ بِبُرْدَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ أَشْيَاءَ ، فَعَلِّمْنِي ، قَالَ :

اتَّقِ اللَّهَ ، وَلا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا ، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي ، وَإِيَّاكَ وَالْمَخِيلَةَ ، فَإِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَ فَعَيَّرَكَ بِأَمْرٍ يَعْلَمُهُ فِيكَ ، فَلا تُعَيِّرْهُ بِأَمْرٍ تَعْلَمُهُ فِيهِ ، فَيَكُونَ لَكَ أَجْرُهُ ، وَعَلَيْهِ إِثْمُهُ ، وَلا تَسُبَّنَّ أَحَدًا))

"سُلیم بن جابر یاجابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے، میں نے کہا: تم میں نبی کون ہے؟ جواباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف یا لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنوں اور کمر کے گرد چادر باندھ کر اور گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھے تھے، چادر کا کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر لگ رہا تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کچھ چیزوں کے بارے میں تندمزاج ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سکھا دیں، صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سے ڈر جا، کسی نیکی کو حقیر مت جان، اگرچہ وہ پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈالنے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو، تکبر سے اجتناب کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا، اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے اور تجھے تیرے کسی عیب، جسے وہ جانتا ہے، کی بنا پر عار دلائے، تو تو اسے اس برائی کی بنا پر عار مت دلا جسے تو جانتا ہے، اس طرح کرنے سے اس کا اجر تجھے ملے گا اور اس کے گناہ کا وبال اسی پر ہو گا اور (یہ بھی یاد رکھ کہ) کسی کو گالی نہیں دینا۔"

(الزہد والرقائق لابن المبارک، باب فضل ذکر اللہ عز وجل، حدیث نمبر:1006،اس حدیث کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "سلسلہ الصحیحۃ:770" میں کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ ومسند احمد: 20133۔وسنن الکبریٰ للنسائی: 9310۔الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم:1070۔اصلاح المال لابن ابی الدنیا:204۔مساوئ الاخلاق للخرائطی:24۔التاریخ الکبیر للبخاری: 553۔الطبقات الکبری لابن سعد:8399)

اعتدال کی راہ تکبر نہیں:

((عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ تَقُولُونَ لِي فِيَّ التِّيهُ وَقَدْ رَكِبْتُ الْحِمَارَ وَلَبِسْتُ الشَّمْلَةَ وَقَدْ حَلَبْتُ الشَّاةَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ فَعَلَ هَذَا فَلَيْسَ فِيهِ مِنَ الْكِبْرِ شَيْءٌ"))

" جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ میرے اندر تکبر ہے، حالانکہ میں نے گدھے کی سواری کی ہے، موٹی چادر پہنی ہے اور بکری کا دودھ دوہا ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے یہ کام کیے اس کے اندر بالکل تکبر نہیں ہے۔"

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: تکبر اور گھمنڈ کا بیان، حدیث نمبر:2001، شیخ البانی اس حدیث کے بارے میں کہا" صحیح الاسناد")

تکبر صرف اللہ کے شایانِ شان ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزو جل کا فرمان ہے:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ))

"بڑائی (کبریائی) میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند، تو جو کوئی ان دونوں چیزوں میں کسی کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔"

(سنن ابو داود، کتاب اللباس، باب: تکبر اور گھمنڈ کی برائی کا بیان، حدیث نمبر: 4090، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

جس نے کبھی تکبر نہیں کیا اور اس کا انتقال ہوگیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا:

ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

"جو اس حال میں انتقال کر گیا کہ تین چیزوں یعنی تکبر (گھمنڈ)، مال غنیمت میں خیانت اور قرض سے بری رہا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

(جامع الترمذی، کتاب السیر، باب: مال غنیمت میں خیانت کرنے کے بارے میں وارد وعید کا بیان، حدیث نمبر:1572، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔ سنن ابن ماجہ:2412)

غرور وتکبر کے لیے سواری (کار) رکھنا گناہ ہے:

ایک زمانے میں بہترین سواری گھوڑوں کی سواری ہوا کرتی تھی اور اس زمانے میں کار ایک بہترین سواری کہلاتی ہے اگر کوئی شخص غرور و تکبر کے لیے یا کسی کو نیچا دکھانے کے لیے مہنگی کار استعمال کرتا ہے تو یہ حرام ہے اور گناہ ہے چنانچہ ابو ہریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلاً وَلاَ يَنْسَى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا . وَأَمَّا الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخًا وَرِيَاءً لِلنَّاسِ فَذَلِكَ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ))

"اور جس شخص کے لیے گھوڑے ستر (پردہ) ہیں وہ ہے جو انہیں عزت اور زینت کی غرض سے رکھتا ہے، لیکن ان کی پیٹھ اور پیٹ کے حق سے تنگی اور آسانی کسی حال میں غافل نہیں رہتا، لیکن جس شخص کے حق میں یہ گھوڑے گناہ ہیں وہ شخص ہے جو غرور، تکبر، فخر اور ریاو نمود کی خاطر انہیں رکھتا ہے، تو یہی وہ گھوڑے ہیں جو اس کے حق میں گناہ ہیں۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب: اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے گھوڑے رکھنے کا ثواب، حدیث نمبر:2788، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کاہے)

غرور وتکبر کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال

امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول

((حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَعَظَّمَ وَعَدَا طَوْرَهُ، وَهَصَهُ اللَّهُ إِلَى الْأَرْضِ وَقَالَ: اخْسَأْ خَسَأَكَ اللَّهُ، فَهُوَ فِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ، وَفِي أَنْفُسِ النَّاسِ صَغِيرٌ، حَتَّى لَهُوَ أَحْقَرُ عِنْدَ النَّاسِ مِنْ خِنْزِيرٍ))

"عبید اللہ بن عدی بن خیار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ بیشک جب کوئی شخص غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس میں آگے بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زمین پر دے مارتے ہیں، اللہ کے نبی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو دھتکار دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دھتکار دیتے ہیں وہ خود کی نظروں میں بڑا ہوتا اور لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کی حیثیت خنزیر سے زیادہ چھوٹی ہو جاتی ہے۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، باب تکبر کا بیان، اثر نمبر: 27273، فضیلۃ الشیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس کی سند کو "حسن" کہا ہے)

امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول:

((حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قثنا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْمُغِيرَةِ، وَهُوَ عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ زَيْدٍ

بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى وَفْدٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ مِنْهُمْ رَجُلٌ مِنْ رُءُوسِ الْخَوَارِجِ يُقَالُ لَهُ الْجَعْدُ بْنُ بَعْجَةَ. فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: يَا عَلِيُّ، اتَّقِ اللَّهَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَقَدْ عَلِمْتَ سَبِيلَ الْمُحْسِنِ، يَعْنِي بِالْمُحْسِنِ عُمَرَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ مَيِّتٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، بَلْ مَقْتُولٌ قَتْلًا ضَرْبَةٌ عَلَى هَذَا يُخَضَّبُ، هَذِهِ قَضَاءٌ مَقْضِيٌّ، وَعَهْدٌ مَعْهُودٌ، وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى، ثُمَّ عَاتَبَهُ فِي لَبُوسِهِ فَقَالَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَلْبَسَ؟ قَالَ: مَا لَكَ وَلِلَبُوسِي، :إِنَّ لَبُوسِي هَذَا أَبْعَدُ مِنَ الْكِبْرِ وَأَجْدَرُ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ الْمُسْلِمِ))

"زید ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بصرہ کے خارجیوں کے یہاں گئے ان کا سردار سعد بن بعجہ تھا، اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور بڑائی بیان کرنے بعد کہا یقیناً تم (علی رضی اللہ عنہ) مرنے والے ہو اور آپ رضی اللہ عنہ پر احسان کرنے والے (عمر رضی اللہ عنہ) کا راستہ بھی جانتے ہو، یہ سن کر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تلوار کے ذریعے شہید کیا جاؤں گا جس کی وجہ سے یہ (جسم) خون آلود ہو جائے گا اور یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے یہ وعدہ اپنے وقت پر پورا ہو کر رہے گا اور جو جھوٹ کہتے ہیں یقیناً وہ نقصان میں ہیں، پھر سعد بن بعجہ علی رضی اللہ عنہ کے لباس کے بارے اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ مکمل لباس کیوں نہیں پہنتے؟

اس کے جواب میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میرے لباس سے تمہارا کیا تعلق ہے؟ میرا یہ لباس تو تکبر سے دوری کی نشانی ہے تمام مسلمانوں کو اسی طرح کا لباس پہننا چاہئے۔"

(فضائل الصحابۃ للامام احمد ابن حنبل: 1/ 542، أَخْبَارُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَزُهْدِهِ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، اثر نمبر :908،فضیلۃ الشیخ وصی اللہ بن محمد عباس حفظہ اللہ نے اس کی سند کو "حسن" کہا ہے)

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث:

((حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَمْثَالَ الذَّرِّ، فِي صُوَرِ النَّاسِ، يَعْلُوهُمْ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الصَّغَارِ، حَتَّى يَدْخُلُوا سِجْنًا فِي جَهَنَّمَ، يُقَالُ لَهُ: بُولَسُ، فَتَعْلُوَهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ، يُسْقَوْنَ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ، عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ))

"عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی طرح لایا جائے گا حالانکہ ان کی شکلیں انسانوں جیسی ہی ہو گی،اس دن تمام حقیر چیزیں تکبر کرنے والوں سے زیادہ اونچی اور معزز ہو نگی،اور ان سب کو" بُولَسُ "نامی جہنم میں ڈال

دیا جائے گا جس میں بہت ہی بھیانک آگ ہوگی جو ان پر چھا جائے گی اور ان سب کو " طِينَةِ الْخَبَالِ "کا گندہ پانی پلایا جائے گا جو جہنمیوں کے زخموں سے نکلا ہوا پیپ ہو گا۔"

(مسند احمد ابن حنبل:11/ 260، حدیث نمبر:6677، شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو"حسن" کہا ہے۔ ومسند الحمیدی: 598۔ والادب المفرد: 557۔ وشرح السنۃ للبغوی: 3590)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا قول:

((حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: الْتَقَى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَهُوَ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا يُبْكِيكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ: الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِنْسَانٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ))

"ابو حیان (سعید ابن حیان) رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی کچھ دیر بعد عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے روتے ہوئے واپس ہوئے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ اے ابو عبد الرحمٰن کیا ماجرا ہے، آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ تو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جواب میں کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے

نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہو۔"

(مسند احمد ابن حنبل: 11/80، حدیث نمبر: 6526، اس حدیث کے بارے میں شعیب ارناؤوط کہتے ہیں "صحیح، وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات رجال الشيخين" امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف ابن ابی شیبہ: (14/500، رقم: 28281- بتحقیق: ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ [طبع: دار کنوز اشبیلیا]) میں علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ کے طرق سے اسی سند کے ساتھ بیان کیا ہے، ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں)

امام بغوی (ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی [متوفی: 516ھ]) رحمۃ اللہ علیہ تکبر کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَن تطاول تَعَظُّمًا، خفضه الله، وَمن تواضع تخشعا، رَفعه الله))

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو انسان لوگوں میں عزت پانے کے لیے خود کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچا کر دیتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند و بالا مقام عطا فرماتے ہیں۔

((وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: " إِن الرجل إِذا تواضع، رفع الله

حكمته.وَقَالَ: انْتَعش نَعشك اللّه، فَهُوَ فِي نَفسه صَغِير، وَفِي أعين النّاس كَبِير، وَإِذا بطر وَعدا طوره، وهصه اللّه إِلَى الأَرْض، وَقَالَ: اخس أخساك اللّه، فَهُوَ فِي نَفسه كَبِير، وَفِي أعين النّاس صَغِير حَتَّى يكون أَهْون عَلَى اللّه مِن الْخِنْزِير))

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بے شک جو آدمی تواضع کو اپناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی شان میں بلندی عطا فرماتے ہیں اور جو آدمی اپنے بھائی کو یہ کہتا ہے کہ میرا کانٹا نکال دے بدلے میں اللہ تعالیٰ تجھے کانٹوں سے محفوظ رکھے گا اس طرح کے الفاظ بولنے والا خود کو چھوٹا تصور کرتا ہے حالانکہ وہ لوگوں میں بہت اونچا ہوتا ہے اور جو انسان حق کو جھٹلاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ زمین پر پٹخ دیتے ہیں اور جو انسان دوسروں کو ذلیل کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل وخوار کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی حیثت خنزیر کی مانند ہوتی ہے۔

(شرح السنۃ للبغوی:13 / 171، کتاب البر والصلۃ، باب الکبر ووعید المتکبرین)

غرور اور تکبر کے نقصانات

1) غرور اور تکبر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی غضب کا باعث ہے۔

2) جنت سے محرومی اور جہنم کے عذاب کا مستحق۔

3) متکبر سے قریبی لوگ متنفر رہتے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام لوگ تکبر کرنے والوں سے دوری اختیار کر لیتے ہیں اور وہ اکیلا رہ جاتا ہے۔

4) لوگ غرور اور تکبر کرنے والوں سے تجارتی لین دین کرنے سے کتراتے ہیں ،اس کے نتیجہ میں کاروباری نقصان اٹھانا لازمی ہے۔

5) متکبر انسان غور و فکر کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔

6) غرور اور تکبر پریشانی کا باعث بنتا ہے اور بعض اوقات ذہنی بیماری تک لے جاتے ہیں۔

7) بعض طبی ماہرین کہتے ہیں کہ یہ ایک مورثی بیماری ہوتی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

میوزک کا شرعی حکم

شیطان آواز کے ذریعے انسانوں کا دل لبھاتا ھے:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا﴾

(سورۃ الاسراء / بنی اسرائیل، سورۃ نمبر 17:، آیت نمبر:64)

"ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا اور ان کے مال اور اولاد میں سے اپنا بھی ساجھا لگا اور انہیں (جھوٹے) وعدے دے لے، ان سے جتنے بھی وعدے شیطان کے ہوتے ہیں سب کے سب سراسر فریب ہیں۔"

آیت "لَهْوَ الْحَدِيثِ" کی تشریح

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر:31، آیت نمبر:6)

" اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔"

آیت "لَهْوَ الْحَدِيثِ" کا شانِ نزول

ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لاَ تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلاَ تَشْتَرُوهُنَّ وَلاَ تُعَلِّمُوهُنَّ وَلاَ خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ، فِي مِثْلِ ذَلِكَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾))

"گانے والی لونڈیاں نہ بیچو، نہ انہیں خریدو اور نہ انہیں گانا بجانا سکھاؤ، ان کی تجارت میں کوئی بہتری نہیں ہے، ان کی قیمت حرام ہے"، ایسے ہی مواقع کے لیے آپ پر آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ "بعض لوگ ایسے ہیں جو لہو و لعب کی چیزیں خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں" (لقمان:6)، آخر تک نازل ہوئی ہے۔"

(جامع الترمذی، کتا التفسیر، باب: سورۃ لقمان سے بعض آیات کی تفسیر، حدیث نمبر :3195، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے)

امت میں سے کچھ لوگ موسیقی کا نام بدل کر کسی اور نام کے ساتھ اس کو سنیں گے:

ے عبد الرحمٰن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ کی قسم! انہوں نے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ ـ يَعْنِي الْفَقِيرَ ـ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُوا ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا. فَيُبَيِّتُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

"کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زناکاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنا لیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لیے) چلے جائیں گے، چرواہے ان کے مویشی صبح و شام لائیں گے اور لے جائیں گے، ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کر دے گا پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔"

(صحیح بخاری، کتاب الشربۃ، باب: اس شخص کی برائی کے بیان میں جو شراب کا نام بدل کر اسے حلال کرے، حدیث نمبر:5590۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب: سزاؤں کا بیان، حدیث نمبر:4020، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وسنن ابوداود: 3688)

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب میوزک کی آواز آتی کانوں میں انگلیاں رکھ لیتے :

((عَنْ نَافِعٍ، قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ، مِزْمَارًا قَالَ فَوَضَعَ أُصْبُعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ وَقَالَ لِي يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قَالَ فَقُلْتُ لاَ . قَالَ فَرَفَعَ أُصْبُعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا))

" نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دور ہو گئے اور مجھ سے کہا: اے نافع! کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے میں نے کہا: نہیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکالیں، اور فرمایا: میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اس جیسی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا۔"

(سنن ابوداو، کتاب الادب، باب: گانے بجانے کی کراہت کا بیان، حدیث نمبر:4924، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو " صحیح " کہا ہے۔"عون المعبود شرح سنن ابی داود "شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:"وهذا سند جيد قوي "اس حدیث کی سند جید ہے۔" قَالَ أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ "ابو علی لولوی کہتے ہیں انہوں نے سنا کہ ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔"قال أبو داود وهذا". الحديث "أنكرها". أي أنكر الروايةقلت ولا يعلم وجه النكارة بل إسناده قوي وليس بمخالف لرواية الثقاة" شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو منکر کہا ہے حلانکہ منکر ہونے کا سبب

بیان نہیں کیا بلکہ اس حدیث کی سند بہت قوی ہے اور ثقہ راویوں کے خلاف ورزی بھی نہیں کی گئی ہے، لہذا (میں [شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ] کہتا ہوں کہ) اس کو منکر کہنے کی کوئی بھی وجہ نہیں ہے)

میوزک اور آلاتِ موسیقی کے بارے میں سلف کے اقوال

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

((قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ الْغِنَاءُ بِالْحِمْيَرِيَّةِ، اسْمُدِي لَنَا، أَيْ غَنِّي لَنَا))

حمیر یہ قبیلے کے نزدیک اس سے مراد موسیقی اور غنا ہے "غَنِّي لَنَا" ہمارے لیے گانا سناؤ۔

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول:

((حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي صَخْرٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ الْبَجَلِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ أَبِي الصَّهْبَاءِ الْبَكْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ وَهُوَ يَسْأَلُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ: الْغِنَاءُ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، يُرَدِّدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ))

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان کے والد نے لوگوں کو عبد اللہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ اللہ کی قسم کھاتے ہوئے کہا کہ اس آیت سے مراد گانا بجانا اور راگ راگنیاں ہیں۔

(جامع البیان فی تاویل القرآن[تفسیر طبری]:20/127، احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مستدرک الحکم میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔ شیخ مصطفیٰ السید اور شیخ رشاد نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے)

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول:

((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ الْغِنَاءُ))

" لَهْوُ الْحَدِيثِ "سے مراد گانا ہے۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَالَ مُجَاهِدٌ: الْغِنَاءُ وَالْمَزَامِيرُ))

اس سے مراد گانا بجانا اور آلاتِ موسیقی ہیں۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَالَ الْحَسَنُ: لَهْوُ الْحَدِيثِ الْمَعَازِفُ وَالْغِنَاءُ))

" لَهْوُ الْحَدِيثِ "سے مراد گانا بجانا اور آلاتِ موسیقی ہے۔

اَلْمَعَازِفُ=ہارمونیم(Harmonium)۔

امام ابو محمد قاسم بن محمد ابو بکر تیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:107ھ[تابعی])کا قول:

((وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: اَلْغِنَاءُ بَاطِلٌ وَالْبَاطِلُ فِي النَّارِ))

گانا بجانا باطل ہے اور باطل کی جگہ جہنم ہے۔

عکرمہ، میمون بن مہران اور امام مکحول رحمۃ اللہ علیہم کا قول:

((عِكْرِمَةُ وَمَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ وَمَكْحُولٌ قَالَ: أَنَّهُ الْغِنَاءُ))

"لَهْوُ الْحَدِيثِ"سے مراد گانا بجانا ہے۔

دیگر سلف صالحین کے اقوال

((وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: الشِّرَاءُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ مُسْتَعَارٌ))

ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ سورۃ لقمان، سورۃ نمبر:31، آیت نمبر:6سے مراد موسیقی(Music) ہے اور یہ کھلا ہوا شر اور گمراہی ہے امام المحدث مُطَرِّف بن عبداللہ بن شخیر بصری (تابعی، متوفی:95ھ) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((شِرَاءُ لَهْوِ الْحَدِيثِ اسْتِحْبَابُهُ))

"شِرَاءُ لَهْوِ"سے مراد"لَهْوِ الْحَدِيثِ"ہے یعنی کہ اس سے

مراد وہ لوگ ہیں جو گانے اور بجانے کو پسند کرتے ہیں۔

(تفسیر قرآن العظیم[تفسیر ابن کثیر]:6/290-296۔ الجامع الاحکام القرآن[تفسیر قرطبی]:14/51-52)

میوزک کے بارے میں ائمہ اربعہ کے اقوال

علامہ حصکفی کہتے ہیں:

((وَالْمُذْهَبُ حُرْمَتُهُ مُطْلَقًا وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ مَنْ يَسْمَعُ الْغِنَاءَ أَوْ يَجْلِسُ مَجْلِسَ الْغِنَاءِ))

اور (حنفی) مذہب میں گانا بجانا مطلقاً حرام ہے، اور جو گانا بجاتا ہے یا سنتا ہے یا ایسی محفلوں میں شریک ہوتا تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

(الدر المختار للحصکفی:6/26)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى الطَّبَّاعُ، قَالَ: سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَمَّا يَتَرَخَّصُ فِيهِأَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنَ الْغِنَاءِ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا يَفْعَلُهُ عِنْدَنَا الْفُسَّاقُ))

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا اہل مدینہ گانے بجانے کو جائز سمجھتے ہیں؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں کہا کہ ہمارے یہاں یہ فاسقوں کا کام ہے

۔

(الامر بالمعروف والنہی عن المنکر للخلال، ص:65، باب ذکر الغناء وإنکارہ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الْغِنَاءُ لهو مَكْرُوهٌ يُشْبِهُ الْبَاطِلَ مَنِ اسْتَكْثَرَ مِنْهُ تُرَدُّ شَهَادَتُهُ))

گانا بجانا لہو لعب ہے اور یہ باطل کی مشابہت ہے جو اس میں لگا رہتا ہے وہ گناہ گار ہے ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

امام شافعی مزید کہتے ہیں:

((إن الغناء لهوٌ مكروه يُشبِه الباطل؛ وقال لأصحابه بمصر: خلَّفتُ ببغداد شيئاً أحدَثَتْهُ الزنادقة يُسمّونه (التغبير)، يصدّون به الناس عن القرآن))

یقیناً گانا بجانا لہو اور باطل کام ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مصری ساتھیوں سے کہا کہ، میں بغداد میں ایک ایسی چیز چھوڑ آیا ہوں جسے زندیقوں نے ایجاد کیا ہے یعنی کہ گانا بجانا اس کے ذریعے سے انہوں نے لوگوں سے قرآن چھوڑا دیا۔

(اتحاف السادۃ المتقین لمرتضیٰ الزبیدی: 6/455)

امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي عَنِ الْغِنَاءِ، فَقَالَ: الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ، لَا يُعْجِبُنِي))

عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کہ میرے والد سے گانے بجانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: گانے بجانے سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے، مجھے یہ پسند نہیں۔

(الامر بالمعروف والنہی عن المنکر للخلال، ص:65، باب ذکر الغناء وإنکارہ)

میوزک کے بارے میں دیگر ائمہ کرام کے اقوال

امام بخاری (امیر المومنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری جعفی) رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((بَابٌ: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ))

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں باب باندھتے ہوئے فرماتے ہیں "آدمی جس کام میں مصروف ہو کر اللہ کی عبادت سے غافل ہو جائے وہ "لَهْوَ" میں داخل اور باطل ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب:52)

امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْمُقْرِيءُ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْحَلَبِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ،

قَالَ: سَمِعْتُ مَكْحُولًا، يَقُولُ: مَنْ مَاتَ وَعِنْدَهُ مُغَنِّيَةٌ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ))

ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جو اس حال میں مرا کہ وہ مغنیہ (گانا گانے والا) تھا تو ہم اس کی جنازے کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

(الامر بالمعروف والنہی عن المنکر للخلال، ص:66، باب ذکر الغناء وإنکارہ)

میوزک کی وجہ سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے:

((وَرَوَى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ عَنِ الْحَكَمِ وَحَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ، وَقَالَهُ مُجَاهِدٌ، وَزَادَ: إِنَّ لَهْوَ الْحَدِيثِ فِي الْآيَةِ الِاسْتِمَاعُ إِلَى الْغِنَاءِ وَإِلَى مِثْلِهِ مِنَ الْبَاطِلِ))

شعبہ اور سفیان الثوری نے حکم سے اور حماد نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہم سے روایت بیان کیا ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: " الْغِنَاءِ " گانا بجانا ان سب چیزوں سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں " لَهْوُ الْحَدِيثِ " کا اضافہ کیا ہے یعنی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ گانا سننا اور آلاتِ موسیقی باجانا لہو لعب کا کام ہے اور یہ باطل ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن [تفسیر قرطبی]:14/52)

ایک مشہور حدیث اور اس کی وضاحت:

((عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ، وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ـ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ـ فَقَالَ " دَعْهُمَا " فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا. وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ " تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ ". فَقُلْتُ نَعَمْ. فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ، وَهُوَ يَقُولُ " دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ ". حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ " حَسْبُكِ ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ " فَاذْهَبِي "))

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اس وقت میرے پاس (انصار کی) دو لڑکیاں جنگ بعاث کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے ڈانٹا اور فرمایا کہ یہ شیطانی باجہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں؟ آخر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جانے دو خاموش رہو پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے انہیں اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔

(صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب: عید کے دن برچھیوں اور ڈھالوں سے کھیلنا، حدیث

نمبر:949)

بعض لوگ اس حدیث کو موسیقی کے جائز ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، جبکہ اس حدیث میں صراحت کے ساتھ یہ الفاظ بیان کیئے گئے ہیں کہ وہ بچیاں نظمیں پڑھ رہی تھیں اس کے باوجود اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے منہ پھیر لیا تھا، چنانچہ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

(("س" وَفِي حَدِيثِ عَائِشَةَ: وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَان بِغِنَاء بُعَاث، أَيْ تُنْشِدان الأشْعار الَّتِي قِيلت يَوْمَ بُعاث، وَهُوَ حَرْب كَانَتْ بَيْنَ الْأَنْصَارِ، وَلَمْ تُرِد الغِنَاء الْمَعْرُوفَ بَيْنَ أَهْل اللَّهو واللَّعِب. وَقَدْ رخَّص عُمَرُ فِي غِنَاء الْأَعْرَابِ، وَهُوَ صَوْتٌ كَالحُداء))

وہ دونوں (چھوٹی) لڑکیاں اشعار پڑھ رہی تھیں جو جنگِ بعاث کے دن بولے گئے تھے یہ یہ جنگ انصار کے (دو مشہور قبیلے اوس اور خزرج کے) درمیان ہوئی تھی لہذا ان لڑکیوں کا (جنگِ بعاث کی نظموں کے) اشعار پڑھنا اُس موسیقی یا اُس غنا میں شامل نہیں ہے جو اکثر اہلِ لہو ولعب گاتے اور بجاتے ہیں، اور عمر رضی اللہ عنہ نے " غِنَاء الْأَعْرَابِ" کی چھوٹ دی ہے جو اونٹوں کے چرواہے اونٹوں ہانکنے کے لیے آوازیں نکال تے ہیں۔

(النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر لابن اثیر:3/392، حرف الغین المعجمۃ، باب الغین مع الواو)

آپ ﷺ کے استقبال کے لیے مدینہ میں گیت گائے گئے :

طَلَعَ ٱلْبَدْرُ عَلَيْنَا

مِنْ ثَنِيَّاتِ ٱلْوَدَاعِ

وَجَبَ ٱلشُّكْرُ عَلَيْنَا

مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

أَيُّهَا ٱلْمَبْعُوثُ فِينَا

جِئْتَ بِٱلْأَمْرِ ٱلْمُطَاعِ

جِئْتَ شَرَّفْتَ ٱلْمَدِينَةَ

مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاعٍ

((لما قدم المدينة جعل النساء والصبيان والولائد يقلن))اس روایت کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے دیکھئے: سلسلہ احادیث ضعیفہ:598۔

اس نشید کی مزید تفصیل

امام عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "التمہید:14 / 84" میں اس واقعے کو بغیر سند ذکر کیا ہے، اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "الثقات لابن حبان :1 / 131" میں ذکر کیا ہے اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے " مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ :18 / 377" میں اس واقعے کو ذکر کیا ہے اور علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی ابو الفرج نور الدین بن برہان (متوفی:1044ھ) نے اس واقعے اور ان اشعار کو اپنی سیرت کی کتاب "انسان العيون في سيرة الأمين المأمون [المعروف]: السيرة الحلبية " میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ یہ واقعہ

"رحمت للعالمین"، جلد 1، صفحہ 93میں بھی موجود اور "الرحیق المختوم" صفحہ نمبر 240-241: میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر سند پیش کیا ہے البتہ مذکورہ اشعار ذکر نہیں کئے اور صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "الرحیق المختوم" میں اس واقعے کو "رحمت للعالمین" کے حوالے کے ساتھ جوں کا توں نقل کیا ہے۔

شادی بیاہ کے موقعے پر دف بجانا اور گانا گانا

((حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَنْبَأَنَا الأَجْلَحُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الأَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ". قَالُوا نَعَمْ. قَالَ "أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّي قَالَتْ لاَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ الأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ".))

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصار میں سے اپنی ایک قرابت دار خاتون کی شادی کرائی، تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے، اور فرمایا: "تم لوگوں نے دلہن کو رخصت کر دیا"؟ لوگوں نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے ساتھ کوئی گانے والی بھی بھیجی"؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نہیں، تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انصار کے لوگ غزل پسند

کرتے ہیں، کاش تم لوگ دلہن کے ساتھ کسی کو بھیجتے جو یہ گاتا: " أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ ""ہم تمہارے پاس آئے، ہم تمہارے پاس آئے، اللہ تمہیں اور ہمیں سلامت رکھے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب: گانے اور دف بجانے کا بیان، رقم:1900، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "ضعیف" کہا ہے)

اس حدیث کی تحقیق:

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۃ احادیث ضعیفہ میں کہتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "الزوائد:2/120" میں ذکر کیا ہے۔

"أَجْلَح" نامی راوی کے علاوہ تمام راوی ثقہ ہیں الاجلح مختلف فیہ راوی ہے اور ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو زبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ بھی نہیں سنا، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابو زبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو صرف ایک بار دیکھا تھا(ان سے کچھ نہیں سنا)۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں کہ الاجلح مشہور مدلس ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہ ان کی ملاقات ثابت ہے اور نہ ہی سننا ثابت ہے لہذا یہ روایت احتجاج کے قابل نہیں جب تک کہ اس کی سماعت کی تصریح نہ ہو جائے۔

(سلسلۃ احادیث ضعیفہ:6/522،رقم:2981)

الاجلح نامی راوی کا مختصر تعارف:

راوی کا نام: اجلح بن عبد اللہ بن حسان

کنیت: ابو حجیہ

مشہور: اجلح بن عبد اللہ الکندی

نسب: الکوفی، الکندی

لقب: اجلح

مذہب: شیعہ

رتبہ: مقبول

اجلح کے بارے میں ائمہ محدثین کے اقوال:

- ❖ أبو أحمد بن عدي الجرجاني: له أحاديث صالحة، ولم أجد له شيئا منكرا مجاوز الحد لا إسنادا ولا متنا، وأرجو أنه لا بأس به، إلا أنه يعد في شيعة الكوفة، وهو عندي مستقيم الحديث صدوق
- ❖ أبو الفرج بن الجوزي: اتهمه بوضع حديث في فضل علي
- ❖ أبو جعفر العقيلي: روى عن الشعبى أحاديث مضطربة لا يتابع عليها
- ❖ أبو حاتم الرازي: ليس بالقوي يكتب حديثه ولا يحتج به
- ❖ أبو حاتم بن حبان البستي: كان لا يدرك ما يقول ويقلب الأسامي
- ❖ أبو دواد السجستاني: ضعيف

- ❖ أحمد بن حنبل : روى الأجلح غير حديث منكر ، ما أقربه من فطر بن خليفة
- ❖ أحمد بن شعيب النسائي : ضعيف ليس بذاك وكان له رأي سوء
- ❖ إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني : مفتري
- ❖ ابن حجر العسقلاني : صدوق شيعي
- ❖ محمد بن سعد كاتب الواقدي : ضعيف جدا

شادی بیاہ میں عورتوں کا دف بجانا:

((حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ"))

"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ ایک دلہن کو ایک انصاری مرد کے پاس لے گئیں تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تمہارے پاس لہو (دف بجانے والا) نہیں تھا، انصار کو دف پسند ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: وہ عورتیں جو دلہن کا بناؤ سنگھار کر کے اسے شوہر کے پاس لے جائیں، حدیث نمبر:5162)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شادی بیان کے موقع پر عورتوں کا دف بجانا اور اچھے گیت گانا جس میں شرکیہ کلمات اور فحش جملے نہ ہوں جائز ہے لیکن آج کل کی میوزک اس سے ذرہ برابر بھی میل نہیں کھاتی اگر کوئی شخص اس دلیل پر میوزک کو جائز سمجھتا ہے تو وہ گمراہی کے راستے پر ہے یہاں پر ایک اور بات سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ دف بجانے کی اجازت عورتوں کو ہے مردوں کو نہیں جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں:

((وَالْأَحَادِيثُ الْقَوِيَّةُ فِيهَا الْإِذْنُ فِي ذَلِكَ لِلنِّسَاءِ فَلَا يَلْتَحِقُ بِهِنَّ الرِّجَالُ لِعُمُومِ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّهِ بِهن))

اور تمام قوی یعنی کہ احادیثِ صحیحہ میں صرف عورتوں کو دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے مردوں کو دف بجانے کی اجازت نہیں ہیں کیونکہ اس سے عورتوں کی مشابہت لازم آتی ہے چنانچہ مردوں کو عورتوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے اس بنیاد پر عورتوں کا دف بجانے کے عمل میں مردوں کو داخل نہیں کیا جا سکتا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر:9/226،"قوله باب الأنماط"، رقم:5162)

میوزک کے بارے میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

((وَلَمَّا كَانَ الْغِنَاءُ وَالضَّرْبُ بِالدُّفِّ وَالْكَفِّ مِنْ عَمَلِ النِّسَاءِ كَانَ السَّلَفُ يُسَمُّونَ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنَ الرِّجَالِ مُخَنَّثًا وَيُسَمُّونَ

الرِّجَالَ))

گانا گانا، دف بجانا اور تالی بجانا عورتوں کے کام ہیں اور مردوں میں سے کوئی ایسا عمل کرے تو ائمہ سلف ان کو مخنث (ہجڑے) کا نام دیا کرتے تھے اور علمائے کرام کا یہ کلام بہت مشہور تھا۔

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: 11/565، :التصوف عدم شرعية الاجتماع على استماع الأبيات الملحنة مع الضرب بالكف وغيره)

لہذا دف بجانا عورتوں کا کام ہے اور مردوں کو عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ))

"اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔"

(صحیح بخاری، کتاب للباس، باب: عورتوں کی مشابہت کرنے والے مرد اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں عند اللہ ملعون ہیں، حدیث نمبر:5885)

نوجوانوں کا میوزک کی طرف رحجان ،اسباب ، وجوہات اور اس کا علاج

- ❖ نوجوان کی اکثریت میوزک کو حرام نہیں سمجھ تی اور اس کی لت میں پڑ جاتی ہے حلانکہ میوزک کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہے۔
- ❖ اکثر وبیشتر نوجوان وقت گزاری کے لیے میوزک سنتے ہیں۔
- ❖ بعض نوجوان یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ میوزک ان کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے،ان کا جوش ہے اور ان کا(Passion)ہے۔
- ❖ بعض یہ کہتے ہیں کہ میوزک روح کی غذا ہے۔
- ❖ بعض نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ میوزک سننے سے ان کا(Depreciation) دور ہوتا ہے۔
- ❖ اکثر نوجوان(Gym) کرتے ہوئے میوزک سننا پسند کرتے ہیں۔
- ❖ بعض نوجوان یہ تصور کرتے ہیں کہ جب تک وہ میوزک نہیں سنیں گے ان کو نیند نہیں آئیگی۔
- ❖ بعض ایسے نوجوان بھی ہیں جو پڑھائی کرتے وقت میوزک سنتے ہوئے (Assignment)مکمل کرتے ہیں۔
- ❖ اور نوجوانوں کی اکثریت دورانِ سفر میوزک کو بڑی اہمیت دیتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ سفر کا لطف میوزک سے بڑھ جاتا ہے میوزک کی وجہ سے سفر میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔
- ❖ بعض نوجوان یہ کہتے ہیں کہ میوزک سے ہمیں زندگی کا مقصد ملتا ہے۔

❖ بعض نوجوان یہ کہتے ہیں کہ میوزک کے بہت ہی بہترین فائدے ہیں اور یہ فائدے (Scientifically Proven) بھی ہیں۔

میوزک کے بارے میں ایک سائنسی تحقیق:

حالیہ دنوں میں ایک سائنسی تحقیق منظرِ عام پر آئی تھی اس تحقیق میں میوزک کے بارے میں انسانی ردعمل وسیع پیمانے پر ریکارڈ کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ پوری تاریخ انسانیت میں تمام ثقافت اور ان کی شناخت کا ایک پہلو میوزک کا بھی بتایا گیا اور دنیا کی ہر ثقافت نے یہ مانا کہ میوزک ان کی زندگی کا ایک حصہ ہے بعض کے یہاں یہ حصہ کچھ بڑا ہے اور بعض کے یہاں اس کی اہمیت معمولی سے ہے چنانچہ میوزک دماغ پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے، یا یہ کس حد تک اصل میں نشہ آور ہو سکتی اس کا ثبوت ایک حالیہ سائنسی تحقیق نے اس کو ثابت کیا ہے کہ موسیقی کی لت اتنی ہی حقیقی ہے جتنی منشیات یا جنسی لت کی ہوتی ہے۔

میوزک (Melomaniac) ایک دماغی خلل اور بیماری ہے:

"Melomaniac is a kind of mental disorder ; insanity (Cullen typology) "mania. mental disorder" mania."

اس پر مزید معلومات یا تحقیق کے لیے (nature.com) پر آپ (visit) کریں تمام تفصیلات آپ کو وہاں پر مل جائیں گی ان شاء اللہ۔

Anatomically distinct dopamine release during anticipation

and experience of peak emotion to music.

https://www.nature.com/articles/nn.2726

نوٹ: یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم ہر چیز کو سائنسی تحقیقات کے مطابق ثابت کریں بحیثیت مسلمان ہمارے لیے اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کا حکم کافی ہے۔

میوزک کے نقصانات:

- میوزک دل اور روحانی بیماریوں کو تقویت پہنچاتی ہے۔
- دنیا کے ہر شیطانی کام میں میوزک کا ایک اہم کردار ہے، اگر ان شیطانی کاموں میں سے میوزک کو نکال دیا جائے تو وہ تمام برے کام پھیکے پڑ جائیں گے۔
- میوزک دماغ میں (Drugs) کی طرح (Function) کرتی ہے اور انسان بے خیالی کا شکار ہو جاتا ہے۔
- میوزک انسان کو ایک خیالی دنیا میں لیکر چلی جاتی ہے جس وجہ سے انسان محنت اور مشقت چھوڑ کر خیالی دنیا کا عادی بنتا جاتا ہے۔
- جو لوگ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں اور ہمیشہ میوزک میں لگے رہتے ہیں ایسے لوگ ایک طرح کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
- دنیا میں جتنے شراب خانے (Pub) ہیں بغیر میوزک کے وہ نہیں چل سکتے۔
- میوزک کی وجہ سے انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ماؤف ہوتی چلی جاتی ہیں۔
- میوزک کی وجہ سے ایک انسان کی کیفیت ہیجانی کیفیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

- میوزک کی وجہ سے شہوت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں جتنے لوگ خودکشی کرتے ہیں وہ میوزک کے عادی ہوتے ہیں،(اس طرح کے لوگ یہ سمجھتے ہیں تمام مشکلات کا واحد حل میوزک ہے جب وہ لوگ اپنے مسائل کو حل ہوتا ہوا پاتے تو بالآخر خودکشی کرلیتے ہیں)

میوزک کا علاج

- جب انسان کسی نقصاندہ چیز سے بچنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے ان نقصانات کو جاننا ضروری ہے میوزک ہونے والے نقصانات ہم نے اوپر بیان کردیئے ہیں الحمدللہ۔
- اس کے بعد ہمیں ہر حال میں ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہنا چاہیئے لہذا میوزک سے چھٹکارے کے لیے بھی ہمیں سب سے پہلے اللہ سے مدد مانگنا چاہیئے۔
- ہر چیز میں دعا ایک بہترین ہتھیار ہے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا کرتے رہیں۔
- اور ہمیشہ ہمیں یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ ہماری موت ایمان پر آئے کہیں ایسا نہ کہ ایک انسان میوزک سن رہا ہو اور اسی دوران اس کو موت آجائے تو اس سے بری موت کوئی نہ ہوگی لہذا ہر عمل کا دارومدار اس کے خاتمہ پر ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:

((وَإِنَّمَا الأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا))

"اور اعمال کا اعتبار خاتمہ پر موقوف ہے۔"

(صحیح بخاری:6493)

- دل میں پختہ نیت ہونی چاہئے کہ آپ میوزک کو بلکل چھوڑ دیں گے۔
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے خالص توبہ کریں اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والے ہیں،توبہ کرنے میں جلدی کریں کیونکہ آپ جتنا دیر کریں گے شیطان اتنے ہی وسوسے آپ میں ڈالتا جائے گا۔
- پھر اپنی توبہ کو عملی جامہ پہنائیں؛اپنے اطراف واکناف کو میوزک سے پاک کریں گھر سے (Music System) ہٹادیں، (Mobile Phone/Cell Phone) میں جتنے (Music Album) ہیں انہیں (Delete) کردیں اور سیل فون کے (Ringtone/Caller-tone) بھی بغیر میوزک رکھیں جب تک آپ یہ تمام کام نہیں کریں گے آپ کی توبہ مکمل نہیں ہوگی۔
- "Social Media" سے دور رہیں کیونکہ "Social Media" کا ہر "Content" میوزک پر مشتمل ہوتا ہے نوجوان تو نوجوان کمسن بچے بھی میوزک میں لگے ہوئے آج کل (Korean BTS) بہت زور وشور سے چل رہا ہے:

"BTS - The Bangtan Boys. It is a seven-member South Korean boy band formed in 2013 in Seoul-South Korea".

ان کے گانوں پر دس دس کروڑ (likes)اور(Share) ہوتے ہیں جبکہ قرآن مجید کو سننے اور سنانے والوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے(اللہ مستعان) اللہ کے لیے اپنے گھروں کا ماحول اسلامی بنائیں، اپنے نونہالوں اور نوجوانوں کو ان سب لہو لعب اور خرافات سے دور رکھیں ہر ماں باپ کا یہ اولین فریضہ ہے، آپ سے اپنی اولاد کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا تو آپ اس دن کوئی جواب نہیں دے پائیں گے لہذا اس دن کی تیاری ہمیں آج ہی کر لینا چاہیئے۔

- اکیلے نہ رہیں ہمیشہ کسی نہ کسی کے ساتھ رہیں کیونکہ جب شیطان کسی کو اکیلا پاتا ہے تو اس کو گناہوں کی طرف ابھارتا ہے۔
- کتابوں کو اپنا ساتھی بنائیں، کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیں آج کا نوجوان قرآن بھی موبائیل پر پڑھ رہا ہے اس میں کوئی برائی تو نہیں ہے لیکن آپ قرآن کو مصحف میں دیکھ کر پڑھنے کی عادت ڈالیں کیونکہ مصحف کو اپنے ہاتھ میں لینا بھی نیکی کا کام ہے۔
- جب آپ میوزک چھوڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو آپ کا دل بھی قرآن مجید کی تلاوت پر مائل ہو جائے گا لہذا تلاوت کے ساتھ ساتھ آپ کسی بہترین قاری کو(Follow) کر سکتے ہیں اس سے آپ کا حافظہ بھی بہتر ہو گا اور تجوید بھی نکھر جائے گی، ان شاء اللہ۔
- اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھی آواز عطا کی ہے تو آپ اس کو قرآن سنانے میں لگائیں کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کے نبی

نے ارشاد فرمایا:

((زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ))

"قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو (اچھے اور بہترین لحن کے ساتھ قرآن پڑھو)۔"

(سنن ابن ماجہ:1342، صحیح)

- ❖ بالفرض میوزک چھوڑنے کے باوجود بھی کسی کا دل قرآن میں نہ لگے تو شروعات میں نشید سنیں لیکن نشید سننے کو اپنی عادت نہ بنالیں کیونکہ بہترین کلام تو صرف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے کلام کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا ہے۔
- ❖ یہاں پر میرا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ آپ فوراً میوزک چھوڑیں اور قرآن مجید پڑھنے بیٹھ جائیں بلکہ میرا یہ مشورہ ہے کہ آپ شروعات تو کریں آپ کو جو بھی طریقہ بہتر لگے آپ اس طریقے کو اپناتے ہوئے میوزک چھوڑیں اور دھیرے دھیرے میری تجویز کردہ (Tips) کو اپنائیں یا کسی بھی عالمِ دین سے رجوع کریں، کیونکہ کسی بھی بری عادت کو چھوڑنے کے لیے اس کا بدل ہونا ضروری ہے، لہذا آپ جلد بازی نہ کریں بلکہ پختگی کے ساتھ دھیرے دھیرے آگے بڑھیں قرآن مجید سننا زندگی کا مقصد بنالیں ان شاء اللہ میوزک آپ کی زندگی سے دور ہو جائے گی۔
- ❖ ہر بری عادت کا بدل صرف اچھی عادت ہی سے ممکن ہے لہذا میوزک کا سب سے بہترین بدل قرآن مجید کا سننا ہے، ہو سکتا ہے بعض لوگوں کو یہ بات اچھی

نہ لگے کہ میں نے میوزک کا مقابلہ قرآنِ مجید سے کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ میوزک شیطانی عمل ہے اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لہذا ہم شیطان پر اللہ کے کلام کے ذریعے ہی غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔

❖ بعض نوجوانوں کی یہ شکایت ہوتی ہے کہ جب وہ کسی (Gym) کو جاتے ہیں وہاں پر بھی میوزک ہوتی ہے تو کیا ہم (Gym) جانا بھی چھوڑ دیں اس کا آسان جواب یہ ہے کہ آپ کوئی ایسا(Gym Join) کریں جس میں میوزک نہ ہو یا آپ ان سے (Request) کرلیں کہ میوزک نہ لگائیں جب آپ کا دل اللہ تعالیٰ کے لیے صاف ہو گا تو اللہ تعالیٰ آپ کی راہوں کو آسان فرمادیں گے۔

❖ ہر وقت اپنے آپ کو کسی نا کسی کام میں مشغول رکھیں کیونکہ خالی اوقات میں شیطان کا حملہ بہت ممکن حد تک بڑھ جاتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے نوجوانوں کی حفاظت فرمائے آج کا نوجوان ہمارے کل کا مستقبل ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام نوجوانوں کو تمام بری عادات سے محفوظ رکھے دین اور دنیا میں کامیابی عطا فرمائے، آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

Chapter 10

نوجوانوں کے لیے اہم خطبات

قیامت کے دن کے دس مرحلے

خطبہ 1

(نوجوانوں کے لیے اہم خطبات)

قیامت کے دن کے دس مرحلے

ایک دن آئے گا جب ساری دنیا ریزہ ریزہ ہو جائے گی، پہاڑ روئی کی طرح اڑ رہے ہوں گے، سارے لوگ مر جائیں گے اور دوبارہ زندہ ہو کر سارے کے سارے اکٹھا ہو کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سب کا حساب و کتاب لے گا، اس بات پر ہم سب مسلمانوں کا ایمان و یقین ہے اور جو اس دن کے تعلق سے شک میں مبتلا ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿الم (1) ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (2) الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (3) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (4) أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (5)﴾

(سورۃ البقرۃ:5-1)

ترجمہ: الم، یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے، جس میں متقیوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اس مال سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی ہے اور آپ سے پہلے اتاری گئی ہے، اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ (5) یہ

سب کچھ کرنے والے اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ ورُسُلِهِ والْيَوْمِ الآخِرِ وتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ"

۔1۔اللہ پر ایمان لانا۔2۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان لانا۔3۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا۔4۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا۔5۔آخرت کے دن ایمان لانا۔6۔ تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا۔

(الراوی: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم رقم الحدیث: 8 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

غرض یہ کہ آخرت پر ایمان لانا یہ ایمان کا ایک اہم جز ہے اور جو آخرت کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

لیکن اس کے بر خلاف دنیا بھر کے جتنے بھی مذاہب، فلاسفر اور مستشرقین Orientalists ہیں۔ ان کے پاس نہ اپنے پیدا کرنے والے خالق کے بارے میں مکمل

ڈیٹیلس Details تفاصیل ہیں اور نہ ان کی کتابوں میں مرنے کے بعد کی ڈیٹیلس Details تفاصیل ہیں، بے چارے پریشان رہتے ہیں کہ مرنے کے بعد انکے ساتھ کیا ہو گا؟۔ وہ کہاں سے آئے ہیں اور مرنے کے بعد کہاں جانے والے ہیں؟ اگر آپ کو مرنے کے بعد کی زندگی کی مکمل ڈیٹیل Details تفاصیل ملتی ہیں تو وہ صرف اور صرف قرآن مجید میں ملتی ہیں، قرآن مجید میں جگہ جگہ آخرت کا تصور اور اس کا ذکر ملتاہے، اگر آپ قرآن مجید کو مسلسل پڑھتے جائیں گے تو ہر دوسرے یا تیسرے ہی صفحہ پر آخرت کے دن یا قیامت کے دن کے بارے میں کوئی نہ کوئی خبر آپ کو ملے گی۔ اس طرح ایک مسلمان قیامت کے دن کی ڈیٹیلس Details تفاصیل کو معلوم کر کے سکون پاتا ہے کہ وہ جو بھی کر رہاہے اس کا بدلہ اسے قیامت کے دن ضرور ملنے والا ہے۔

لہذا جب بھی ہم قرآن مجید پڑھیں تو ہمارے ذہن میں آخرت اور قیامت کے تصور کو اجاگر کریں اور ساتھ ہی اس کے لئے تیاری بھی کریں کیونکہ اگر ایک انسان کو مرنے کے بعد کا تصور اس کے دماغ میں رہے گا تو اس کی دنیا بہتر سے بہتر ہو جائے گی اور اس کے برعکس آدمی مرنے کے بعد کی زندگی کو جتنا بھلاتا چلا جائے گا اور مرنے کے بعد حساب و کتاب کے دن کو جتنا بھلاتا چلا جائے گا، اتنا ہی وہ دنیا کے اندر گناہوں میں ڈوبتا جائے گا، جس سے اس کی دنیا بھی تباہ وبرباد ہو گی اور آخرت بھی۔

آخرت کے دن کو سمجھنے کے لئے ایک مثال

آخرت کے دن کے تصور کے بارے میں مزید سمجھنے کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں

کہ آپ کی کوئی کمپنی ہے اور آپ وہاں کسی اکاونٹنٹ ACCOUNTANT سے پورا پورا حساب و کتاب لیتے ہیں، یا پھر آپ کسی کو کچھ بھی کام کرنے کے لئے کچھ پیسے یا کچھ ذمہ داری دیتے ہیں تو اس سے پورا پورا حساب و کتاب لیتے ہیں۔ ویسے ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں یہ جسم دیا، ہمارے اندر روح پیدا کی اور ساری کائنات ہمارے لئے پیدا کیا تو کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اتنی ساری اور اتنی بڑی نعمتوں کا حساب و کتاب نہیں لے گا؟ ضرور لے گا جس دن یہ حساب و کتاب ہو گا اسی دن کو "یَومُ الحِسَاب" کہا جاتا ہے۔ اسے "یَومٌ عَسِیرٌ" بھی کہا جاتا ہے یعنی بڑا سخت دن ۔ واقعی یہ دن بڑا سخت ہو گا ان لوگوں کے لئے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے، دنیا میں من مانی زندگی گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اور یوم آخرت پر پختہ ایمان رکھنے والا بنائے، اور دین پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

لہذا اس آخرت کے دن کو سمجھنے کے لئے ہم اس کے دس مرحلوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ہمارا آخرت پر ایمان ان شاء اللہ مضبوط ہو سکتا ہے۔

1۔1۔ پہلا مرحلہ: صور پھونکنا:- اس کو "نَفخَۃ" کہا جاتا ہے:

نفخہ اور اس کے اقسام: قرآن مجید میں اس نفخہ کی تین قسمیں بیان کی گئیں ہیں:

1۔ نَفخَةُ الصَعق

2۔ نَفخَةُ الفَزع

3۔نَفخَةُ البَعث

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ (68) "

(سورۃالزمر 39/68)

ترجمہ:"اور صور میں پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے بے ہوش ہو جائے گا سوائے اس کے جسے اللہ چاہے، پھر اسمیں دوسری بار پھونکا جائے گا وہ یکا یک کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔"

اس آیت میں "نَفخَةُ الصَعق" اور "نَفخَةُ البَعث" کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشافرمایا:

"وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ 87"

ترجمہ:"اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب گھبرا جائیں گے سوائے اس کے جسے اللہ چاہے اور یہ سب عاجز ہو کر اللہ کے حضور جائیں گے۔"(سورۃالنمل 27/87)

جبکہ اس آیت میں مزید "نَفخَةُ الفَزع" کا ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اس صور سے ڈر جائیں گے۔

نفخات کے تعلق سے اہل علم کا اختلاف

ان صوروں کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ صور کتنی مرتبہ پھونکا جائے گا؟
بعض اہل علم کہتے ہیں کہ تین مرتبہ پھونکا جائے گا: پہلا **نَفخَةُ الفَزع** دوسرا **نَفخَةُ الصَعق** اور تیسرا **نَفخَةُ البَعث** اور انہوں نے مذکورہ سورۃ النمل کی آیت نمبر 87 سے استدال کیا ہے۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ دو مرتبہ پھونکا جائے گا: پہلا **نَفخَةُ الصَعِق** اور دوسرا **نَفخَةُ البَعث** اور انہوں نے مذکورہ سورۃ الزمر آیت نمبر 68 سے استدلال کیا اور سورۃ النمل کے آیت 87 کی توجیہ یہ کی ہے کہ یہ صور اتنا لمبا ہو گا کہ اس صور کے پہلے حصے کو "فَزِعَ" اور اس صور کے آخری حصے کو "**نَفخَةُ الصَعِق**" کہتے ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک **نَفخَةُ الصَعِق** اور **نَفخَةُ الفَزِع** ایک ہی صور ہے اور دوسرا صور "نَفخَةُ البَعث" ہے.

غرض یہ کہ جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو اس وقت ساری دنیا پر خوف طاری ہو جائے گا اور اس "**نَفخَةُ الفَزِع**" کو سب سے پہلے وہ سنے گا جو اپنی اونٹنی کو پانی پلا رہا ہو گا، اور اس صور کی کیفیت کیسی ہو گی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو یہ صور بہت زیادہ لمبا ہو گا اور اس کی لمبائی کا آخری حصہ "**نَفخَةُ الصَعِق**" میں تبدیل ہو جائے گا۔ "**نَفخَةُ الصَعِق**" کا مطلب جھٹکہ ہے۔ جیسے کہ اگر آپ کو بجلی کا جھٹکہ لگ

جائے تو آنافانا مر جاتے ہیں لہذا اس صور سے اس وقت دنیا میں جو بھی رہیں گے وہ سب کے سب ختم ہو جائیں گے سوائے اسکے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بچالے۔

اھل ایمان وتقوی قیامت کے خوف سے محفوظ رھیں گے

قیامت کے دن نیکوکار اور اہل تقوی قیامت کی ہولناکیوں سے بے خوف ہونگے اور انہیں معمولی زکام کی طرح تکلیف ہوگی جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ان نیک بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایاہے:

"أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ"

ترجمہ:" جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قریبی ہوتے ہیں ان کو نہ غم پہونچ سکتاہے اور ان کو کوئی خوف ہوتا ہے"۔

(سورۃ یونس:10/62)

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

"مَن كَانَ تَقِيًّا كَانَ لِلهِ وَلِيًّا"

جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سب زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اتنا ہی بڑا ولی ہوتا ہے۔

(مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ جلد نمبر:11)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعاہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو بھی متقی بنادے آمین۔

اور اسی طریقے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایاہے کہ

اس صور کے پھونکنے کے دوران جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اولیاء ہوں گے ان کو کوئی "فزع اکبر" غمگین نہیں کرے گا، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ"

ترجمہ: "بڑی گھبراہٹ انہیں غمناک نہیں کرے گی اور فرشتے انہیں یہ کہتے ہوئے ملیں گے یہی ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"

(سورۃ الانبیاء:21/103)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ"

ترجمہ: "جو شخص نیکی لائے گا تو اسکے لئے اس سے بہتر بدلہ ہو گا اور وہ اس دن ہر گھبراہٹ سے بے خوف ہونگے"

(سوارۃ النمل:27/89)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو امن میں رہنے والا بنادے، آمین۔

لیکن اس کے باوجود ہمیں قیامت کے دن سے مطمئن ہو کر نہیں بیٹھنا چاہئے وہ بڑا خطرناک دن ہو گا۔ کوئی آدمی یہ نہ سمجھے کہ میں اب کلمہ پڑھ لیا ہوں تو میرے لئے یہی کافی ہے، بلکہ شرک اور بدعتوں سے بچنا پڑے گا۔ سارے حرام کام، چغل

خوری، غیبت، برائی، بد عملی، بے ایمانی، اور بے عملی اپنی زندگیوں سے نکالنا پڑے گا، تب جاکر اس دن میں امن والے ہو جائیں گے۔

بہر حال یہ ایک پہلا صور جو " نَفخَةُ الفَزع"اور"نَفخَةُ الصَعق" کی شکل میں ہو گا جس سے لوگ پہلے مرحلے میں ڈر جائیں گے اور پھر آخری میں بجلی کی طرح سب مر جائیں گے۔

اب ان نفخات کے بعد دوسرا بڑا نفخہ ہو گا جس کو "نَفخَۃُ البَعث" کہتے ہیں یا پھر "بعث بعد الموت" کہا جاتا ہے۔

بعث بعد الموت پر کفار مکہ کا اعتراض اور اس کا جواب

بعث بعد الموت کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں اس "بعث بعد الموت" کو بار بار ایسے دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے کہ جس کو انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور کفارانِ مکہ نے ہمیشہ سے اس دن کے انکا کو اپنا وطیرہ بنالیا تھا۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام نضر بن حارث بن کلدہ تھا وہ قبر کھود کر ایک مرتبہ ہڈی نکال لیا اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے مسل کر ریزہ ریزہ بنادیا، یعنی پاؤڈر کی شکل میں بنادیا اور کہنے لگا اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ ہڈی جو ریزہ ریزہ ہو چکی ہے یہ دوبارہ بنائی جائے گی، یہ کیسی بات ہے؟ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کے اعتراض کو ذکر کرتے ہوئے سورہ یٰس میں ارشاد فرمایا:

"وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ (78)"

ترجمہ: "کہ یہ ابن آدم ہمیں مثالیں دے رہا ہے اور اپنی تخلیق کو بھول گیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہڈی کیسے زندہ کر سکتا ہے جبکہ وہ ریزہ ریزہ ہو چکی ہے۔"

(سورۃ یس:36/78)

پہلا جواب:

اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیتے ہوئے آگے فرمایا:

"قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ "

ترجمہ: "اے نبی اکرم ﷺ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جس نے پہلی مرتبہ ان کو پیدا کیا اور بنایا وہی رب ان کو دوبارہ زندہ بھی کرے گا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر ایک مخلوق کے بارے میں بخوبی جانتے ہیں۔"

(سورۃ یس:36/79)

جب اس کا دنیا میں نام ونشان تھا ہی نہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو پیدا کیا اور اب دنیا میں آگیا۔ جب ایک مرتبہ بن گیا تو دوبارہ بنانے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کیا مشکل پیش آئے گی؟۔ جب کمپیوٹر ایک مرتبہ بن گیا ہے تو دوبارہ اس کو بنانے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی ہے، جب کوئی بھی چیز ایک مرتبہ ظہور پزیر ہو جاتی ہے تو اس کے دوبارہ لاکھوں نسخے نکل جاتے ہیں، ایک نئی کتاب شروع میں لکھنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن جب

ایک مرتبہ وہ لکھ دی جاتی ہے اس کے لاکھوں نسخے چھپانا کیا مشکل ہے؟ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا وجود ہی نہیں تھا تو اللہ تعالی نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تو تم کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

دوسرا جواب:

اللہ کا معاملہ تو ایسا ہے کہ اگر وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ"

ترجمہ: ”جب کسی چیز کا ارادہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کرتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔“

(سورۃ یس:36/82)

تیسرا جواب:

سورہ قیامہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمایا:

"لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ (1) وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (2) أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ (3) بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ (4)"

ترجمہ: ”میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں نفس ملامت گر کی، کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم کبھی اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کر پائیں گے؟ کیوں نہیں!!! ہم ان کے پور پور ٹھیک کرنے پر قادر ہیں۔“

(سورۃ القیامۃ:75/1-4)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس آیت میں کہہ رہے ہیں کہ آدمی کہتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکیں گے ہڈیوں کو چھوڑو ہم تو ان کے انگلیوں کے پوروں کو بھی ویسے ہی دوبارہ بنائیں گے جیسے دنیا میں تھے۔

صور کس سے پھونکا جائے گا؟

اب آیئے جانتے ہیں کہ صور کس کو کہتے ہیں؟ شیخ عبد الرحمن بن الناصر السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:"صور" قرن" سے پھونکا جائے گا، عربی زبان میں قرن سینگھ کو کہا جاتا ہے، اب اس کی کیفیت کیسی ہوگی؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہتر جانتا ہے، بعض مفسرین اس حدیث کو جس میں قرن کے لفظ کا ذکر آیا ہے، اس کو ضعیف کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

لیکن بہت سارے مفسرین اس بات کے قائل ہیں کہ وہ فرشتہ جو صور پھونکنے کے لئے تیار ہے وہ اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

صور پھونکنے کی کیفیت کیا ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ:"اے نبی اکرم ﷺ آپ رات میں بڑے بے چین رہتے ہیں اور آپ کے کروٹ بدلنے کی اور بے قراری کی آوازیں آتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ:

"كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدْ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَاسْتَمَعَ الْإِذْنَ

مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ"

ترجمہ: ”میں کیسے آرام سے سوؤں جب کہ صور پھونکنے والا فرشتہ صور کو لقمہ بنایا ہوا ہے اور وہ کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اس کو صور پھونکنے کی اجازت ملے گی۔“

(الراوی: ابو سعید الخذری المصدر: صحیح الترغیب المحدث: الالبانی رقم الحدیث:3569 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح لغیرہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صور پھونکنے والا فرشتہ تیار ہے اور صور اس کی منہ میں رکھا ہوا ہے ، بس صرف پھونکنا باقی ہے ، تو نبی اکرم ﷺ امت کی فکر کرتے ہوئے تہجد میں دعائیں کررہے ہیں اور امت کی فکر نے نبی اکرم ﷺ کی نیند اڑادی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی امت کو نہ اپنی فکر ہے اور نہ اپنے دین کی۔ انہیں قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھنا نہیں آتا ہے!!! وہ دین سے دور ہو چکے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو پیغام اپنے بندوں کے نام بھیجا ہے اس کو پڑھنا ہی نہیں چاہ رہے ہیں !!!۔ جبکہ واٹساپ دن میں سو مرتبہ پڑھتے ہیں اور کبھی واٹساپ کے گروپ میں کچھ مسیج بھی نہیں آتا ہے پھر بھی باربار چیک کرتے ہیں ، کیا یہ واٹساپ اور فیس بک کے پیغامات پڑھنے سے آپ کی قبر کا مرحلہ آسان ہو جائے گا؟ کیا آخرت کا مرحلہ آسان ہو جائے گا ؟ ایک عقلمندانہ فیصلہ DECISION لینے کی ضرورت ہے اور قرآن سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

لہذا یہ پہلا مرحلہ ہے جس میں صور پھونکا جائے گا، پہلے صور میں لوگ ڈریں گے اور بعد میں مر جائیں گے اور پھر ایک اور صور میں جتنے بھی مرے تھے پھر سے دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔

2۔دوسرا مرحلہ ہے حشر کے میدان جمع ہونا

اب جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سارے لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے ، ان زندہ لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ یہ جمع کرنے کی کیفیت بھی بہت ہی خطرناک ہوگی "بعث بعد الموت " کے لئے جب صور پھونکا جائے گا تو ایسے بھاگے دوڑے آئیں گے جیسے ٹڈیوں کا منتشر جھنڈ ہے جو چلا آرہا ہے۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

" خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ"

ترجمہ:"ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور وہ قبروں سے یوں نکلیں گے جیسے منتشر ٹڈی دل ہوں۔"

(سورۃ القمر:54/7)

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو سر کے بل آئیں گے جیسے کوئی گیند زمین پر ٹپا مار کر آگے بڑھتی ہے، اس طرح یہ سر کے بل ٹپا مارتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کہ اے نبی اکرم ﷺ! ہمیں پیروں سے چلنا

تو معلوم ہے لیکن یہ سر کے بل کیسے چلیں گے ؟ تو نبی اکرم ﷺ نے کہا کہ :جو رب پیروں پر چلا سکتا ہے وہی سر سے چلنے کی طاقت بھی دے گا، کچھ لوگ ذلیل وخوار ہو کر جمع کئے جائیں گے جن کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوں گی، کچھ لوگ اپنی ذلت کی وجہ سے سرنیچے کر کے آئیں گے انکو سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہو گی، کچھ لوگوں کو جاثیہ (گھٹنوں کے بل) کی شکل میں بیٹھا دیا جائے گا، ہر ایک کے آنے کا طریقہ الگ الگ ہو گا، آج کل ہمارے بچے فیس بک اور واٹساپ پر بیٹھ کر ہر چیز کو بغیر تحقیق فوراً فارورڈ کرتے چلے جارہے ہیں اگر وہ جھوٹ رہا اور اسکی وجہ سے کوئی جذبات سے مغلوب ہو کر کسی کا قتل کر دیا تو ان کا شمار قتل کی پلاننگ کرنے والوں میں ہو گا اور قیامت کے دن انکے ہاتھوں میں مقتول کی گردن ہو گی ، سود کھانے والے لوگ پاگلوں جیسی حرکت کرتے ہوئے آئیں گے، اگر کوئی جانوروں کا مالک تھا اور اس نے اس جانور کی زکات ادا نہیں کی تھی تو یہ جانور کل قیامت کے دن اپنے مالک کو اپنے پیروں سے مار رہا ہو گا اور ایسی ہی حالت میں وہ حشر کے میدان میں آئے گا، اگر کسی نے کسی کی زمین ہڑپ لی تھی (جیسا کہ اکثر لوگ اپنے چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کی زمین بڑی آسانی ہڑپ کر جاتے ہیں) اگر وہ ایک بالشت جگہ بھی ہڑپ کر لے گا تو اس جیسی سات زمینوں کی مٹی اٹھا کر اس کا طوق بنا کر گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

بعض لوگ مانگ مانگ کر پیسہ جمع کرتے ہیں، قیامت کے دن یہ بھیک مانگنے والے لوگ اس طرح آئیں گے کہ ان کے چہروں پر چمڑا نہیں ہو گا، (یاد رکھیں اسلام نے آدمی کو محنت کرنا سیکھایا ہے مانگنا نہیں سیکھایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو محنت کرنے والا بنائے اور محنت کر کے پیسہ کما کر دوسرے ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔) قیامت کے دن عورتوں کی بھی حالتیں بڑی عجیب ہوں گی جیسے کہ وہ عورت جو نوحہ کرتی ہے اور میت کی خوبیوں کو بیان کر کے روتی ہوئی اپنے کپڑے پھاڑ لیتی ہے اور اپنے چہرے پر طمانچے مارتی ہے تو ایسی عورت کو گندھک کا کپڑا پہنایا جائے گا جس کی وجہ سے اس کو بے انتہاء گرمی ہو گی، اس طرح ہر ایک کو الگ الگ انداز میں میدان حشر میں اکٹھا کیا جائے۔

اس دن زمین تابنے کی بنادی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ"

ترجمہ: ”جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی اور آسمان بھی اور لوگ اللہ واحد قہر والے کے سامنے پیش ہوں گے۔“

(سورۃ ابراہیم:14/48)

آپ ﷺ نے فرمایا:

((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ))

ترجمہ: ”روز قیامت لوگوں کو ایک ایسی زمین پر اکٹھا کیا جائے گا جو سفیدی سرخی مائل صاف گول ہو گا۔“

(الراوی: سھل بن سعد المصدر: صحیح البخاری المحدث: البخاری رقم الحدیث: 6521
خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہو گا اور سب لوگ گرمی کی وجہ سے پریشان ہوں گے ، عربی زبان میں "میل" کے دو معنی آتے ہیں:

- ایک معنی: سرمہ دانی کے سلائی کا ہے۔
- دوسرا معنی: 1.6093 اکلو میٹر کا ہے۔

اگر ایک میل کا معنی 1.6093 اکلو میٹر لیا جائے تو تب بھی سورج کوئی زیادہ دور نہیں ہو گا ، اتنی زیادہ گرمی ہو گی جس کی وجہ سے لوگ پسینہ میں شرابور ہوں گے ، ہر ایک اپنے گناہ کے حساب سے پسینہ میں ڈوبا ہو گا، ان میں بعض لوگ تو ایسے ہوں گے جن کے ہونٹوں تک پسینہ ہو گا، تو ایسے سخت حالات میں اللہ سبحانہ وتعالی نیک لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا ، انہیں حشر کے میدان میں بڑی تکریم کے ساتھ جمع کیا جائے گا اور انہیں اعزازات دیئے جائیں گے ، بعض نیک لوگوں کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک خاص سایہ نصیب کریں گے۔

ساتھ خوش نصیب جنھیں اللہ تعالی اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا:

آپ ﷺ نے فرمایا:

سبعةٌ يُظِلُّهم اللهُ في ظِلِّه يومَ لا ظلَّ إلّا ظلُّه: إمامٌ عادلٌ وشابٌّ

نشَأَ في عبادةِ اللهِ تعالى ورجلٌ ذكَر اللهَ خاليًا ففاضت عيناه ورجلٌ ۔ كَان ۔ قلبُه معلّقٌ في المسجدِ ورجُلانِ تحابّا في اللهِ: اجتمَعا عليه وتفرّقا ورجلٌ دعتْه امرأةٌ ذاتُ منصبٍ وجمالٍ إلى نفسِها فقال: إنّي أخافُ اللهَ ورجلٌ تصدّق بصدقةٍ فأخفاها حتّى لا تعلَمَ شِمالُه ما تُنفِقُ يمينُه"

ترجمہ: ”سات ایسے خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے سایہ کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا:

1) انصاف پسند بادشاہ (یعنی وہ بادشاہ جس نے اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کیا ہوگا ۔(اسی طریقے سے اگر آپ کے پاس کوئی اپنے مسائل یا جھگڑے لے کر آئے تو آپ کسی ایک کی طرف مائل ہوئے بغیر رشتہ داری اور دوستی کا خیال کئے بغیر انصاف کرتے ہیں تو ان شاءاللہ، اللہ تعالی آپ کو بھی اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا)۔

2) وہ نوجوان جو اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزارا۔(اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو اور ہمارے نوجوانوں کو ایسی جوانی عطا فرمائے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت میں گذرتی ہو اور اپنی نافرمانی سے بچائے۔ اللہ تعالی نے ہمیں جو طاقت و قوت دی ہے اس کو اسلام کی اشاعت میں دین کی اشاعت میں اور علم دین کو سمجھنے میں مسجد بنانے، مجبوروں کی مدد کرنے میں لگائیں۔)

3) اور ایسا آدمی جب وہ اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں۔

4) اور ایسا آدمی جس کا دل مسجد سے لگا ہوا ہے

5) اور وہ دو لوگ جو صرف اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں اللہ ہی کے لئے ملتے اور اللہ ہی کے لئے جدا ہوتے ہیں۔

6) اور وہ آدمی جسے مرتبہ والی اور حسین عورت دعوتِ زنا دے، لیکن وہ کہے کہ میں اللہ تعالی سے ڈرتا ہوں۔

7) اور وہ آدمی جو اس طرح چھپا کر صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے؟"۔

(الراوی: ابو هريرة المصدر: صحيح مسلم المحدث: مسلم رقم الحديث: 1031 خلاصة حكم الحديث: صحيح)

اس حدیث میں سات لوگوں کا ذکر ہے لیکن علمائے کرام سات سے بھر زیادہ گروپ ہوسکتے ہیں جو کل قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے جگہ پائیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ایمان و عمل میں اتنی طاقت عطا فرمائے کہ ہم یہ مرحلہ آسانی سے پار کر سکیں۔(آمین)

3۔تیسرا مرحلہ ھے :-شفاعت(سفارش)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا كَانَ يَوْمُ القِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، فَيَأْتُونَ

آدَمَ، فَيَقُولُونَ: اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللَّهِ، فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ، وَكَلِمَتُهُ، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَأْتُونِي، فَأَقُولُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لاَ تَحْضُرُنِي الآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ المَحَامِدِ، وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ"

ترجمہ:

”قیامت کا دن جب آئے گا تو لوگ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ظاہر ہوں گے۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہماری اپنے رب کے پاس شفاعت کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، ہاں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ سے شرف ہم کلامی پانے والے ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔

چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، ہاں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ میں شفاعت کے لیے ہوں اور پھر میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ تعریفوں کے الفاظ مجھے الہام کرے گا جن کے ذریعہ میں اللہ کی حمد بیان کروں گا جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں۔ چنانچہ جب میں یہ تعریفیں بیان کروں گا اللہ کے حضور میں سجدہ کرنے والا ہو جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر اٹھاؤ، جو کہو وہ سنا جائے گا، جو مانگوگے وہ دیا جائے گا، جو شفاعت کروگے قبول کی جائے گی۔ پھر میں کہوں گا: اے رب! میری امت، میری امت، کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لو جن کے دل میں ذرہ یا رائی برابر بھی ایمان ہو۔ چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں لوٹوں گا اور یہی تعریفیں پھر کروں گا اور اللہ کے لیے سجدہ میں چلا جاؤں گا مجھ سے کہا جائے گا۔ اپنا سر اٹھاؤ کہو، آپ کی سنی جائے گی۔"

(الراوی: انس بن مالک المصدر: صحیح البخاری المحدث: البخاری رقم الحدیث: 7510 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اس کے بعد آپ ہر مومن کے حق میں شفارش کریں گے، لیکن جو لوگ شرک کرکے مرگئے ہونگے انہیں آپ کی شفارش نصیب نہیں ہو گی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سفارش اپنے باپ کے حق میں قبول نہیں کی جائے گی۔

(الراوی: ابو ھریرۃ المصدر: صحیح البخاری المحدث: البخاری رقم الحدیث: 3350 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اپنے آپ کو شرک سے بچانا بے حد ضروری ہے، بہر کیف آپ ﷺ کی شفارش کے بعد حساب وکتاب شروع کیا جائے گا۔

4۔ چوتھا مرحلہ حساب وکتاب کا ھے

یہ مرحلہ بھی بڑا سخت ہونے والا ہے، جب لوگ حساب وکتاب کے لئے آئیں گے تو یہ بے انتہاء سخت اور خطرناک مرحلہ ہو گا وہاں ہر ایک کو انصاف ملے گا، اگر کسی نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگا کر دنیا میں بچ گیا بھی تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس غلام کو انصاف دلائیں گے، جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پائے گا اور جو ذرہ برابر گناہ کرے گا وہ بھی اس کو پائے گا۔ آج ہم نے گالیوں کو معمول بنالیا ہے اور عام زبان میں ہم کسی کو ماں اور بہن کی گالی دیتے ہیں حالانکہ اس کے معنی بڑے بھیانک ہوتے ہیں، اور وہ معنی کسی بڑی تہمت سے کم نہیں ہوتے ہیں اور ان تہمتوں کا ہمیں قیامت کے دن جواب دینا ہو گا۔ اسی طرح محلے کے بہت سارے افراد مرد ہو کہ عورت صرف سنی سنائی باتوں پر دوسروں پر تہمتیں لگاتے ہیں۔

حتی کہ اگر کوئی سینگھ والا جانور بغیر سینگھ والے جانور کو مارتا بھی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا بدلہ قیامت کے دن دلوائے گا، اسی لئے ہمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دعا

ملتی ہے کہ:

((اللّٰهمَّ حَاسِبنِي حِسَاباً يَسِيراً))

کہ اے میرے رب! میرا حساب وکتاب بڑا آسان لینا۔

(الراوی: عائشہ رضی اللہ عنہا المصدر: صحیح ابن حبان المحدث: ابن حبان رقم الحدیث: 7372 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

5۔پانچواں مرحلہ ترازو کا قیام اور اعمال کا تولا جانا

ہماری زبان میں ایک محاورہ بہت مشہور ہے کہ "نیکی کر دریا میں ڈال" یہ اسلامی نکتہ نظر نہیں ہے بلکہ اسلام کا یہ تصور ہے کہ "نیکی کر ترازو میں ڈال" ریاکاری کا ذرا برابر شائبہ نہیں ہو جو بھی کام کریں صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کریں۔ ہمارے اسلاف سونے سے پہلے بیٹھ کر یہ سوچتے تھے کہ آج میں نے کس کا دل دکھایا ہے؟ آج میں نے کونسا گناہ کیا ہے؟ آج میں نے کس کا حق تلف کیا ہے؟ کیا آج کے دن میں میرا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا ہے یا برائیوں کا پلڑا بھاری رہا ہے؟ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کھلے طور پر اعلان کر دیا ہے کہ:

﴿فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ (6) فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ (7) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ (8) فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ﴾

ترجمہ: "جنکے نیکیوں کے پلڑے بھاری رہیں گے وہ خوش وخرم زندگی کے حقدار رہیں گے اور جن کے نیکیوں کے پلڑے ہلکے رہیں گے وہ جہنم کے حقدار ٹھہریں گے۔"

(سورۃ القارعۃ:101/6-9)

اسی لئے ہمیں بھی سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لینا چاہئے کہ کیا آج کے دن میں نے کسی کو ستایا ہے ؟ کیا آج کے دن میں نے اپنے رب کو ناراض کرنے کا کوئی کام کیا ہے ؟ مگر آج ہماری راتیں کیسی ہوتی ہیں، آپ بخوبی واقف ہیں !!! فون پر دھمکی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ "ابھی تو فون رکھ میں تجھے کل صبح بتاتا ہوں" رات میں معاف کر کے سو گئے تو کیا ہی اچھا ہوتا یا پھر یہ کہیں گے کہ بھائی کل بات کریں گے اور یہ معاملہ سلجھالیں گے، ہمارے درمیان چند غلط فہمیاں جنم لے رہی ہیں اس کو آپس میں بیٹھ کر صاف کر لیں گے ۔ آپ نے دھمکی دے کر اس کی مکمل رات خراب کر دی ہے، اور آپ کا بھروسہ بھی نہیں ہے کہ صبح ہونے تک آپ زندہ بھی رہیں گے یا نہیں رہیں گے ۔

اسی لئے ہمیں چاہئے کہ معاف کرکے سونے کی عادت ڈالیں ،دل سے کدورت نکال کر لوگوں سے بات چیت کریں اور اپنی زبان سے اللہ کا ذکر جیسے الحمد للہ وغیرہ ادا کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کلمے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ))

ترجمہ: ’’الحمد للہ پورے ترازو کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ اور الحمد للہ سے آسمان وزمین دونوں بھر جاتا ہے اور بھر کر باہر نکل جاتا ہے۔‘‘

(الراوی: ابو مالک الاشعری المصدر: صحیح مسلم المحدث: مسلم رقم الحدیث:223 خلاصۃ

حکم الحدیث: صحیح)

6۔ چھٹا مرحلہ: حوض اور نہر کوثر

کوثر ایک نہر ہوگی جو بہت بڑی اور بے حد خوبصورت ہوگی اور اس کی مٹی مشک عنبر اور زعفران کی ہوگی اور اس نہر کا پانی ایک حوض میں جمع ہو جائے گا تو اسی کو حوض کوثر کہتے ہیں ، وہاں پر انبیاء کرام علیہم السلام ہوں گے ، ہمارے یہاں ایک بات بڑی عجیب ہے کہ ہم لوگ اکثر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے جام کوثر نصیب فرما۔ جب کہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں بھی حوض کوثر کا پانی پلایا جائے گا ایسی کوئی بات احادیث میں نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے جام کوثر مرحمت فرمائیں گے ، بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ وہاں اتنی زیادہ تعداد میں پیالے ہوں گے جو تاروں کی طرح چمک رہے ہوں گے اور لوگ آکر پئیں گے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نہیں پلائیں گے ، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں لوگ خود جام کوثر پئیں گے ، یہ ایسا پانی ہوگا کہ جب کوئی ایک مرتبہ یہ پانی پی لے گا تو پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ لیکن وہاں پر کچھ ایسے بھی آئیں گے جو دنیا میں بدعت کے کام کئے ہوں گے ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی امت پہچان کر بلائیں گے ، لیکن فرشتے ان لوگوں کو دھتکار دیں گے ، ان کو جانوروں کی طرح ہانک دیا جائے گا ، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر کہیں گے کہ ان کو چھوڑ دو ، یہ میرے امتی ہیں ، تو فرشتے کہیں گے کہ اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نہیں معلوم کہ انھوں نے آپ کے جانے بعد دین میں بہت ساری نئ نئ چیزیں ایجاد کرلی تھیں ، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ ایسے لوگوں کی مجھ سے دوری

ہو جنھوں نے میرے جانے کے بعد میرے دین کو بدل دیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو شرک سے اور بدعات سے بچائے۔ (الراوي: سهل بن سعد الساعدي| المحدث: البخاري| المصدر: صحيح البخاري الرقم: 6583| خلاصة حكم المحدث: [صحيح])

7۔ ساتواں مرحلہ: اندھیرے کا چھا جانا

سارے لوگوں پر گھپ اندھیرا چھا جائے گا، اچانک اللہ تعالی ایک روشنی بھیجے گا اور یہ روشنی اتنی پھیلی ہوئی ہوگی کہ منافقین اس روشنی کو دیکھ کر اہل ایمان کو آواز لگائیں گے کہ ہمیں بھی اپنے نور کا کچھ حصہ دے دو جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

" يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ (13) "

ترجمہ: ”اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں اہل ایمان سے کہیں گے کہ تھوڑا رکو! ہم تمہارے نور میں کچھ حصہ لیں اور تمہارے ساتھ چلیں تو مومنین کہیں گے کہ پیچھے موڑ جاؤ اور نور کو تلاش کرو اچانک ایک دیوار مومنوں اور منافقین کے درمیان حائل ہو جائے گی جس کے ایک طرف رحمت ہوگی اور دوسری طرف منافقین کے لئے عذاب ہوگا۔“

(سورۃ الحدید: 57/13)

ایک اور روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا:

أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ؟

ترجمہ: جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ "

"لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔"

(المصدر: صحیح مسلم، الراوی: عائشہ رضی اللہ عنہا، حدیث نمبر: 315)

جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زندگی دی ہے ہمیں قیامت والے دن کے لئے نور کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

8۔ آٹھواں مرحلہ: پل (صراط) پر سے گذرنا

پل صراط پر سے گذرنا بھی ایک بڑا بھیانک منظر ہو گا، اور ہر ایک کو یہاں سے گذرنا ہو گا ،اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا راشاد ہے:

"وَإِن مِّنكُمْ إِلا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا"

ترجمہ: اور تم میں سے جو بھی ہے اس پر وارد ہونے والا ہے۔ یہ ہمیشہ سے تیرے رب کے ذمے قطعی بات ہے، جس کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔

(مریم:71)

اس پل پر سے کوئی بجلی کی طرح گذر جائے گا، کوئی گھوڑے پر سواری کی طرح گذر جائے

گا، کوئی اپنی سرین کے بل آہستہ آہستہ گذرے گا۔ غرض ہر ایک اپنے ایمان و عمل کے مطابق پل صراط پر سے گذر جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے:

عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ، عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَإِنْ مِنْكُمْ إِلا وَارِدُهَا سورة مريم آية 71 فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ، فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ "

ترجمہ: "سدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے مرہ ہمدانی سے آیت:

((وإن منكم إلا واردها))

"یہ امر یقینی ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس پر عبور کرے گا" (مریم:۷۱)، کا مطلب پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ جہنم میں جائیں گے، پھر اس سے اپنے اعمال کے سہارے نکلیں گے، پہلا گروہ (جن کے اعمال بہت اچھے ہوں گے) بجلی چمکنے کی سی تیزی سے نکل آئے گا۔ پھر ہوا کی رفتار سے، پھر گھوڑے کے تیز دوڑنے کی رفتار سے، پھر سواری لیے ہوئے اونٹ کی رفتار سے، پھر دوڑتے شخص کی، پھر پیدل چلنے کی رفتار سے۔"

(المصدر: سنن الترمذی، الراوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث:3159،

خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ:311)۔

وہاں سے پل صراط کلالیب (قینچیوں) کا ہو گا، جو لوگ پل صراط پر سے جلدی گذر نہیں پائیں گے تو وہاں پر ان کے لئے کلالیب (قینچیاں) ہوں گے وہ کافروں اور گناہگار مسلمانوں کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے اور پل صراط پر سے جہنم میں گرنے کی کیفیت کیسی ہو گی؟ ایسا نہیں ہے کہ ان کو بڑے آرام سے سواری پر بیٹھا کر جہنم میں داخل کیا جائے گا بلکہ اس پل پر سے گذرتے ہوئے یہ قینچیاں کلالیب ان کو اچک لیں گے اور ان کو قیمہ قیمہ کریں گے اور اس طرح وہ جہنم رسید ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

" ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجِسْرِ، فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْجِسْرُ؟، قَالَ: مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ تَكُونُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ، وَكَالْبَرْقِ، وَكَالرِّيحِ، وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا "

ترجمہ: پھر انہیں پل پر لایا جائے گا۔ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! پل کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا, وہ ایک پھسلواں گرنے کا مقام ہے اس پر سنسنیاں ہیں، آنکڑے ہیں، چوڑے چوڑے کانٹے ہیں، ان کے سر خمدار سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مومن اس

پر پلک مارنے کی طرح، بجلی کی طرح، ہوا کی طرح، تیز رفتار گھوڑے اور سواری کی طرح گزر جائیں گے۔ ان میں بعض تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا۔

(المصدر: صحیح بخاری، الراوی: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: 7439)

یہ راستہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا جیسا کہ حدیث میں ہے:

"إنَّ على جهنَّمَ جِسرًا أدَقَّ مِنَ الشَّعرِ، وأَحَدَّ مِنَ السَّيفِ"

ترجمہ: کہ جہنم پر ایک ایسا پل ہو گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔

(الراوي: أنس بن مالك | المحدث: البيهقي، المصدر: شعب الإيمان، الرقم: 1/277، خلاصة حكم المحدث: إسناده ضعيف)

لیکن اہل علم نے کہا اسکا معنی کی تائید دیگر احادیثٍ سے ہوتی ہے

يُوضَعُ المِيزَانُ يومَ القيامةِ، فَلَوْ وُزِنَ فيهِ السَّمَوَاتُ و الأرضُ لَوَسَعَتْ، فتقولُ الملائكةُ: يا رَبِّ لِمَنْ يزِنُ هذا؟ فيقولُ اللهُ تعالى: لِمَنْ شِئْتُ من خَلْقِي، فتقولُ الملائكةُ، سبحانَكَ ما عَبَدْناكَ حقَّ عِبادَتِكَ، و يُوضَعُ الصِّرَاطُ مِثْلَ حَدَّ المُوسَى،

فَتقولُ الملائكةُ ، مَنْ تُجِيزُ على هذا ؟ فيقولُ : مَنْ شِئْتُ من خَلْقِي ، فَيقولونَ : سبحانَكَ ما عَبَدْناكَ حقَّ عِبادَتِكَ

الراوي : سلمان الفارسي | المحدث : الألباني | المصدر : السلسلة الصحيحة

الصفحة أو الرقم : 941 | خلاصة حكم المحدث : [أورده في الصحيحة] وإسناده صحيح موقوفا وله حكم الرفع

مسلم في "صحيحه" (رقم 183)

زاد مسلم: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: (بَلَغَنِي أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ، وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ).

لہذا یہ مرحلہ بڑا ہی بھیناک ہو گا جس پر سے ہر ایک کو گذرنا ہو گا کیا انبیاء ورسل، کیا اولیاء واتقیاء، کیا مومن وکافر، کیا منافقین وملحدین اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں آخرت کی اس قدر بھیانک اور درناک تکالیف سے ہم کو دور رکھے۔ آمین۔

9۔ نواں مرحلہ: لوگوں دلوں سے غل کا نکالنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا ذکر بھی بار بار فرمایا ہے ارشاد ہے کہ:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾

ترجمہ: ”کہ ہم ان کے سینوں سے غل کو نکال دیں گے وہ تختوں پر آمنے

سامنے بیٹھے بھائی بھائی ہوں گے"۔

(سورۃ حجر:15/47)

ایک اور جگہ کہا:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

ترجمہ: "اور ان کے سینوں میں جو بھی کینہ ہو گا ہم نکال دیں گے، ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ کی ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور ہم کبھی نہ تھے کہ ہدایت پاتے، اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی، بلاشبہ یقینا ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے۔ اور انھیں آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کے وارث تم اس کی وجہ سے بنائے گئے ہو جو تم کیا کرتے تھے"۔

(سورۃ الأعراف:43)

یہاں ان نصوص میں غل کا مطلب حسد، کینہ، کپٹ، بغض، جلن، وغیرہ ہے، لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومنوں کے دلوں سے ان تمام چیزوں کا خاتمہ فرمادیں گے، کیونکہ جنت میں خوش رہنا ہے اور اس جنت میں سو درجے ہیں ورنہ وہاں پر بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے گلے شکوے کرتے ہوئے بیٹھ جائیں گے کہ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اتنا کم دیا ہے اس کو اتنا

زیادہ دیا ہے تو یہ جلن اور حسد ختم ہو گی اس کے بعد اہل جنت خوش وخرم اور ہشاش بشاش رہیں گے۔

10۔دسواں مرحلہ جنت میں داخلے کا ھے

جہاں پر فرشتے سلام کرتے ہوئے جنتیوں کو جنت میں داخلے کی دعوت دیں گے اور سلامتی کی دعائیں کریں گے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان آیات میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے:

"الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ (20) وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ (21) وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (22) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (23) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (24)"

ترجمہ: جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور پختہ عہد کو نہیں توڑتے۔[20] اور وہ جو اس چیز کو ملاتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔[21] اور وہ جنھوں نے اپنے رب کا چہرہ طلب کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور

ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کو نیکی کے ساتھ ہٹاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے اس گھر کا اچھا انجام ہے۔[22] ہمیشگی کے باغات، جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولادوں میں سے جو نیک ہوئے اور فرشتے ہر دروازے میں سے ان پر داخل ہوں گے۔[23] سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔[24]

(سورۃ الرعد:20-24)

ایک اور جگہ کہا:

الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (67) يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ (68) الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ (69) ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ (70) يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (71) وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (72) لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ (73) "

ترجمہ: سب دلی دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقی لوگ۔ اے میرے بندو! آج نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ فرماں بردار تھے۔ جنت

میں داخل ہو جاؤ تم اور تمھاری بیویاں، تم خوش کیے جاؤ گے۔ ان کے گرد سونے کے تھال اور پیالے لے کر پھرا جائے گا اور اس میں وہ چیز ہو گی جس کی دل خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی اور تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے۔ تمھارے لیے اس میں بہت سے میوے ہیں، جن سے تم کھاتے ہو۔

(سورۃ الزخرف:67-73)

جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے اور ہر دروازے سے آواز دینے والا آواز دے کر جنتی کو اس کے مستحق دروازے سے داخل کروائے گا، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: " مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ"، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا، قَالَ: نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ."

ترجمہ:" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو مجاہد ہو گا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے جو روزہ دار ہو گا اسے "باب الریان" سے بلایا جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہو گا اسے زکوٰۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہیں میں سے ہوں گے"۔

(الراوي: أبو هريرة المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري الرقم: 1897)

نوٹ: یہ قیامت کے مختصر طور پر دس مرحلے تھے جو بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اب یہاں پر ایک بات غور کرنے کی یہ ہے کہ جو اس میں ترتیب بتائی گئی ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ اسی ترتیب کے ساتھ جنت میں داخلہ یا جہنم میں داخلہ ہو گا، کیونکہ اس ترتیب کے ساتھ کسی ایک مکمل حدیث میں یہ تمام مرحلے بیان نہیں کئے گئے ہیں، بلکہ علمائے کرام نے قیامت کے مراحل کے تعلق سے ساری احادیث کا دراسہ کرکے ایک ترتیب دینے کی کوشش کی ہے، ترتیب آگے پیچھے بھی ہو سکتی ہے اور یہی ہمارا ماننا ہے۔

جنت اور جہنم کا مختصر منظر

چلتے چلتے اب **میں** جہنم کا تھوڑا سا منظر آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، جہنم میں دیواریں آگ کی ہوں گی، چھت آگ کی ہوگی، گھر آگ کے ہوں گے، بستر آگ کے ہوں گے، تکیے آگ کے ہوں گے، جہنم میں جہنمی کو جب پیاس لگے گی تو اس کو پلانے کے لئے جو پانی لایا جائے گا وہ اتنا گرم ہو گا کہ اس کے بھانپ سے اس کے چہرے کی چمڑی گل جائے گی، اور فرشتے اسکو پینے کے لئے کہیں گے، وہ نہیں پیئے گا، تو فرشتے اس کو پانی زبردستی پلائیں گے اور سر پر انڈلیں گے، اس سے اس پر سوراخ پڑ جائے گا، اور اس گرم پانی کی وجہ سے پیٹ کٹ جائے گا اور ساری آنتیں باہر آجائیں گی، اور بھوک لگنے پر فرشتے اسے کانٹوں کا کھانا دیں گے، جب وہ کھانے سے منع کر دے گا تو اس کو فرشتے زبردستی ٹھوس کر کھلائیں گے، اور اس کو لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں سے باندھ دیا جائے گا اور وہ اتنے وزنی ہوں گی کہ جس سے جہنمی ہل بھی نہیں سکے گا، اور اسی زنجیر میں اس کو گھسیٹا جائے گا ۔

ان کے بالمقابل جنتی تو بڑے عیش اور آرام میں ہوں گے، اور انہیں وہاں وہ ساری چیزیں ملیں گی جو ان کا من چاہتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ"

ترجمہ: ''تمہارے لئے وہاں پر وہ سب کچھ ہو گا جو تم چاہو گے، اور وہ سب کچھ ہے جو تم مانگو گے۔''

(سورة حم سجدة:41/31)

آخر میں جنت کا ایک منظر کھینچ کر اپنی بات ختم کر دیتا ہوں کہ جنتی جا رہا ہو گا چلتے چلتے وہ اپنے کپڑوں کو دیکھا گا تو اس کو خواہش ہو گی کہ فلاں پودے یا پھول کی طرح کپڑا ہو گا تو کتنا اچھا ہو گا، جیسے ہی اس کی خواہش ہوئی تو تھوڑے ہی دیر میں اس کی فیٹنگ کے برابر وہ کپڑا اس کے جسم پر ہو گا، جب کہ دنیا کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ جنت میں صرف خواہش کرنے کی دیر ہے، وہاں اسے وہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا جو اس کا نفس خواہش کرے گا۔

میرے پیارے بھائیو! ہم اس دنیا سے بہت دل لگا چکے ہیں اگر دل لگانا ہے تو اس جنت سے لگائیں جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ."

ترجمہ: ”جنت میں ایسی چیزیں ہوں گی جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا، اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گذرا ہو گا“

(الراوي: ابو هريرة رضي الله عنه المصدر: صحيح البخاري المحدث: البخاري رقم الحديث:4779 خلاصة حكم الحديث: صحيح)

اگر آپ کو جنت کا منظر خیالات میں دیکھنا ہو تو سورہ غاشیہ پڑھ لیجئے اور سورہ اعلیٰ بھی کیونکہ اس میں توحید رسالت اور آخرت کا تذکرہ ہے (جو کہ ہماری کامیابی کا راز اور SUBJECT ہے) یہ بھی کہ دنیا دار العمل ہے یہاں ہمیں ایمان کے ساتھ عمل

صالح کرتے رہنا چاہیے اور یہ سورۃ ہم جمعہ کی نماز کی پہلی رکعت میں پڑھتے ہیں۔اس کے بعد دوسری رکعت میں اسکا ریزلٹ نتیجہ جنت کا ذکر ہے لہذا یہ دوسورتیں ہمیں ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہیے اور اس کے مطابق عمل کرتے رہنا چاہیے جن سے جنت کو حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ان شاء اللہ۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ 2

علم اور علماء کی اہمیت وفضیلت

آج آپ کے سامنے جس موضوع پر میں خطبہ جمعہ پیش کرنے جارہاہوں وہ ہے "علم اور علماء کی اہمیت" ، اس موضوع کو میں آپ کے سامنے چند آیات چند احادیث اور دس سنہرے واقعات کی روشنی میں بیان کروں گا، ان شاء اللہ!۔ اس موضوع کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک عرب عالم کا بیان سُن رہا تھا، انہوں نے اپنے خطاب میں بڑے پیارے نکات بیان کئے تھے، میں نے سوچا کہ اس خطاب کو اردو میں ہماری عوام کے سامنے پیش کردوں تاکہ بہت سارے اردو جاننے والے بھائیوں میں بھی اسلامی اور شرعی معلومات حاصل کرنے کا ایک جذبہ پیدا ہو جائے، ان شاء اللہ!۔ ان عرب عالم نے خطبہ کی جو شروعات کی تھی وہ مجھے بڑی پسند آئی، انہوں نے خطبہ کی شروعات مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے بارے میں یہ کہتے ہوئے کی کہ یہ جتنے مؤمن بھائی مسجد میں خطبہ سننے کے لئے آئے ہوئے ہیں انہیں نماز کا بڑا شوق ہے تب ہی تو یہ مسجد میں آئے ہوئے ہیں۔ ایک مؤمن نماز جان بوجھ کر نہیں چھوڑ سکتا، جب کبھی اس سے نماز چھوٹ جاتی ہے تو اسے بہت غم ہوتا ہے، ایک مؤمن جب اذان سُنتا ہے تو اسے اپنے سارے کام معمولی لگتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا تمام لوگ بغیر علم کے اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اگر آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے دوسرا اہم رکن ہے اور آپ کو نماز کی اہمیت و فضیلت کا بھی اندازہ ہو جائے لیکن آپ کو یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کیسے پڑھی جاتی ہے تو آپ کی اتنی ساری جانکاری کا مکمل فائدہ حاصل نہیں ہو گا، اسی طرح ایک مؤمن کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ اس سے اَنجانے میں بھی شرک نہ ہو، اس

کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ساری زندگی توحید اور شرک میں فرق کرتے ہوئے گذارے لیکن آپ مجھے یہ بتلائیں کہ بغیر علم کے وہ انسان کیسے توحید اور شرک میں فرق کر سکتا ہے؟اس علم کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کے بغیر انسان سیدھے راستہ کا پتا ہی نہیں لگا سکتا، اور اس حالت میں وہ منزل تک بھی کس طرح پہونچے گا؟اسی طرح ایک مؤمن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بدعت سے بچتے ہوئے ساری زندگی گذارے، لہٰذا آپ مجھے یہ بتلائیں کہ انسان بغیر علم کے سنت اور بدعت میں فرق کیسے کر سکتا ہے؟انسان کو اگر دینی اور اسلامی معلومات حاصل نہ ہوں گی تو وہ ہو سکتا ہے کہ توحید کو شرک سمجھ جائے اور شرک کو توحید سمجھ جائے، انسان کے پاس اگر علم نہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ سنت کو بدعت سمجھ جائے اور بدعت کو سنت سمجھ جائے۔ ایک مؤمن کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ معاملہ داری کو بالکل صاف و شفاف رکھے، اور ہمیشہ کاروبار میں حرام سے بچے لہٰذا مجھے یہ بتلائیں کہ بغیر علم حاصل کئے ہوئے وہ انسان حلال و حرام کاروبار میں فرق کیسے کر سکتا ہے؟

انسان سے اسی علم کے بارے میں کل قبر میں سوالات ہوں گے، جب انسان اپنے کسی بھائی کو دَفنا کر لوٹتا ہے تو اسے یہ جان لینا چاہئے کہ کل کے دن وہ بھی اسی قبر میں آکر سونے والا ہے اور اس سے بھی قبر میں سوالات کئے جائیں گے۔ اور عام طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قبر میں صرف تین سوالات ہوں گے جب کہ احادیث سے یہ پَتا چلتا ہے کہ قبر میں چار سوالات ہوں، 1۔ پہلا سوال یہ ہو گا کہ تمہارا رب کون ہے؟2۔ دوسرا سوال یہ ہو گا کہ تمہارا دین کونسا ہے؟ 3۔ تیسرا سوال یہ ہو گا کہ تمہارے نبی کون ہیں؟ ان

تینوں سوالات کے جوابات کے بعد ایک اور اہم سوال یہ ہو گا کہ ان تینوں جوابات کے بارے میں تم نے جو معلومات حاصل کی ہیں یہ کہاں سے حاصل کی ہیں؟ یا پھر یہ معلومات سُنی سُنائی ہیں اور لوگوں کے مُنہ سے سُن کر تم نے بھی بغیر تحقیق کئے یہ علم حاصل کر لِیا ہے؟ یا خود تم نے اسے پڑھ کر اور سمجھ کر اس پر عمل کیا ہے؟ یعنی تین سوالات کے جوابات خود سے علم حاصل کر کے معلوم کئے ہیں یا نہیں؟ اگر یہ کوئی مؤحد اور مؤمن ہو گا تو یہ جواب دے گا کہ میں نے ان سوالات کے جوابات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اپنے نبی پر نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی احادیث سے معلوم کئے ہیں۔۔۔ اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سب سوالات اور ان کے جوابات بغیر علم کے حاصل کرنا ممکن ہے؟ انسان کی کتنی بھی خواہشات ہوں وہ علم کے آگے مجبور ہے وہ بغیر علم کے حق و باطل میں فرق نہیں کر سکتا، بغیر علم کے وہ حلال اور حرام میں فرق نہیں کر سکتا، بغیر علم کے وہ سنت و بدعت اور توحید و شرک میں فرق نہیں کر سکتا، اور یہاں تک کہ قیامت کے دن جو سوالات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کرے گا ان کے بارے میں بھی علم کے بغیر آخرت کی تیاری کیسے کی جاسکتی ہے؟ جب تک انسان کے پاس علم رہے گا تو آخرت کے ان کَھٹن مَرحلوں کو وہ گذار ہی نہیں سکتا۔

ہم اس خطبہ کو تین مَرحلوں میں تقسیم کرتے ہیں، پہلے مرحلہ میں قرآن مجید کی تین آیات آپ کے سامنے رکھی جائیں گی، دوسرے مرحلہ میں چار احادیث پیش کی جائیں گی اور آخری مرحلہ میں علم کے تعلق سے دس سنہرے واقعات بیان کئے جائیں گے، ان شاء اللہ!۔ ان واقعات میں بعض واقعات میں نے اپنی چھوٹی عمر 13 سال میں

سنے تھے، اس وقت میری یہ حالت تھی کہ میں پورے 24 گھنٹوں میں سے صرف 3 گھنٹے ہی سُویا کرتا تھا، باقی 21 گھنٹے پڑھائی اور دیگر ضروری کاموں میں لگایا کرتا تھا، میں ایسا لگاتار چھ سال تک کرتا رہا۔ آج بھی کبھی کبھی اگر میں یہ سوچتا ہوں کہ اس عمر میں یہ جذبہ اور طاقت کہاں سے آئی ہوگی تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس دنیا میں ہر چیز کے لئے ایک سبب یا ایک سے زائد اسباب بنائے ہوئے ہیں، لہذا ایسے جذبہ کے لئے اور اس طاقت کے لئے ہمیں یہ سبب اختیار کرنا چاہئے کہ ہم محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اور علماء کرام کے واقعات پڑھیں، قدیم زمانہ کے علماء کرام نے جو کتابیں لکھی ہیں اگر ہمیں ان کتابوں کے لکھنے میں جو محنتیں لگی ہوئی ہیں صرف ان کا اندازہ ہوجائے تو ہماری نمازوں کی سُستی اور ہم میں علم کے معاملہ میں توحید وشرک کے معاملہ میں اور اسی طرح سنت اور بدعت کے بارے میں جو سُستی پائی جارہی ہے یہ ختم ہوجائی گی، ان شاء اللہ! کیونکہ ان واقعات میں ایک عجیب تاثیر موجود ہے۔

علم کی اھمیت وفضیلت تین آیات کی روشنی میں

عالم اور جاہل دونوں برابر نہیں ہوسکتے:

1۔ سورہ زمر سورہ نمبر 39 کی آیت نمبر 9 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ (9)

"بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں)

گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو، (اور جو اس کے برعکس ہو برابر ہو سکتے ہیں) بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔ (اپنے رب کی طرف سے)"۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ کیا جاننے والا اور نہیں جاننے والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ یہاں پر موازنہ COMPARE کر کے علم کی اہمیت اُجاگر کر رہے ہیں۔

پہلی وحی میں ھی پڑھنے کا حکم

2۔ سورہ علق سورہ نمبر 96 کی آیت نمبر 1 سے 5 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے علم کی اہمیت بتلائی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۞ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۞

" پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا، تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا"۔

قرآن مجید میں توحید کی دعوت اور اسلام کی دعوت ایسے نہیں دی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ڈائرکٹ یہ کہہ رہا ہو " وحدوا" تم توحید پر آجاؤ یا پھر " آمنوا" تم ایمان لے آؤ،

قرآن مجید کی شروعات توحید کی دعوت سے نہیں ہو رہی ہے یا قرآن مجید کی شروعات ایمان کی دعوت سے نہیں ہو رہی ہے بلکہ قرآن مجید کی شروعات کچھ کہنے یا کرنے سے پہلے علم حاصل کرنے کے حکم سے ہو رہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کچھ کہنے اور کرنے سے پہلے علم حاصل کرنا ضروری ہے کہیں آپ کے کچھ کہنے یا کرنے سے آپ گنہگار نہ ہو جاؤ۔ بعض لوگ بڑے جذبے اور جوش والے ہوتے ہیں، یہ لوگ اسلام کے فیور FAVOR میں اسلام کے دفاع DEFENSE میں جوش کے ساتھ کچھ کہہ دیتے ہیں لیکن بولنے سے پہلے یا کرنے سے پہلے حقیقی علم جانتے نہیں ہیں تو پھر یہ جذبہ اور جوش انہیں لے ڈوبے گا اور اسلام میں اس کے ثواب کی بجائے انہیں عذاب بھی مِل سکتا ہے۔

اگر جذبہ ہے کچھ نیک کام کرنے کا تو پہلے اس کے بارے میں علم حاصل کرو پھر اسے عمل کی شکل دو! دین کی دعوت و تبلیغ کے کام کو صرف اچھا سمجھ کر بغیر علم کے کرتے ہوئے مَت چلے جاؤ بلکہ کچھ کرنے اور کہنے سے پہلے علم حاصل کر لیا کرو! اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں پہلے علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

نبی ﷺ کو طلبِ علم کی دعا کا حکم

3۔ تیسری آیت سورہ طٰہ سورہ نمبر 20 کی آیت نمبر 114 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دعا کی شکل میں علم کی اہمیت کو واضح کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (114)

"اور آپ (محمد ﷺ) کہئے کہ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ! تو میرے علم کی زیادتی

فرما"۔

اس آیت کے ذریعہ علم کی زیادتی کی دعا بھی میں معلوم ہوتی ہے اور علم کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

لہذا ایک طرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم کے اسلوب میں دوسری طرف موازنہ COMPARISON کے اسلوب میں تو تیسری طرف دعا کے اسلوب میں علم کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے۔

علم کی اهمیت وفضیلت چار احادیث کی روشنی میں

اب دوسرے مرحلے میں چار احادیث آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی جن سے آپ کو علم کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا اور ساتھ ساتھ علماء کی اہمیت کا اندازہ بھی ہو جائے گا، ان شاء اللہ !۔

علم اور علماء کے لئے اللہ تعالی کے انعامات

1۔ پہلی حدیث جو ترمذی شریف میں روایت کی گئی ہے، حدیث نمبر 2682 ہے، اس حدیث سے علم اور علماء دونوں کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من سلَكَ طريقًا يبتغي فيهِ علمًا سلَكَ اللَّهُ بِهِ طريقًا إلى الجنَّةِ وإنَّ الملائِكَةَ لتضعُ أجنحتَها رضاءً لطالبِ العلمِ وإنَّ العالمَ

ليستغفرُ لَهُ من في السَّمواتِ ومن في الأرضِ حتَّى الحيتانُ في الماءِ وفضلُ العالِمِ على العابدِ كفضلِ القمرِ على سائرِ الكواكبِ إنَّ العلماءَ ورثةُ الأنبياءِ إنَّ الأنبياءَ لم يورِّثوا دينارًا ولا درْهمًا إنَّما ورَّثوا العلمَ فمَن أخذَ بِهِ فقد أخذَ بحظٍّ وافرٍ " "
الراوي : أبو الدرداء | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي | الصفحة أو الرقم : 2682 | خلاصة حكم المحدث :صحيح، أبواب العلم ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفِقْهِ عَلَى العِبَادَةِ "

"جو شخص حصولِ علم کی خاطر سفر کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں، اور بے شک فرشتے خوشی میں اس طالبِ علم کے لئے اپنے پَر پھیلاتے ہیں اور بے شک عالِم کے لئے آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں استغفار کرتے ہیں حتی کہ پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں، اور ایک عالم کی فضیلت ایک عابد پر اسی طرح ہے جس طرح ایک چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر ہوتی ہے، بے شک علماء کرام انبیاء علیھم السلام کے وارث ہیں، انبیاء کرام دینار اور درہم کے وارث نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ تو علم کے وارث ہوتے ہیں جس نے اس علمی وراثت کو حاصل کر لیا تحقیق اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا"۔

اگر آپ اپنی طرف سے یہ نیت کریں کہ میں صحیح علم حاصل کروں گا جس کے ذریعہ سے

میں اپنے آپ کو شرک سے بچالوں، میں سنت کا صحیح علم حاصل کروں گا تاکہ میں اپنے آپ کو بدعت سے بچالوں، میں حلال سے متعلق علم حاصل کروں گا تاکہ میں اپنے آپ کو حرام سے بچالوں، میں اخلاقیات کا علم حاصل کروں گا تاکہ میں بداخلاقی اور بدتمیزی سے بچ سکوں تو بندے کی یہ خالص نیتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جنت کے راستہ کو آسان کر دیتی ہیں۔ جو اس دینی علم کو زیادہ حاصل کر لیتا ہے وہی سب سے بڑا نصیبے والا ہے، مال و دولت کو چھوڑ کر جو اس دینی علم کو حاصل کرے گا وہی آدمی حقیقی معنوں میں مالدار اور حقیقی معنوں میں زیادہ قسمت والا قرار پائے گا، لہذا اس ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے علم کی اہمیت بتلائی ہے اور علماء کرام کی بھی فضیلت بتلائی ہے۔

طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے

2۔ دوسری حدیث سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 224 نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "

طَلَبُ العِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ

" سنن ابن ماجه ، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ ، الراوي : انس بن مالك رضي الله عنه ، حكم الألباني : صحيح "

"علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔

یہ فرض کیسا فرض ہے؟ جیسے نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح علم حاصل کرنا بھی فرض ہے، یہ ہمارے دماغ میں بیٹھا ہوا ہے کہ نماز فرض ہے خاص طور سے وہ فرض ہمیں جمعہ کے دن یاد آتا ہے، عام دنوں میں اگر یاد نہ بھی آئے تو جمعہ کے دن برابر یاد آتا ہے لیکن

نماز پڑھنے ہی کی طرح علم کا حاصل کرنا بھی فرض ہے۔

دینی علم پر عمل سے متعلق کل قیامت کے دن سوال ہوگا

3۔ تیسری حدیث ترمذی شریف کی ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ وَعن مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ"

" الراوي : عبد الله بن مسعود ، المحدث :الألباني | المصدر : صحيح الترمذي | الصفحة أو الرقم : 2416 | خلاصة حكم المحدث : صحيح "

"ابنِ آدم کے پیر قیامت کے دن رب عز و جل کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں سے متعلق پوچھا نہ جائے، اس کی عمر سے متعلق کہ اس نے اپنی عمر کہاں گنوائی؟ اپنی جوانی سے متعلق کہ اس نے اسے کہاں گذارا؟ اور اس کے مال سے متعلق کہ اس نے اسے کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا؟ اور جو علم اس نے حاصل کیا تھا اسے کہاں پر خرچ کیا؟"۔

چیزیں چار ہیں اور سوالات پانچ ہوں گے، عمر کے بارے میں ایک سوال اور جوانی کے بارے میں ایک سوال لیکن جب مال کا مسئلہ آیا تو دو سوال پوچھے جائیں گے۔ کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو حلال طریقہ سے دولت کماتے ہیں لیکن عیاشی میں اسراف میں اور حرام

راستوں میں خرچ کر دیتے ہیں، کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو حرام طریقہ سے کماتے ہیں لیکن اس دولت کو مساجد میں مدرسوں میں دعوی سنٹرس میں لگا دیتے ہیں یہ بھی غلط کام ہے، کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو حرام جگہ سے پیسے کماتے ہیں اور حرام جگہ میں خرچ کر دیتے ہیں لیکن سب سے بہترین اور خوش نصیب لوگ کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو مال کماتے وقت بھی خیال رکھتے ہیں کہ میں کہاں سے کَما رہا ہوں؟ کہیں میرا ذریعہ آمدنی حرام تو نہیں ہے؟، اور یہ بات بھی واضح ہے کہ ہماری تقدیر میں جو لکھا ہوا ہے وہی ہمیں ملے گا، مثال کے طور پر میری تقدیر میں 2 کروڑ ڈالر لکھے ہوئے ہیں لیکن میں ایک کروڑ ڈالر حلال طریقہ سے کماتا ہوں اور ایک کروڑ ڈالر حرام طریقہ سے کماتا ہوں، یہ میری بے وقوفی ہوئی کہ اگر میں صبر کرتا تو میرا پورا مال حلال طریقہ سے آسکتا تھا لیکن میں نے جلد بازی کرتے ہوئے اپنے حصہ کو غلط طریقہ سے حاصل کر لِیا، صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان حلال طریقہ سے کمائے اور حلال جگہ میں اسے خرچ کرے۔ پانچواں سوال انسان کے علم کے بارے میں یہ ہو گا کہ تو نے اپنے حاصل کئے ہوئے علم پر کتنا عمل کیا؟ کچھ لوگ ہیں جو اپنے ذہن میں یہ تھیوری پیوست کر لیتے ہیں کہ بھائی! زیادہ علم حاصل کریں تو زیادہ عمل کرنا پڑتا لہذا علم کم سے کم حاصل کریں گے تو بھلائی میں رہیں گے، اس لئے ہمارے نوجوان بچے خطبہ سننے کے لئے کب آتے ہیں؟ جب خطیب صاحب منبر سے اُتر رہے ہوں تو یہ بچے مسجد میں داخل ہوتے ہیں، سب سے پہلے علم کا حاصل کرنا فرض ہے اگر علم ہی حاصل نہ کریں گے تو کیا عمل کر پائیں گے؟، ہمارے ذہن میں دو چیزیں بھی رہنی چاہئے کہ علم حاصل کرنا فرض ہے اور دوسرا فرض یہ ہے کہ اس پر عمل بھی کیا جائے ورنہ کل قیامت کے دن اسی علم اور عمل کے بارے میں سوالات ہوں گے۔

علمِ نافع کی دعا

4۔ چوتھی حدیث بھی میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح قرآن مجید میں علم کی زیادتی کے بارے میں دعا سکھلائی گئی ہے کہ:

"وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (114)

"اور کہئے! کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما!"

بالکل اسی طرح حدیث میں عمل سے متعلق بھی ایک دعا سکھلائی گئی ہے، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 925 میں ہمیں یہ دعا سکھلائی گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللهم إني أسألك علماً نافعاً، ورزقاً طيباً وعملاً متقبلاً " سنن ابن ماجه ، رقم الحديث : ، حكم الألباني : صحيح ، كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها ، بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ "

" اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم کا سوال کرتا ہوں، اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں"۔

جب کبھی طلبِ علم کی دعا مانگی جائے تو علم کی زیادتی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعا کی جائے کہ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! تو جو بھی مجھے علم دے رہا ہے وہ میرے لئے نفع بخش ہو، قرآن مجید میں دعا سکھلائی گئی ہے کہ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! میرے علم میں اضافہ فرما، لیکن حدیث میں مزید یہ بھی دعا سکھلائی گئی ہے کہ جو علم بھی مجھے ملے گا وہ نفع والا ثابت ہو، گویا کہ علم کی دو دعائیں ہیں کہ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! تو کثیر علم عطا فرما اور نافع علم عطا فرما۔

علم کی اہمیت وفضیلت دس واقعات کی روشنی میں

اب ہم تیسرے اور آخری مرحلہ میں داخل ہوتے ہیں لہذا دس واقعات آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ ان میں سے چار واقعات تو امام بخاری رحمہ اللہ سے متعلق ہیں لیکن ان سے پہلے ان کے استاذ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے واقعہ سے میں شروعات کرتا ہوں۔

1۔ پہلا واقعہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی طلبِ علم کے لئے محنت سے متعلق واقعہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ بغداد سے یمن کی طرف سفر کر کیا، چونکہ یمن میں پانی کی قلت تھی اس لئے وہاں ہمیں وضو کے پانی کے لئے تقریبا 2 میل کا سفر طئے کرنا پڑتا تھا، اور اس لئے ہم صبح سویرے نماز کے وقت سے بہت پہلے مَسکن سے باہر نِکل جاتے تھے اور پانی کی جگہ تک پہونچ کر پانی سے وضو کرتے تھے اور ساتھ میں مزید پانی بھی لالیا کرتے تھے تاکہ دوسری نمازوں کے لئے پانی بچا رہے، یہ پورا واقعہ سیر اعلام النبلاء میں درج ہے۔

آپ جانتے ہوں گے کہ بغداد سے یمن کی مسافت ہزاروں میل کی ہے اور اس زمانے میں بغداد کا مرتبہ ساری دنیا میں " عروس البلاد " کا تھا یعنی بغداد ساری دنیا کی دلہن تھا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بغداد کی راحتیں چھوڑ کر یمن کی طرف سفر کرتے ہیں۔ اس زمانے کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا کون پسند کرے گا؟ جس مؤمن کو علم و عمل

اور دعوت و تبلیغ کا شوق ہوتا ہے اور جس مؤمن کو آخرت میں اونچے مقامات اور اونچے درجات حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے وہ راحتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضامندی کو دیکھتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے نکلتے ہیں اور یمن کی طرف چل دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ایک استاذ جن کا نام امام عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ تھا یمن میں تھے، انہوں نے ایک حدیث کی کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ہے " مصنف عبد الرزاق " ہے جو پورے بیس جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب میں آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے ایسے اقوال اور ایسے واقعات ملتے ہیں جو کہ دوسری کتابوں میں بڑی مشکل ہی سے اور وہ بھی چند مِل پائیں گے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے "مسند احمد بن حنبل" میں چالیس ہزار احدیثیں جمع کی ہیں جبکہ صحیح بخاری میں سات ہزار یا اس سے کچھ زیادہ احادیث ہیں۔ اور یہ کتاب " مسند احمد بن حنبل " صحیح بخاری سے پہلے لکھی گئی ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ علم حاصل کرنے کے لئے اپنے ایک استاذ کے پاس جا رہے ہیں تو اندازہ لگایئے کہ وہ شخصیت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے کتنے بڑے استاذ ہوں گے۔

آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے ایک بَٹن دَبانے سے پانی آجاتا ہے لیکن ہمارے لئے وہ بھی کرنا دُشوار لگتا ہے، حد تو یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر یا بعض کو وضو کا صحیح طریقہ بھی نہیں معلوم ہے، نماز کیسے ادا کرنا ہے وہ بھی نہیں معلوم ہے، توحید اور شرک کے درمیان فرق نہیں معلوم ہے سنت اور بدعت میں فرق نہیں معلوم ہے حلال اور حرام میں فرق نہیں معلوم ہے اور یہ علم حاصل کرنے کے لئے ایک یا دو گھنٹوں کے لئے

بھی کسی عالم کے پاس ہم شاگردی اختیار نہیں کرسکتے ہیں، یا کسی دینی کورس کی شکل میں بھی علم حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے لیکن کمانے کے لئے ہم دو سال کا MBA کرتے ہیں، ہم کمانے کے لئے MCA جو تین سال پر مشتمل ہوتا ہے کرتے ہیں، اسی طرح ہم B.COM اور انجینئرنگ کرتے ہیں یا پھر میڈیسن کے کورسس کرتے ہیں جن میں بہت سارے سال لگادیتے ہیں لیکن آخرت کی کامیابی کے لئے جس کورس کی ضرورت ہے وہ کورس ایک مہینہ یا دو مہینے یا روزانہ ایک گھنٹہ ایک عالم کے پاس پراپر PROPER طریقہ سے پڑھنے کے لئے ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے نکل کے یمن کی طرف چلے جاتے ہیں جہاں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی صحیح سے پانی میسر نہیں ہے اور وضو کے لئے پانی کی خاطر دو میل چلنا پڑتا ہے، اندازہ لگائیے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی محنت کی ہوگی؟ یہ محنتیں کس لئے تھیں؟ کیا دنیا کے لئے تھیں؟ ہرگز نہیں! یہ تو دینی علم حاصل کرنے کے لئے تھیں۔

2۔دوسرا واقعہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی محنت، علمی امانت اور جستجو سے متعلق واقعات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علم حاصل کرنے کے لئے جس قدر چلتے تھے اس کا اندازہ لگانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر کوئی ایک ہی رُخ میں چلتے ہوئے زمین کے مکمل دو چکّر لگائے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علم اور حدیث کی خاطر جس قدر چَلا ہے اس کی برابری ہو جائے گی۔ امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اگر پتا چل جائے کہ کہیں کسی کے پاس ایک حدیث ہے تو وہ وہاں پر ضرور چلے جاتے تھے اور اس

سے وہ حدیث حاصل کر لیتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں جہاں پر قدم رکھا ہے امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریبا اس کی ایک فہرست بنائی ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیریا (شام) کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟، کوفہ کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟، بصرہ کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟، حجاز کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟، مصر کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟، اسکندریہ کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟، یمن کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جہاں پر ممکن ہو سکے وہاں پر جانے کی کوشش کی، ایک بھی ایسا شہر نہیں چھوڑا جہاں کوئی محدث موجود ہو۔

3۔تیسرا واقعہ:

تیسرا واقعہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ہے، اکثر یہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی محدث تین چار کتابیں لکھتا ہے تو اس کے بعد اس کا انتقال ہو جاتا ہے، اکثر جب بھی کسی محدث نے کوئی کتاب لکھی ہے تو اسے چیک کرنے کا ٹائم نہیں ملا، جیسے کہ "مسند احمد بن حنبل" جب یہ کتاب مکمل ہوئی تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو اس میں صحیح اور ضعیف الگ کرنے کا وقت نہیں ملا، لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے 37 سے 40 چالیس سال کے درمیان صحیح بخاری لکھی جو کہ ایک بہت ہی چھوٹی عمر ہے اور اس کے بعد 62 سے 63 سال کے درمیان میں ان کا انتقال ہوا۔ معلوم یہ ہوا کہ انہیں اپنی کتاب چیک کروانے کے لئے مزید 20 سال کا موقع ملا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں کوفہ گیا اور سات سو محدثین کے سامنے میں نے میری کتاب پڑھوائی اور کہا کہ اس میں ایک بھی ضعیف حدیث ہے تو نکال دیجئے تاکہ قیامت تک امت کا کوئی بچہ میری کسی کوتاہی کی وجہ سے نہ بھٹک سکے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ وہ 23 سال تک صحیح بخاری لے کر گھومتے رہے، پہلے تو وہ احادیث جمع کرنے کے لئے گھومے بعد میں احادیث چیک کروانے کے لئے گھومتے رہے، کتنی امانت داری تھی؟ ایک امانتدار عالم اسی کو کہتے ہیں جو قوم کو ایسی چیز دینے سے ڈرتا ہے جس کے متعلق اسے پتا ہے کہ یہ غلط ہے یا پھر اسے اس چیز کے صحیح یا غلط ہونے میں شک ہوتا ہے۔ لہذا جب تک کسی چیز کے بارے میں مکمل وضاحت CLARITY نہ ہو جائے لوگوں سے اس چیز کو شیئر نہ کریں، اور عوام کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے عالموں کو تلاش کریں جو خالص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق علم پھیلانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ایک مستشرق ORIENTALIST کہتا ہے کہ "مجھے صحیح بخاری کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، میرا ماننا یہ ہے کہ صحیح بخاری میں غلطی نکل ہی نہیں سکتی"، بعض ہمارے جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نبی تھے؟ کیا وہ معصوم عن الخطا تھے؟ غلطیوں سے پاک تھے؟ کیا ان سے غلطی نہیں ہو سکتی؟۔۔!۔ میرے بھائی! ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو معصوم نہیں کہہ رہے ہیں، ہم امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو معصوم نہیں کہہ رہے ہیں، ہم تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کے جو مجموعے جمع کئے ہیں اور ان مجموعوں سے متعلق امت کا جو اجماع ہوا ہے اس اجماع کو معصوم کہہ رہے ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إنَّ اللَّهَ لا يجمعُ أُمَّتي أو قالَ: أمَّةَ محمَّدٍ ﷺ علَى ضلالةٍ ويدُ اللَّهِ معَ الجماعةِ، "" عبدالله بن عمر • الألباني (٠ هـ)، صحيح الترمذي • صحيح، أبواب الفتن، 7 بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ

الجَمَاعَةِ "

بے شک اللہ تعالی میری امت (محمد ﷺ کی امت) کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا، اور اللہ تعالی کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے"۔

اس زمانہ کے کسی بھی محدث نے ان پر نکیر یا تنقید نہیں کی تو آج کا کم جاننے والا اگر صحیح بخاری پر شک کرتا ہے تو ہمیں اس انسان پر شک ہو گا، صحیح بخاری پر نہیں شک نہیں ہو گا، اس زمانہ کے فنِّ حدیث کے جو ماسٹر س ہیں جب وہ صحیح بخاری پر شک نہیں کر رہے ہیں لیکن پھر بھی آج کا کَم علم صحیح پر شک کر رہا ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہو گا۔ ایک اور مستشرق ORIENTALIST کہتا ہے کہ صحیح بخاری لکھنے کے بعد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ 11 سال زندہ تھے، صحیح بخاری لکھنے کے بعد امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ 4 سال زندہ تھے اور صحیح بخاری لکھنے کے بعد علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ 3 سال زندہ تھے، یہ تمام ایسے جلیل القدر علماء تھے جو دین اور حدیث کے معاملہ میں اپنے سگے بھائی کو بھی نہیں بخشتے تھے، اس کے باوجود ان علماء کرام نے صحیح بخاری سے ایک غلطی بھی نہیں نکالی، اس کا مطلب یہ نکلا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امت کی رہنمائی کے لئے حدیث کے ایک عظیم ذخیرہ کو صحت کا پروانہ اپنے بندوں کے ذریعہ عطا کیا ہے۔ اس کتاب صحیح البخاری کے متعلق:

" فَلَيسَ تَحتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ كِتَابٌ أَصَحُّ مِنْ البُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ بَعدَ القُرْآنِ. الفتاوي الكبري لابن تيمية ، ج : ، ص : "

" آسمان کے نیچے قرآن کے بعد بخاری پھر مسلم سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے "کا اجماع ہو چکا ہے"۔

اس صحیح بخاری کے بعد امام مسلم کی کتاب صحیح مسلم کا درجہ آتا ہے، اگر دیکھا جائے تو تقریبا90 فیصد اسلام کی تفصیل ان دو کتابوں میں آگئی ہے اور بچی ہوئی 10 فیصد دین کی تفصیل علماء کرام کی تحقیق پورا کر رہی ہے جیسے علماء کرام سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی اور دیگر احادیث کی کتابیں پڑھتے ہیں اور اس میں سے صحیح اور ضعیف کو الگ کر کے امت کے سامنے پیش کرتے ہیں، الحمد للہ! دین اس طرح سے محفوظ ہے۔

4۔ چوتھاواقعہ:

یہ واقعہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک سے منبر کے درمیان کی جو جگہ ہے وہاں بیٹھ کر میں نے صحیح بخاری لکھی ہے، سیر اعلام النبلاء اور الھدی الساری جو فتح الباری کا مقدمہ ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ جب بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب صحیح بخاری میں ایک حدیث داخل کر رہے ہوتے ہیں تو دو رکعت نماز پڑتے ہیں، جس جگہ پر بیٹھ کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری لکھی ہے وہ بڑی ہی متبرک اور پاک جگہ ہے جہاں پر شیطانی وساوس نہیں آتے ہیں، یہ امت کا ایک بہت بڑا کام ہو رہا تھا اور ایسے وقت بہت ہی اہتمام کی ضرورت تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب 13، 14 اور 15 کی رات چاندنی ہوا کرتی تو محدثین کے لئے بڑی آسانی ہوا کرتی تھی کیونکہ انہیں آگ جلانے اور چراغ لگانے کی نوبت نہیں آتی تھی، اس وقت ڈائرکٹ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کی طرف سے روشنی انہیں ملتی تھی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایسی راتوں کو میں نے "التاریخ الکبیر" لکھی ہے، آپ کو معلوم

ہونا چاہئے کہ "التاریخ الکبیر" پوری نَو جلدوں میں ہے۔ دن میں صحیح بخاری لکھ رہے ہیں اور رات میں التاریخ الکبیر لکھ رہے ہیں، آپ اندازہ لگائیے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی راتیں کیسے گذر رہی تھی اور دن کیسے گذر رہا تھا۔ یہ بات تو چاندنی راتوں کی ہے اور اگر چاندنی راتیں نہیں ہوتی تھیں تو کیا ہوتا تھا؟ اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مہمان کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی کا شرف حاصل ہوا، جب رات ہوئی تو میں سُو رہا تھا، میں نے دیکھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی سُو رہے تھے لیکن اچانک وہ اٹھ جاتے ہیں، چراغ روشن کرتے ہیں اور کوئی اہم نکتہ لکھتے ہیں اور سُو جاتے ہیں، میں نے سمجھا کہ یہ شاید ایک مرتبہ ہوتا ہوگا، لیکن میں نے دیکھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ 22 مرتبہ اُٹھتے ہیں اور کوئی اہم نکتہ لکھتے ہیں اور سُو جاتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فنِّ حدیث کے امام اور شیخ المحدثین تھے، جب یہ سونے کے لئے آرامگاہ کی طرف جاتے ہیں تو ان کے ذہن میں یہ نکتہ آجاتا ہے کہ فلاں حدیث میں یہ اہم نکتہ ہے، یہ حدیث فلاں باب میں ہونی چاہئے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت جاگ جاتے ہیں اور اس اہم نکتہ کو لکھ لِیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سمجھنا ہے تو صرف امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب صحیح بخاری کے ابواب پڑھ لِیا کرو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ سوچتے تھے کہ میرے ذہن میں جو اہم نکتہ ہے اگر میں اسے نہ لکھوں اور صبح تک بُھول جاؤں تو قیامت کے دن کہیں مجھے علم چُھپانے کا گناہ نہ مل جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ محنت اور جستجو ہے لیکن ہماری راتیں کیسی ہوتی ہیں؟ جب ہم تکیہ پر سَر رکھتے ہیں تو ہمارے دماغ میں خیال آتے ہیں کہ کل فلاں انسان

سے معاملہ DEAL کرنا ہے، اب وہ ڈِیل حرام کی ہے یا حلال کی ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اگر لڑکی کا باپ ہو تو خیال آتا ہے کہ مجھے جہیز جمع کرنا ہے، اگر لڑکے کا باپ ہو تو خیال آتا ہے کہ مجھے لڑکی والوں کے پاس سے جہیز لینا ہے، آدمی جو کچھ رات دن کرتا ہے اسے نیند میں اسی کے مطابق خیالات آتے ہیں۔

5۔ پانچواں واقعہ:

یہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ہے (لیکن قوتِ حافظہ سے متعلق ہے)، اس واقعہ کو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الهدى الساري میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ یہ بچہ ہر چیز یاد کر لیتا ہے تو سب لوگ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لینے کے لئے جمع ہو گئے اور ہر بڑے محدث نے اپنی احادیث کی سندوں کو گڈمڈ کر دیا، جیسے کہ عراق کی سند کو شام سے جوڑ دیا گیا اور شام کی سند کو عراق سے، ایک سند کے دو راویوں کو دوسری سندوں کے روایوں میں مِلا دیا گیا، الغرض تمام راویوں کو اُلٹ پلٹ کر وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ فلاں اور فلاں محدث اور امام ہیں وہ دس سندیں پڑھ رہے ہیں کیا آپ کو یہ سندیں یاد ہیں؟ اس وقت پوری عوام بیٹھی ہوئی تھی، ہر ایک امام آتے گئے اور ہر کوئی اُلٹ پلٹ کی ہوئی دس دس سندیں اور متن سنا کر چلے گئے، اس طرح بیس 20 الگ الگ محدثین نے کیا، ہر ایک محدث جو سند بیان کر چکا تھا تو لوگ پوچھتے رہے کہ کیا آپ کو یہ سند معلوم ہے؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے گئے کہ مجھے یہ نہیں معلوم ہے، اتنی ساری سندوں کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم ہے، حالانکہ کبھی کبھی اتنی ساری پبلک میں کوئی اپنی

ناک بچانے کے لئے کہہ دیتا ہے کہ ہاں ہاں! یہ سند ہو سکتی ہے اور فلاں کتاب میں مِل سکتی ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی امانت داری کے ساتھ کہا کہ یہ سندیں مجھے نہیں معلوم ہیں۔ لیکن آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ لوگوں نے جو سندیں سنائی ہیں وہ حدیثیں مجھے فلاں اور فلاں سند سے یاد ہیں، اس طرح انہوں نے سارے محدثین کی روایات کا باری باری جواب دیا اور تمام محدثین کی سنائی گئی غلط سندیں بھی سنائی اور ان سندوں کی اصل اور صحیح سندیں بھی سنائی۔ امام بن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس بات پر حیرت نہیں ہے کہ انہوں نے صحیح سندیں سُنادی تھیں لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ اسی ایک مجلس میں انہوں نے تمام محدثین کی سنائی گئی تیڑھی سندیں کیسے اتنی جلدی یاد کرلی تھیں؟ اور پھر ان غلط سندوں کی صحیح سندیں بھی کیسے سنائیں؟۔

6۔ چھٹا واقعہ:

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو ذرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی طلبِ حدیث کی خاطر مشقت کا واقعہ:

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے " الجرح والتعدیل " نامی کتاب میں کہا ہے کہ " میرے باپ اور میرے چچا امام ابوزرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے لئے اتنا چلا اور اُتنا چلا ہے "۔۔۔ میں نے کالکولیٹر CALCULATOR لے کر اس کا حساب کیا (یہ وہ سفر ہے جو انہوں نے اپنے پیروں سے چل کر مکمل کیا ہے اور کسی سَواری کے ذریعہ یہ سفر مکمل نہیں کیا ہے)، میں نے ایک سَر سری حساب لگایا تو مجھے اندازہ ہوا کہ اگر ہم اپنا سفر ریاست کیرلا سے شروعات کریں گے اور ازبکستان تک جائیں گے تو یہ مسافت طئے ہو گی۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اگر کبھی کوئی کاروبار شروع کرتے ہیں تو اسے

شروع کرنے سے پہلے کسی بڑے عالم کے پاس جاکر گھنٹہ یا دو گھنٹے لگا کر اس کاروبار کی حلت اور حرمت معلوم کرنے کا جذبہ بھی ہم نہیں رکھتے ہیں۔

7۔ساتواں واقعہ:

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت اور امانتداری کا واقعہ

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی نظریں جس عبارت اور جس چیز پر پڑتی تھیں انہیں وہ عبارتیں اور وہ چیزیں یاد ہو جایا کرتی تھیں اسی لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نظروں کو بچا کر رکھتے تھے، اپنی نظریں دوسری ایسی ویسی کتابوں سے بچایا کرتے تھے، صرف قرآن اور حدیث پر ہی ان کی نظر ہوا کرتی تھی۔اب اس واقعہ کو دیکھ کر اپنے آپ کو چیک کر لیجئے! ہمارے پاس آج اخبار پڑھنے کے لئے اور سوشل میڈیا کی چیزیں پڑھنے کے لئے وقت ہے لیکن قرآن مجید پر ہماری نظریں کبھی کبھار ہی پڑتی ہیں، اس مسئلہ پر آج ہمیں توجہ دینی کی ضرورت ہے۔

8۔آٹھواں واقعہ:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قوتِ حافظہ کا واقعہ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مذکور ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ابھی چھوٹے بچے تھے اور ان کے بارے میں سارے علاقے میں یہ بات پھیل چکی تھی کہ یہ بچہ جو بھی پڑھتا ہے وہ یاد کرلیتا ہے، امام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ واقعی میں ایسا ہی تھا۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ بازار سے گذرتے ہوئے پڑھنے کے لئے جارہے تھے، اس زمانہ کے ایک

بڑے محدث ایک درزی کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے، ان کی نظر امام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی، انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بُلایا اور کہا کہ میں ایک محدث ہوں اور میں جو بولوں گا وہ آپ لکھیں، انہوں نے ایک حدیث لکھوائی اور کہا کہ مِٹادو، امام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث لکھ کر مِٹا دیا، پھر اس محدث نے کہا کہ دوبارہ لکھو، امام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ حدیث دوبارہ لکھی، پھر انہوں نے کہا مِٹادو!، امام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ حدیث مِٹا دیا، اس طرح اس محدث نے کئی مرتبہ لکھوایا اور مٹوایا، آخر میں محدث نے کہا کہ اب تک جو بھی میں نے لکھوایا تھا اسے پڑھ کر سناؤ!، امام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے شروع سے آخر تک جو جو لکھا اور مِٹا دیا تھا سب کچھ پڑھ کر سُنا دیا۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم پڑھتے ہوئے یہ سوچتے ہیں کہ یہ امتحان قریب آجانے کے بعد دیکھیں گے پھر یہ فلاں وقت یاد کریں گے لیکن جب امتحان آتا ہے تو ہم سُو جاتے ہیں، پڑھائی ایسے نہیں ہوتی ہے بلکہ ہم جب کبھی بھی پڑھیں تو اس نیت اور ارادہ کے ساتھ پڑھیں کہ یہ مجھے ابھی یاد کرنا ہے، جو بھی علمِ نافع ہے چاہے وہ شریعت کے علوم ہوں یا دنیوی علوم ہوں یہ علوم حاصل کرنے کے لئے ہمیں جدوجہد کرنی چاہیئے۔

9۔نواں واقعہ:

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے قوتِ حافظہ اور ان کی دینی علم کے لئے محنت کا واقعہ

ہمارے سلف تیزی کے ساتھ کتابیں کیسے لکھا کرتے تھے؟ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حج کے سفر پر جارہے تھے اور اسی سفر کے دوران امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے سات جلدوں پر مشتمل ایک کتاب "زاد المعاد" لکھ دی۔ شیخ شعیب

الارنؤوط یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے آج کے زمانہ میں سب سے زیادہ محدثین کو اپنے ادارے میں جمع کیا ہے، یعنی کسی نے آج کے دور میں محدثین کی ایک بڑی ٹیم جمع کی ہے تو وہ الشیخ شعیب الارنؤوط ہیں۔ شیخ شعیب الارنؤوط اس کتاب "زاد المعاد" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ " اس کتاب میں ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتابوں کے جو حوالے دئے ہیں ان حوالوں کو کراس چیک کرنے کے لئے کہ کہیں سفر میں شیخ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ غلطی تو نہ کی ہو ایک بڑی ٹیم تیار کی گئی، اور اس ٹیم کے ذمہ یہ کام دِیا گیا، شیخ شعیب الارنؤوط کہتے ہیں کہ صرف ان حوالوں کو ویریفائی VERIFY کرنے کے لئے ایک جماعت کو کئی مہینے لگ گئے اور پھر ان حوالوں میں ایک غلطی بھی نہیں ملی، اللہ اکبر! امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کیا حافظہ تھا؟۔

10دسواں واقعہ:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قوتِ حافظہ اور ان کی دینی علم کے لئے محنت کا واقعہ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک انسان آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ " عقیدہ کے موضوع پر ایک رسالہ لکھ دو تا کہ ہم بغداد کے باشندے اس رسالہ کو فالو کریں، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت شام میں تھے، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت کر دی اور کہا کہ "بغداد کے کسی عالم سے یہ رسالہ لکھوالو، میں نہیں لکھ سکتا"، لیکن اس انسان نے اصرار کیا، آخر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ عصر کے بعد سے لکھنا شروع کیا اور مغرب تک ایک مکمل کتاب ہی لکھ دی جس کا نام "العقیدہ الواسطیۃ" ہے، الواسطیۃ اصل میں بغداد کے پاس ایک گاؤں کا نام ہے، چونکہ وہ انسان وہاں سے آئے تھے اور ان

کے کہنے پر عقیدے کی یہ کتاب لکھی گئی تھی اس لئے اس کتاب کے نام کی نسبت امام ابن رحمۃ اللہ علیہ اللہ نے ان کے گاؤں کی طرف کر دی۔ اس کتاب کو حل کرنے کے لئے ہم طلبہ کو مدینہ یونیورسٹی میں مکمل ایک سال لگتا ہے لیکن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عصر سے مغرب تک یہ مکمل کتاب لکھ دی، ہمیں یہ کتاب صرف سمجھنے کے لئے بڑے بڑے علماء کی نِگرانی میں مکمل ایک سال لگا، اندازہ لگایئے کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا گہرا علم تھا۔

دیگر اسلاف کے واقعات

دیگر اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم کا علمی تبحر اور ان کی محنت ومشقت؛

اسی طرح ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے " العقیدۃ الحمویۃ " ظہر سے عصر کے درمیان لکھ دی، " السیاسۃ الشرعیۃ " ایک رات میں لکھ دی، امام بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سفر پر جارہے ہیں اور انہوں نے اسی سفر کے دوران " فتح الباری " لکھ دی اور اس کتاب کے ساتھ احادیث جمع کئے جس کے ذریعہ ایک کتاب " بلوغ المرام " تیار ہو گئی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام " المجموع " ہے، یہ کتاب لکھتے ہوئے انہوں نے سائیڈ میں تعلیقات لکھے تو صحیح مسلم کی شرح تیار ہو گئی، اور اس کے سائیڈ میں کچھ تعلیقات لکھیں تو " ریاض الصالحین " تیار ہو گئی پھر اُکتاہٹ محسوس ہوئی تو ایک کتاب میں منتخب احادیث جمع کیں اور " الاربعین النوویۃ " تیار ہو گئی، ان کی اُکتاہٹ میں بھی علم مِل رہا ہے اور ہماری اُکتاہٹ میں ہمیں گناہ مِل رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے ظاہر اور باطن کو اچھا کر دے، آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ: 3

روزی میں برکت

شریعت میں ایسے بہت سے ذرائع بتائے گئے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے رزق میں کشادگی محسوس کر سکتا ہے۔ ان میں سے بعض ذرائع مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ توبہ واستغفار

یعنی گناہ پر نادم ہونا، اس کو چھوڑنا اور آئندہ اس سے دور رہنے کا عزم کرنا۔

اللہ نوح علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً . يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً .وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَاراً

(نوح:10-12)

ترجمہ: اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، جو تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔

اور ہود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ

مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ

(ھود:52)

ترجمہ: اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے پالنے والے سے اپنی تقصیروں کی معافی طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کرو، تاکہ وہ برسنے والے بادل تم پر بھیج دے اور تمہاری طاقت پر اور طاقت قوت بڑھا دے اور تم جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو۔

2. صبح سویرے رزق کی تلاش کرنا

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت میں برکت کی دعا کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اللهم بارك لأُمتي في بكورها))

(صحیح ابن ماجہ:1832)

ترجمہ: اے اللہ میری امت کے صبح کے وقت میں برکت دے۔

3. تقویٰ

یعنی ہر حال میں اللہ کا ڈر ہو۔

اللہ کا ارشاد ہے:

(وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً . وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ)

(الطلاق:3-2)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔

ایک اور جگہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَلَكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾

(سورۃ الأعراف:96)

ترجمہ: اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔

4. گناہوں سے بچنا

اللہ کا ارشاد ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

(الروم:41)

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ چکھا دے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔

5.اللہ پر توکل

اس بات کا یقین رکھنا کہ کائنات میں سب کچھ تخلیق، رزق، نفع، نقصان، بیماری، موت اور زندگی غرض ہر چیز تنہا اللہ کے حکم سے ہے۔

قال اللہ تعالی:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْراً﴾

(الطلاق:3)

ترجمہ: اور جو اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ اسے کافی ہو گا۔ یقیناً اللہ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

((لو أنكم توكلتم على الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير تغدو خماصاً وتروح بطاناً))

(صحیح ابن ماجہ:3377)

ترجمہ: اگر تم اللہ پر ایسے بھروسہ کرو جیسا اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے رزق دیگا جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے جو صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام بھرے پیٹ لوٹتے ہیں۔

6.اللہ کی عبادت کے لیے خود کو فارغ کرنا

خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا، اور تمام کاموں پر رب کی عبادت کو فوقیت دینا۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

((يقول ربكم تبارك وتعالى: يا ابن ادم تفرغ لعبادتي أملأ قلبك غنى، وأملأ يديك رزقاً، يا ابن ادم لا تَبَاعدْ مني فأملأ قلبك فقراً وأملأ يديك شغلاً))

(صحیح ابن ماجہ: 3331)

ترجمہ: اے ابنِ آدم میری عبادت کے لیے خود کو فارغ کرو(یعنی توجہ اور دلجمعی سے میری عبادت کرو) میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو ختم کر دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ کاموں میں الجھا دوں گا اور تیری مفلسی ختم نہ کرونگا۔

7.حج وعمرہ میں متابعت

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

((تابعوا بين الحج والعمرة فإنهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد والذهب والفضة، وليس للحجة المبرورة ثواب إلا الجنة))

(صحیح ابن ماجہ:2352)

ترجمہ: حج اور عمرے میں متابعت کرو کیونکہ یہ دونوں فقر و گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندے سے زنگ دور کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا ثواب سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

8. اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

انسان چونکہ مال سے محبت کرتا ہے اور جب یہی مال وہ خرچ کرے گا تو اللہ اسے بڑھا کر اسی کی طرف لوٹا دے گا۔

قال اللہ تعالی:

(وَمَا أَنفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ)

(سبأ:39)

ترجمہ: تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((قال الله تبارك وتعالى: يا ابن ادم أَنفق أُنفق عليك))

(مسلم:993)

ترجمہ: اللہ فرماتے ہیں: اے ابن آدم تو خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔

9.دینی طلبہ پر خرچ کرنا

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كان أخوان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان أحدهما يأتي النبي صلى الله عليه وسلم والآخر يحترف، فشكا المحترف أخاه إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ((لعلك تُرزقُ به))

(صحيح الترمذي:2345)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے، ایک (حصولِ علم کی خاطر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا اور دوسرا حصولِ معاش کے لیے جدوجہد کرتا۔ حصولِ معاش کے لیے جدوجہد کرنے والے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تمہیں اسی کی وجہ سے رزق دیا جارہا ہے۔

10.صلہ رحمی کرنا

نسبی اور سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا، ان کے ساتھ ہمدردی والا سلوک کرنا اور ان کا خیال رکھنا۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((من سره أن يبسط له في رزقه أو ينسأ له في أثره فليصل رحمه))

(بخاري:2067، مسلم:2557)

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جو شخص اپنے رزق میں وسعت اور عمر میں اضافہ پسند کرے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

11. کمزوروں اور ضعیفوں کی مدد اور ان کا اکرام کرنا

عن مصعب بن سعد قال: رأى سعد رضي الله عنه أن له فضلاً عمن دونه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((هل تُنصرون وتُرزقون إلا بضعفائكم؟))

(البخاري:2896)

ترجمہ: سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ انہیں اپنے کمزور لوگوں پر فوقیت ہے تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مدد اور تمہیں رزق تو تمہارے کمزوروں ہی کی وجہ سے ملتا ہے۔

إنما ينصر الله هذه الأمة بضعيفها، بدعوتهم، وصلاتهم، وإخلاصهم

(صحیح سنن النسائي:2978)

اللہ اس امت کی اس کے کمزور اشخاص کی وجہ سے مدد کرتا ہے، ان کی دعاؤں، ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے۔

12. شکر ادا کرنا

﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾

(ابراھیم:7)

ترجمہ: اگر تم شکر گزاری کروگے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

13.کتاب وسنت پر عمل پیرا رھنا

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم ۚ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ﴾

(المائدہ:66)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ تورات وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے، ایک جماعت تو ان میں سے درمیانہ روش کی ہے، باقی ان میں سے بہت سے لوگوں کے برے اعمال ہیں۔

14.توحید اور اتباع

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

(النور:55)

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔

15. نماز، زکوۃ ادا کرنا

﴿الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾

(حج:41)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکوٰتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔

خطبہ:4

میڈیا اور ٹیکنالوجی کے دور میں بچوں کی اسلامی تربیت کے دس رہنما اصول

دینِ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ انسان خصوصاعائلی زندگی میں بے شمار مسائل سے دوچار ہوتا ہے اور اس کے ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ کیا اس مسئلہ میں بھی اسلام میں رہنمائی موجود ہے؟ اولاد کی پیدائش کے بعد یہ مسائل اور بڑھ جاتے ہیں جس میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ آج کے اس ٹیکنالوجی کے دور میں بچوں کی صحیح اور اسلامی تربیت کیسے کی جائے۔ میں آپ کے سامنے 10 رہنما اصول پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہاہوں تاکہ ہم ان کی روشنی میں اپنے بچوں کو کنٹرول کرسکیں۔

1۔پہلا اصول:

اولاد کے زندگی کے دینی ودنیوی مختلف مراحل کے درستگی کے لیے دعاء کا اہتمام کرنا ،پہلا اصول اولاد کے حق میں دعاؤں کا اہتمام ہے ،ماں باپ کو چاہیے کہ اپنی شریک حیات کے انتخاب سے لیکر اولاد کے اس دنیامیں مکمل زندگی گذارنے تک بچپن وجوانی وبڑھاپہ کے مختلف مراحل کے لیے کثرت سے ان کے دینی ودنیوی معاملہ کی درستگی کے لیے اللہ سے دعاء کریں۔ میں نے دیکھاہے کہ بہت سارے گھروں میں ماں باپ نے بڑی محنت کی ہے جیسا کہ بچوں کے کمروں میں چھت سے لے کر فَرش تک (Do) اور (Don't) کے بڑے بڑے پوسٹر لگادئے۔ یہاں تک کہ جب بچہ سے پوچھا گیا کہ تمہارا نام کیاہے تو بچہ نے کہا کہ میرانام (Do) اور (Don't) ہے۔یعنی آپ اپنے بچہ کی کتنی ہی تربیت کیجئے کوئی گیارنٹی نہیں کہ آپ کے بچہ کو صحیح راستہ مل ہی جائے گا اس وقت تک

جب تک کہ آپ بچہ کے لیے کثرت سے دعا نہ کریں۔ کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" إنَّ قلوبَ بَني آدمَ كلَّها بينَ إصبَعينِ من أصابعِ الرَّحمنِ كقَلبٍ واحِدٍ . يصرِفُهُ حيثُ يشاءُ " (الراوي : عبدالله بن عمرو | المحدث : مسلم | المصدر : صحيح مسلم | الصفحة أو الرقم : 2654 ، كتاب القدر ، بَابُ تَصْرِيفِ اللهِ تَعَالَى الْقُلُوبَ كَيْفَ شَاءَ)

"سارے بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان صرف ایک دل کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسا چاہے ان دِلوں کو پھیر سکتے ہیں"۔

اِس کا مطلب یہ نِکلا کہ میں یا آپ بچوں کے دلوں کو نہیں پھیر سکتے۔ میں چاہے کتنا بھی بچوں کو نصیحت کروں بچوں پر اثر نہیں ہو گا اُس وقت تک جب تک کہ اللہ کی توفیق نہ ہو اور جب تک کہ اللہ کی طرف سے مدد نہ آجائے۔

لہٰذا پہلا راستہ یہ ہے کہ ہم اس مسئلہ کے لئے دعا کا راستہ اپنائیں، دعا کے راستہ سے ہم کامیاب ہو سکتے ہیں، دعا کا بہت زیادہ اہتمام کریں۔ مثال کے طور پر اسلامی طریقہ کے مطابق جب دولہا اور دلہن کی شادی ہوتی ہے تو سارے ملنے والے یہ دعا دیتے ہیں"

((بارَكَ اللَّهُ لَكَ ، وبارَكَ علَيكَ ، وجمعَ بينَكُما في خيرٍ))

(الراوي: أبو هريرة | المحدث: الألباني | المصدر: صحيح أبي داود | الصفحة أو الرقم: 2130 ، كتاب النكاح ، بَابُ مَا يُقَالُ

لِلْمُتَزَوِّجِ)

" اللہ تعالی تمہیں برکت نصیب فرمائے۔ تم پر اپنی برکت فرمائے۔ اور تم دونوں کو خیر کے معاملہ میں اکھٹا کرے"۔ گویا کہ پہلے ہی دن پوری کمیونیٹی تمہیں اچھائی کے لیے اور نیک اولاد کے لیے دعا دیتی ہے اور جب ازدواجی تعلقات قائم ہوتے ہیں، تو شادی کی رات مومن بندہ دو دعائیں پڑھتا ہے:

1۔اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمن شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ " (الراوي : عبدالله بن عمرو | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح أبي داود | الصفحة أو الرقم : 2160 | خلاصة حكم المحدث : حسن ، كتاب النكاح ، بَابٌ فِي جَامِعِ النِّكَاحِ)

" اے اللہ! اس خاتون یا اس مرد کے خیر کا اور اس خیر کا جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے میں تجھ سے سوال کرتا / کرتی ہوں اور اس کے شر سے اور اس شر سے جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے میں تیری پناہ طلب کرتا / کرتی ہوں "۔

2۔دوسرا اصول: دعا مومن بندہ یہ کرتا ہے:

" بِاسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا "

(الراوي: عبد الله بن عباس | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري | الصفحة أو الرقم: 6388، كتاب الدعوات، بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ)

"اللہ تعالی کے نام سے، اے اللہ تعالیٰ! تو ہم سب کو شیطان سے بچا اور جو اولاد آنے والی ہے اس کو بھی تو شیطان سے بچا"۔

(غور کرنے کی بات یہ ہے ابھی اولاد نہیں ہوی ابھی شادی کی پہلی رات ہے لیکن دعا کتنے پہلے کی جارہی ہے) یعنی اسلام میں تربیت کتنا پہلے سے شروع ہورہی ہے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کبھی کئی لوگوں کو اولاد نہیں ہوتی ہے تو وہ اولاد سے مایوس ہو جاتے ہیں اور ایسے کئی ماں باپ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں کہ اولاد ہو جائے اور انہیں اولاد نہیں ہورہی ہے، تو ایسے ماں باپ مایوسی کے شکار ہو جاتے ہیں حالانکہ انہیں اللہ سے مایو نہیں ہونا چاہیے اور دعاءوں کا بکثرت اہتمام کرنا چاہیے اور الاستشفاء بالقرآن یعنی قرآن مجید کی آیات کے ذریعہ اللہ تعالی سے شفاء طلب کرنا چاہیے اولاد سے محروم لوگوں کے لیے اہل علم نے ذیل کی ان آیات کی طرف رہنمائی کی ہے استشفاء بالقرآن کی نیت سے۔

سورہ مائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 17:

﴿ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾

اسی سورۃ الشوری آیت نمبر

﴿ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ

إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ (49) أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ﴾

اور سورہ یس سورہ نمبر 29 اور آیت نمبر 82 بھی پڑھ سکتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴾

حمل کے بار بار اسقاط پر استشفاء بالقرآن

اب اس کے بعد حمل ٹھہر جاتا ہے اور بعض دفعہ ہمیں یہ شکایت ہوتی ہے کہ حمل ساقط ہو رہا ہے ایک نہیں دو نہیں تین نہیں بلکہ کئی مرتبہ ساقط ہو چکا ہے تو کیا قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت ہے جس سے شفاء ملے اور حمل گرنے سے بچ جائے؟ عورت کو ایک آیت اس موقعہ پر پڑھنا چاہیے، سورۃ الرعد سورۃ نمبر 13 کی آیت نمبر 8 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ "

ایک اور مسئلہ آتا ہے کہ حمل تو موجود ہے لیکن complications بہت زیادہ ہیں بچہ نے رَگ اپنی گردن میں ڈال لی ہے بچہ کا گروت growth نہیں ہو رہا ہے یا بچہ یاماں کو کچھ نہ کچھ بیماری لگتی جارہی ہے۔ ایسے وقت کے لیے بھی ہمیں دعائیں سکھائی گئی ہیں کہ عورت کو دورانِ حمل کن کن دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے سورہ مرسلات سورہ نمبر 77 آیت نمبر 20، 21، 22، 23 یہ آیات اس مسئلہ کے لئے ہم پڑھ سکتے ہیں:

﴿ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ (20) فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (21) إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ (22) فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴾

ان تمام آیتوں کے اہتمام الاستشفاء بالقرآن کے ضمن میں آیگا۔

اب یہاں پر لوگوں کو خواہش ہو رہی ہے کہ اے اللہ! ہمیں صرف بچیاں ہو رہی ہیں ایک لڑکا بھی دیدے۔ کیا اسلام میں جائز ہے کہ خصوصی طور پر لڑکے کی خواہش کی جائے؟ جی بالکل جائز ہے کیونکہ زکریا علیہ السلام نے لڑکے کی خواہش کی اور اللہ سے دعا مانگی کہ "اے اللہ! مجھے لڑکا عطا فرما جو میرا وارث بنے اور میرے کام کو آگے بڑھائے" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کی شکل میں اولاد عطا کی۔ لہذا سورہ مریم سورہ نمبر 19 آیت 1 سے 10 تک پڑھنے سے اس مسئلہ میں شفاء حاصل ہو سکتی ہے اور ایک دعا سورہ نوح سورہ نمبر 71 آیت نمبر 12 پڑھئے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا (10) يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا (11) وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا (12)﴾

"ان آیات میں بتلایا گیا ہے کہ:

﴿يُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ﴾

اگر تم استغفار کثرت سے کریں گے تو اللہ تعالیٰ مال اور لڑکے عطا کریں گے۔

یہ آیت پڑھیں گے تو اس مسئلہ سے آپ کو شفاء ملے گی۔ پھر بعض دفعہ شکایت آتی ہے کہ لڑکے پیدا ہوتے ہی انتقال کر جا رہے ہیں، یہ بڑا غم والا مسئلہ ہے بھائی۔۔! کیا اس کے لیے بھی کچھ دعائیں ہیں؟ ایک، دو یا تین مرتبہ ایسا ہو جائے تو آخر اس باپ پر کیا گذرتی ہو گی؟ قرآن میں ایسے مسئلے کے لیے بھی استشفاء بالقرآن بتلایا گیا ہے۔ سورہ صافات

سورہ نمبر 37 آیت نمبر 76 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں:

﴿ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ (7) ﴾

"ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو اس زبردست مصیبت سے بچالیا"۔

یہ آیت پڑھیں گے تو وہ عورتیں جن کے بچے ولادت کے بعد مر جاتے ہیں ان شاء اللہ ان کا بچہ بچ جائے گا۔

بچہ پیدائش کے بعد شکایت آتی ہے کہ بچہ کی صحت برابر نہیں ہے بچہ بول نہیں پارہاہے بچہ کی جسمانی نشو نما نہیں ہورہی ہے یا بچہ کا مائینڈ develop نہیں ہورہاہے، کیا ان شکایات کے لیے بھی دعا ہے؟ اس کے لئے بھی دعا ہے سورہ آل عمرآن سورہ نمبر 3 آیت نمبر 38 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (38) ﴾

یہ پڑھ لیجئے ان شاء اللہ شفاء ملے گی۔ پھر شکایت آتی ہے کہ بچہ اچھا ہے لیکن آگے کی گروت نہیں ہورہی ہے، ،بچہ لمبا نہیں ہورہاہے، کیا اس کے لیے بھی دعاء ہے کیا؟ اس کے لئے سورہ آل عمرآن سورہ نمبر 3 آیت نمبر 37 پڑھئیے:

﴿ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ﴾

لیکن اس سے پہلے ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے کہ بچہ آپریشن سے پیدا ہوا ہے لیکن ہمارا خیال ہوتا ہے کہ بچہ اگر نارمل ڈلیوری (delivery) سے ہوجائے تو بچہ کی صحت

اچھی ہو گی، کیا اس کے لیے بھی دعا ہے؟ سورہ عبس سورہ نمبر 80 آیت نمبر 20 پڑھئے:

﴿ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ (20)﴾

"اس کا اثر ضرور نظر آئے گا۔ شہر حیدر آباد میں کئی ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ ڈاکٹروں نے کہہ دیا آپریشن لازم ہے لیکن الحمدللہ اس آیت کی برکت سے نارمل ڈلیوری (delivery) نصیب ہوئی۔ جب بچہ پیدا ہوا اور بڑا ہوا تو کہتے ہیں کہ مولانا دعا کیجئے میرا بچہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا رہے، اس مسئلہ کے لئے ان آیات کو پڑھئے سورہ فرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 74:

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (74)﴾

" ان آیات میں مومنین کا کہنا ہے کہ اے اللہ! ہماری اولاد کو اور فیملی کو تو آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔

اور اگر آپ یہ خواہش کریں کہ بچہ نیک بنا رہے تو آپ یہ دعا کریں سورہ صافات سورہ نمبر 37 آیت نمبر 100 پڑھئے:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (100)﴾

پھر خواہش ہوتی ہے کہ مولانا ہمارا بچہ نمازی بنا رہے تو یہ دعا پڑھ لیجئے سورہ ابراھیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 20:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ (40)﴾

پھر یہ خواہش ہوتی ہے کہ میرا بچہ اِلحاد، دہریت اور مادہ پرستی میں یا غلط عقیدے میں اور غلط فرقوں میں نہ چلا جائے تو یہ آیت پڑھ لیجیے سورہ ابراھیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 35"

﴿وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾

لہذا دعاؤں کا کثرت سے اہتمام کرنا بھی ایک راستہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بچوں کو آج کے میڈیا اور ٹیکنالوجی کے دور میں بچا سکتے ہیں۔ میری اور آپ کی کتنی بھی ذہانت ہو ہم گیارنٹی نہیں دے سکتے کہ ہم اپنے بچوں کو بچالیں گے لیکن دعاؤں میں وہ طاقت ہے کہ اللہ تعالی نے اگر ہماری دعائیں سن لیں تو ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

3-تیسرا اصول:

توحید رسالت اور آخرت کا عقیدہ کو بچوں کے دل میں راسخ کرنا

دوسرا نکتہ تربیت کے تین سنہری اصول Golden rules ہیں ان تینوں کا خیال رکھنا ہے اگر آپ ان تینوں اصولوں میں کامیاب ہوں گے تو ان شاء اللہ بڑے سے بڑا باطل وار بھی ہمارے بچوں پر اثر نہیں کرے گا ان شاء اللہ چاہے وہ میڈیا کے یا ٹیکنالوجی کے کسی بھی شعبہ سے ہو۔ تربیت کے تین سنہری اصول یہ ہیں 1 : توحید 2 : رسالت اور 3 : آخرت۔ بچہ کے دماغ میں اللہ کی محبت بٹھائیں کہ بیٹا! یہ جو تمہیں آنکھیں ملی ہیں یہ اللہ کی ایک نعمت ہیں اللہ تمہیں کتنا چاہتا ہے۔۔۔! بیٹا! یہ جو تمہارے کان ہیں یہ بھی اللہ نے دئے ہیں، بیٹا! یہ زبان ہے یہ بھی تمہیں اللہ نے دی ہے، بیٹا! ماں باپ کو بھی اللہ نے دیا ہے، یہ جو گھر ہے اللہ نے دیا ہے الغرض اللہ کی عطا کردہ ہر چیز کو بتا کر کہو کہ " اللہ تعالیٰ نے دیا ہے لہذا جب کبھی تمہیں کوئی پرابلم آئے تو اللہ سے مانگ لینا"۔ اس طریقہ سے

جب بھی اللہ تعالی اور رسول ﷺ کا نام آئے گا تو خود بخود بچہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ ہم اکثر صرف ڈرا دیتے ہیں لیکن ساتھ میں بچہ سے یہ بھی کہیں کہ دیکھو بیٹا۔۔! اللہ تمہیں دیکھ رہے ہیں "ان اللہ کان علیکم رقیبا"، توحید کے اعتقاد و اقرار کے بعد تمہیں جوابدہی کا احساس بھی ہونا چاہئے You will be accountable۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کا تعارف بھی کرائیں کیونکہ جب ہمارے بچے جوان ہو جاتے ہیں تو انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں اور love of Jesus جیسے موضوعات پر زبردست پریزنٹیشن presentation سے ایک دم mesmerize ہو جاتے ہیں تب جا کر ہم اس سے کہتے ہیں کہ مار پڑے گی اللہ تعالیٰ ماریں گے۔ ہم نے صرف ڈرایا ہے بچپن سے کہ بیٹا فلاں شیطان آجائے گا فلاں خوفناک بوڑھا آجائے گا وغیرہ وغیرہ۔ ہم فاسٹ تربیت کَر دینا چاہتے ہیں ان کے دلوں میں اللہ کی محبت نہیں بٹھا رہے ہیں لیکن ہمارے لئے خوف، محبت اور امید کے ساتھ تربیت کرنا ضروری ہے۔ اس سے پہلے کہ بچہ love of Jesus کا بورڈ پڑھے تو آپ اپنے گھر میں لگا دیجئے mercy of prophet اور یاد رہے کہ love اور Mercy کے درمیان فرق پایا جاتا ہے۔ ہم ان انبیاء کے درمیان فرق نہیں کرتے لیکن جس کا جو حق ہے اور جو مرتبہ ہے ہم اللہ تعالی کے حکم سے بیان کَر دیتے ہیں۔ ہمیں بچوں کو بتلانا پڑے گا کہ محمد ﷺ کتنے رحم دل تھے؟ اور کیسے تھے؟ نبی اکرم ﷺ کے تمام واقعات بچوں کو بتلانا پڑے گا۔ اور آخرت۔۔۔! بچوں سے یہ کہیں کہ دیکھو بیٹا! تمہارے ہاتھ میں جو گیجڈس (gadgets) ہیں اور اس میں تم جو کچھ دیکھ رہے ہو تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ:

﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾

سورۃ التکاثر ایک ایک نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی رہتی ہے ویسے ویسے اس کی سمجھنے کی صلاحیت بھی بڑھتی رہتی ہے، اس کی سمجھ کے مطابق اسے توحید رسالت اور آخرت سے متعلق بتلانا چاہئے۔ اس کے لیے ہمارے پاس ایک کتاب (book) ہے 5+ اور 7+ جس میں بچہ کی عمر کے حساب سے توحید بتلائی گئی ہے، ہر عمر میں بچہ توحید کی کن باتوں کو سمجھ کر قبول کر سکتا ہے اور کون کون سی باتیں یہ سمجھ نہیں سکتا ان تمام کا ریسرچ کرنے کے بعد یہ کتابیں چھاپی گئیں ہیں۔ لہذا دوسرا اصول یہ ہوا کہ تربیت کے تین سنہری اصول توحید رسالت اور آخرت کا خیال کرنا ضروری ہے۔

4۔ چوتھا اصول:

چوتھا اصول ہے کہ تربیت کے objective کو ذہن میں رکھیں۔ سوال یہ ہے کہ تربیت کے objective کا کیا مطلب ہے؟ کئی ماں باپ سے یہ سوال کیا گیا تو جواب آتا ہے کہ میرا بچہ میرے بوڑھاپے کی لاٹھی بنے اور سہارا بنے۔ بہت محدود سوچ ہے ہماری، ذرا وسیع سوچ بنایئے اور کہئے کہ میرا بچہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پابند بنے، میرا بچہ اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والا بنے ایسی وسیع سوچ رکھئے۔ صرف اپنے ذاتی مفاد کے لیے اپنے بچوں کی تربیت مت کیجئے۔ ان شاء اللہ اگر آپ دوسروں کا خیال کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہمارا خیال کرے گا اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ

أَقْدَامَكُمْ ﴾

(سورۃ محمد:7)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا"۔

5۔پانچواں اصول:

پانچواں اصول ہے کہ آپ کی تربیت کا انداز حکیمانہ ہو جابرانہ نہ ہو۔

جابرانہ مطلب ہے کہ ڈکٹیٹرشپ dictatorship یا Dictation والا انداز نہ ہو discussion والا انداز ہو خاص طور پر اس وقت جب کہ بچہ 15، 16، 17 کا ہو۔ یہ ایک ایسا مرحلہ ہے جس وقت بچہ کے دل و دماغ میں خیالات آتے ہیں بغاوت کے یا گھر سے باہر نکل جانے کے، مجھے اب کسی کی بھی نہیں سننا یا اب میں بڑا ہو چکا ہوں۔ ایسے وقت ماں باپ کہتے ہیں کہ تجھے انجینئرنگ کرنا ہے تو کرنا ہے، زبردستی کر رہے ہیں۔ ایسا طریقہ نہیں چلے گا یہ تو failed method ہے۔ ہمیں بچہ سے کہنا ہو گا کہ بیٹا تم بڑھے ہو چکے ہو اسلامک اعتبار سے بچہ 15 سال میں بڑا بن جاتا ہے۔ اسی طریقہ سے لڑکی جب 15 سال کی عمر تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اب لڑکی نہیں رہتی بلکہ وہ عورت بن جاتی ہے۔ لہذا جب بچہ اتنی عمر کو پہونچ جائے تو بچہ سے سوال کرنا ہو گا کہ بیٹا! آپ کیا کرنا چاہتے ہو؟ اچھا! آپ انجینئرنگ کرنا چاہتے ہو تو کیا تم اس کی وجہ بتلا سکتے ہو کہ تم یہ کیوں کرنا چاہتے ہو؟ اچھا! اس کے مثبت اور منفی اثرات بتلایئے؟ پھر آپ اس کا نتیجہ نکالیں گے۔ اس طریقہ کی بات چیت کا ماحول ہو تو ان شاء اللہ بچہ آپ کو اپنا دل دیدے گا۔

psychiatrist کہتے ہیں کہ جتنا آپ بچہ سے بات چیت کرتے رہیں گے اتنا ہی بچہ آپ کی بات سنتا جائے گا اور عمل کرتا جائے گا کیونکہ آپ نے بچہ کا دل جیت لیا ہے۔ ہمارا ماحول Dictation کا ہے میں نے کہہ دیا اب اس گھر میں میری چلے گی ورنہ بوریا بستر لے کر باہر چلے جاؤ۔ اگر ایسا ہو تو بچہ کسی غلط فرقہ یا کسی جماعت کے ہتھے چڑھ جائے گا پھر ہم سے نہ کہنا کہ خبر نہ ہوئی۔ اسی لیے ہمارا انداز حکیمانہ ہو، حکمت سے سمجھانے کا مطلب یہ ہے کہ بچہ کی بڑھتی عمر کا خیال رکھیں۔ چار سال کا بچہ ایک لفظ یاد کر سکتا ہے لہذا توحید، رسالت، آخرت، ایمان، احسان اور اسلام وغیرہ جیسی اصطلاحات (key words) ہم نے اس عمر کے حساب سے ہمارے نصاب میں شامل کیا ہے۔ علوم القرآن اور علوم الحدیث کی سات 7 کتابوں میں 500 سے زائد (key words) ہم نے جمع کئے ہیں۔ جتنا ہو سکے اتنا اصطلاحات بچوں کو یاد کروانا ہو گا کیونکہ جب وہ یاد ہو جاتے ہیں تو بعد میں بچہ اس کا ماہر ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض بچوں کو سَو سَو کِرکٹروں کے نام یاد ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم بچوں کو اس کھیل کے جزئیات کے ساتھ یہ سب کچھ بتلاتے ہیں مثلاً اسے گلفز gloves کہتے ہیں، اسے bat کہتے ہیں، اسے ball کہتے ہیں، اسے اسٹمپ stumps کہتے ہیں، اسے وکٹ wicket کہتے ہیں، یہ بیاٹسمین batsman ہے اور یہ بالر bowler ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ جان کر بچہ بہت زیادہ آگے بڑھ جاتا ہے لیکن جب بات آتی ہے اسلام کی تو بچہ کو نہ قرآن معلوم نہ حدیث اور نہ دوسرے دینی علم کے جزئیات معلوم ہیں۔ بچہ (key word) جتنا زیادہ یاد کر سکتا ہے اسے یاد کروانا ہو گا اس کے بعد آپ اس کا معجزہ دیکھئے۔ چار سال کا بچہ ایک لفظ one word آسانی سے یاد کر سکتا ہے۔ سات 7 سال کا بچہ 2، 2 ورڈ یاد کَر سکتا ہے آسانی کے

ساتھ تو ایسی حالت میں بچہ کو دو2 دو2 ورڈ کی احادیث آسانی سے یاد کروائی جاسکتی ہیں جیسے لاتغضب، لاتحاسدوا وغیرہ اس قسم کی بے شمار احادیث ہم نے ان کتابوں میں جمع کی ہیں۔ اسی طریقہ سے آیات کتنی یاد دلانی چاہیے؟ لہذا age group کے حساب سے تعلیم دینا چاہیے جب بچہ 7th , 8th , 9th تک پہونچتا ہے تو یہ عمر ایسی ہے بچہ کو definitions یاد کروائی جاتی ہیں جیسا کہ آج کل اسکولس میں 7^{th} سے 10 یہ سوچ ہے کہ جتنے بھی فنون ہیں جیسے بائیو bio، کیمسٹری chemistry، سائنس Science اور فزکس Physics وغیرہ ان تمام کے definitions یاد کرائے جاتے ہیں تا کہ آگے چل کر بچہ کے لئے یہ کام آئیں۔ اسی طریقہ سے یہاں پر بھی توحید، ایمان اور اسلام کے تمام definitions اسے تفصیلی طور پر یاد کرائے جائیں اور سمجھائیں اور منتخب سورتیں اور احادیث۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی بچوں کی عمر کا خیال رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دیا جائے، اگر بچہ دس سال کا ہو جائے پھر بھی نماز نہ پڑھے تو اسے ضرب کی جائے۔

(الراوي : جد عمرو بن شعيب | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح أبي داود | الصفحة أو الرقم : 495 ، كتاب الصلاة ، بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ)

اسی حدیث کے پیشِ نظر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دس سال سے پہلے بچہ کو مارنا حرام ہے، یہ حرام کام کئی ماں باپ کر رہے ہیں اور بہت سارے کر چکے ہیں۔ اسی طرح بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دس سال سے کم عمر کے بچہ کو مارنا حرام قرار دیا ہے۔ ہاں! اگر ایسی مجبوری

ہو جائے کہ مارے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو ایسی صورت میں مارنے کی اجازت دی ہے علماء نے ، وہ بھی ایسا مار کہ مارتے ہوئے مارنے والے کا بغل دکھائی نہیں دینا چاہیے اگر ہاتھ اٹھانے کے بعد بغل دِکھ جائے تو وہ حرام مار ہو جائے گا۔ چہرہ پر مار دیا تو گناہ ہو جائے گا، پیٹ میں گھونسا مار دیا جائے تو گناہ ہو جائے گا، دس مار سے بڑھ کر مار دیا تو گناہ ہے اور ان دس مَاروں میں سے دو مار ایک جگہ مَاریں تو گناہ ہو جائے گا، بچہ کو مارا گیا اور اس بچہ کے جسم پر انگلیوں کے نشان پَڑ گئے تو گناہ ہو جائے گا۔ حدیث میں آیا ہوا ہے کہ لفظ ضرب کا ترجمہ آپ ہماری زبان میں مار سے نہیں کَر سکتے کیونکہ عربی زبان میں لوہار طاقت سے لوہے پر مارتا ہے تو بھی اسے ضرب کہتے ہیں اور سونار کی سونے پر ماری جانی والی ہلکی مار کو بھی ضرب کہتے ہیں۔ کم سے کم معنی جو تمام قواعد کے مطابق ہو تو شیخ آر کے نور محمد حفظہ اللہ نے نتیجہ بیان کیا کہ ایک انگلی سے ہلکی سی مَار ماری جائے اس سے بڑھ کر مشکل ہے مارنے پر گناہ ہو سکتا ہے اس مار کے ذریعہ بچہ کو یہ بتلایا جارہا ہے کہ فی الوقت مَیں ناراض ہوں یہ بتلانا مقصود نہیں کہ میرے پاس طاقت بہت زیادہ ہے۔ تصور کیجیے کہ ہمارا معاشرہ اور والدین کتنے گناہ میں ہیں اور یہی بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو اسلام سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے ماں باپ کا اپنے بچوں کے ساتھ سلوک اچھا نہیں ہے۔ اگر ہم اتنی محبت اسلامی احکامات کی روشنی میں اپنے بچوں کو دیں گے تو سارے مذاہب کے بچے ہمارے اسلام کی طرف دوڑ پڑیں گے ان شاء اللہ۔ لہذا چوتھا اصول یہ ہوا کہ تربیت کا انداز حکیمانہ ہو جابرانہ نہ ہو۔

6۔ چھٹواں اصول:

چھٹواں اصول بشیر او نذیر ا ہے۔ بعض ماں باپ بچوں سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ انہیں کسی بھی صورت ڈانٹتے ہی نہیں ہیں نتیجتا بچے بھٹک جاتے ہیں اور غلط کام کی عادت پڑ جاتی ہے اور ایسے بچے برائیوں کے خلاف اپنے آپ کو کنٹرول نہیں کرپاتے بعد میں بھری محفل میں بے ادبی کے مظاہروں سے والدین پریشان ہو جاتے ہیں۔ بعض ماں باپ اتنی سختی کرتے ہیں کہ محبت ہی نہیں کرتے تو بھی بچے بھٹک جائیں گے۔ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ میں سب سے بہترین طریقہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ کبھی سختی اور کبھی نرمی۔۔! یعنی بشیر او نذیر ا کا طریقہ۔ یہی طریقہ نبیوں کا طریقہ ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورہ سبا سورہ نمبر 34 اور آیت نمبر 28 میں فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (28) ﴾

"ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے ولا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے"۔

کبھی پیار و محبت اور کبھی سختی اور تنبیہ کا طریقہ ہمیں اپنانا چاہئے۔

7۔ ساتواں اصول:

ساتواں اصول ہے کہ بچہ کو مجادلہ سکھائیں۔ جیسے ہم بچوں سے انعامات کا وعدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسا کروگے تو ہم تمہیں فلاں انعام دیں گے، پاس ہو جاؤ گے اور اچھے نمبر لے آؤ گے تو سائیکل دلائیں گے یا پکنک کو جائیں گے وغیرہ وغیرہ تو دینی تربیت میں بھی

ہم ان سے اسی طرح کہیں اگر بچہ چھوٹا ہو تو یہ کہیں بیٹا دیکھو! اگر تم سورہ مریم کہاں ہے قرآن میں ڈھونڈ کر لاؤ تو میں تمہیں فلاں انعام دوں گا اور اسی طرح اس کے گود میں کھلونے کی بجائے قرآن دے دی جائے، اگر بچہ تھوڑا بڑا ہے تو کہیں کہ قرآن مجید میں توحید کے بارے میں کہاں ہے ڈھونڈ کر لاؤ، اگر بچہ اور زیادہ بڑا ہو تو کہیں کہ بیٹا! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس عمر میں شادی کی؟ بعض لوگ اس بارے میں اعتراض کرتے ہیں اس کا جواب کیا ہونا چاہئے معلوم کر کے بتلاؤ؟ بچہ تھوڑا بہت پڑھ کر بتلانے کی کوشش کرے گا لیکن آپ اس کے متعلق مکمل معلومات جان کر رکھیں تاکہ اس کے اعتراضات کا تشفی بخش جواب دے سکیں۔ ایسا کرنا بہت ضروری ہے بچہ اسکول سے کالج جانے سے پہلے یا دوسرے الفاظ میں بچہ آزاد میڈیا کے ماحول میں جانے سے پہلے اسے تمام اعتراضات کے جوابات معلوم ہونا لازم ہے کیونکہ FIR میں بڑی طاقت ہوتی ہے مطلب first investigation registered یا پھر firsthand information کیونکہ آپ نے پہلی مرتبہ جو بیج ڈال دیا بچہ اسے زیادہ قبول کرے گا اور فالو کرے گا۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور کسی اور نے آپ سے پہلے آپ کے بچہ کو محمد ﷺ سے متعلق غلط باتوں میں ڈال دیا تو یہ بچہ کسی بھی طریقہ پر جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں سورہ نحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 125 میں اللہ تعالی ارشاد فرمارہے ہیں:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ

أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (125)﴾

" اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے "۔

اللہ تعالی نے فرمایا" اقیموا الصلاۃ و آتو الزکاۃ" یعنی اگر کوئی نماز قائم کر رہا ہے لیکن زکوۃ نہیں دے رہا ہے تو آپ اس سے کہیں گے کہ یہ عمل غلط ہے گویا کہ آپ نے یہ آیت آدھی پڑھی ہے۔ اسی طرح مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک آیت میں دو حکم دئے ہیں ایک حکم ہے "ادعوا" اور دوسرا حکم ہے "جادلہم" پہلے حکم کا معنی ہے کہ اسلام پیش کرنا present Islam جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث میں بیان کیا گیا ہے اور دوسرا حکم ہے" جادلہم" جس کا مطلب ہے کہ اسلام کے متعلق سوالات کئے جائیں تو جوابات دئے جائیں۔ آپ ایسی تربیت کریں کہ آپ کا بچہ جواب دینے کے قابل ہو جائے ورنہ بچہ ڈھیر ہو جائے گا یا احساس کمتری کا شکار ہو جائے گا یا پھر جذبات میں آکر دہشت پسند ہو جائے گا کیونکہ آپ نے اسے کچھ سکھایا ہی نہیں۔ اِس کی بجائے آپ اپنے بچہ سے علمی طور پر اکیڈمی لیول پر بحث اور بات چیت کریں پھر آپ کا بچہ جہاں جائے گا وہاں سے متاثر ہونا تو دور کی بات ہے بلکہ دوسروں کو متاثر کرے گا اور بعض کو اسلام کا پیغام پیش کرے گا۔

8- آٹھواں اصول :

آٹھواں اصول ہے کہ بچوں کی انٹلکچول تربیت ہونی چاہئے۔ اکثر ماں باپ بچوں کی فکری تربیت Intellectual Training نہیں کرتے۔ فکری تربیت بھی کرنا ضروری ہے اگر آپ صرف بچوں کو علم دے رہے ہیں یا انہیں آپ عمل کرنے کی ترغیب بھی دے رہے ہیں تو آپ کے پاس انٹلکچول پروگرام Intellectual Training بھی ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر بچہ کو آپ مسجد کی طرف لاتے ہیں بچہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور بظاہر صرف بچہ کی نماز دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسجد جِم GYM ہے؟ کیا آپ نے کبھی خیال کیا کہ بچہ نماز کے انگریڈنٹ ingredients کو سمجھا ہے یا نہیں سمجھا ہے؟ آج کل جب کبھی کوئی پروڈکٹ product آتا ہے تو ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میرا بچہ بڑا تیز ہے کہ اس پروڈکٹ کے سارے ingredients جانتا ہے چلئے! بہت اچھا ہے لیکن کیا کبھی آپ نے آپ کے بچہ کے سامنے نماز کے ingredients سے متعلق معلومات فراہم کئے ہیں؟ نماز میں "التحیات" کا معنی معلوم ہے کیا؟ نماز میں پڑھی جانے والی دعائیں جیسے درودِ ابراھیم، تشہد کی دعائیں، تکبیرات اور اذان وغیرہ کا مطلب و معنی معلوم ہے کیا؟ یا پھر وضوء کرتے وقت کیا یہ نیت کی ہے کہ میں اب جو نماز پڑھنے جارہا ہوں دراصل میں میرے رب سے بات چیت کرنے جارہا ہوں۔ یہ سب کچھ معلوم ہو تو بچہ کی نماز میں خشوع و خضوع آئے گا۔ بچہ کی تربیت ایسی ہی کی جائے جیسے حضرتِ لقمانؑ نے اپنے بچہ کی تربیت کی تھی۔ سورہ لقمان سورہ نمبر 31 آیت نمبر 14 سے لے کر 20 تک پڑھئے، اسی سورۃ کی آیت نمبر 16 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ (16)

" پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ (بھی) خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبر دار ہے "۔

یہ دیکھئے! فکری تربیت ہو رہی ہے لیکن آج کل رٹّی ازم چل رہا ہے مطلب یہ ہے کہ ہر چیز صرف رَٹا دے رہے ہیں۔ یعنی چند سورتیں رَٹا دیں اسلام کی چند تعلیمات اور نماز کا ایک طریقہ رَٹا دیں اور چند دعائیں رَٹا دیں بَس۔ سوال یہ ہے کہ بچے یہ سب کب سمجھیں گے؟ اگر ہم بچہ کو یہ سب سمجھائیں گے تو بچہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے اور قیامت کے دن مجھے اس کا جواب دینا ہے۔

9۔نواں اصول:

نواں اصول متقی بالعلم ہونا ضروری ہے صرف متقی بالعمل ہونا کافی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کوئی حج کر کے واپس آیا اور متقی بن گیا اور نمازوں وغیرہ کی پابندی کرنے لگا لوگ دیکھ کر کہنے لگے کہ بھائی! ماشاء اللہ نمازی اور پرہیز گار بن گئے ہیں تو آدمی کہتا ہے کہ الحمد للہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس حج کے بعد سُدھر جاؤں گا لیکن کوئی یہ کہتا ہے کہ بھائی فلاں آدمی کو دیکھو! وہ بغیر نماز پڑھے ہی ترقی کر رہا ہے تو وہ آدمی اس کے بَہکاوے میں آکر نماز چھوڑ دیتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ آدمی صرف عمل کا متقی بنا تھا علم کا متقی نہیں بنا۔ اگر قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ علم پہلے ہے عمل بعد میں جیسا کہ " الا

الذین آمنوا و عملوا الصالحات" اس آیت میں پہلے ایمان و علم کی بات ہے بعد میں عمل کی بات کی گئی ہے۔ آج کل بعض لوگ عجیب و غریب دعا مانگتے ہیں جیسے یہ دعا" اے اللہ! ہمیں سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے" یہ دعا صحیح اسلامی سمجھ سے بعید(دور) ہے۔ دعا ایسی ہونے چاہیے " اے اللہ! علم دے اور عمل دے"۔ یہی وجہ ہے کہ امامِ بخاری نے اپنی کتاب میں ایک باب اس نام سے باندھا کہ " باب العلم قبل القول و العمل "یعنی کچھ بھی بولنے اور کرنے سے پہلے علم ضروری ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ دین کے نام پر کسی ایسی جگہ جا کر جان دے دیں جس سے اللہ راضی نہ ہوتا ہو بلکہ ناراض ہوتا ہو۔ پہلے علم حاصل کرو کہ آپ کو کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ Follow the Sequential orderیعنی پہلے علم، عمل، دعوت اور صبر یہ ترتیب ہے۔ اگر پہلے ہی میدانِ دعوت میں اُتر گئے اور علم نہیں ہے تو بیکار ہے یا علم ہے لیکن عمل نہیں اور دعوت نہیں ہے تو بھی بیکار ہے۔ یہ چار چیزیں علم، عمل، دعوت اور پھر ان سب میں صبر رہے۔

10۔دسواں اصول

دسواں اصول (چھوٹے ضدی بچے) کو سمجھانا۔ مثال کے طور پر بعض بچے پانی کا نَل کھول کر آجاتے ہیں اور پورا پانی ختم ہو جاتا ہے اور آپ غصہ میں آکر اسے مارتے ہیں، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ ضدی ہوتا ہے اور وہ پھر جا کر نَل کھول سکتا ہے۔ بچہ کو دیکھیں کہ اسے پانی بَہانے کا شوق ہے تو اس شوق کا اسے متبادل Alternative طریقہ بتلائیں اور plants کو پانی ڈالنے کا alternateراستہ بتائیں۔ اور اسے اس متبادل طریقہ

میں مشغول کریں۔ مارنے اور توڑنے سے بچہ اور ضدی ہو جاتا ہے۔ Psychiatrists کہتے ہیں کہ بچہ اس وقت ضدی بن جاتا ہے جب آپ اسے ایک ہی دن میں کئی ایک ٹارگٹ دیتے ہیں بچہ کَر نہیں پاتا اور غصہ میں آکر ضدی بن جاتا ہے اور آپ کے خلاف ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات آپ جو بولتے ہیں اسے وہ سمجھ نہیں پاتا ہے وہ کچھ اور کرتا ہے آپ کچھ اور بولتے ہیں۔ لہذا بچہ کو سمجھانے کے لئے ہمیں بھی اس کے لیول پر اُترنا پڑتا ہے۔ بچہ کو بچہ بن کر سجھانا چاہیئے بڑوں کو جس طریقہ سے فاسٹ آرڈر دیتے ہیں وہ طریقہ ایسے بچہ پر نہیں چلے گا۔ مثال کے طور پر بچہ کو اُچھل کود کرنے کا شوق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں Extra Energy ہے اور وہ اسے باہر نکالنا چاہ رہا ہے، اس بچہ کو آپ پُرانا یا فالتو گدّا لاکر دے دیں اور کہیں کہ اس پر اُچھل کود کریں کیونکہ اس کی گروت growth کے لیے کھیل کود بھی ضروری ہے یا پھر کسی میدان یا اسپورٹس کلب sports club میں جہاں پر بچہ کے کھیلنے کا اچھا انتظام ہو وہاں اسے لے کر جائیں۔ یا پھر بعض بچوں کو پانی بہانے کا شوق ہوتا ہے تو اس کے لیے آپ کچھ پودے لاکر دیں اور کہیں کہ بیٹا! یہاں پر پانی بہاؤ روزانہ کچھ فائدہ تو ہوگا بچہ خوشی سے یہ کام کرے گا۔ اور یہ دعا کرتے رہیں "رب هب لي من الصالحين"۔ بچہ جن چیزوں سے ضد میں آرہا ہے ان چیزوں کو دور کیجئے۔ یہ تصور و اعتقاد بھی رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے یہ نہیں کہ یہ میرا بچہ ہے میں جیسے چاہے مار کر سیدھا کروں گا، ہرگز نہیں! آپ کا بچہ اللہ کا ایک بندہ ہے اور آپ ﷺ کا ایک امتی بھی ہے۔ آج ہم اسے ماریں گے تو 20 سال کے بعد بھی بچہ یاد رکھے گا کہ میرے ماں باپ نے مجھے ذلیل کیا تھا بچوں کو کبھی ذلیل نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر آپ نے مارا ہے تو آپ نفرت deposit کردی، اب اس نفرت کو ختم کرنا

ہے بچوں سے sorry کہیں اور اس طریقہ دو فائدے ہیں بچہ سے نفرت ختم ہو جاتی ہے اور بچہ کو بھی sorry کہنے کی عادت پڑتی ہے معاف کر دینے اور معاف کروا لینے سے کئی رشتے ٹوٹنے سے بچ جاتے ہیں ان شاء اللہ۔

11۔گیارھواں اصول

گیارہواں اصول ہے عمر میں بڑے اور ضدی بچوں کو سمجھانا۔ بعض بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو گھر میں بوجھ بن جاتے ہیں، ماں باپ سے ناراض ہیں اور ان کے حقوق بھی ادا نہیں کَر رہے ہیں کیونکہ آپ نے کچھ نہ کچھ زبردستی ان سے مَنوایا ہو گا جس کی وجہ سے وہ ضد میں آگیا ہے۔ اس عمر میں ان سے مَنوانا نہیں ہے بلکہ ان سے بحث اور بات چیت DISCUSSION کرنا چاہیے۔ ایک بڑے آدمی سے بات کرنے کی طرح بات چیت کریں اور ڈیل کریں۔ مثال کے طور پر پوچھیں کہ بیٹا! آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ کیوں ایسا کرنا چاہ رہے ہیں؟ تین کالم بنائیے اور کہئے کہ آپ کے پلان کے positive کیا ہیں؟ اور negatives کیا ہیں؟)

(advantages and disadvantages)

پھر اس کا نتیجہ کیا ہے؟

اور ضِد دور کرنے کی ایک دعا بھی ہے سورہ احقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 15 میں یہ دعا ہے:

﴿رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي

مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴾
" اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجا لاؤں جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں"۔

یہاں پر ہم اللہ سے توفیق طلب کَر رہے ہیں کہ ہم نیک عمل کَر کے کوئی احسان نہیں کَر رہے ہیں بلکہ یہ عمل بھی تو اللہ کی توفیق تھی اگر توفیق نہ ہوتی تو میرے دل میں نیک عمل کا خیال بھی نہیں آتا۔ آیت کا یہ حصہ "وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي " اے اللہ! میرے بچہ کو صالح اور صلاحیت والا بنادے" بار بار پڑھئے۔(وَأَصْلِحْ) بڑا جامع لفظ ہے یہ وہی لفظ ہے جو امام مہدی کے لیے آیا ہے کہ "يُصْلِحه اللهُ فِي لَيلَةٍ"

(الراوي:علي بن أبي طالب | المحدث : الألباني | المصدر:صحيح الجامع | الصفحة أو الرقم: 6735 | خلاصة حكم المحدث: صحيح)

ایک رات میں اللہ تعالیٰ انہیں صالحیت اور صلاحیت دونوں عطا کرے گا، دنیوی اور دینی اعتبار سے Eligible بنادے گا، ایک رات میں اللہ تعالی امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کو ساری دنیا سنبھالنے اور کنٹرول کرنے کا پاور POWER عطا کرے گا اور ایک دن پہلے ان کے پاس اتنی صلاحیت نہ ہوگی لیکن ایک رات میں اللہ تعالیٰ وہ صلاحیت عطا کرے گا۔ بعض لوگوں سے آپ نے سنا ہو گا کہ میں فلاں ایک ہی دینی بیان سے متاثر ہو کر سیدھے راستہ پر آگیا۔ فیصلہ لینے کا وقت صرف دس 10 سکنڈ کا ہوتا ہے بچہ بھی وہ فیصلہ لے لے تو لے

چکا ہو گا ورنہ نہیں! چاہے فیصلہ اچھا ہو یا بُرا لیکن اس اچھے فیصلے کے لیے دعا کرنی پڑتی ہے کہ اے اللہ! میرے بچوں کی اصلاح کَر دے۔ علمائے کرام کہتے ہیں اس دعا میں اتنا پاور ہے کہ ضدی سے ضدی بچہ آپ کے مطابق ہو جائے گا اور شریعت کے مطابق ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بچوں کو ان تمام اصولوں کو سامنے رکھ کَر ہر باطل کا مقابلہ کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

خطبہ:5

بچیوں پر ظلم ہونے سے کیسے بچائیں؟

بچیوں کی حفاظت

(پھول اور کلیوں کی حفاظت کی ذمہ داری مالی پر بھی ہے)

تمہید

سب سے پہلے میں اللہ کا شکر بجالاتا ہوں اور بے پایاں درود و سلامتی ہو محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم, صحابہ کرام آپ کے آلِ بیت اور قیامت تک آنے والے سارے مومنوں پر اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ساری انسانیت تک اللہ کا پیغام پہونچانے کے لیے اللہ ہم سب کو چن لے۔

جس موضوع پر میں آپ لوگوں کے سامنے گفتگو کرنے جارہاہوں وہ موضوع ہے کہ "بچیوں پر ظلم ہونے سے ہم کیسے بچائیں"

عورت نصف انسانیت ہے زمانہ جاہلیت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی اس کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھااوراس کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں بچیوں کے ساتھ ویسے ہی سلوک کیا جارہا ہے جس طرح زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا۔ لیکن شرابِ کہن در جامِ جدید اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اسلام میں عورتوں، بچیوں، کی حفاظت اور ان پر ہونے والے ظلم وستم کو روکنے کے لیے

کیا طریقہ بتایا گیا ہے ۔ اس میں ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے۔ اس موضوع کو انتخاب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آج کل ہمارے پاس کئی سوالات آئے۔ جن سے ہمیں پتہ چلا ہے کہ ماں باپ اپنی بچیوں پر کچھ بھی توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ چاہے وہ شادی سے پہلے ہو یا شادی کے بعد۔

شادی سے پہلے جب بچی چھوٹی ہوتی ہے تو ماں باپ کو یہ فکر نہیں ہوتی کہ بچی کونسے اسکول کو جارہی ہے اور اس کی پروٹکشن protection اور حفاظت کے تعلق سے اکثر ماں باپ غفلت کا شکار ہیں ۔ لیکن جب حادثہ ہوتا ہے تو سارے کے سارے رونے اور واویلا کرنے لگتے ہیں اور ہاتھ ملنے لگتے ہیں۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگھ گئیں کھیت اسی طرح یہ بچیاں گیجڈس (gadgets) کا کیسا استعال کررہے ہیں اور نٹ پر کیا دیکھ رہے ہیں کن ویب سائٹیں Websites کو وزٹ visit کرہے ہیں اور یوٹیوب YouTube پر کن ویڈیوز کو دیکھ رہے ہیں اور کن لنکس پر کلک کرکے کن کن Apps کو Download کررہے ہیں۔ سوشل میڈیا پر ان کے روابط کن کن کے ساتھ ہیں اور کن کن سے ان کی چاٹ Chat ہورہی ہے ۔ یا پھر یہ اسکول کو جارہے ہیں یا نہیں؟ کانٹین Canteen یا شاپنگ مال کو کس ساتھ جاتے ہیں۔ یا اس بہانے کہیں اور گھومنے جاتے ہیں ،ان کی توجہ کہاں ہے، ان کا شوق کن چیزوں میں ہے۔ بہر حال لڑکیوں کی حفاظت کے مسئلہ میں چاہے وہ تعلیمی ہو یا تربیتی، دینی ہو یا دنیوی، ہر اعتبار سے ان کے لیے کونسے رول یا میجر فالو کرنا ہے انکے بارے میں ہمارے پاس Awareness نہیں پایا جاتا ہے ۔ بلکہ حالت یہ ہے کہ اکثر ماں باپ کو قرآن کے اندر لڑکیوں کے تعلق سے کیا تعلیم دی گئی ہے

مثلاً سورہ نساء سورہ نور، سورہ ممتحنہ ان سورتوں میں عورتوں کے متعلق کیا تعلیم دی گئی ہے۔ماں باپ کو ان ساری چیزوں کو پڑھنے کا ٹائم نہیں۔ نسلوں کی نسلیں نکل رہی ہیں اور جماعتوں کی جماعتیں نکل رہی ہیں۔ بلکہ کرڑوں کی تعداد میں بچیاں پرورش پا کر بڑی ہو جارہی ہیں۔ لیکن ماں باپ کے پاس ٹائم نہیں کہ ایک مرتبہ سورہ نساء یا سورہ ممتحنہ یا سورہ نور کو پڑھ کر خود سمجھیں گے اور اپنے نونہالوں کو بتائیں گے۔ ہمیں اس تعلق سے ہوش کے ناخن لینا چاہیے۔

اگر شادی کے بعد کی بات کریں تو لوگ بچی کو سمجھتے ہیں ایک بوجھ ہے کسی طرح یہ بوجھ ہٹ جائے جیسے ہی کوئی رشتہ آگیا فوراً شادی کرادیئے۔ یہ بالکل غلط ہے دیکھنا پڑھے گا جانچنا پڑے گا، کہ لڑکا کیا کمارہاہے حلال یا حرام ؟لڑکے کی دینی اور اخلاقی حالت کیا ہے لڑکا کن لوگوں کی صحبت میں اٹھتا بیٹھتا ہے، لڑکے کی صحت کیسی ہے۔ان ساری چیزوں کو ماں باپ چیک نہیں کرتے۔ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ لڑکا کیا کمارہاہے اور کتنا پڑھا لکھا ہے۔ لیکن اس کی صحبتیں کیا ہیں اور فیس بک Face Book میں اسکی فرنڈ لسٹ کیسی ہے اس کے دوست, محلے اور گھر والے کیسے ہیں۔ ان تمام کے بارے میں جاننا ہی نہیں چاہتے ہیں۔ان ساری چیزوں کی جانکاری کے بغیر جب لڑکی شادی کر دیتے ہیں تو شادی ہوئے ایک مہینہ نہیں گزر تا لڑکی روتے ہوئے طلاق کے ذریعہ یا خلع لے کر واپس گھر آتی ہے۔اس کے بعد سالوں سال تک اس بچی کا رشتہ طے نہیں ہوتا ہے۔ آخر اتنی جلد بازی اور اتنی غفلت کیوں ؟۔

مطلب یہ نکلا کہ ہم اپنی بچیوں کے بارے میں حساس سیریس Serious نہیں ہیں۔ان ساری وجوہات کے سبب اس موضوع کو سلکٹ کیا گیا ہے تاکہ اس کے متعلق Awareness لائی جائے اور لوگوں کو اس طرف سوچنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔

موجودہ دور میں عورت پر ظلم

NCRB (National Crime Record Bureau) یہ ایک ویب سائیٹ Web site ہے ۔ جس میں یہ بتایا گیا کہ ہندوستان میں ہر بیس20 منٹ میں ایک ریپ Rape ہوتا ہے۔اور ہر تین میں سے ایک چھوٹی بچی ہوتی ہے۔یعنی تین واقعات میں سے ایک واقعہ چھوٹی بچی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ معاشرہ کدھر جارہا ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ

ظالم یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کرتوتوں سے ناواقف ہے۔

(سورۃ ابراھیم:14/ 42)

دنیا میں ایک مظلوم یہ ہر گز نہ سمجھے کہ وہ بہت کمزور ہے بلکہ مظلوم دنیا کا سب سے پاور فل اور سب سے طاقت ور انسان ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایک چھوٹی بچی پر ظلم کرنے سے اللہ تعالی پوری حکومت اور پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ اور یہ لوگ زلزلے اور طوفان کا لقمہ بن جاتے ہیں۔ آہ جاتی ہے فلک پر رنگ لانے کے لئے بادلو ہٹ جاؤ دو راہ جانے کے لئے (اللہ تعالیٰ ہمیں ظلم کرنے سے

بچائے)

اسلام عورت کی حفاظت کا مضبوط قلعہ ھے

ہر ترقی یافتہ اور سمجھدار قوم ظلم کی روک تھام اور انصاف کے قیام کے لیے قوانین بناتی ہے۔ جس کو آپ Criminal law یا کرمنینل جسٹس Criminal Justice کہتے ہیں ۔اور ہندوستان میں اس قانون کا نام The Indian Pinal code انڈین پینل کوڈ ہے ۔ جس میں 23 چاپٹر Chapter اور 511 سیکشن Sections پائے جاتے ہیں۔ اور جب میں سرسری نظر ڈال رہا تھا تو ہر چاپٹر کے اندر کسی نہ کسی ظلم کی خاتمے بات کہی گئی ہے ۔اور ہم مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام سارے نظاموں میں سب سے پاور فل نظام ہے۔ اور اسلام ظلم کے خاتمے کے لیے سب سے زیادہ پاور فل سسٹم متعارف کیا ہے۔

اسلام میں قیام امن اور ظلم کی روک تھام کے لئے کیپٹل پنشمنٹ موجودہ دور میں جب بھی کسی بچی پر ظلم ہوتا ہے تو میڈیا کہتا ہے کہ ظالم کو کیپٹل پنشمنٹ Capital Punishment دینا چاہئے ۔ جبکہ آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن مجید نے کیپٹل پنشمنٹ Capital Punishment کا اعلان کر دیا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (33)﴾

جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں
ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف
جانب سے ان کے ہاتھ پاوں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے،
یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری
عذاب ہے۔

(سورۃ المائدۃ:5/33)

حدالحرابۃ کا معنی

عربی زبان میں حدالحرابۃ ایک لفظ ہے یعنی کوئی ملک و وطن کے امن و آمان کو برباد کرنے کی کوشش کرے تو اسے کیپٹل پنشمنٹ Capital Punishment دینا حدالحرابۃ کہتے ہیں۔مثال کے طور پر اگر کوئی چوری کرتا ہے تو اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا جائے گا لیکن اگر کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے یا چوری کے ساتھ خوف بھی پیدا کر رتا ہے اور ملک امن و آمان کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی سزا اور بھی خطرناک ہو گی اور اسے بھی کیپٹل پنشمنٹ Capital Punishment دی جائے گی ۔اسی طرح زنا اور ریپ Rape کرنے کا معاملہ ہے۔زانی کو زنا کی سزا دی جائے گی لیکن علماء کہتے ہیں ریپ کرنے والے کو کیپٹل پنشمنٹ Capital Punishment دی جائے گی کیونکہ وہ لوگوں کے اندر خوف بھی پیدا کر رہا ہے۔

اسی طرح آفریقہ میں جب خلافت قائم تھی ۔وہاں جس کتاب کے ذریعہ

دستور اور قانون نافذ کیا جاتا تھا اس کا نام "المدونۃ" ہے وہاں کے مسلمان اس کتاب کو Constitutions بنا کر اسلامی حکومت چلاتے تھے۔ اس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسے گھر داخل ہو جس میں نامحرم لڑکی رہتی ہے۔ اور اس کے ساتھ Sexual Assault کرتا ہے تو اس کو حد الحرابہ یعنی کیپیٹل پنشمنٹ Capital Punishment کی بنا پر قتل کر دیا جاے گا۔ یعنی وہاں ریپ کی سزا زنا سے بھی خطرناک تھی۔ اور وہاں کے علماء یہ فتوی اس آیت کے پیش نظر دیئے تھے ہیں:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (33)

جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاوں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔

(سورۃ المائدۃ:5/33)

یعنی اگر کوئی آدمی ڈاکہ ڈالے یا دہشت گردی کرے یا پبلک پراپرٹی Public property پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے یا کسی عورت یا بچی کے ساتھ جنسی ہراسانی کی

کوشش کرے۔ یا ان کی عزت کو تار تار کرنے کی کوشش کرے۔ تو دراصل یہ آدمی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے رہا ہے۔ اور یہ بغاوت کی کیٹاگری Category میں آتا ہے ۔تو اس کو مذکورہ آیت کی روشنی میں اس کے جسم کی بوٹی بوٹی کر دی جائے یا اس کو سولی پر چڑھا دیا جائے یا پھر اس کے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں تا کہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں یا پھر اسکو شہر سے دربدر کیا جائے۔یعنی کالے پانی سزا یا کسی جنگل یا کسی ریگستان میں چھوڑ دیا جائے جہاں کوئی سہولت نہ ہو۔ اور یہ سزائیں کوئی ایک آدمی یا جماعت نہیں دے سکتی ہے بلکہ یہ کام حاکمِ وقت ہے۔وہ یہ سزائیں دے سکتا ہے۔ ایسی سزائیں جب ہو نگی تو جرم پر روک لگائی جا سکتی ہے۔

عورت پر ہونے والے ظلم وستم کو روکنے کے لئے اسلام کا سسٹم

اسلام ظلم کے خاتمے کے لیے جو سسٹم بنایا ہے وہ دو طرح کا ہے۔ایک داخلی دوسرا خارجی اور لڑکیوں کی مکمل حفاظت کے لئے دونوں جگہ سیکیورٹی کا مکمل انتظام ہونا ضروری ہے.

عورت کی حفاظت کا ایکسٹرنل سسٹم External systum (خارجی نظام)

خارجی نظام سے مراد گھر کے باہر کا نظام ہے یعنی جب خاتون یا بچی گھر کے باہر اسکول یا دوسرے حلال ضروریات کے لیے نکلتی ہے تو اس کے لیے ایک نظام بنایا گیا ہے ۔اسلام عورت کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ جب بھی باہر نکلے تو محرم کے ساتھ اور حجاب پہن کر جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ

عَلَيۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِيۡبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ يُّعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿﴾

اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب:33/59)

یدنین سے مراد یہ ہے کہ عورتیں اوپر سے نیچے تک سارا جسم ڈھانک لیں۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ عورت کو مکمل حجاب کا سسٹم فالو کرنا چاہئے تاکہ وہ نہ پہچانی جائے اور نہ انہیں تکلیف دی جائے۔

کئی عورتوں نے کہا کہ جب ہم بے حجاب باہر گھومتی تھیں تو دن میں کئی مرتبہ ہم کو مرد گھورتے تھے۔ بہت سارے مرد بدتمیزی سے بات کرتے تھے۔ لیکن جب سے ہم پردے کا سسٹم فالو کر رہے ہیں۔ لوگ ہمارے ساتھ بڑی عزت کے ساتھ پیش آرہے ہیں یہاں تک کہ نان مسلم Non-Muslim بھی ہماری عزت اور احترام کرتے ہیں۔ اور ائیرپورٹ جیسی جگہوں پر بھی جب امیگریشن Immigration ہوتا ہے۔ وہاں پر بھی لوگ بڑی عزت کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں زبردست پاور رکھا ہے اس کے ایک ایک تاگے میں عورت کی عزت پوشیدہ ہے گویا

حجاب مریکل Hijab Miracle ہے۔اس کے ذریعہ برائیوں پر کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ Pinal code کے Definition میں لکھا ہوا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جرائم کو کنٹرول کیا جائے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ Punishing those who transgress the law or limits یعنی وہ لوگ جو اپنی حدود پار کرتے ہیں یہ قوانین ان کو سزا دینے کا ذریعہ ہیں۔

اسلام میں چوری اور زنا کی سزا

اسلام کا خارجی نظام بڑا پاور فل ہے۔اگر کوئی چوری کرتا ہے تو اس پر حد السرقہ نافذ کر کے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے اگر کوئی زنا کا مرتکب ہوتا ہے اگر وہ غیر شادی شدہ ہو تو اس کو سو 100 کوڑے مارے جائیں گے۔اسکو حد الجلد کہا جاتا ہے اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس کو رجم کر دیا جائے گا یعنی پتھروں سے مار مار کر ختم کر دیا جائے گا اس کو حد الرجم کہا جاتا ہے۔

سورہ نور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 1 اور 2 میں جس طرح اپنے غیض وغضب کا اظہار کئے ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی معصوم پر کسی بھی قسم کا ظلم ذرہ برابر برداشت نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا اشاد ہے:

﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ[1] الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

یہ ہے وہ سورت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اور مقرر کر دی ہے اور جس میں ہم نے کھلی آیتیں (احکام) اتارے ہیں تاکہ تم یاد رکھو[1] زناکار عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔ ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیئے، اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیئے۔

(سورۃ النور:24/2-1)

مذکورہ آیت میں بڑے ہی واضح انداز میں بتایا گیا کہ زانی مرد اور زانی عورت اگر غیر شادی شدہ ہیں تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں ۔ اور حد جاری کرتے وقت ان کے ساتھ کوئی نرمی کا برتاؤ نہیں ہونا چاہئے اور یہ حد سب کے سامنے علانیہ طور پر جاری کرنا چاہئے۔ تاکہ لوگوں کے اندر خوف پیدا ہو۔ حد کے ذریعہ صرف سزا دینا مقصود نہیں ہے بلکہ اس کو لوگوں کے لئے سامانِ عبرت بنانا بھی ہے تاکہ دیکھنے والوں میں سے کسی کے دماغ میں برائی کا کیڑا رینگ رہا ہے تو وہ مر جائے۔

مُراد ہوف مین جرمنی سے تعلق رکھنے والا بڑا ایکٹیو شخص ہے جب وہ اسلام قبول کیا تو اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "اسلام کبدیل " Islam is the only Alternative۔

اس کتاب میں اس نے اس بات کو ثابت کیا کہ یورپ اور امریکہ میں عورتوں

پر جو ظلم و ستم جاری ہے اس کے روک تھام کے لیے اسلام کی تعلیمات اور اس کے قوانین کو اپنانے کے علاوہ دوسرا چارہ نہیں ہے ۔ اسلام میں بیلنس Balance ہے ۔اسلام میں جو سزا کی حد مقرر کی گئی ہے وہ گناہوں کے اعتبار سے ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھاہوا ہے۔کتابٌ زَجَّ أور بالیعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے پورے یورپ کو ہلا کر رکھ دیا۔

اسلام میں بہتان تراشی کی سزا

اسلام ایک طرف سختی کرتے ہوئے سخت سزا مقرر کیں تو دوسری طرف اس نظام کی حفاظت کے لئے تاکہ کوئی اس سے کھلواڑ نہ کرے اس کے لیے بھی قوانین مقرر کیا ہے ۔ مثلاً جو کسی پاکدامن عورت پر بہتان باندھتا ہے تو اسلام اس کو اسی کوڑے مارنے حکم دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[4] إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ فاسق لوگ ہیں[4]ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے

(سورۃ النور:24/4-5)

یہاں پر میڈیا کے جاہل کارندے ایک اعتراض کرتے ہیں کہ وہ ریپ کے وقت چار گواہ کہاں سے لائے؟ اور یہ ناممکن ہے۔

اس کا جواب یہ ہے زنا کا مسئلہ الگ ہے جو کہ آپسی رضامندی ہوتا ہے اور ریپ کا مسئلہ الگ ہے جو جبرا کسی عورت سے کیا جاتا ہے۔ دونوں کے مسائل الگ الگ ہیں۔

گواھی کے تعلق سے دو غلطیاں

پہلی غلطی: بیک گراونڈ دیکھ کر فیصلہ کرنا؛

کسی عورت نے کسی کے بارے میں کچھ بُرا بھلا کہا تو ہم سمجھتے ہیں کہ انھوں نے ضرور ایسا کیا ہوگا کیونکہ ان کا بیک گراونڈ ایسا ہی ہے۔ جبکہ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے ہم ثبوت اور دلائل کی بنیاد پر فیصلہ کریں۔ کسی کا بیک گراونڈ نہ دیکھیں

دوسری غلطی: نکاح کے وقت بغیر سوچے ہر کسی کو شاہد بنانا

آج کل نکاح وقت بغیر سوچے سمجھے ہم ایسے لوگ شاہد بناتے ہیں جو کسی عورت پر بہتان لگائے ہوتے ہیں جبکہ قرآن کہتا ہے ایسا آدمی فاسق ہے اور اس کو کبھی گواہ نہ بنایا جائے الا یہ کہ وہ توبہ کرلے۔

حد جاری کرنا ایک سنجیدہ مسئلہ ھے

فقہا کہتے ہیں کہ اسلام نے حد جاری کرنے میں Balance سے کام لیا ہے تاکہ کوئی بھی

کسی کو آسانی سے بدنام نہ کرے۔ کوئی کسی عزت کے ساتھ کھلواڑ نہ کرے۔ یہ بہت ہی سنجیدہ معاملہ ہے۔

فقہاء کرام یہاں تک کہتے ہیں کہ چار گواہواں میں سے کوئی ایک جلدی قاضی کے پاس آئے اور کہے کہ فلاں نے زنا کیا ہے تو قاضی پوچھے گا کہ اور تین گواہ کہاں ہیں تو وہ کہے کہ ان کو آنے میں دو یا تین دن لگیں ہیں۔ اور قاضی جلد آنے والے کو بہتان کی حد میں 80 کوڑے لگائے گا۔

اور جب چار گواہ آجائیں تو قاضی چاروں سے الگ الگ ڈِسکرِپشن Description لے گا اور اگر ان بیانات میں تھوڑا بھی فرق نظر آئے تو چاروں کو بہتان لگانے کے جرم میں حد جاری کی جائے گی اور انہیں اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ یا چاروں نے مل کر یہ کہا کہ ہم نے دروازہ بند کرتے دیکھا تھا اور اس کے بعد انھوں نے کیا کیا ہمیں اس کے تعلق سے کوئی خبر نہیں ہے اس پر بھی انہیں پر کوڑے برسائیں جائیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ دروازہ بند کر کے بیٹھیں ہوں معاملہ Clear نہیں ہے۔ ان حالات میں شکایت قبول کی جائے گی اور نہ حد فافذ کی جائے گی۔ اگر ہمیں کسی چیز کے بارے میں صحیح جانکاری ہے تو بولیں ورنہ خاموش رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔

(سورۃ الاسراء:17/36)

یعنی اسلام کوئی کھیل نہیں ہے کہ جو چاہے جیسا چاہے آیات کا مطلب بیان کرے۔ بلکہ اس کے پیچھے ایک اسڈی Study ہوتی ہے اسی کو فقۃ العقوبات کہتے ہیں۔

حدود اور تعزیرات کا مطلب حدود: وہ ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی طرف سے اتارا ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے اس کو ویسے ہی نافذ کیا جائے جسے اللہ کا حکم ہے۔

تعزیرات: وہ ہیں جو حاکم وقت یا قاضی اپنی طرف سے مناسب قدم اٹھاتے ہوئے کوئی سزا نافذ کرتا ہے۔

مسلمانوں کا حدود اللہ کے ساتھ کھلواڑ قرآن مجید میں بار بار حدود اللہ کا ذکر آیا ہے۔ اگر کوئی آدمی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے خلاف ورزی کرتے ہوئے کفر و شرک کر رہا ہے یا اللہ کے رسول ﷺ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شادی کر رہا ہے جہیز لے رہا ہے رسم و رواج کر رہا ہے۔ طلاق اور نکاح کا سسٹم اپنی طرف سے قائم کر رہا ہے تو وہ حدود اللہ کو توڑ رہا ہے۔

اور آج کے زمانے میں مسلمانوں نے نکاح کے سسٹم کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں۔ میں نے شادیوں کا جائزہ لے کر چالیس 40 حرام چیزوں کو جمع کیا ہوں جس کا آج مسلمان ارتکاب کر رہے ہیں۔ کیا یہ اللہ کے نکاح کے سسٹم کا استھزاء نہیں ہوا۔

عورت کی حفاظت کا انٹرنل سسٹم systum internal (داخلی نظام)

داخلی نظام سے مراد یہ کہ گھر کا اندرونی نظام ہے۔ اگر کوئی اجنبی گھر میں آنے کی کوشش کرے تو اسلام اسے یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ اجازت لے کر سلام کر کے گھر میں داخل ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو، یہی تمہارے لئے سراسر بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(سورۃ النور:24/27)

عورتیں اس سے پردہ کریں اور مرد و عورت کا اختلاط نہ ہو۔ ایک ہی کمرے میں اجنبی عورتیں اور اجنبی مرد نہ بیٹھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسے قوانین دے کر عورت کو ستایا جا رہا ہے۔ ہرگز

نہیں بلکہ یہ ایسے قوانین ہیں جس کے ذریعہ عورت کو مکمل سکیورٹی دی جارہی ہے۔

مرد اور عورت نگاہوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

معاشرہ میں امن وامان کے قیام اور عورت کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ مرد وعورت اپنی نگاہوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غضِ بصر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں۔ یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ

سب سے خبر دار ہے مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں، اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ

(سورۃالنور:24/30-31)

مذکورہ آیات میں غضِ بصر اور شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم پہلے مردوں کو دیا گیا پھر بعد میں عورتوں سے کہا گیا کہ وہ غض بصر کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اوراپنی زیب وزینت کو چھپائیں الا یہ وہ خود ظاہر ہو جائے۔ اس پر گناہ نہیں ہے۔ مثلا کوئی خاتون برقعہ پہن کر جارہی ہے اور مخالف سمت سے ہوا آگئی اور برقعہ کھل کر اندر کا کچھ کپڑا نظر آگیاتواس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

اسی طرح مذکورہ آیت میں محارم (میری کتاب علوم الاسرہ پڑھ سکتے ہیں) کی

لسٹ بتائی گئی۔ اور عورت کو مزید حکم دیا گیا کہ جب وہ چلے تو آرام اور نرمی سے چلیں چاہے وہ برقعہ میں کیوں نہ ہو پیروں کو پٹخ پٹخ نہ چلے کہیں اس کے پازیب کی جھنکار سے کسی اجنبی مرد کے دل میں کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو. شاعر کہتا ہے:

توڑ سکتی نہیں میرے تقوے کو کوئی صدا
شرط یہ کہ وہ پازیب کی جھنکار نہ ہو

اللہ اکبر دیکھئے کیسی تعلیمات دی جا رہی ہیں۔ اور عورت کی کیسی حفاظت کی جا رہی ہے۔

عورت اجنبی مردوں سے سخت لہجے میں گفتگو کرے اگر عورت کو کسی بھی اجنبی مرد سے گفتگو کی ضرورت پیش آئے تو وہ سخت لہجے میں گفتگو کرے . اللہ تعالی نے امہات المومنین کو مخاطب کرکے فرمایا:

﴿ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا (32)﴾

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔

(سورۃ الاحزاب:32/33)

مذکورہ آیت میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو خطاب کیا جا رہا ہے (ہماری عورتیں اس حکم بدرجہ اولی شامل ہیں) کہ تم اجنبی مردوں سے بات کرتے ہوئے اپنے لہجے میں نرمی

اختیار مت کرو۔ جس کے دل میں کیڑا ہو یا مرض ہو گا وہ تمہارے تعلق سے غلط فہمی کا شکار ہو کر تمہاری طرف رغبت نہ کرے۔ جب بھی بات کرو تو کڑک آواز میں بات کرو۔ مثال کے طور پر کوئی گھر پر آئے تو اندر سے سخت آواز پوچھے۔ اسی طرح آج کل واٹس آیپ Whatsaap پر بچے کے ہوم ورک یا ضروری کام کے لیے غیر مردوں سے چاٹ Chat کرنے کی ضرورت پڑتی تو ایسے وقت میں ۔ آپ صرف اتنا کہ دیں کہ "Kindly send the information about the home work "مہربانی فرما کر ہوم ورک کے تعلق سے انفارمیشن دو۔ اور بھیجئے نہ !!!!!ایسا send نہ کریں informal ہونے سے بچیں شیطان کو موقع نہ دیں وہ کھلا دشمن ہے

عورت بلاضرورت گھر سے باھر نہ نکلے

اسلام عورت کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾

اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔

(سورۃ الاحزاب:33/33)

مذکورہ آیت میں عورت کو حکم دیا جارہا ہے کہ وہ گھروں میں رہیں۔ الا یہ کہ کوئی ضروری کام ہو وہ حجاب کا سسٹم فالو کرتے ہوئے باہر جاسکتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ حضرت سوداء سے فرماتے ہیں:

((قَدْ أُذِنَ أَنْ تَخْرُجْنَ فِي حَاجَتِكُنَّ))

"اگر کوئی ضروری کام ہو تو باہر جاسکتی ہو۔

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا المحدث: البخاری المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 147 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اسی طرح جاہلیت طرح زیب وزینت اختیار کرکے رنگارنگ کپڑے پہن کر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن آج کل عورتیں جو برقعے پہن رہیں ہیں ان کے لئے ایک اور ساتر برقعہ کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ آج کا برقعہ زیب وزینت کو چھپانے کے بجائے تمام تر زیب و زینت کے محور بنا ہوا ہے۔ شاعر کہتا ہے

کالے برقعہ کو ایک فتنہ تازہ کہئیے
پردہ نہیں پردے کا جنازہ کہئیے

اور آگے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے گھر میں تلاوت قرآنِ کا حکم دیا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾

ور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول کی احادیث پڑھی جاتی ہیں
ان کا ذکر کرتی رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا خبر دار ہے۔
(سورۃ الاحزاب:33/34)

غرض یہ کہ اسلام نے عورت کی حفاظت کے لئے جو داخلی اور خارجی نظام پیش کیا وہ بڑا اہم ہے ہمیں اسے اپنانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ذمہ دار بنایا ہے۔ اور جیسا کہ حدیث میں ہے کہ مردوں کو حشر کے میدان جہاں دوسرے سوالات کئے جائیں وہیں ایک اور سوال اس کی بیوی کے بارے میں کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰہَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ، أَحفظَ أَمْ ضَيَّعَ، حَتَّى يَسْأَلَ الرَّجُلَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ))

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر ذمہ دار مرد کو ضرور پوچھے گا اس کے ماتحتوں کے بارے میں کیا اس نے ان کی حفاظت کی یا پھر ضائع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کو اپنی بیوی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(الراوی: حسن المحدث: ابن حبان المصدر: صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 4493 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ مرد اپنے خاندان کی خواتین اور بچیوں کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا ہے۔ کل قیامت کے دن اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

مرد اپنے خاندان کے لئے باغ کے مالی کی طرح ہوتا ہے۔مالی کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ باغ کے پھولوں اور کلیوں کی حفاظت کرے۔اس دوران دو ذمہ داریاں اس پر عائد ہوتی ہیں۔

1) پہلی ذمہ داری ہے کہ وقت پر صحیح مقدار میں پانی برابر پودوں کو دے۔اگر وہ وقت پر پانی نہیں دیا یا صحیح مقدار میں نہیں دیا تو وہ ان پودوں اور پھولوں کے معاملے میں ظالم بن جائے گا۔

2) 2دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ باغ کے پھولوں کو باہر کے دشمن سے محفوظ رکھے۔مثلاً اگر کوئی پھول چرانے آئے تو وہ پھولوں کو اس سے بچائے۔

اسی طرح مرد اپنے خاندان کی عورتوں کے بارے میں دو طرح سے ذمہ دار ہوتا ہے۔ مثلاً نکاح کے موقعے پر جب وہ ولی بنتا ہے تو یہ دیکھے کہ شادی صحیح جگہ پر ہو رہی ہے کہ نہیں ،یا گھروں میں بچیوں اور بہنوں کی تربیت ہو رہی ہے یا نہیں۔اور اسی طریقے سے محرم بن کر دوسروں سے مقابلہ کرکے ان کی عزت کی حفاظت کرے سفر میں بوڈی گارڈbody guard کی طرح ساتھ رہے گا۔اور یہ محرم کا سسٹم عورت کی جاسوسی کرنے کے لئے ہے اور اور نہ ہی اس پر شک کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کی حفاظت کے لیے ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسلامی طریقے کو صحیح سمجھ کر لوگوں تک صحیح طریقے سے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

خطبہ:6

بعض میڈیا کے اسلام پر مشہور اعتراضات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعد:

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ﴾

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾

میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں۔ بے پایاں درود وسلامتی ہو محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر، میں دعا کرتے ہوئے اپنے اس بیان کا آغاز کرنا چاہتا ہوں، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ دارالسلفیہ ناگپور کے بانی مؤسیسن اور نظم ونسق کا انتظام کرنے والے سارے ہی منتظمین، منسلکین، مشارکین اور ذمہ دارن، بزرگان ملت، نوجوانان اسلام، ماؤں اور بہنوں کا میں آپ سب کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہم سب پر رحم وکرم کا معاملہ فرمائے، اور جو ابھی تک اسلام قبول نہیں کئے ہیں اللہ

سبحانہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے، اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عنایت بخشے کہ ہم ان تک اسلام پہونچاکر اپنے آپ کو اور سب کو جہنم سے بچانے کی فکر کریں، جس Topic پر میں آپ کے سامنے گفتگو کرنے جارہاہوں۔ عنوان ہے۔"بعض میڈیا کے اسلام پر مشہور اعتراضات کے جوابات" میں نے اپنی Topic میں بعض میڈیا کا استعمال کیا کیونکہ میڈیا کے بعض گوشے مسلمانوں کو ٹارگیٹ بناتے رہتے ہیں، قرآن مجید کو اور صحیح احادیث کو اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی کو اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کو اور(Misinterpret) کرتے ہیں لوگوں کو Out of Context Code کرکے اسلام سے متعلق غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس کی وجہ سے میں نے یہاں پر "بعض میڈیا" کہا اس میں تمام میڈیا شامل نہیں ہے، میں اس کو اچھے کام کیلئے استعمال کررہاہوں میں اس کو امن کے لئے استعمال کررہاہوں میں دہشت گردی ذہن سے نکالنے کے لئے کام کررہاہوں، ہمارا مشن دہشت گردی کے خلاف ہے میڈیا کے میں خلاف میں نہیں ہے ،(AskIslamPedia.com) بھی ایک میڈیا ہے جو گھر گھر تک پہنچنے کی تیاری کررہا ہے، لہذا میڈیا کے ہر گوشہ کے ہم خلاف نہیں ہے وہ میڈیا کے بعض گوشے جو اسلام اور مسلمانوں کو ناحق Target کرکے ان کو Torcher کرتے ہیں قرآن وسنت کی تعلیمات کو Out of context code کرتے ہیں ان کے کئی اعتراضات ہیں الحمدللہ سے بعض اعتراضات کے جوابات دینے کی میں انشاء اللہ سعادت حاصل کرونگا۔

پہلا سوال:

کیا اسلام دنیا کے امن کے لیے خطرہ ہے؟

دوسرا سوال:

(قطر میں کیا جانے والا ایک سوال) ایک غیر مسلم (Non-Muslim) نے یہ سوال کیا کہ آپ مسلمان لوگ اللہ کو مانتے ہیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہے ہم تو غیر مسلم ہیں نہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور نہ حدیث کو مانتے ہیں، لہذا آپ قرآن کی آیت اور حدیث کو دلیل بنائے بغیر، اللہ کے وجود کو کس طرح ثابت کروگے؟

اور قرآن اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کو آپ Scientifically کس طرح سے Proof کروگے؟

تیسرا سوال:

محمد ﷺ کی شان میں Cartoons بنائے جارہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

مسلمان یہ بات کس طرح ثابت کرسکتے ہیں کہ محمد ﷺ دنیا کیلئے امن پسندی کا ذریعہ بن رہے ہیں؟

اور آج کل میڈیا کے بعض گوشوں نے نے ISIS کو اسلام سے جوڑدیا ہے اس کے علاوہ دیگر Terrorist Group کو بھی اسلام سے جوڑنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ تمام Terrorist Group اللہ کے نبی محمد ﷺ

کو ماننے والے ہیں، لہذا میڈیا کے بعض گوشے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا محمد ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے سے یہ Terrorism کے واقعات پیش آرہے ہیں؟

چوتھا سوال:

(ملیشیا میں کیا گیا ایک سوال) میڈیا کہتا ہے کہ مسلمانوں کا عمل illogical ہے کیونکہ جب وہ کسی کو اپنا گھر یا گاڑی کرایہ پر دیتے ہیں تو ان سے کرایہ وصول کرتے ہیں اور لیکن جب پیسہ بطور قرض دیتے ہیں تو کوئی پیسہ وصول نہیں کرتے بلکہ اس کو یہ سود (الرباء) Interest کہتے ہیں، لہذا مسلمانوں کا یہ عمل illogical ہے اس معاملے میں مسلمان Double Standard ہیں ایک جگہ پر ان کا اصول کچھ اور ہوتا ہے اور دوسری جگہ پر وہ اصول بدل جاتا ہے چنانچہ غیر مسلم اور خصوصاً میڈیا نے اسلام پر یہ اعتراض پیش کیا ہے کہ آپ مسلمان یہ بات کیوں مانتے ہیں کہ Interest حرام ہے اور اسلام میں forbidden ہے اور سودی کاروبار اور لین دین حرام اور غلط ہے کیا مسلمان کو یہ نظر نہیں آتا کہ Interest کے پیسے کے ذریعے سے دنیا میں Development کے بہت سارے کام انجام دیئے جاتے ہیں اور آپ مسلمان اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

پانچواں سوال:

مسلمان Education میں کیوں پیچھے ہیں؟

سچر کمیٹی Sachar Committee کی رپورٹ نے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کو

کھول کر بیان کیا ہے مسلمانوں کا تعلیمی میدان میں پیچھے رہجانے کے کئی وجوہات ہیں لیکن اس کا ہر گز مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام تعلیم اور Education کا مخالف ہے یا Development کی تائید نہیں کرتا۔

لہذا سوال یہ کہ مسلمان Education میں پیچھے کیوں رہ گئے ہیں؟

چھٹا سوال:

مسلمان ہندوستان کے کے وفادار نہیں بلکہ مسلمان ملک ہندوستان کے غدار ہیں؟ ایک مسلمان اس بات کو کس طرح ثابت کر سکتا ہے کہ وہ ہندوستان کے لیے وفادار ہے ؟اور مسلمان اس بات کو لیکر بے چین نظر آتے ہیں کہ وہ ہندوستان میں پیدا ہو گئے ہیں ایک ہندوستانی مسلمان کے پاس ان سب سوالوں کیا جواب ہے؟

ساتواں سوال:

اسلام نے "Islamic Slaughtering System"(Dhabihah/Zabiha) جس Slaughtering System کو پیش کیا وہ مناسب ہے یا وہ سسٹم مناسب ہے جو Scientists نے اپنا ایک جدید Slaughtering System متعارف کروایا ہے لہذا اس کی حمایت میں بعض Media Anchor نے سوال اٹھاتے ہوئے کہا ہے:

- اس جدید Slaughtering System کو مسلمان کیوں نہیں اپناتے؟
- کیوں مسلمان Classical Slaughtering System ہی کو پسند

کرتے ہیں؟

- کیا ایک مسلمان گائے کا گوشت کھائے بغیر ایک سچا مسلمان نہیں کہلا سکتا؟

آٹھواں سوال:

Modernism اور جدیدیت کا یہ تقاضہ ہے کہ شراب پیئے اور Pork (خنزیر) بھی کھائے۔

- مسلمان Pork and Alcohol کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟
- مسلمان Cultural Values کو Adopt کیوں نہیں کرتے؟

نواں سوال:

Hijab حجاب، پردہ، برقعہ:

بعض میڈیا کے اعتراضات: آج دنیا Global Village ہونے کے باوجود Hijab System نے اس دنیا میں Cultural Difference پیدا کیئے ہیں اس حجاب کی آڑ میں عورتوں پر ظلم وزیادتی کی جاتی ہے ان کا حق نہیں دیا جاتا اور بچیوں کو Modern Education سے دور رکھا جاتا ہے چنانچہ دنیا کے بیشتر حکومتیں اور بعض مسلم حکومتیں بھی اس کوشش میں دن رات لگی ہوئی ہیں کہ اسلام کے جابرانہ System سے عورتوں کو نجات دلائی جائے۔(نعوذ باللہ)

مسلمان مرد حضرات اپنی خواتین کو پردے میں رکھنا کیوں پسند کرتے ہیں؟

اسلام Gender Equality کا قائل کیوں نہیں ہے؟

دسواں سوال:

تمام مسلمان ہمیشہ اس بات کی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی بھی طرح Non-Muslims کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں اس کے لیے مسلمان تمام حربے استعمال کرتے رہتے ہیں مثلاً:

- کیوں مسلمان ہمیشہ دوسروں کی زندگی میں Interfere کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں؟
- کیا ایک انسان اپنی زندگی میں Busy رہتے ہوئے اپنی من چاہی زندگی گزارنے کا حق نہیں رکھتا؟

فی زمانہ میڈیا کی جانب سے اٹھائے جانے والے یہ Hot Issues ہیں جب یہ Hot Issues مسلمان نوجوان کے پاس پہنچتے ہیں تو اس وقت مسلمان نوجوان یہ Feel کرتا ہے کہ وہ ان سوالات کا جواب نہیں دے پا رہا ہے تو اس کے رد عمل میں ایک مسلمان نوجوان کوئی ایسا جواب نہ دے یا کوئی ایسا عمل نہ کرے جسے اسلام پسند نہ کرتا ہو لہذا ان حالات میں ایک مسلم نوجوان کو یہ ضروری ہے کہ وہ علمائے کرام سے دین کا صحیح علم حاصل کرے جو بے حد ضروری ہے بلکہ حدیث میں یہاں تک کہہ دیا گیا کہ "ہر مسلم پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے"(سنن ابن ماجہ:224، اسنادہ صحیح) کیونکہ کسی بھی قوم وملت کی کامیابی علم میں مضمر ہے چنانچہ Academic discussion کے ذریعے سے بہت سارے مسائل حل کیئے جاسکتے ہیں ان شاء اللہ، غصہ، ہٹ دھرمی کسی بھی سوال کا جواب نہیں ہو سکتا Academic Level بڑا پُر اثر اور اس میں بڑا Power ہوتا ہے لہذا اہم

Academic discussion سے مسلمانوں پر اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دے سکتے ہیں کیونکہ اسلام ایک امن پسند دین ہے اور اسلام امن پسندی کی تعلیم دیتا ہے کسی پر کیچڑ اُچھالنا،Personal Attack کرنااور نیچا دکھانا یہ تمام چیزیں اسلام کے خلاف ہیں اور دوسروں کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے اسلام نے سختی سے روکا اور منع کیاہے لہٰذا علم کے ذریعے Academic discussion کے راستے کو اپناتے ہوئے بہت سارے اعتراضات کا جواب دیا جاسکتا ہے ان شاء اللہ تعالی۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

پہلا سوال اور اس کا جواب

سوال -کیا اسلام دنیا کے امن کے لیے خطرہ ہے؟

جواب -امن کے مدِ مقابل جو کوئی کھڑا ہو جائے یا خطرہ بن جائے اس کو دہشت گردی کہا جاتا ہے قرآن مجید نے دہشت گردی کو اس طرح Define کیا ہے:

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:32)

"اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچا لے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔"

"That is why We ordained for the Children of Israel that whoever takes a life—unless as a punishment for murder or mischief in the land—it will be as if they killed all of humanity; and whoever saves a life, it will be as if they saved all of humanity."

(Although this is addressed to the Children of Israel,

it is applicable to everyone at all times.)

چنانچہ یہاں پر یہ دیکھنا بے حد ضروری ہے کہ Terrorist کا Definition کیا ہے؟ جب آپ اس پر US Army Department کی Official Website پر Visit کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے Terrorist کے 107 Definition بتائے گئے ہیں آج تک اتفاق نہیں ہوا ہے ،لہذا ہمیں سب سے پہلے Terrorism کا Definition جاننا بے ضروری ہے Terrorism کے Definition میں ایک Common Point ہے وہ یہ ہے:"کسی بھی انسان کو ناحق قتل کردینا Terrorism کا صحیح ترین Definition ہے" چنانچہ اس کا حقیقی پہلو یہ ہے کہ اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس نے 1400 سال قبل ہی Terrorism کا Definition ہم انسانوں کو بتادیا تھا جیسا کہ ہم اوپر سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32 پڑھ چکے ہیں۔

ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا میں آپ کو TV پر دیکھتا رہتا ہوں آپ حدیث کے حوالے دیتے ہیں آیتوں کے حوالے دیتے ہیں میری بڑی خواہش ہوتی ہے کہ میں بھی ایک حوالے یاد کروں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر آپ کو ایک آیت بھی معلوم ہو تو تم اس کی تبلیغ کرو تو میں قرآن کے آیات کی تبلیغ کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ایک آیت بتلایئے جس کو میں تبلیغ کرتا رہوں تو میں نے ان کی تعلیمی قابلیت کے بارے پوچھا کہ آپ کہاں تک پڑھے ہوئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ کبھی اسکول گئے ہی نہیں تو میں سوچ میں پڑھ گیا کہ انہوں نے ابتدائی تعلیم بھی حاصل نہیں کی لیکن ماشاء اللہ دین کی تبلیغ کا شوق ہے اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا وہ

جواب دینا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی عطا فرمائے، آمین، بہر حال میں نے اس نوجوان سے کہا کہ اگر آپ کوشش کرتے ہیں تو ان شاء اللہ آپ کو حوالے یاد ہو سکتے ہیں میں نے ان کو حوالہ یاد کرنے کا ایک نسخہ دے دیا اور کہا کہ آپ اس طریقے کو آزمائیں جیسا کہ سورۃ المائدہ ہے آپ اپنے ذہن میں میدہ کی روٹی کو بٹھالیں اور اکثر روٹی گول ہوتی ہے اور عربی میں پانچ کا ہندسہ قریب قریب گولائی کی شکل جیسا ہی نظر آتا ہے لہذا اس کو بھی اپنے ذہن میں بٹھالیں چانچہ اس کی شکل اس طرح ہوگی کہ سورۃ المائدہ سورۃ نمبر 5 اور آیت نمبر 32 اب بتیس کو یاد رکھنے کے لیے بھی مائدے کی روٹی کا تصور اپنے ذہن میں لائیں کیونکہ ہم روٹی کو اپنے دانتوں سے چبا کر کھاتے ہیں اور ہمارے 32 دانت ہوتے ہیں لہذا اس طریقے سے یاد کرنا آسان ہو جاتا، اس واقعے کے تقریباً چار سال بعد میری ملاقات ایک بار پھر اسی نوجوان سے ہوئی اس نوجوان نے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اب لوہے اور اسکراپ کے کاروبار میں ہوں بہت سارے غیر مسلموں سے میری ملاقات ہوتی رہتی ہے اور اکثر غیر مسلم جب بھی اسلام پر کوئی طنز کرتے ہیں یا اعتراض کرتے ہیں تو میں ان کو آپ کا یاد دلایا ہوا حوالہ یعنی کہ سورۃ المائدہ سورۃ نمبر 5 اور آیت نمبر 32 پیش کرتا ہوں۔ الحمد للہ

عزیز سامعین اور سامعات، اسلام ایک امن پسند دین ہے اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے اسلام ہمیشہ دہشت گردی کی مخالفت کرتا رہا ہے حدیث میں ہے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا

يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا))

"جو شخص ایسی جان کو مار ڈالے جس سے عہد کر چکا ہو (اس کی امان دے چکا ہو) جیسے ذمی، کافر کو تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا (چہ جائے کہ اس میں داخل ہو) حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الدیات، باب: جو بے گناہ ذمی کافر کو مار ڈالے اس کے گناہ کا بیان، حدیث نمبر:6914)

کوئی مسلمان غلطی کرتا ہے تو غلطی اسلام کی نہیں بلکہ اس مسلمان کی غلطی کہلائے گی، ایک مسلمان شراب پیتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام میں شراب حلال ہے۔؟؟؟

لہذا اسلام میں دہشت گردی کی کوئی جگہ نہیں اگر کوئی بھی چاہے مسلم ہو یا چاہے غیر مسلم ہو اگر کوئی کسی معاہدہ کئے ہوئے Agreement کئے ہوئے چاہے مسلم ہو یا چاہئے غیر مسلم ہو Agreement کئے ہوئے کو ماردیتا ہے تو یہ مسلمان یا یہ غیر مسلم کسی کو مار کر قیامت میں آئے گا تو یہ جنت کی خوشبو تک بھی نہیں سونگھے گا۔Clear ہے کہاں ہے دہشت گردی terrorism،There is no room of terrorism کیلئے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

ہمارا وطنِ عزیز ہندوستان بھی ایک Place of Agreement ہے یہاں پر ہندو مسلم سکھ عیسائی تمام معاہد ہیں جیسا کہ ہندوستان کے قانون میں لکھا ہوا ہے:

"Preamble declares India to be a sovereign, socialist,

secular and democratic republic“.

مزید یہ سیکولرزم کی تشریح اس طرح کی گئی ہے:

“Secular: The term means that all the religions in India get equal respect, protection and support from the state.”

ہندوستان میں تمام افراد کے حقوق مساوی ہیں یہ ہندوستان کے قانون کا ایک نمایا پہلو ہے اسی قانون کو اللہ کے نبی محمد ﷺ نے 1400 پہلے بیان کر دیا تھا آپ ﷺ نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ جو شخص ایسی جان کو مار ڈلے جس سے عہد کر چکا ہو تو وہ گناہ گار ہے اور وہ دہشت گرد ہے اگر کوئی مسلمان اس طرح کا عمل کرتا ہے تو اسلام اس کے اس عمل سے بری ہے اور ملک کا قانون اس بات پر قادر ہے کہ وہ چاہے مسلمان ہو، ہندو ہو یا کرسچن ہو یا سکھ ہو سخت سے سخت سزا دے۔

جب آپ اسلام کا اور اللہ کے نبی محمد ﷺ کی سیرت کا بغور مطالعہ کریں گے تو آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ اسلام امن اور شانتی کا درس دینے والا دین ہے لہذا اسلام تمام دنیا کے لیے امن و سلامتی کا خواہاں ہے اسی لیے ہمارے نبی محمد ﷺ صرف مسلمانوں کے لیے رحمت نہیں بلکہ سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں چنانچہ اسلام دنیا کے لیے خطرہ نہیں بلکہ اسلام دنیا کے رحمت، برکت اور امن کا باعث ہے، یہ اسلام کی Core Philosophy اسلام کی اصل روح تو امن اور سلامتی ہے

اگر میں روڈ پر یہ پاوں گا کہ کسی ہندو کا Accident ہو گیا ہے تو میں فوراً اس کو Hospital پہنچانے کی کوشش کروں گا اس دوران اگر کوئی یہ پوچھتا ہے کہ یہ تو ہندو ہے

پھر آپ نے اس کی مدد کیوں کہ تو میں اس کے سامنے سورہ مائدہ سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 32 پیش کروں گا کیونکہ ایک انسان کی جان کی حفاظت کرنا گویا کہ تمام بنی نوعِ انسان کی حفاظت کرنے برابر ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ Opportunity دی ہے کہ میں ایک انسان کی جان بچاوں ایک ہندوستانی Civilian کی جان بچاوں اس وقت میں اس کا مذہب نہیں دیکھوں گا اسلام کی یہی تعلیمات ہیں مسلمان اس دنیا کی سب سے امن پسند قوم ہے اس کے لیے یہ مثال کافی ہے کہ بیسویں صدی میں سب سے بڑا Terrorism کا واقعہ پیش آیا اس واقعے کو Guinness book of world record میں بھی درج کیا گیا ہے بتایا جاتا ہے کہ یہ تاریخ سب سے بدترین اور سب سے بڑا دہشت گردی کا واقعہ ہے جس کو ہم اور آپ Firs World War اور Second World War کے ناموں سے جانتے ہیں اس میں مرنے والوں کی تعداد ۷ کروڑ سے زیادہ بتائی جاتی ہے اور یہ جنگ جملہ 109 ملکوں کے بیچ میں ہوئی اس میں صرف 2 مسلم ملک جارڈن اور ترکی شریک ہوئے تھے اور وہ بھی زور زبردستیٍ سے شامل کئے گئے اور بقیہ 107 ممالک کا تعلق Christianity سے تھا،

چنانچہ 107 ممالک Actively participate کیا اور 7 کروڑ معصوم انسان مارے گئے آپ تعجب کریں گے کہ 1945 میں جب Second World War ختم ہوئی تو Formula ایک تھا اور نتیجہ کچھ اور نکلا ان دونوں جنگوں میں شرکت کرنے والوں کا تعلق Christianity تھا اور نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں بمصداق "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" والی بات ہے اس کے پیچھے ایک بہت بڑا Propaganda ہے

مغرب نے یہ بھانپ لیا تھا وFirst World War اور Second Word War میں شریک ہونے والے تمام لوگ کرسچن تھے لہذا یہ لوگ Christianity پر الزام عائد کریں گے اور ہو سکتا ہے ان میں سے زیادہ تر مسلمان ہو جائیں لہذا یہ ہوّا کھڑا کیا گیا کہ اصل دہشت گرد اسلام اور مسلمان ہیں اس طرح سے Western Countries نے چال چلی اور Media کو اپنا آلہ کار بنایا اور مغربی لوگوں کے Mind Divide کرنے میں ایک حد تک کامیاب رہے لیکن لوگ دھیرے دھیرے باتوں کو سمجھنے لگے اور یہ سوال پیدا ہونے لگا کہ "اصل دہشت گرد کون ہیں" لوگوں کے اس سوال کو دبانے کے لیے Western Media نے ایک نیا Propaganda شروع کر دیا کہ مسلمانوں کی وجہ سے Third World War ہو سکتی ہے اور اس طرح ایک خوف کا ماحول بنا دیا گیا اور Media نے مسلمانوں کو Target بنایا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

دوسرا سوال اور اس کا جواب

سوال - مسلمان قرآن کی آیت اور حدیث کو دلیل بنائے بغیر، اللہ کے وجود کو کس طرح ثابت کر سکتے ہیں؟

قرآن اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کو مسلمان Scientifically کس طرح سے Proof کریں گے؟

جواب -قطر کے سفر میں ایک پروفیسر نے پوچھا کہ مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ ہے، اور کہتے ہیں کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے نازل کیا اور محمد ﷺ کو رسول بنا کر آپ کے ذریعے سے قرآن مجید کی تشریح احادیث کے ذریعے کی گئی مسلمان اس کو Scientifically کس طرح سے Proof کر سکتے ہیں تو میں نے Professor سے کہا کہ ok I'm ready میں قرآن کی آیت و حدیث کو دلیل بنائے بغیر Scientifically ان باتوں کو Proof کروں گا میں آپ کے سامنے Science کا Formula اور Scientific Theories پیش کروں گا ان شاء اللہ۔

اللہ کے وجود کی Scientific دلیل:

میں نے Professor سے سوال کیا کہ کیا آپ Sir Isaac Newton کے Formulas کو تسلیم کرتے ہیں Professor نے ہاں میں جواب دیا لہٰذا میں نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ Newton کی ایک Theory کا نام Concept Of Inference ہے اور Inference کا معنی اور مطلب یہ ہے کہ

(to know the unknown thing through the known thing)جاننے والی چیز کے ذریعے
سے نامعلوم چیز کو معلوم کرنا اس کو Infer کہتے ہیں یعنی کہ نتیجہ نکالنا مثلاً نیوٹن نے
Gravitational Force کا نتیجہ نکالا ایک گرتے ہوئے سیب کو دیکھ کر،اور کہا کہ
اس کا مطلب یہ نکلا کہ زمین میں Gravity ہے تو میں نے Professor سے سوال کیا کہ
کیا آپ نے Gravity کو اپنے آنکھوں سے دیکھا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں تو
میں نے کہا کہ پھر آپ نے یہ کیسے تسلیم کر لیا کہ Gravity موجود ہے؟

جس طرح آپ نے گرتے ہوئے سیب کے ذریعے سے Gravity معلوم کی
اسی طرح آپ سیب کی جگہ قرآن پر غور کریں گے اسی Formula کی بنیاد پر آپ کو یہ
بات آسانی سے سمجھ میں اجائے گی کہ جو چیز نظر نہیں آتی اس پر یقین کرنا ناممکن نہیں
ہے،تو میں آپ سے پوچھوں گا کہ اس کا Author کون ہے؟ تو Professor کہتے ہیں
قرآن کو محمد ﷺ نے اپنی طرف سے لکھا وہ قرآن کے Originator ہیں تو میں نے
ان کو جواب میں کہا کہ Encyclopedia Britannica میں لکھا ہوا ہے کہ
محمد ﷺ تو ایک اُمی تھے یعنی کہ محمد ﷺ کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا اور محمد ﷺ
Dark Age میں پیدا ہوئے تھے اور آپ Desert میں رہتے تھے جہاں کسی بھی چیز کی
کوئی Facilities نہیں تھیں اور نہ ہی کوئی Research Centre تھا اور Modern
Education کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا اور نہ اس وقت کوئی High
Level کے Gadgets موجود تھے لیکن اس کے باوجود قرآن مجید میں ایک ہزار سے
زیادہ ایسی آیات ہیں جو Modern Science کو Research کی طرف اشارہ کرتی

ہیں۔

قرآن اللہ کا کلام ہے پہلی Scientific دلیل:

William Keith Moore (5 October 1925 - 25 November 2019)

سب سے پہلے سال 1976ء میں University of Toronto, Ontario, Canada میں بحیثیت Faculty of Surgery کی خدمات انجام دی یہ بہت مشہور Anatomy کے Surgeon تھے 1980ء میں ان کو King Abdulaziz University کی جانب سے سعودی عرب میں Anatomy اور Embryology کے مضمون پر Lecture دینے کے لیے مدعو کیا گیا اسی دوران کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی نے قرآن کی بعض آیات اور بعض احادیث کی تشریح میں مدد کے لیے William Keith Moore سے رابطہ کیا جس مین انسانی تولید اور جنین کے نشوونما کا ذکر مذکور تھا William Keith Moore نے قرآنِ مجید اور احادیث کا بغور مطالعہ کیا اور کہا کہ 1400 سال پہلے اس طرح کی باتیں نا ممکن ہیں بلکہ انہوں نے کہا کہ اٹھارویں صدی تک بھی نا ممکن ہوا کرتی تھیں لہذا وہ بڑے حیران اور ششدر ہوئے اور کہا کہ یہ آیات اور احادیث تو Scientific Theories کے عین مطابق ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ[12] ثُمَّ جَعَلْنَاهُ

نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ[13] ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ
أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ[14] ثُمَّ إِنَّكُمْ
بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ[15] ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ[16] ﴾

(سورۃ المومنون، سورۃ نمبر 23:، آیت نمبر:12-16)

"]یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا[12] پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا[13] پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لو تھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے [14]اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مر جانے والے ہو[15] پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے[16]۔"

“And indeed, We created humankind1 from an extract of clay, then placed each ˹human˺ as a sperm-drop1 in a secure place, then We developed the drop into a clinging clot ˹of blood˺, then developed the clot into a lump ˹of flesh˺, then developed the lump into bones, then clothed the

bones with flesh, then We brought it into being as a new creation.1 So Blessed is Allah, the Best of Creators. After that you will surely die, then on the Day of Judgment you will be resurrected.”

قرآنِ مجید کی یہ آیات Scientifically ثابت ہیں اور اس سے Proof ہوتا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے محمد ﷺ پر نازل کیا گیا، اس پر دنیا کے تمام Research کرنے والے Scientist نے بھی تسلیم کیا ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے دوسری Scientific دلیل:

ایک German جو بہت مشہور Ocean Diver تھا اس نے اسلام قبول کر لیا تو لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ پوری دنیا میں مسلمانوں کو بدنام کیا جارہا ہے ان حالات میں آپ مسلمان ہو گئے پھر لوگوں نے مزید پوچھا کہ آپ کی اسلام قبول کرنے وجہ کیا ہے؟

اس جرمن شخص نے ان کو جواب دیا کہ میں نے مسلمانوں سے پوچھ کر کلمہ نہیں پڑھا بلکہ میں نے قرآن مجید کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا اس کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اسلام میں داخل ہو جاوں گا پھر اس نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ﴾

(سورۃ النور، سورۃ نمبر 24، آیت نمبر:40)

"یا ان اندھیروں کی طرح جو نہایت گہرے سمندر میں ہوں، جسے ایک موج ڈھانپ رہی ہو، جس کے اوپر ایک اور موج ہو، جس کے اوپر ایک بادل ہو، کئی اندھیرے ہوں، جن میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں، جب اپنا ہاتھ نکالے تو قریب نہیں کہ اسے دیکھے اور وہ شخص جس کے لیے اللہ کوئی نور نہ بنائے تو اس کے لیے کوئی بھی نور نہیں۔"

جرمن نو مسلم اکثر مسلمانوں سے یہ پوچھا کرتا تھا کہ کیا محمد ﷺ نے کبھی سمندر میں غوطہ زنی کی تھی تو لوگ جواب دیتے یہ ناممکن سی بات کیونکہ اللہ کے نبی صحرائی علاقہ Desert میں رہتے تھے جہاں پر پانی کے ایک ایک بوند کو تلاش کیا جاتا ہے چہ جائے کہ کوئی سمندر وہاں پر موجود ہو یعنی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے سمندر میں کبھی غوطہ زنی کی۔

ان تمام باتوں کو سن کر وہ جرمن شخص نہایت ہی تعجب کے ساتھ کہتا تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ جس شخص نے زندگی میں ایک بار بھی سمندر میں غوطہ زنی نہیں کی ان کو اس بات کا علم کیسے ہو گیا کہ سمندر کچھ گہرائی کے بعد گہرا اندھیرا ہوتا ہے لہذا وہ جرمن شخص بول اٹھا کہ یہ محمد کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾

(سورۃ الملک، سورۃ نمبر:67، آیت نمبر 14)

" کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے اور وہی تو ہے جو نہایت باریک بین ہے، کامل خبر رکھنے والا ہے۔"

یہ مکمل کائنات Work of ALLAH ہے اور قرآن مجید Word of ALLAH ہے لہذا ان کے مابین Contradiction کا ہونا ممکن نہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

تیسرا سوال اور اس کا جواب

سوال - محمد ﷺ کی شان میں Cartoons بنائے جارہے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

مسلمان یہ بات کس طرح ثابت کرسکتے ہیں کہ محمد ﷺ دنیا کیلئے امن پسندی کا ذریعہ بن رہے ہیں؟

اعتراض:-

محمد (ﷺ) کی تعلیمات کی وجہ سے دنیا بھر میں Terrorism پیدا ہورہاہے اس کے جواب میں ہم نے محمد (ﷺ) کے Cartoon بنائے اور ان کو دنیا کے 250 News Papers میں شائع کیا اور محمد (ﷺ) پر Movies بھی تیار کی۔

جواب –اس کا جواب بہت آسان ہے جنہوں نے اس عمل کو اپنایا ہے انہوں نے اللہ کے نبی کی Biography کا مطالعہ نہیں کیا اور جنہوں نے مطالعہ کیا ہے انہوں نے غلط Source کے ذریعے مطالعہ کیا اور غلط Opinion اخذ کر لیا لہذا ہم مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے نبی کی سیرت کو عام کیا جائے اور گھر گھر پہنچایا جائے اور لوگوں میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو۔

(Denmark News Paper “Jyllands-Posten”) کے ذریعہ سے Cartoon بنائے گئے اس کے علاوہ اور بھی Movies بنائی گئی:

“INNOCENCE OF MUSLIMS” (is an anti-Islamic short film that was written and produced by “Nakoula Basseley” Nakoula. Two versions of the 14-minute video were uploaded to YouTube in July 2012, under the titles "THE REAL LIFE OF MUHAMMAD" and "Muhammad Movie Trailer". Videos dubbed in Arabic were uploaded during early September 2012. Anti-Islamic content had been added in post-production by dubbing, without the actors' knowledge.)

اس فلم میں بھی اللہ کے نبی ﷺ کو ٹارگیٹ بنایا گیا، اس کے علاوہ تقریباً 30 کے قریب Movie اور بھی بنائے گئے ہیں اور کئی Cartoons بنائے گئے 250 میگزین اور اخباروں نے (نعوذ باللہ) اللہ کے نبی ﷺ کو Cartoons میں اس طرح پیش کیا کہ جیسا کہ محمد ﷺ Messenger of peace نہیں بلکہ محمد ﷺ Messenger of Terrorism ہیں، (العیاذ باللہ)۔

اللہ کے نبی ﷺ پر کئے جانے والے حملے اور اس کا جواب

اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کے تمام پہلوں کو لوگوں تک خصوصاً غیر مسلم حضرات تک پہنچانا اور اس کو عام کرنا اور اس کو زیادہ سے زیادہ شائع کرنا، اس برائی کا یہ ایک بہترین حل ہے۔

Public Talk کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی خصوصیات سے آگاہ کرانا اور اس بات کو لوگوں تک پہنچا کہ اسلام ایک امن اور سلامتی والا مذہب ہے اور دہشت گردی کا کھل کر مخالفت کرتا ہے اور اس میں ملوث لوگوں کے خلاف سخت سے سخت کاروائی کی وکالت کرتا ہے اس کی سب سے بڑی مثال خوارج کے خلاف اسلامی حکومتوں کا ردعمل کتبِ تاریخ میں جابجا اس کی مثالیں بکھری ہوئی ہیں۔

سوامی شنکر اچاریہ کے ساتھ اس مسئلہ میں میری بات چیت کا خلاصہ:

Mumbai شہر میں میرا ایک Symposium منعقد ہوا اس میں سوامی شنکر اچاریہ بھی مدعو تھے سوامی شنکر اچاریہ نے یہ بات on the Stage کہی کہ جب وہ محمد کی سیرت سے براہ راست ناواقف تھے تو انہوں نے Indirect Source کے حوالے سے جو کتاب لکھی اس کتاب کا Title کچھ اس طرح سے تھا کہ اسلام آتنک واد سکھاتا ہے، لیکن جب میں نے براہ راست محمد ﷺ کی سیرت پڑھی اور قرآن پڑھا تو اسلام کا اصل چہرہ میری نظروں کے سامنے آگیا اس کے بعد میں نے اسلام آدرش کے نام سے کتاب لکھی لہذا میری یہ رائے ہے کہ جب بھی کوئی قرآن کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ قرآن کے مطالعہ کے ساتھ محمد ﷺ کی سیرت کو بھی سامنے رکھے۔

سوامی شنکر اچاریہ پہلے شخص نہیں جنھوں نے اسلام کو غلط اندز میں سمجھ لیا تھا تاریخ میں اس طرح کی بیشمار شخصیتیں ہیں جنہوں نے اسلام کو کسی ایک وجہ سے غلط سمجھ لیا لیکن بعد میں اسلام کی صحیح تصور جب ان کے سامنے آگئی تو ان میں سے بیشتر افراد نے نہ صرف اپنی غلطی تسلیم کی بلکہ انہوں نے اسلام کو قبول بھی کر لیا اسی کے مدِ نظر علامہ اقبال کہتے ہیں:

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مِل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(بانگِ درا، جوابِ شکوہ: علامہ اقبال)

سیرت میں طائف کے پس منظر کی اھمیت:

جب کبھی کوئی اللہ کے نبی ﷺ کا Introduction پیش کر رہا ہو تو وہ طائف کا واقعے ضرور بیان کرے زیادہ تر Orientalist کا یہ کہنا ہے کہ جب میں نے طائف کے واقعے سے واقفیت حاصل کی تو اس دن سے میرے اندر محمد ﷺ کے لیے محبت کا پہلو غالب رہا ہے کیونکہ طائف کے واقعے میں یہ بات زیادہ عیاں ہے کہ محمد ﷺ اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال کیا کرتے تھے اس واقعے کا ذکر احادیث کی کتابوں میں بھی موجود ہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے ؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ

بن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا، لیکن اس نے (اسلام کو قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا، میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا، پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا، تب مجھ کو کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام اس میں موجود ہیں، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں، اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی، آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ترین دن طائف میں گذرا۔

(صحیح بخاری:3231)

اس واقعے میں Humanity کا بلند ترین معیار پیش کیا گیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں دعاء کر رہے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسا رہے ہیں گویا کہ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا وہ غالب پہلو ہے جو انسانیت کو Appeal کرتا ہے اس طرح کے

واقعات جب غیر مسلموں تک پہنچ تے ہیں تو انہیں اسلام کی اصل روح کو سمجھ میں آسانی پیدا ہوتی ہے اور غیر مسلم اس بات سے واقف ہو جائیں گے کہ محمد ﷺ امن اور آشتی کا پیغام لے کر اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔

بعض Extremist اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی بھی طرح محمد ﷺ کی اصل تعلیمات کو مسخ کیا جائے اور انہیں توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے اور اپنا الو سیدھا کیا جاے لہذا Innocence of Muslims حال میں بنائی گئی ایک Short Movie ہے جو اسی سلسلے کے ایک کڑی ہے یہ فلم صرف 12 minutes کی ہے اور اس پر کئی Million Dollars خرچ کیئے گئے ہیں، ہم کو چاہیئے کہ ہم بھی بڑھ چڑھ کر اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کو عام کرنے کے لیے نشر و اشاعت کرنے کے لیے اپنا پیسا، اپنا وقت یا اپنی صلاحتیں صرف کریں اس کام کے لیے سب سے پہلے اخلاص درکار ہے پیسہ درکار ہے محنت مشقت لگن کے بغیر تو کوئی کام ممکن نہیں علامہ اقبال نے کیا خوب کہا:

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمّتی باعثِ رُسوائیِ پیغمبر (ﷺ) ہیں

چنانچہ جب تک ہم ناموسِ رسالت کے لیے اپنا وقت اپنا قیمتی مال خرچ نہیں کریں گے اور اخلاص کے ساتھ محنت نہیں کریں گے یہ حملے اور زیادہ ہوتے جائیں گے کیا امتِ مسلمہ میں پیسے والوں کی کمی ہے ؟ کیا امتِ مسلمہ میں صلاحیتوں سے بھرپور نوجوانوں کی کمی ہے ؟ ہر گز نہیں جس کو اللہ نے جس چیز سے نوازا ہے اس کو اللہ کے راہ میں لگائیں جن کے پاس صلاحیت ہے وہ اپنی صلاحیت کو اس کام میں لگائے جس کے پاس پیسہ ہے وہ پیسہ خرچ

کرے اللہ کے نبی کی سیرت کا پیغام عام کرے Times of India اور Deccan Chronical اور Hindustan Times دیگر تمام News Paper کے بلاک خریدیں اور اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کو ان بلاک کے ذریعے سے عام کریں کیونکہ یہ News Paper مسلم اور غیر مسلم تمام لوگ پڑھتے ہیں جو بھی پڑھے گا ان تک اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کا پیغام پہنچے گا طائف کا واقعہ، اُحد کا واقعہ قبلِ ہجرت کے مصائب کے تمام واقعات لوگوں تک پہنچے گے غیر مسلموں کے سامنے محمد ﷺ اور اسلام کی صحیح اور اصل تصویر سانے آئے گی ان شاء اس سیرت کے پیغام کے ذریعے وہ وقت دور نہیں کہ ہندو، کرسچن اور تمام دیگر مذاہب کے لوگ یہ گواہی پیش کریں گے اسلام دین امن اور سلامتی کا دین محمد ﷺ اس دنیا میں امن اور سلامتی قائم کرنے کے لیے تشریف لائے تھے:

کی محمد (ﷺ) سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہ ہو گا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔"

(صحیح بخاری:15)

لہذا اللہ کے نبی ﷺ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کی سیرت کو عام کیا جائے صرف زبانی جمع خرچ نہ کریں بلکہ ٹھوس قدم اٹھائیں دامے درمے سخنے جس طرح ممکن ہو اس کام میں لگ جائیں اپنی صلاحتیں اس کام کے لیے لگائیں اپنا وقت لگائیں اور جن کے پاس پیسہ وہ اپنا بہترین مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں،اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے باطل طاقتوں کا حال یہ ہے کہ ایک Cartoon کے لیے Million Dollars خرچ کررہے ہیں لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم ناموسِ رسالت کا دفاع بہترین انداز میں کریں Positive Reaction کے ذریعے باطل طاقتوں کا جواب دیں بعض نا سمجھ لوگ Negative React کردیتے ہیں جس کا خمیازہ پوری امت کو اٹھانا پڑ سکتا ہے یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ آپ راستوں پر نکل پڑیں چیخ پکار کریں لوگوں کی املاک کو نقصان پہنچائیں اسلام اس کی ہر گز اجازت نہیں دیتا اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک کے قانون کی عزت کریں اور اس قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنا حق طلب کریں ان شاء اللہ ضرور بالضرور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری مدد فرمائیں گے لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں لوگوں کے لیے زحمت نہ بنیں پیار محبت اخوت بھائی چارگی کو فروغ دیں محنت کریں اعلی تعلیم حاصل کریں وطنِ عزیز ہندوستان کا نام اور اپنی ملت کا نام روشن کریں حلال ذرائع سے پیسا کمائیں اور حلال کاموں میں اپنا پیسا خرچ کریں دین کے کاموں میں اپنا مال خرچ کریں ، AskIslamPedia.com کام کررہاہے (ثم الحمدللہ) ہمارا اولین مقصد ہے کہ دین غیر مسلموں تک پہنچ جائے اس کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ آپس کی غلط فہمیاں اور تلخیاں دور ہو جائیں گی ان شاء اللہ،دوسرا فائدہ یہ

ہے کہ آپسی بھائی چارگی سے ملکِ عزیز ہندوستان ترقی کی راہ پر چل پڑے گا ان شاء اللہ، اسلام اس دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اسلام سلامتی سے نکلا ہے بعض Media نے اسلام پر دہشت گردی کا Label لگا دیا ہے لہذا اب ہمارا کام ہے کہ ہم اس Label کو اچھے طریقے سے ہٹائیں اور اسلام کی صحیح Image کو دنیا کے سامنے رکھیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾

(سورۃ الرعد، سورۃ نمبر 13، آیت نمبر: 11)

" کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں۔"

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

چوتھا سوال اور اس کا جواب

سوال - مسلمان Interest کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

اعتراض: مسلمان Interest کو برا کیوں سمجھتے ہیں حالانکہ ایک شخص اپنی خوشی اور رضامندی سے Interest دینے کے لیے تیار ہے تو اس میں مسلمانوں کو کیا Problem ہے۔

جواب - مسئلہ صرف یہ نہیں کہ ایک انسان اپنی خوشی سے Interest دینے اور لیے کے لیے تیار ہے، Interest میں دیگر بہت سارے مسائل موجود ہیں دنیا پر اور Economic پر اس کے بہت ہی برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں سال 2008 میں دنیا کے تمام حصوں میں Recession کی صورتحال پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے مندی آگئی اور ایک بہت بڑا معاشی بحران کھڑا ہو گیا، آج بھی اثرات ختم نہیں ہوئے Real Estate Business آج تک سنبھل نہیں پایا، اس کا ایک خطرناک نتیجہ یہ بھی دیکھا گیا کہ کچھ ہی دیر میں High Level کی Job ختم ہو کر رہ گئی حتی کہ Manager اور CEO بھی اپنی Job نہ بچا سکے اور بڑی بڑی Company اور Project ڈوب گئے ان Companies جن کو Cheque Issue کئے گئے تھے وہ تمام کے تمام Cheque Bounce ہو گئے اس کی وجہ سے کئی لوگ آج بھی میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ان میں سے کئی فرار اور غائب ہو گئے ہیں، 2008 میں ہونے والا Recession کے نتیجے بہت ہی سنگین ثابت ہوئے The Hindu کی ایک Report کے مطابق اس کے پانچ بڑے reason بتائے گئے:

1) Interest

2) Virtual Money

3) Bubbling of Money

4) Mismanagement of Money

اس Report میں سب سے بڑی وجہ Interest ہی کو بتایا گیا ہے حالانکہ Interest کی وجہ سے Markets میں زیادہ پیسہ ہونا چاہئے تھا جیسا کہ یہ لوگ بتاتے ہیں Interest کی وجہ سے Markets میں ہمیشہ ایک طرح کا Balance قائم رہتا ہے لیکن 2008 میں یہ بات صد فیصد جھوٹ ثابت ہوگئی بالفرض Markets میں خوب پیسہ تھا تو وہ راتوں رات کہاں غائب ہو گیا بڑے بڑے Investors کا اتنا برا حال ہوا کہ وہ Bankrupt قرار دے دیئے گئے یہاں تک Lehman Brothers بھی Bankrupt کا شکار ہوگئے Bankruptcy نے دنیا کو تباہ وبرباد کرکے رکھ دیا Inflation آسمان تک پہنچ گیا ان تمام کی اصل وجہ Interest ہی ہے دنیا کے چند مٹھی بھر لوگ Interest کے نام پر دن رات اپنی تجوریاں بھرتے رہے اور بالآخر تمام مال و دولت مٹھی بھر لوگوں کے ہاتھوں میں چلی گئی اور Markets سے پیسہ غائب کر دیا گیا اس کو Accumulation of Money کہتے ہیں اور Mismanagement of Money بھی کہا جاتا ہے CIA Factbook کے Statistics کے مطابق ہر ملک کا ایک GDP ہوتا ہے اگر ہم اس کو Calculate کرتے ہیں جیسا کہ میں نے اپنی Team کے ساتھ اس پر دوراتیں کام کرتا رہا اور ہم دنیا کی Official Currency کو ایک کے بعد دیگر Calculate کیئے تو پتہ چلا کہ 65.61 Trillion

Dollars کی Economy موجود ہے لیکن اس میں 3/2 پیسہ صرف چند لوگو کے قبضے میں ہے اس وقت دنیا کی آبادی تقریباً 8billion ہے جب ہم نے Currency کو Population کے تناسب ساتھ Calculate کیا تو پتہ چلا کہ صرف (0.15) لوگ ہی دنیا کے 3/2 پیسے کو Control کرتے ہی

1/3 Currency دنیا کی 99.85 () آبادی کے ہاتھوں میں ہے ، اسی کو Accumulation of Money کہا جاتا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ سود ہے اس کو کہتے ہیں Accumulation of Money مال جا کر کچھ لوگوں میں جمع ہوتا ہے باقی کے لوگ محروم ہے یہ سود کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کو Mismanagement of Money کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

(سورۃ الحشر، سورۃ نمبر 59، آیت نمبر: 7)

"بستیوں والوں کا جو (مال) اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تا کہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے

روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔"

یعنی کہ ہمارا معاشی نظام (System) اس طرح نہ ہو کہ مال و دولت چند لوگوں کے ہاتھوں میں چلا جائے اور انسان اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل پر بھی قادر نہ ہوں

سودی کاروبار دنیا کے لیے نحوست کا باعث ہے اس System کے تحت امیر دن بہ دن اور زیادہ امیر ہوتے جاتے ہیں اور غریب کو ایک ایک نوالے کے لیے ترسنا پڑتا ہے مثلاً ہندوستان ہم مسلمانوں کا عزیز ملک ہے لہذا ہم چاہتے ہیں ہندوستان اپنے قرضوں جلد از جلد ادا کرلے اور ایک ترقی کی راہ پر گامزن ہوجائے اس کے لیے Islamic Banking اور Islamic Finance System بہت ہی کار آمد ہو سکتا ہے ہم اس System کے ذریعے قرضوں سے نجات پاسکتے ہیں اگر آپ 2008 کی RBI- Reserve Bank of India کی Statistics کا مطالعہ کریں جو آپ کو Internet آسانی سے مل جائے گی یہ رپورٹ بتاتی ہے کہ ہمارا قرضہ بڑھ کر اب (201.4Billion Dollars) تک پہنچ چکا ہے اور اس قرضے کا سود تقریباً (16Billion Dollars) ہے۔ (2008 کی رپورٹ)

ہندوستان ایک بہت بڑا Amount بطورِ Interest ہر سال ادا کرتا ہے

Interest Rate سمجھنے کے لیے یہ ایک چھوٹی سے مثال ہے، افریقی ممالک نے جو قرضہ لیا ہے وہ اس پر 7ڈالر زیادہ Interest Rate ادا کرتے ہیں، زیادہ Interest ادا کرنے والے ملکوں کی تعداد تقریباً 155 ہے ان ممالک کو Third

World Countries بھی کہا جاتا ہے اس اصطلاح کو سب سے پہلے ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم جوہر لعل نہرو نے استعمال کیا تھالہذا یہ تمام ممالک ابھی تک ترقی نہیں کر پائے کیونکہ ان کا زیادہ تر پیسہ Interest ادا کرنے میں چلا جاتا ہے اس کا سیدھا مطلب یہ نکلتا ہے کہ سود کی وجہ سے دنیا کا 70٪ حصہ غیر ترقی یافتہ ہے چنانچہ سود (Interest) انسانیت کے لیے سب سے بڑی نحوست بن چکی ہے جو ممالک جمہوریت کا دم بھرتے ہیں اور خود کو ترقی یافتہ کہتے ہیں وہی لوگ انسانیت کا استحصال کرنے والوں میں صف اول میں شامل ہے اور لگاتار یہ ترقی یافتہ ممالک 155 Countries کو اندھیروں میں ڈھکیلتے جارہے ہیں لیکن یہی ممالک جب سامنے آتے ہیں تو Development کی بات کرتے ہیں، 155 Countries کا یہ حال ہے کہ یہاں کے لوگوں کو بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں اور ان ممالک لاکھوں شیر خوار اور چھوٹے بچے ادویات کی عدم دستیابی کی وجہ سے مارے جاتے ہیں ان ممالک کا تعلق ایشیاء اور آفریقہ ہے ان ممالک میں روٹی کپڑا اور مکان کا ملنا جوئے شیر لانے کے برابر ہے ہر سال ہزاروں کسان صرف قرضوں کے بوجھ سے خود کشی کرلیتے ہیں کیا یہ Peace and Prosperity ہے یا اس کو Development کا نام دینا جائز ہے؟

اسلام اس طرح کی انسانیت سوز حرکات کی حمایت نہیں کرتا اسلام سب سے پہلے ایک انسانی زندگی کی بقا کی بات کرتا ہے اسلام انسان کے Basic ضروریات کی بات کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ

أَثِيمٍ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر2، آیت نمبر:276)

"اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس فرد کو اس قوم کو اور اس ملک کو پسند کرتا ہے جو Interest کو ختم کر کے صدقہ کا نظام قائم کرتے ہیں System کو زیادہ سے زیادہ Charity سے جوڑتے ہیں اور انسانیت کو پروان چڑھاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کرتے ہیں جو Interest based system کو بڑھاوا دیتے ہیں، اسی لیے سود کو بدترین گناہ قرار دیا ہے، اس گناہ کے 70 سے زیادہ درجے بیان کیئے گئے ہیں اور ان میں سب سے چھوٹا درجہ یہ کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے (العیاذ باللہ)

زکاۃ کا Islamic System اور اس کی برکیتں:

قرآنِ مجید میں تقریباً بیاسی (82) مرتبہ زکاۃ کا حکم نماز کے حکم کے ساتھ دیا گیا ہے اس بات سے زکاہ کی اہمیت کا اندازہ لگانا بہت آسان ہے آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں تمام اسلامی حکومتیں چاہے وہ اچھی ہو یا بری تمام نے زکاۃ کے System کو کبھی نہیں چھوڑا اسی لیے اسلامی حکومتیں ہر دور اور دنیا کے ہر جگہ میں کامیاب رہی ہیں۔

اسلام میں زکاۃ کا نظام اور اس کا Structure:

اس پر مزید تحقیق کے لیے آپ اس ویب سائیٹ پر ویزٹ کریں اسلامی ممالک کی زکاۃ

کی تفصیلات آپ کو مل جائیں گے:

https://www.researchgate.net/figure/Zakat-System-in-Qatar-Saudi-Arabia-and-United-Arab-Emirates_tbl3_338890128

دنیا کی پوری Currency کو چلانے والے دنیا کی کل آبادی کے تناسب سے صرف (0.15)ہی ہیں لہذا اگر یہ لوگ Islamic Zakat System کے صرف 5٪ کے حساب سے Tax ادا کر دیں تو تقریبا 155 قرضدار ممالک میں سے 133 ممالک کا قرضہ ایک ہی قسط میں ادا ہو جائے گا اور دنیا کا 90٪ حصہ غربت سے نکل جائے گا اور انسانیت عروج پر پہنچ جائے گی دنیا میں کوئی ایک انسان بھی بھوکا نہیں سوئے گا یہ زکاۃ کا ایک چھوٹا سا معجزہ ہے لہذا اہم مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ Islamic Zakat System کو دنیا سے متعارف کرائیں اور لوگوں کی غلط فہمیاں دور کریں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کے اوصاف بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾

(سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر:110)

"تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

لہذا ہم مسلمانوں کو دنیا کی بہتری اور ترقی کے لیے بھیجا گیا ہے سود کو مٹانے اور حقداروں کا حق دلانے کے لیے بھیجا گیا ہے اور ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم نیکیوں کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں اور دہشت گردی کو اس دنیا سے مٹا دیں۔

پانچواں سوال اور اس کا جواب:

سوال - مسلمان Education میں پیچھے کیوں ہیں؟

جواب - اس سوال کے جواب میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مسلمان صرف ہندوستان میں نہیں بستے بلکہ دنیا کی دوسری سب سے بڑی آبادی مسلمانوں کی ہی ہے ہندوستان کو چھوڑ کر دنیا کے دیگر ملکوں میں آباد مسلمان بہترین تعلیم یافتہ ہیں UNSECO کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

World Bank and UNSECO data for 2018 shows that 25 Muslim majority countries have achieved average literacy above 90 percent. These include Saudi Arabia (95 percent), Indonesia (94 percent), Malaysia (94 percent), Iran (90 percent), Jordan (96 percent), United Arab Emirates (94 percent) and Turkey (95 percent).

https://www.thejakartapost.com/academia/2020/12/08/literacy-improving-in-muslim-majority-countries

ہندوستان میں ہندوستانی مسلمانوں کا Literacy Rate:

(Business Standard) کی رپورٹ:

Despite improvement, Muslims (14.4 per cent of the population) still lag other communities with a literacy rate of 68.5 per cent, compared to Hindus (73.3 per cent),

Christians (84.5 per cent), Sikhs (75.4 per cent) and Jains (94.9 per cent), according to the Census.[01-Aug-2016]

بحیثیت ہندوستانی مسلمان ہر ایک کو چاہے وہ ہندو ہو، مسلم ہو، کرسچن ہو یا سکھ ہو تمام لوگوں کو یکساں طور پر Educationملنی چاہئے آپس میں کوئی Comparisonیا بھید بھاؤ اونچ نیچ کوئی بھی چیز تعلیم کے بیچ حائل نہیں ہونا چاہئے تعلیم ہر ایک ہندوستانی کا حق ہے آزاد ہندوستان کے سب سے پہلے Education Ministerمولانا ابو لکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تعلیم بھی یہی تھا تعلیم کے میدان میں وہ کسی فرد یا قوم کے تخصیص کے قائل نہیں تھے۔

Sachar Committee کی رپورٹ:

سال 2006ء بمطابق 30 / نومبر کے دن سچر کمیٹی کی رپورٹ منظر عام پر آئی تھی جو 403صفحات پر مشتمل تھی یہ رپورٹ اب قصۂ پارینہ بن چکی ہے، جس قوم میں تعلیم کا فقدان پیدا ہو جائے وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی تمام تر مخالفتوں کے باوجود ہم تعلیمی میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں اس کے لیے ہم جتنی بڑی قربانی ممکن ہو دینے کے لیے تیار ہیں میری زندگی کا اولین مقصد صرف اور صرف تعلیم ہے، الحمد للہ۔

تعلیم کی اہمیت اور قرآن کے نزول کی ابتداء:

﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴾

(سورۃ العلق، سورۃ نمبر 96، آیت نمبر 1)

"(اے محمد ﷺ) پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔"

قرآنِ مجید کے نزول کے اعتبار سے یہ سب سے پہلی آیت ہے یہی پہلی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام کی اور یہی وہ پہلی رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے ہمیں عطا فرمائی اور علم جیسی خاص نعمت بندوں کو دی اور انسان وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا علم ہی کی برکت تھی کہ ابو البشر تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام فرشتوں میں بھی ممتاز نظر آئے علم کبھی ذہن میں ہی ہوتا ہے اور کبھی زبان پر ہوتا ہے اور کبھی کتابی صورت میں لکھا ہوا ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

"علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں (عورت اور مرد) پر فرض ہے۔"

(سنن ابن ماجہ: 224، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

نوٹ: اسلام دینی اور دنیوی تعلیم میں Discrimination کا قائل نہیں

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حاکمِ وقت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی نظر چاروں طرف رکھے اور یہ دیکھے کہ کس Department میں لوگوں کی کمی محسوس ہورہی ہے جس وقت یہ لگے کہ ملک کے استحکام کے لیے Professionals

Engineers کی ضرورت ہے تو وہ Engineers کی تعداد میں اضافہ کرے اور جہاں یہ محسوس ہو کہ Doctors کی ضرورت ہے تو ان کی تعداد کو مکمل کرے۔

ہر انسان کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ Engineer یا Doctor بنے لیکن ہر مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ دین کا علم حاصل کرے تا کہ وہ جان سکے کہ اللہ کون ہے ،اور محمد کون ہیں ، اسلام کیا ہے اور اسلام کی تعلیمات کیا ہیں ،لہذا دین کا بنیادی علم حاصل کرنا فرضِ عین اور دیگر علوم اور تخصصات فرضِ کفایہ ہیں،ان دونوں علوم میں ایک چیز Common ہے کہ یہ دونوں علوم فرض کے دائرے میں داخل ہیں۔

داوٗد علیہ السلام علیہ السلام کو لوہے کا علم عطا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے بھی لفظِ علم استعمال کیا:

﴿ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ﴾

(سورۃ الانبیاء، سورۃ نمبر 21، آیت نمبر :80)

"اور ہم نے اسے (داوٗد علیہ السلام کو) تمہارے لئے (جنگی) لباس بنانے کا علم سکھایا تاکہ لڑائی کے ضرر سے تم کو بچا سکے، کیا تم شکر گزار بنو گے ؟۔"

سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور اس کے لیے بھی لفظِ علم ہی استعمال کیا گیا:

﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ﴾

(سورۃ النمل، سورۃ نمبر 27، آیت نمبر: 16)

"اور سلیمان (علیہ السلام) کو داؤد (علیہ السلام) کا وارث بنا گیا اور انہوں نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہمیں ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا ہے، بے شک یہ یقیناً یہی واضح فضل ہے۔"

ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے دینی اور عصری علوم میں Discrimination نہیں کیا لہذا ہمیں بھی اسی پر عمل کرنا چاہئے امام عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 463ھ) نے علم کی فضیلت پر پوری ایک کتاب لکھی ہے "جامع بیان العلم وفضلہ" علم کی فضیلت پر مزید تفصیلات کے لیے آپ یہ کتاب پڑھ سکتے ہیں۔

چھٹواں سوال اور اس کا جواب:

سوال - مسلمان ہندوستان کے کے وفادار نہیں بلکہ مسلمان ہندوستان کے غدار ہیں؟
مسلمان اس بات کو کس طرح ثابت کرسکتے ہیں کہ وہ ہندوستان کے لیے وفادار ہیں؟
مسلمان اس بات کو لیکر بے چین نظر آتے ہیں کہ وہ ہندوستان میں پیدا ہوگئے؟
ایک ہندوستانی مسلمان کے پاس ان سب سوالوں کیا جواب ہیں؟

جواب - ایمان کے چھ ارکان ہیں اس میں ایک رکن تقدیر پر ایمان لانا بھی ہے اللہ نے ہم ہندوستانی مسلمانوں کی تقدیر میں پہلے ہی سے یہ لکھا ہو تھا کہ ہم ہندوستان میں پیدا ہوں گے نہ کہ کسی اور ملک میں ، اللہ تعالیٰ میرے حق میں یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ میں ہندوستان میں پیدا ہونے والا ہوں لہذا میں اپنی اس تقدیر پر مکمل ایمان لاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کو میں میرے حق میں تسلیم کرتا ہوں اور میں دل سے اس تقدیر پر خوش ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے لکھ رکھی ہے۔

یہ بعض Media کی طرف سے کھڑا کیا گیا ایک Propaganda ہے Communal Harmony کو بھی اس Media نے داغدار کر دیا ہے یہ ہندوستانی قانون اور آئین کے لیے بہت بڑے خطرے کی علامت ہے داغ دہلوی کا شعر ہے:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آزادی ہندوستانی مسلمانوں کی دَین ہے:

جنگِ آزادی میں سب بڑا مقام اگر کسی کا ہے تو وہ مسلمانوں کا ہے مسلمانوں کے ہر طبقے نے اس میں حصہ لیا مثلاً علمائے کرام کا طبقہ جن کو ہزاروں کی تعداد میں شہید کر دیا گیا مالٹا کی جیل میں 80٪ ہندوستانی مسلمان قید کر دیئے گئے تھے ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ ہندوستان کو برٹش استعمار سے آزادی دلانا چاہتے تھے اسیر انِ مالٹا کو بڑی خطرناک طریقے سے سزائیں دی جاتی تھیں مالٹا کی جیل میں تقریباً 25٪ علمائے کرام قید تھے اور بقیہ کو ہندوستان میں قید کر دیا گیا تھا جنگِ آزادی میں علمائے کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا ان میں شاہ عبد االعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سر فہرست ہے اس کے بعد طلبا کی ایک بڑی تعداد جن کی اکثریت مسلمان تھی قید و بند کا شکار تھی اور کئی ایک تاجر پیشہ مسلمان بھی اس قید میں شامل تھے یہ ان کی اپنی ذات کی لڑائی نہیں تھی بلکہ ہندوستان کی بقا اور ہندوستان کی آزادی کے لیے وہ لڑ رہے تھے قید کئے جا رہے تھے اور شہید کیئے جا رہے تھے۔

1857ء میں سب سے پہلی جنگِ آزادی لڑی گئی مسلمانوں نے اپنے خون سے ہندوستان کے چمن کو آبیار اور جب چمن میں بہار آئی تو مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ اس چمن میں تمہارا کوئی حصہ نہیں کل تک جو چمن کو اجاڑنے والے تھے جنہوں نے خط لکھ کر انگریز سے رحم کی بھیک مانگی تھی اور Sorry کہا تھا آج وہ ہم سے کہہ رہے ہیں کہ

وفاداری ثابت کریں ہندوستان کا ذرہ ذرہ ہماری وفاداری کا گواہ ہے ہندوستان کے ذرہ ذرہ میں ہم مسلمانوں کا خون بسا ہوا ہے جنگِ آزادی میں شریک ہونے والوں کی تعداد میں 65٪ مسلمان تھے اگر یہ اس وقت کے آبادی کے تناسب سے دیکھا جائے تو یہ تناسب تقریباً 80٪ تک پہنچ جاتا ہے یعنی مسلمانوں کے ہر گھر سے 5 تا 6 افراد جنگِ آزادی میں راست یا اور بالراست شریک رہے اقبال کہتے ہیں:

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے

سال 2019ء بمطابق 7 / مارچ ہندوستان کے موجودہ وزیر اعظم نریندر مودی نے ایک کتاب کی رسم اجرائی کی یہ کتاب پانچ (5) جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کا نام:

" ہندوستان کی جنگ آزادی کی جدوجہد (1857-1947) کے شہیدوں کی ڈکشنری"

Dictionary of Martyrs of India's Freedom Struggle

(1857-1947)

اس ڈکشنری میں شہید ہونے والوں کی تفصیل اس طرح درج ہے:

1) جلد ایک، حصہ ایک و دو۔ اس جلد میں دہلی، ہریانہ، پنجاب اور ہماچل پردیش کے 4400 سے زائد شہیدوں کی فہرست شائع کی گئی ہے۔

2) جلد: دو، حصہ ایک و دو۔ اس جلد میں اترپردیش، اتراکھنڈ، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، راجستھان اور جموں وکشمیر کے 3500 سے زائد شہیدوں کی فہرست شائع کی گئی ہے۔

3) جلد تین، اس جلد میں 1400 شہیدوں کے نام شامل ہیں جن میں

مہاراشٹر، گجرات اور سندھ کے شہیدوں کے نام شامل ہیں۔

4) جلد چار، اس جلد میں 3300 شہیدوں کے نام شامل ہیں، جن میں بنگال، بہار، جھارکھنڈ، اوڈیشہ، آسام، اروناچل پردیش، منی پور، میگھالیہ، ناگالینڈ اور تریپورہ کے شہید شامل ہیں۔

5) جلد پانچ، اس جلد میں 1450 شہیدوں کے نام شامل ہیں۔ جن میں آندھرا پردیش، تلنگانہ، کرناٹک، تامل ناڈو اور کیرل کے شہید شامل ہیں۔

آپ اس کتاب کی پانچوں جلدوں کو (Ministry of Culture Government of India) کی Website سے Download کرسکتے ہیں اس کا لنک درجِ ذیل ہے:

https://www.indiaculture.nic.in/release-dictionary-martyrs-indias-freedom-struggle1857-1947-shri-narendra-modi-prime-minister-07

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں قربانی دینے والوں اور شہیدوں کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾

(سورۃ التوبۃ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر: 20)

"جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبہ والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔"

زمین اور اس کے مکین کی حفاظت کےلیے جان دینا شہادت میں شامل ہے :

سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قَاتَلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ))

"جو اپنے مال کی حفاظت کے لیے لڑے اور مارا جائے تو وہ شہید ہے، جو اپنے خون کی حفاظت کے لیے لڑے (اور مارا جائے) تو وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کی خاطر لڑے (اور مارا جائے) تو وہ شہید ہے۔"

(سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب: جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کی خاطر لڑے، حدیث نمبر :4099،4100[دوسرا نسخہ :4094،4095] اس حدیث کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے)

جب آپ "ہندوستان کی جنگ آزادی کی جدوجہد (1857 - 1947) کے شہیدوں کی ڈکشنری" کو پڑھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ہر ایک سو ناموں میں سے ساٹھ نام مسلمانوں کے ہیں یہ کتاب کسی مسلمان نہیں لکھی اور نہ کسی مسلم ناشر کی جانب سے شائع کی گئی ہے بلکہ یہ کتاب Government of India کی جانب سے شائع کی گئی ہے میری یہ رائے ہے کہ یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہئے Media ان تمام مثبت پہلوں کو شائع نہیں کرتا کیونکہ ان کی دوکان چلنے کا Content فرقہ وارانہ ہے Media ہندوستان کی یکجہتی امن اور سلامتی کے لیے بہت بڑا خطرہ بن چکا ہے Media ہندوستان

کی سالمیت کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے ہندو بھائیوں کی ایک بڑی تعداد بھی Media سے دلبرداشتہ اور متنفر ہے لیکن وہ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں ، Nepoleon Bonaparte کا ایک مشہور Quote ہے:

“The world suffers a lot. Not because the violence of bad people. But because of the silence of the good people”

حق بات کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے کیونکہ جو آگ پڑوسی کے گھر میں لگی ہے وہ آگ آپ تک بھی پہنچ جاتی ہے لہذا خود کی بقا کے لیے پڑوسی کی حفاظت کرنا ضروری ہے لہذا ابلا خوف وخطر حق بات کہہ دینا چاہئے علامہ اقبال نے کیا خوب کہا:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اللہ تعالیٰ ہمارے ملکِ عزیز ہندوستان کو برے لوگوں سے محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ ہم تمام ہندوستانیوں کو خوب ترقی عطا فرمائے آمین، بد ذہن بد طینت اور بد کردار لوگوں سے اللہ تعالیٰ اس ملکِ عزیز کو محفوظ رکھے آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

ساتواں سوال اور اس کا جواب:

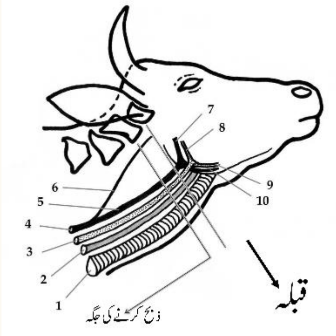
سوال - آج کے جدید Slaughtering System کو مسلمان کیوں نہیں اپناتے؟ کیوں مسلمان Classical Slaughtering System ہی کو پسند کرتے ہیں؟

کیا ایک مسلمان گائے کا گوشت کھائے بغیر ایک سچا مسلمان نہیں کہلا سکتا؟

جواب -(Islamic Slaughtering Method) ایک فطری طریقہ ہے جس کے ذریعے سے جانوروں کو کاٹا جاتا ہے اسلامی شریعت میں جانور (مثلاً: مرغی، بھیڑ، بکری، دنبہ، بیل وغیرہ) کو کاٹنے کے لیے لفظِ ذبیحہ کا استعمال ہوتا ہے اور ذبیحہ کئے ہوئے جانور کو حلال کہا جاتا ہے۔

ذبح کے شرائط:

- ایک مسلمان یا کم از کم اہل کتاب کے ہاتھ سے کیا ہوا ذبیحہ حلال کہلاتا ہے۔
- جب ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو وہ حلال کہلاتا ہے اور جان بوجھ کر اللہ کا نام نہ لینے سے ذبیحہ حرام ہوتے ہیں چاہے وہ اسلامی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہو۔
- جب جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تو یہ لازم ہے کہ وہ ہتھیار تیز دھار ہو اور جانور مشکل محسوس نہ کرے۔
- ذبح کرتے وقت جانور کا غذائی نالی، سانس کی نالی اور خون کی دو شہ رگیں کو ایک ساتھ کاٹا جائے گا۔



(ECG) کے ذریعے کیا گیا ایک Research

یہ Research اردن (Jordan) میں منعقد کیا گیا اس Research میں دو جانور ذبح کئے گئے ایک جانور کو Scientific Slaughtering Method کے ذریعے ذبح کیا گیا اور دوسرے کو Islamic Slaughtering Method سے ذبح کیا گیا۔

Islamic Slaughtering Method Result

جیسے ہی جانور کو اسلامی طریقے ذبح کیا گیا:

- پہلے 3 Second میں ECG کی Report آئی کہ جانور کو ذبح کرنے پر Pain محسوس نہیں ہوا۔
- دوسرے 3 Second میں ECG کی یہ Report آئی کہ جانور Deep Sleep میں چلا گیا ہے۔
- تیسرے 3 Second میں یہ Report آئی کہ جانور کے دل کی دھڑکن Heart Beat برقرار ہے جس کی وجہ سے کٹی ہوئی رگوں سے

خون آسانی اور تیزی سے بہہ نکلا۔

Scientific Slaughtering Method Result

❖ سب سے پہلے جانور کو Shock دیا جاتا ہے پھر ذبح کیا جاتا ہے (بعض اوقات ایک ہی جھٹکے میں ذبح کر دیا جاتا ہے)

❖ پہلے 3Second میں ECG کی Report آئی کہ جانور کو ذبح کرنے پر Pain محسوس کیا گیا اور Graph جس میں Pain کا Level نظر آتا ہے وہ بہت High Level پر Indicate کر رہا تھا۔

نوٹ: درد کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے اسلامی طریقے سے کیئے گئے ذبیحہ میں شہ رگ سب سے پہلے کاٹی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں دماغ سے جسم کے درد کا تعلق ختم ہو جاتا ہے اور Scientific طریقے میں ذبح سے پہلے Shock دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں دل اور دماغ کا Connection جڑا رہنے کی وجہ سے درد High Level پر پہنچ جاتا ہے۔

❖ دوسرے 3Second میں ECG کی Report آئی کہ Heart Beat ختم ہو چکی ہے جس کی وجہ سے خون بہنے سے رک گیا ہے اور گوشت میں جمنے لگا یعنی کہ اس Report میں یہ بتایا گیا کہ خون کا مکمل اخراج نہیں ہو سکا Report میں اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ Shock کی وجہ سے جانور کی اسی وقت موت ہو گئی اور Heart Beat بند ہو گئی اور خون پوری طرح جسم سے

نکل نہیں سکا اس کے نتیجہ میں گوشت جلدی سے سڑھنے لگا کیونکہ خون میں
Uric Acid بھی موجود ہوتا ہے اور وہ گوشت کو سڑھانے لگتا ہے۔

ایک Orientalist اپنی Research میں کہتا ہے کہ میں نے Meddle East اور Europe اور America کے لوگوں پر Research کیا تو پتہ چلا کہ Meddle East اور خصوصاً مسلمانوں کے مقابلے میں Europe اور America کے لوگوں میں زیادہ بیماری پائی پھر میں اس کی وجوہات پر Research کی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان اور عرب لوگ حلال گوشت کا استعمال کرتے ہیں Europe اور America کے لوگ Scientific Slaughter کا گوشت استعمال کرتے ہیں جس میں Uric Acid کا Level بہت ہی High ہوتا ہے جس کی وجہ سے Europe اور America کے لوگ Heart Disease اور Blood Pressure کی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں

امجد حیدرآبادی نے کیا خوب کہا:

ہوچکیں ختم لذتیں امجد
اب لذتوں کا عذاب باقی ہے

اس کے علاوہ آنکھوں کی بیماریاں اور کئی دیگر بیماریوں کا خدشہ پیدا ہوجاتا ہے اسی وجہ سے بہت سے Scientist اور Doctors حلال گوشت Suggest کرتے ہیں اور خود بھی حلال گوشت استعمال کرتے ہیں۔

❖ کیوں مسلمان Classical Slaughtering System ہی کو پسند کرتے ہیں؟

حلال ذبیحہ پر Time of India کی ایک رپورٹ

Halal meat more tender, less cruel, say experts. Even as the UK Parliament refuses to serve Halal meat at restaurants on its premises, fresh scientific opinion suggests Halal is the better option.

ماہرین کا کہنا ہے کہ حلال گوشت صحت کے لیے زیادہ بہتر ہے حلانکہ یو کے کی پارلیمنٹ نے رستورنٹس میں حلال گوشت پر پابندی عائد کر دی ہے لیکن Science ہمیں یہ مشورہ دیتی ہے کہ حلال گوشت سب سے بہتر گوشت ہے۔

Dr VK Modi Head of department of meat technology at Central Food Technology Research Institute in Mysore, says the halal method is effective in draining our most of the blood from a slaughtered animal, which is vital if its meat is to be soft. "In Jhtka, chances of blood clotting are higher. This could spoil the meat if its kept uncooked for a few days. It could also make the meat tougher to chew."

(Science of Meat, Kounteya Sinha, Amit Bhattacharya & Anuradha Varma – |TNN| March 27, 2012)

ڈاکٹر وی کے موڈی کا یہ کہنا ہے کہ ذبیحہ یعنی کہ حلال گوشت جھٹکے سے کاٹے گئے گوشت سے بہتر ہے کیونکہ حلال گوشت میں سے خون پوری طرح سے نکل جاتا ہے اور

وہ گوشت کھانے میں بہترین ہوتا ہے اور اس گوشت کو زیادہ دنوں تک رکھنا بھی ممکن ہے۔

Scientific Slaughtering

The problem of the humane slaughtering of animals for food is one which has exercised many members of the medical and veterinary professions. It is of direct concern to men of science, first because certain relevant facts which are in dispute can only be settled by rigorously scientific experiment, and secondly, because the ethical principles involved have received a much-enhanced significance from the work of Darwin and other zoologists. The discussion recently opened at King's College, London, by Profs. McCunn and Smythe, of the Royal Veterinary College, under the chairmanship of Prof. Julian Huxley, affords an occasion for putting before the readers of NATURE the more important of the facts relating to the slaughterhouse.

(یہ Research ایک مشہور Website جہاں پر دنیا بھر کے Scientific Research کے Scientific Research Papers موجود ہوتے ہیں وہاں سے اخذ

کی گئی ہے، مکمل Research کے لیے آپ nature.com پر Visit کریں)

بعض Scientist ذبیحہ اور حلال کے قائل ہیں یعنی کچھ حد تک وہ اس بات کے قائل ہیں کہ Islamic Slaughtering Method بہت بہتر ہے اور بعض Scientist ذبیحہ یعنی Islamic Slaughtering Method کو مسترد کرتے ہیں اس پر بہت ساری ریسرچ موجود ہے بعض Orientalist یہ کہتے ہیں کہ یہ دنیا بھر کا ایک پیچیدہ مسئلہ ہے حالانکہ Islamic Slaughtering Method میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے یہ صرف ایک Propaganda ہے اور خالص معاشی اصطلاحات کا حامل معاملہ ہے UK Parliament نے خالص معاشی وجوہات کی بنیاد پر Scientific Slaughtering کی بات کی ہے کیونکہ UK کے لیے یہ ایک بہت ہی فائدہ مند Business ہے اور یہ بہت بڑی Economic Source Generate کرتا ہے اسی لیے UK Governmen اس Economic Source کو اپنے قبضے میں رکھنا چاہتے ہیں۔

❖ کیا ایک مسلمان گائے کا گوشت کھائے بغیر ایک سچا مسلمان نہیں کہلا سکتا؟

گائے کا گوشت کھانے یا نا کھانے کا اسلام کا کوئی تعلق نہیں اسلام Beef کھانے کو Compulsory یا لازمی قرار نہیں دیتا اور نہ ہی اسلام کسی خاص جانور کی طرف اشارہ کرتا ہے ایک مسلمان گائے کا گوشت کھاتا ہے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کے ایمان میں اضافہ ہو جائے یا نہ کھائے تو ایمان میں کمی واقع ہو جایئے یہ تمام مفروضے Media کی

طرف سے اچھالے جاتے ہیں، کیونکہ Media کو Hot Issues کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنی جیبیں بھر سکیں اس کی اور کوئی دوسری وجہ نہیں ہے Media اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ ہندوستان دنیا کا تیسرا سب سے بڑا Beef Exporter ملک ہے۔

اے اللہ ہم تیری تمام نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں جو تونے ہمیں عطا فرمائی ہیں ان نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایمان اور اسلام ہے اے اللہ ہمیں حلال رزق عطا فرما اور حرام رزق سے دور رہنے کی توفیق عطا فرما، آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

آٹھوان سوال اوراس کا جواب:

سوال -مسلمان Pork and Alcohol کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟اور مسلمان Cultural Values کو Adopt کیوں نہیں کرتے؟

جواب -اسلام میں شراب کا حکم اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر:2، آیت نمبر 219)

" لوگ آپ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کہہ دیجیئے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔"

“They ask you ˹O Prophet˺ (ﷺ) about intoxicants and gambling. Say, “There is great evil in both, as well as some benefit for people—but the evil outweighs the benefit.”

بذاتِ خود شراب ایک بری چیز ہے ہو سکتا ہے کہ اس میں ایک یا دو اچھائیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں یہ واضح طور پر ارشاد فرمادیا کہ شراب میں برائیاں بہت زیادہ ہیں۔

Modernismاور شراب پرScientific Research

Alcohol use disorder

Also called: alcoholism, alcohol dependence, alcohol dependence, alcoholism, alcohol addiction

Alcoholic ہونا ایک بہت بڑی بیماری ہے اور یہ ایک بیماری کئی دوسری disorder کو پیدا کرتی ہے لہذا جو اپنے آپ کو Modern کہتا ہے اور Modern Science کو فراموش کردیتا ہے یہ Modernism کا ایک بہت بڑا تضاد ہے کیونکہ یہ ایک Scientific حقیقت ہے کہ جو شراب نہیں پیتا اس کی جسمانی اور دماغی صحت شراب پینے والے کے مقابلے میں 90٪ بہتر رہتی ہے۔

شراب نوشی اور نفسیاتی بیماریاں(Alcoholism and Psychiatric Disorders)

depression, anxiety, psychosis, and antisocial behavior, both during intoxication and during withdrawal

مزید تفصیلات کے لیے NIH(National Institute on Alcohol Abuse and Alcoholism) پر وزٹ کریں۔

https://pubs.niaaa.nih.gov/publications/arh26-2/90-98.htm

(Pork) خنزیر کے گوشت کا حکم

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر:2، آیت نمبر 173)

"تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے۔"

“He has only forbidden you ˹to eat˺ carrion, blood, swine(Pig), and what is slaughtered in the name of any other than Allah”

(Eating pork is forbidden in the Old Testament in Leviticus 11:7-8 and Deuteronomy 14:8.)

❖ **نوٹ:** قرآنِ مجید میں شراب اور سور کے گوشت(Pork) کو حرام قرار دیا گیا ہے اور یہ حکم ہمارے لیے کافی ہے مزید Scientific Researches دراصل Media کی جانب سے کئے گئے سوال کے جواب میں پیش کی جارہی ہیں۔

“Scientific evidences prove that pig meat is least healthy

having different harmful agents like Cholesterol and Fatty Acids, Bacteria and Toxins and a number of parasites. The pig meat is high in fat and cholesterol that causes the cardiovascular diseases, obesity, the incidence of large intestine cancer.”

- اس پر مزید تفصیلات کے لیے آپ nature.com پر وزٹ کریں:

https://www.nature.com/articles/s43016-021-00441-3

- اور ایک ویب سائیٹ (healthline.com) پر بھی بہترین Research موجود ہے اس پر بھی وزٹ کر سکتے ہیں:

https://www.healthline.com/nutrition/is-pork-bad

نواں سوال اور اس کا جواب:

سوال - مسلمان مرد حضرات اپنی خواتین کو پردے میں رکھنا کیوں پسند کرتے ہیں؟ اسلام Gender Equality کا قائل کیوں نہیں ہے؟

Hijab حجاب، پردہ، برقعہ:

❖ بعض میڈیا کے اعتراضات: آج دنیا Global Village ہونے کے باوجود Hijab System نے اس دنیا میں Cultural Difference پیدا کیئے ہیں اس حجاب کی آڑ میں عورتوں پر ظلم وزیادتی کی جاتی ہے ان کا حق نہیں دیا جاتا اور بچیوں کو Modern Education سے دور رکھا جاتا ہے چنانچہ دنیا کے بیشتر حکومتیں اور بعض مسلم حکومتیں بھی اس کوشش میں دن رات لگی ہوئی ہیں کہ اسلام کے جابرانہ System سے عورتوں کو نجات دلائی جائے۔(نعوذ باللہ)

جواب - حجاب اسلام کا ایک لازمی حصہ ہے یہ عورتوں اور مردوں دونوں پر یکساں Apply ہوتا البتہ جسمانی ساخت کی بنیاد پر مرد اور عورت پر حجاب کا حکم الگ الگ ہے جیسا کہ مرد کو کہا گیا کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں قرآن مجید میں اس کا صاف وضاحت موجود ہے اور حدیث میں اس کی تفسیر اس طرح Interpret کی گئی ہے کہ مرد کی پہلی نظر جب کسی غیر عورت پر پڑتی ہے تو وہ معاف ہے اور اگر دوسری نظر ڈالے گا تو وہ گناہ گار قرار دیا جائے گا قرآن میں کہا گیا کہ عورتیں اپنے آپ کو چادروں سے ڈھانپ لیں اور مردوں کو حکم دیا گیا اپنی نظریں نیچی کرلیں لہذا حجاب کے معاملے میں مرد اور عورت دونوں ہی اس کے پابند ہیں اسلام ایک صالح معاشرے کی بنیاد چاہتا ہے جہاں پر انسانی

حقوق کی پامالی نہ ہو اور لوگوں کی عزت محفوظ رہے اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس نے سب سے پہلے Women Empowerment کی بات کہی اور Women Rights کو متعارف کرایا عرب اپنی بچیوں کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے اسلام نے اس کو پوری طرح ختم کر دیا اور دنیا میں سب سے پہلے اسلام نے عورت کو وراثت کے حق میں داخل کیا اور وراثت میں عورتوں کا حصہ مقرر کر دیا اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس نے سب سے پہلے عورتوں کی تعلیم کی بات کی اس کی سب سے بڑی مثال ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، یہ اسلام کی پہلی خاتون ہیں جن کے پاس اسلامی تعلیمات کا ایک تہائی حصہ موجود تھا بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے، اسلام نے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت دونوں کو تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دلائی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

"علم کا حاصل کرنا فرض ہے تمام مسلمانوں پر (عورت اور مرد دونوں پر)"۔

“Seeking knowledge is a duty upon every Muslim(Men and Women)”

(سنن ابن ماجہ: 224، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

اسلام میں مرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں البتہ جسمانی اعتبار سے فرائض الگ الگ ہیں مرد کو معاش کی ذمہ داری دی گئی ہے اور عورت کو گھر سنبھالنے کی ذمہ داری دی گئی اور حجاب بھی عورتوں کے حقوق کا ایک بہت بڑا حصہ ہے حجاب سے عورت کی عزت جڑی ہوئی ہے آج بھی ہندوستان میں بہت ساری ہندو Communities کی عورتین

گھونگٹ اوڑھتی ہیں Media کو اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ دنیا میں کسی حصے میں کوئی سوال ہوتا ہے Christian Nun حجاب کرتی ہیں اس پر بھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے فقط اسلام پر ہی تمام سوالات کئے جاتے ہیں اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ Media دراصل حجاب کی آڑ میں اسلام کو نشانہ بنانا چاہتا ہے حلانکہ دنیا اس بات سے واقف ہے کہ اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جو عورتوں کے لئے محفوظ System مہیا کرتا ہے دنیا کا کوئی اور مذہب یا ملک کی Government عورتوں کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لیتی Women Rights کے نام دنیا کے تمام ممالک عورتوں کو پامال کرتی ہیں یہ رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

Most Dangerous Countries For Women 2022

یہ سال 2022ء کی رپورٹ ہے یہ وہ Countries جہاں پر عورتوں پر بہت زیادہ ظلم و زیادتی ہوتی ہے اور ان ممالک میں عورتیں محفوظ نہیں مانی جاتی:

1) جنوبی آفریقہ(South Africa)

2) برازیل(Brazil)

3) مکسیکو(Mexico)

4) ڈامینکن ریپبلک(Dominican Republic)

5) مصر(Egypt)

6) مراقش(Morocco)

7) ہندوستان(India)

مزید تفصیلات کے لیے اس لنک پر وزٹ کریں:

https://worldpopulationreview.com/country-rankings/most-dangerous-countries-for-women

10worst countries for women in the world 2022

کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان عورتوں کے لیے سب سے بدترین ملک ہے انہوں نے اپنی رپورٹ میں ہندوستان کو سرِفہرست ایک نمبر پر رکھا ہے۔

https://www.wonderslist.com/10-worst-countries-for-women/

لہذا اسلام دنیا کو وہ واحد مذہب ہے جو عورتوں کے حقوق کی بات کرتا ہے اور خواتین کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے اسی عزت و احترام کا ایک حصہ حجاب اور برقعہ ہے خواتین کا استحصال ایک ناقابلِ معافی جرم ہے West میں Capitalismنے خواتین کو گھروں سے نکال کر Factories میں محنت اور مزدوری پر لگایا اور اس کو Women Empowerment کا نام دیا گیاحالانکہ یہ خواتین کا استحصال ہے West کی عورتیں سو سال قبل Long Skirtمیں رہاکرتی تھیں Capitalismنے اسLong Skirtکو Short Skirtمیں تبدیل کر دیاان ممالک میں خواتین پر ظلم وزیادتی کا یہ حال ہے کہ ہر2Minuetمیں ایکRape Caseہوتا ہے:

10countries with the highest rape rates:

1) Botswana(92.93)

2) Lesotho(82.68)

3) South Africa(72.10)

4) Bermuda(67.29)

5) Sweden(63.54)

6) Suriname(45.21)

7) Costa Rica(36.70)

8) Nicaragua(31.60)

9) Grenada(30.63)

10) Saint Kitts And Nevis(28.62)

مزید تفصیلات کے لیے اس website page پر visit کریں:

https://worldpopulationreview.com/country-rankings/rape-statistics-by-country

کیا Media یہ بتا سکتا ہے کہ ان تمام Statistic Data میں Islam Countries شامل کیوں نہیں ہیں؟

اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب جو خواتین کو مکمل Security فراہم کرتا ہے اسلام اکیلی عورت کو باہر نکلنے اور سفر کرنے سے منع کرتا چنانچہ حجاب Symbol of Security ہے حجاب خواتین کی حفاظت کا سب سے بڑا ضامن ہے ان کو قید کرنے کے لیے نہیں ہے Women Rights کے نام پر بڑی بڑی Companies خواتین کو Employment دیتی ہیں لیکن جب عورتوں کے حقوق کی بات آتی ہے تو اس مرد کے

مقابلے میں کم معاوضہ دیا جاتا ہے یہ عورتوں کے حقوق کی پامالی ہے اور حق تلفی ہے اسلام اس کا قائل نہیں، Business Standard کی ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

Women in India earn less than men even if they have the same educational qualifications, data from a recent government report show. In urban areas, a woman with a graduate degree gets paid Rs 690.68 per day in the transport and storage sector while a man gets 30% more at Rs 902.45. In agriculture, an illiterate woman worker in rural India receives Rs 88.2 per day while an illiterate man receives Rs 128.52, which is 45% more.

Website page link:

https://www.business-standard.com/article/current-affairs/despite-same-qualifications-indian-men-get-30-more-pay-than-women-118060500107_1.html

ان تمام ناانصافیوں کا حل صرف اسلام کے پاس ہے اسلام یہ کہتا ہے خواتین پر گھر کی ذمہ داری ہے بالفرض کوئی عورت گھر سے باہر جاکر کام کرتی ہے تو اس کو مرد کے مقابلے میں Double Pay کرنا پڑے گا کیونکہ مرد جب باہر نکلتا ہے تو اس پر کوئی Security کا خرچہ نہیں آئے گا کیونکہ مرد خود اپنی Security کا ذمہ دار لیکن خواتین کی Security کی ذمہ داری Employment دینے والی Companies پر عائد ہوگی

لہٰذا Companies پر دوگنا خرچہ آئے گا اسی لیے Capitalist Government نے Islamic Women Empowerment کو سرے خارج کر دیا اور Media کے ذریعے یہ Propaganda شروع کر دیا کہ اسلام Women Empowerment کے خلاف ہے حالانکہ اسلام Capitalist نظریہ کے حامل Women Empowerment کے خلاف تھا لہٰذا Media نے اس کو کچھ اور رنگ دے دیا۔

اسلام میں حجاب اور پردہ کرنے کا Reason

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾

(سورۃ الاحزاب، سورۃ نمبر:33، آیت نمبر:59)

"اے نبی (ﷺ)! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں اوڑھ لیں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

“O Prophet(ﷺ)! say your wives, daughters, and believing women to draw their cloaks over their bodies. In this way it is more likely that they will be recognized ⌜as virtuous⌝ and not be harassed. And

Allah is All-Forgiving, Most Merciful."

عورت گھر کے باہر جاکر تعلیم یا job کرنا چاہے تو تین شرطوں کی تکمیل پر جائز ہے

1۔ حجابٍ سے محفوظ کر لے اپنے آپ کو

2۔وہ جاب یا سروس یا تعلیم حلال ہو

3۔ناورا اختلاط سے پاک ہو

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

دوسواں سوال اور اس کا جواب:

سوال ۔مسلمان غیر مسلم کو ہمیشہ کلمہ پڑھانے کی فکر میں کیوں رہتے ہیں؟

- کیوں مسلمان ہمیشہ دوسروں کی زندگی میں Interfere کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں؟
- کیا ایک انسان اپنی زندگی میں Busy رہتے ہوئے اپنی من چاہی زندگی گزارنے کا حق نہیں رکھتا؟

جواب ۔

(The Islamic principle of teaching Kalimah Sha-hadah)

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسۡتَمۡسَكَ بِٱلۡعُرۡوَةِ ٱلۡوُثۡقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَاۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر:256)

"دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روشن ہو چکی ہے، اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے ولا، جاننے والا ہے۔"

"Let there be no compulsion in religion, for the truth stands out clearly from falsehood. So whoever

renounces false gods and believes in Allah has certainly grasped the firmest, unfailing hand-hold. And Allah is All-Hearing, All-Knowing."

This verse was revealed when some new Muslims tried to force their Jewish and Christian children to convert to Islam after the Prophet's emigration (Hijrah) to Medina. The verse prohibits forced conversion.

لہذا اسلام میں زور زبردستی کلمہ پڑھانا جائز نہیں اس طرح کی کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتا البتہ مسلمان تبلیغ کرتے ہیں اور غیر مسلموں تک اسلام کی تعلیمات پہنچاتے رہتے ہیں ہندوستان کا قانون (Article 25 - Constitution of India) ہمیں اس کی پوری اجازت دیتا ہے:

"(1) Subject to public order, morality and health and to the other provisions of this Part, all persons are equally entitled to freedom of conscience and the right freely to profess, practice and propagate religion."

اسلام Equality کی تعلیم دیتا ہے اسلام چاہتا ہے کہ تمام انسان جہنم کی آگ سے بچ جائیں اسلام کی اس بنیادی تعلیم کی وجہ سے ہم دوسروں تک اللہ کا دین پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ہم مسلمان Self-Center اور Selfish بننا نہیں چاہتے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن وہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی

دوسروں کے لیے بھی پسند کرے میرے پسند یہ ہے کہ میں جنت میں جاوں لہذا میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ میرے کرسچن بھائی اور یہودی بھائی اور ہندو بھائی بھی میرے ساتھ جنت میں جائیں ایک سچا مسلمان چاہے دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا معاملہ Double Standard نہیں بن سکتا۔

اس پر مزید تفصیلات کے لیے(Why I Accepted Islam)نامی کتاب سے آپ استفادہ کرسکتے ہیں اس کتاب کے Author: Alfred Neville May ہیں آپ اس کو ضرور پڑھیں، اردو میں اس موضوع پر ایک کتاب "اسلام ہی میرا انتخاب کیوں؟" اس کتاب سے بھی آپ استفادہ اٹھاسکتے ہیں اس کے مولف: محمد حنیف شاہد ہیں اور یہ دارالسلام سے شائع کی گئی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ 7

شیطان کے دس حملے اور ان سے نجات کا اسلامی طریقہ

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہے کہ انسان کو کیسے گمراہ کیا جائے، کیسے اسے اللہ سے دور کیا جائے اور وہ اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے مختلف وسائل اور الگ الگ طریقوں کے ذریعے انسان پر حملہ کرنے کی مکمل کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر واضح طور پر بتادیا کہ شیطان انسان کا واضح، ازلی اور ابدی دشمن ہے، اسی نے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام اور ہماری ماں حواء علیہا الصلاۃ والسلام کو جنت سے نکلوادیا، لہذا ہمیں ہمیشہ اس سے چوکنا رہنا چاہئے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

ترجمہ: ”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن ہی جانو، پس وہ تو اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں“ (سورۃ الفاطر:6)

علامہ رازی ایک بہت بڑے مفسرِ قرآن اور عالم دین گذرے ہیں۔ وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

((اعْمَلُوا مَا يَسُوءُهُ وَهُوَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ.ثُمَّ قَالَ تعالى: إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ إِشَارَةً إِلَى مَعْنًى لَطِيفٍ وَهُوَ أَنَّ مَنْ يَكُونُ لَهُ عَدُوٌّ فَلَهُ فِي أَمْرِهِ طَرِيقَانِ: أَحَدُهُمَا: أَنْ

يُعَادِيَهُ مُجَازَاةً لَهُ عَلَى مُعَادَاتِهِ وَالثَّانِي: أَنْ يُذْهِبَ عَدَاوَتَهُ بِإِرْضَائِهِ. فَلَمَّا قَالَ اللهُ تَعَالَى: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ أَمَرَهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَأَشَارَ إِلَى أَنَّ الطَّرِيقَ لَيْسَ إِلَّا هَذَا، وَأَمَّا الطَّرِيقُ الْآخَرُ وَهُوَ الْإِرْضَاءُ فَلَا فَائِدَةَ فِيهِ لأنكم إذا رأيتموه وَاتَّبَعْتُمُوهُ فَهُوَ لَا يُؤَدِّيكُمْ إِلَّا إِلَى السَّعِيرِ. واعلم أن من علم أن له عدو لَا مَهْرَبَ لَهُ مِنْهُ وَجَزَمَ بِذَلِكَ فَإِنَّهُ يَقِفُ عِنْدَهُ وَيَصْبِرُ عَلَى قِتَالِهِ وَالصَّبْرُ مَعَهُ الظَّفَرُ، فَكَذَلِكَ الشَّيْطَانُ لَا يَقْدِرُ الْإِنْسَانُ أَنْ يَهْرُبَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مَعَهُ، وَلَا يَزَالُ يَتْبَعُهُ إِلَّا أَنْ يَقِفَ لَهُ وَيَهْزِمَهُ، فَهَزِيمَةُ الشَّيْطَانِ بِعَزِيمَةِ الْإِنْسَانِ، فَالطَّرِيقُ الثَّبَاتُ عَلَى الْجَادَّةِ وَالِاتِّكَالُ على العبادة))

ترجمہ: "تم وہی کام کرو جو اسے (شیطان کو) بری لگتی ہوں یعنی عملِ صالح۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے "إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ" کہہ کر ایک لطیف معنیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کسی بھی شخص کا اگر کوئی دشمن ہو تو اس دشمن سے معاملہ کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ دشمنی کے مقابلہ میں دشمنی کی جائے۔ دوسرا یہ کہ اس کو راضی کر کے اس کی دشمنی ختم کر دی جائے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی حکم دیا کہ ہم صرف اس (شیطان) سے دشمنی ہی کریں، لہذا ہمارے لئے دشمنی کے علاوہ اور کوئی سبیل نہیں ہے، جیسا کہ فرمایا: "إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا" "بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن ہی جانو"۔ رہی بات اس کو راضی کر لینے کی؛ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ جب تم اس کی بات مان

کراس کی پیروی کروگے تو وہ تمہیں بھی اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے گا۔ البتہ جو شخص یہ جان لے کہ اس کا ایک دشمن ہے جس سے مفر کا کوئی راستہ نہیں اور اسے اس بات کا یقین بھی ہو جائے تو وہ لامحالہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسی کے پاس رکنا پسند کریگا اور اس کی لڑائی پر صبر کرتا رہے گا، یادرہے کہ صبر ہی کامیابی کا اصل زینہ ہے، لہذا شیطان کا معاملہ بھی بالکل اسی طرح ہے، کہ انسان اس سے بھاگ بھی نہیں سکتا کیونکہ وہ ہمیشہ اسکے ساتھ ہوتا ہے اور وہ مسلسل اسوقت تک اس کا پیچھا کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ ڈٹ کر اس کا مقابلہ نہ کرے اور اس کو شکست نہ دے دے، سو شیطان کی شکست انسان کے نیکیوں پر عزیمت واستقامت کے ذریعہ ہی ممکن ہے، پس راہ راست پر ثابت قدمی اور عبادتوں پر دوام واعتماد ہی وہ واحد راستہ ہے جس سے شیطان کا مقابلہ اور اس کی شکست ممکن ہے" ۔

(تفسیر الرازی: سورۃ الفاطر:6)

حضرت قتادۃ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

((فإِنَّهُ لَحَقٌّ علَى كُلِّ مُسلِمٍ عَدَاوَتُهُ، وَعَدَاوَتُهُ أَن يُعَادِيَهُ بِطَاعَةِ اللهِ))

ترجمہ: ہر مسلمان کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ شیطان سے دشمنی کرے، اسے اپنا دشمن سمجھے اور اس سے دشمنی اور اس کو دشمن سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوب اطاعت کریں اور اور اس کی منع کردہ چیزوں اور نافرمانیوں سے بچیں۔

(تفسیر الطبری سورۃ الفاطر:6)

آج ہم مکمل طور پر گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، ہر معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کر رہے ہیں ہمارے عقائد میں شرک داخل ہو چکا ہے، جو دنیا کا سب عظیم گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا اور جو شخص شرک کرنے کے بعد بغیر توبہ کئے مر گیا تو اس کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہو گا، جیسا اللہ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾

(سورۃ المائدۃ:72)

ترجمہ: "بے شک جو شرک کر کے مرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام قرار دی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں"۔

اسی طرح ہماری عبادا تیں بھی بدعتوں سے پاک نہیں ہیں جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے سختی سے منع کیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ))

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس کسی نے ایسا کام کیا جس کے کرنے کا میں نے حکم نہیں دیا وہ کام مردود اور باطل ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:2697- و صحیح مسلم رقم الحدیث:1718)

اور معاملات میں حرام کاری و حرام خوری ہمارا شیوہ بن چکا ہے اور اخلاقیات کا تو کیا کہنا ایسے لگتا ہے کہ بد اخلاقی ہمار رگ و ریشے میں رچ بس گئی ہے۔

آج ہماری حالت یہ ہو چکی ہے کہ ہم ظاہراً عابد و زاہد کا چولہا پہن کر گناہ پر گناہ کرتے جارہے ہیں مزید بر آں یہ کہ ہم زبان سے اللہ کا ذکر کرتے کرتے گناہوں میں مگن رہتے ہیں جیسا کہ ہم اپنی زبان سے اللہ اکبر بولتے ہیں مگر کسبِ حرام (حرام کمائی) سے باز نہیں آتے، زبان سے سبحان اللہ بولتے ہیں لیکن دوسروں کو دھوکہ دینے سے پیچھے نہیں ہٹتے، زبان سے استغفر اللہ بولتے ہیں پر جھوٹ نہیں چھوڑتے، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کوئی رٹی ازم نہیں ہے کہ آپ اس کو دس مرتبہ ذکر کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں۔ ذکر دل وزبان سے ہونا چاہئے جب بھی کوئی نافرمانی ہو تو ہمارے دل میں ایک قسم کا ڈر پیدا ہونا چاہئے۔ امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف ان پر اتنا طاری ہوتا تھا کہ پیشاب کی جگہ سے خون نکلتا تھا وہ اس بات سے ڈرا کرتے تھے کہیں ان سے ایسا گناہ سرزد نہ ہو جس کے سبب اللہ تعالی انہیں جہنم میں ڈال دے۔

شیطان کا ہر طرف سے حملہ کرنا:

انسان کو شیطان سے ہمیشہ چوکنا رہنا چاہیے کیونکہ وہ ہر طرف سے حملہ کرتا ہے کبھی دائیں سے، کبھی بائیں سے، کبھی آگے سے اور کبھی پیچھے سے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾

(سورۃ الاعراف:16,17)

ترجمہ: ”شیطان نے کہا کہ پس تو نے مجھے گمراہ کیا تو ان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے تیرے سیدھے راستے پر ضرور بیٹھوں گا پھر میں ان کے سامنے سے ان کے پیچھے سے ان کے دائیں سے ان کے بائیں سے ضرور آؤں گا اور تو ان کی اکثریت کو شکر گزار نہیں پائے گا۔“

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

((عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيكَ، فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ، فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ، وَيُقْسَمُ الْمَالُ، فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ، " فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ))

ترجمہ:"بے شک شیطان ابن آدم کے لئے اللہ کے راستوں پر بیٹھ گیا مثلا وہ اسلام کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور ابن آدم سے کہتا ہے تو اسلام قبول کرکے اپنے اور اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ رہا ہے؟ مگر ابن آدم اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام کو اختیار کرلیتا ہے پھر اسی طرح شیطان راہ ہجرت پر بیٹھ جاتا ہے اور مسلمان سے کہتا ہے کیا تو ہجرت کرکے اپنی زمین اور آسمان چھوڑ رہا ہے؟ مہاجر کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جس کی رسی کو دراز کر دیا گیا ہو مگر مومن شیطان کی نافرمانی کرکے ہجرت کرلیتا ہے پھر وہ مومن کے لئے راہ جہاد پر آکر بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے یہ تو بس نفس اور مال کی مشقت ہے چنانچہ تو جنگ کرے گا تو مارا جائے گا تیری بیوی سے کوئی نکاح کرلے گا تیرا مال تقسیم کرلیا جائے گا مگر مردِ مومن شیطان کی نافرمانی کرتے ہوئے جہاد کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان یہ کام کرتے ہوئے فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے یا اگر شہید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اگر غرق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اگر وہ سواری سے گر کر فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔

(المصدر: سنن النسائي، كتاب الجهاد، رقم الحديث: 3134 اس حدیث کو علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔)

شیطان انسان پر کبھی دوست کی شکل میں کبھی دشمن کی شکل میں کبھی رشتہ دار کی شکل میں کبھی اولاد کی شکل میں کبھی خیر خواہ کے نام پر حملہ کرنے کی کوشش

کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کبھی اپنے دوستوں کی باتوں میں آکر، کبھی اپنی ہی باتوں میں آکر کبھی اپنے کسی رشتہ دار کی باتوں میں آکر کبھی اولاد کی محبت میں آکر اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور کوئی عورت اپنے شوہر کی باتوں میں آکر اللہ کی نافرمانی کر بیٹھتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت چوکنا رہیں شیطان جو ہمارے گھات میں بیٹھا ہے ہم اللہ کی اطاعت کرکے اس کی ساری شازشوں کو ناکام کرنے کی کوشش کریں۔

شیطان کا مقابلہ وہی مومن کر سکتا ہے جو اس کے چالوں اور اس کے حملوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور ایسے مومن کے لئے شیطان کی چالیں تارِ عنکبوت کی حیثیت رکھتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾

(سورۃ النساء:72)

ترجمہ: تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو! یقین مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل بودا اور سخت کمزور ہے۔

آیت کریمہ ((وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ)) میں خطوات کا مطلب:

اس آیت کریمہ میں شیطان کے ایک ایسے حملے کا ذکر کیا گیا ہے جو تمام حملوں میں مشترک ہوتا ہے اس کو قرآن مجید میں خطوات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿﴾

(سورۃ البقرۃ:208)

ترجمہ:"اے ایمان والو تم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور تم شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

اس آیت میں "شیطان کے خطوات کی پیروی مت کرو" کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا حملہ سیڑھی کے زینوں کی طرح زینہ بہ زینہ Step by step ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ ایک عام مسلمان کوئی بھی گناہ کبیرہ جیسے: شرک، زنا، قتل، شراب نوشی اور رشوت خوری کرنے سے ڈرتا ہے اور وہ فوراً ان کا ارتکاب نہیں کرے گا۔لہذا شیطان انسان کے پاس step by step آتا ہے۔سب سے پہلے اس کو غلط لوگوں کی دوستی میں بیٹھاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ دل میں برے وسوسے ڈالنے لگتا ہے اور برائی کے الگ الگ راستوں کو اس طرح ہموار اور مزین کرتا ہے کہ اب اسے بڑے سے بڑا گناہ بھی چھوٹا لگنے لگتا ہے، اس طرح ایک دو سال جب گذرتے ہیں تو اس کو پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ کب اس کا ذہن مکمل طور پر بدل گیا۔ سو پتہ یہ چلا کہ شیطان کا طریقہ فوراً اٹیکنگ (حملہ) کا نہیں ہوتا بلکہ وہ بھٹکانے کے لئے بڑا لمبا ٹائم (وقت) لیتا ہے، اس کے پاس بڑا صبر ہوتا ہے اور وہ اپنے کام پر برابر لگا ہوا ہوتا ہے۔بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ آدم تا ایں دم وہ مسلسل اپنے کام میں لگا ہوا ہے، جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے "The most Experience and

"senior person on the face of the earth" کہ شیطان اس روئے زمین کا سب سے زیادہ سینئر (بزرگ)اور تجربہ کار فرد ہے" ۔یعنی اس کے پاس انسانوں کو بھٹکانے کا بہت ہی زیادہ تجربہ ہے۔ ہمارے جیسے کئی افراد کو وہ جنت کے دروازے سے نکال کر جہنم کی وادیوں میں پھینک چکا ہے۔

اسی طرح وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کس کو کیسے گمراہ کرنا ہے مثلاً اگر کوئی شخص دینی مزاج کا ہو تو وہ دین کے راستے سے ہی اس پر حملہ کرتا ہے۔ جیسے کہ اس نے نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم کو نیک لوگوں کی محبت اور عقیدت کے نام پر بھٹکایا، شیطان نے ان کے پاس آکر کہا یہ جو اولیاء ہیں وہ بڑے نیک تھے، اب جب یہ مر چکے ہیں تو تمہیں ان کا احترام کرنا چاہیئے، تو لوگوں نے پوچھا کہ احترام میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے ؟ اس نے کہا کہ ان کی یاد گار کے طور پر ان کی تصویریں بنالو۔ انہیں یاد کرنے سے تمہیں اللہ یاد آجاتا ہے، پھر اس کے بعد اس نے ان میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تم لوگ جب ان نیک لوگوں کی تصویروں پر سے گذرو تو احتراما انہیں سلام کرلیا کرو، انکے آگے اپنی نظریں جھکالیا کرو، اور اس طرح آہستہ آہستہ ان کو قیام سے رکوع تک اور پھر رکوع سے سجدے تک لے گیا اور ایک دن ایسا بھی آیا کہ لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالی کو بالکل بھلا دیا اور ان نیک لوگوں کے بتوں کو ہی اپنا رب تسلیم کرنا شروع کر دیا، اس طریقے سے پوری قوم سے اس نے شرک کروانے میں کامیاب ہو گیا۔ بالکل اسی طرح آج کل لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم جو سجے سجائے مزاروں پر یا قبروں پر جاتے ہیں۔ ہم ان سے نہ دعا کرتے ہیں، نہ ہی ان سے کوئی چیز مانگتے ہیں اور نہ ہی ہم ان کو سجدہ کرتے ہیں، بس ہم تو احتراما ان کے پاس

جاتے ہیں اور اپنے لئے دعا مانگتے ہیں۔ اور وہاں کچھ پڑھتے ہیں تو بھی صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھتے ہیں، کیا فاتحہ پڑھنا گناہ ہے ؟ اب ان سے ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے بھی قبروں کی زیارت کی ہے یا نہیں کی ہے ؟ تو لوگوں کا جواب ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کی۔ پھر ہم سوال کریں گے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کس مقصد سے کی اور کیا پڑھا کرتے تھے ؟۔ تو ان کا جواب یہ ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ قبروں کی زیارت موت کو یاد کرنے کے لئے کی ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ وہاں پر سلام کرتے اور ایک دعا پڑھا کرتے تھے۔

پس ہم ان لوگوں سے یہی کہیں گے کہ کیا یہ دعا ہمارے لئے کافی نہیں ہے ؟۔
اگر ہم ان سے یہ سوال کریں کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کونسی دعا پڑھنا چاہئے ؟ تو ان کا جواب ہو گا کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

(المصدر: صحیح البخاری کتاب الوضوء باب مایقول عند الخلاء رقم الحدیث:142)

تو ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اس دعاء کے علاوہ سورۃ اللھب پڑھ کر بیت الخلاء میں داخل ہوسکتے ہیں ؟ کیونکہ اس میں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ایک دشمن ابو لہب کی تباہی اور بربادی کی بات کی گئی ہے۔ ان کا یہی جواب ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ نے تو اس کی ایک دعا بتادی ہے، لیکن ہم کو یہ قرآن کی آیات پڑھنے کی کیا ضرورت ہے ؟!!! تو بالکل اسی طرح ہم بھی قبرستان کو جاتے وقت نبی اکرم ﷺ نے جو دعا سکھائی ہے اسی کو

پڑھیں یہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہ دعا یہ ہے:

((السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ))

ترجمہ: "ان گھروں میں رہنے والے مؤمنوں اور مسلمانوں تم پر سلام ہو، اور یقیناً ہم اگر اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے آنے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے) میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔"

(صحیح مسلم، راوی الحدیث: اُم المومنین عائشۃ رضي اللہ عنھا، رقم الحدیث:974)

ان دعاؤں کو چھوڑ کر اب آپ وہاں پر سورۃ الفاتحۃ اور قل هو الله أحد وغیرہ پڑھتے ہیں۔ ہم کہیں گے یہ ساری چیزیں کہاں سے آگئی ہیں؟۔ کیا ہمیں دین بتانے اور سکھانے کے لئے نبی اکرم ﷺ کافی نہیں ہیں؟!!!۔ کیا کوئی اور بھی نبی آیا ہے جو آپ کو یہ سب چیزیں سکھا کر گیا ہے؟!!! یا پھر آپ کے پاس ہی آسمان سے کوئی اور وحی آرہی ہے؟!!! اگر ایسا ہے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ آپ نبی اکرم ﷺ کو آخری نبی نہیں مان رہے ہیں!!!۔ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اب کوئی نبی آنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی اور رسول آنے والے ہیں۔ محمد ﷺ آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ تا قیامت دین کے تعلق سے آپ کی بات آخری بات تسلیم کی جائے گی۔

ذرا غور کیجئے کہ شیطان آہستہ آہستہ فاتحہ ،درود اور احترام کے بہانے لوگوں کے پاس کیسے آتا ہے ، اور چند ہی سالوں یا مہینوں کے بعد انہیں قبروں پر سجدہ بھی کروادیتا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبر کے پاس ٹھہرا ہوا تھا اور میں نے اچانک اس مزار کے پاس ایک آواز سنی یا پھر مجھے ایک روشنی محسوس ہوئی تو میں بے ساختہ قبر کے پاس سجدے میں گر پڑا،(نعوذ باللہ) یہ شرک نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟۔

اسی طرح کئی لوگ آج کے دور میں نماز نہیں پڑھتے ،اگر آپ دیکھیں گے تو دس سال پہلے کافی نمازی تھے۔ تو ایسے لوگوں سے جب سوال کیا جاتا ہے کہ بھائی پہلے تو آپ اچھے خاصے دین دار تھے نمازیں پڑھا کرتے تھے ؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بھائی نماز کی تفصیل تو قرآن میں نہیں ہے۔ یہ سب تو حدیثوں میں ہے اور حدیث کو تو میں مانتا ہی نہیں ہوں۔ سو پتہ چلتا ہے کہ وہ منکرین حدیث ہوگئے ہیں جو حدیث کا انکار کرتے ہیں، شیطان پہلے آکر ان کے دماغوں میں حدیث کے متعلق شک میں مبتلا کیا، پھر وہ شک کا مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ انھوں نے حدیث کو اپنی زندگی سے نکال ہی دیا۔ پھر اب رہ گیا قرآن۔ اور اب قرآن میں تو انہیں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کیا کریں گے ؟۔ نتیجے میں نماز بھی انھوں نے چھوڑدی۔

تو آپ غور کریں کہ کیسے شیطان انسان پر بتدریج حملہ کرتا ہے،وہ برے اعمال کو بہت خوبصورت بناتا ہے، پھر ذہنوں میں شکوک پیدا کرتا ہے اور پھر حدیث کی

اہمیت کو ختم کرتا ہے، پھر اس کے بعد آدمی کو غلط راستے پر لے جاتا ہے آہستہ آہستہ اس کے بعد دیگر بڑے گناہ بھی کرواتا ہے۔ اسی کو خطوات کہا جاتا ہے۔

لہذا انہیں باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے قرآن مجید کا مطالعہ کرکے دس شیطانی حملوں کو اس خطبہ میں ذکر کیا ہے۔ ان دس حملوں میں آپ کو ہر حملے میں شیطان کا یہ طریقہ کار یعنی خطوات، زینہ بہ زینہ بھٹکانا سمجھ میں آجائے گا۔ ویسے تو قرآن وسنت میں شیطان کے بہت سے حملے ذکر کئے گئے ہیں جس کے ذریعہ وہ انسان کو بھٹکاتا ہے لیکن ان میں جو زیادہ اور سب سے اہم ہیں وہ دس ہیں ان کے بارے میں تفصیلی علم رکھنا ہر ایک لئے بے حد ضروری ہے۔ لہذا شیطان کے وہ دس اہم حملے پیش خدمت ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

1۔پہلا حملہ:

-"استفزاز": یعنی آواز کے ذریعہ لوگوں کو بہکانا اور پھسلانا:

یہ شیطان کا پہلا حملہ ہے، اِس لفظ پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ شیطان کا یہ حملہ بڑا خطرناک ہے۔ اس حملے کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا (61)قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا (62)قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ

جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا (63) وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم
بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي
الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا
غُرُورًا (64) إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ
بِرَبِّكَ وَكِيلًا (65) ﴾

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا ان سب نے سجدہ کیا، ابلیس بولا: کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو مٹی سے بنایا ہے۔ کہنے لگا: بھلا دیکھ تو اسے جسے تو نے مجھ پر فضیلت عطا کی ہے اگر تو مجھے یوم قیامت تک مہلت دے تو تھوڑے لوگوں کے سوا ان سب کی نسل کو جڑ سے کاٹ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا پھر ان میں سے جو تیری بات مانے گا تو بے شک تمہاری پوری سزا جہنم ہے۔

اور ان میں سے جن پر تیرا بس چلے انہیں اپنی آواز سے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لے، مال اور اولاد میں ان کا شریک بن جا اور انہیں (جھوٹے) وعدے دے اور شیطان تو بس فریب ہی کا وعدہ کرتا ہے۔

بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں اور آپ کا رب کارساز کافی ہے۔

(سورة بني إسرائيل:17، 61، 70)

مذکورہ آیت میں شیطان انسان کو نہایت ہی حقیر وذلیل جان کر پورے غرور اور تکبر کے ساتھ از راہِ طنز کہتاہے کہ یہ آدم !!!اس کو اے اللہ !تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے(میرے سامنے اس کی اوقات کیاہے ؟) ذرا غور کریں جس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے انسان کو اتنا ذلیل کیا۔ آج ہم اسی کو جگری دوست بنا بیٹھے ہیں اور اسی کی باتوں میں آکر کبھی اپنے والدین کی نافرمانی کررہے ہیں، کبھی اپنے بھائیوں کو برا بھلا کہہ رہے ہیں، کبھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کرہے ہیں اور کبھی نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کررہے ہیں

۔

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص پر تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((يَا عَجَبًا لِمَنْ عَصَى الْمُحْسِنَ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِإِحْسَانِهِ! وَأَطَاعَ اللَّعِينَ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِعَدَاوَتِهِ))

ترجمہ:"مجھے تو اس آدمی پر تعجب ہوتا ہے جو اپنے محسن کے احسان کو جاننے کے باوجود اس کی نافرمانی کرتاہے اور ملعون شیطان کی دشمنی کو جاننے کے باوجود اس کی اطاعت کرتا ہے"۔

(المصدر:الجامع لأحكام القرآن تفسیر سورۃ فاطر رقم الآیۃ:6)

ان آیتوں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ تکبر کرنا، دوسروں کو حقیر سمجھنا، یہ شیطان کی صفت ہے اور یہ صفت بعض انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے وہ اپنے علاوہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں ۔ کہ میرے قریب بھی نہیں آنا۔ اس کی کیاعزت ہے ؟ میرے سامنے اسکی کیااوقات ہے؟ الغرض جو بھی اس ٹائپ(قسم) کی گفتگو کرتے ہیں دراصل ان کے پاس شیطان ہوتا ہے جو یہ سب کرواتاہے اور اس طرح کے سارے لہجے

،شیطانی لہجے ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہمارا یہ بھی ماننا ہے کہ ہم سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہیں اور ہم سب آدم کے بیٹے ہیں کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے ،چاہے وہ کسی بھی وجہ سے ہو، زبان کی وجہ سے ، کسی کے رنگ کی وجہ سے، کسی کے کم مرتبے کی وجہ سے ، کسی کے خاندان کی وجہ سے، کسی کے گناہ کی وجہ سے، کسی کے پیشے کی وجہ سے، یا پھر اس کے جسم کے اندر موجود کسی عیب کی وجہ سے۔ جیسے کوئی لنگڑا ہوتا ہے، کوئی لولا ہوتا ہے، کوئی اندھا ہوتا ہے، کوئی بدصورت ہوتا ہے، کوئی زیادہ سفید ہوجاتا ہے، یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں ہوتی ہیں۔ اور علاقائی تعصب کی بنا پر بھی کسی کو حقیر نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے جیسے کہ کسی کا کہنا کہ میں اولڈ سٹی کا ہوں، وہ نیوسٹی کا ہے، میں یورپ کا ہوں وہ انڈیا کا ہے، میں عرب کا ہوں اور وہ عجم کا ہے ،وغیرہ، الغرض تعصب ایک گندہ کیڑا ہے جس کی بدبو بڑی بھیانک ہوتی ہے اور تعصب کی باتیں کرنے والا انسان اس کیڑے کے ناک سے نکلنے والی بدبو سے بھی بدتر ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ مَاتُوا، إِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِي يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِأَنْفِهِ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ))

ترجمہ: ”باز آجائیں وہ قومیں جو اپنے ان آباء واجداد پر فخر کررہی ہیں جو مر گئے ہیں، وہ

جہنم کا کوئلہ ہیں ورنہ وہ اللہ کے نزدیک اس گبریلے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے، جو اپنے آگے اپنی ناک سے نجاست دھکیلتا رہتا ہے، اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت کو ختم کر دیا ہے، اب تو لوگ مومن و متقی ہیں یا فاجر و بد بخت، لوگ سب کے سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔"

(المصدر: سنن ترمذی ،الراوی : ابو هريرة رضي الله عنه، رقم الحديث :3955 - حكم الحديث: "البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن کہا ہے "(التعليق الرغيب(4 / 21و33-34)، غاية المرام(312)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس طرح کی بداخلاقی ذرا بھی پسند نہیں ہے کیونکہ ، ہم سب کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق میں عیب جوئی کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عیب جوئی کرنے کے برابر کے ہے۔وہ کون ہوتا ہے یا میں کون ہوتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خلقت میں کیڑے نکالوں۔یہ سراسر غلط ہے ہم سب کو اس سے بچنا چاہئے۔

شیطان کا یہ کہنا:

﴿لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا﴾

(سورة بني إسرائيل:62)

ترجمہ: اے اللہ اگر تو مجھ کو قیامت تک مہلت دے گا تو میں اس آدمؑ کو اور اسکی اولاد کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دوں گا۔

یعنی شیطان اس آیت میں کہ رہا ہے کہ میں سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا مگر میں جانتا ہوں کہ تھوڑے لوگ ہیں جو میرے جھانسے میں نہیں آئیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ان تھوڑے لوگوں میں شامل کرلے۔

پھر اس کے بعد کی آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان کو دھتکار دیا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نہ صرف اس کی دعا قبول کی بلکہ اس کو مہلت بھی دی اور بہت ساری طاقتوں سے نوازا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا﴾

(سورۃ بنی إسرائیل:64)

ترجمہ: تو ان کو (ابن آدمؑ اور ان کی اولاد کو) بہلا اور پھسلا تیری آواز سے (دنیا میں جتنی قسم کی میوزک ہے وہ شیطان کی آواز ہے اسلام کے علاوہ تمام مذاہب اپنے دین کی تبلیغ کے لئے میوزک کا استعمال کرتے ہیں)، اور ان پر تو تیرے گھوڑ سوار اور تیرے پیادوں کی فوج کو مسلط کردے۔ (لیکن میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا) اور ان کو تو تیرے مال اور اولاد میں شریک کرلے۔ (آج مسلمان جو حرام کماتے اور کھاتے ہیں گویا وہ شیطان کو اپنے مال اور اولاد میں شریک بنارہے ہیں۔

2۔دوسرا حملہ:-

"ازا":اس کا معنی ہے اکسانا.

اس لفظ کا تلفظ اور معنی و مفہوم ہی بتا رہا ہے کہ یہ بھی شیطان کا ایک خطرناک حملہ ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے جب وہ کسی محفلِ خوشی میں جاتے ہیں تو لوگوں کی یہ خوشی انہیں نہیں بھاتی۔اچانک وہاں ایسی کوئی نیگیٹوی Negative بات چھیڑ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے ساری محفل اداس ہو جاتی ہے جیسے کسی تیسرے کے بارے میں غیبت ،چغلی وغیرہ کرتے ہیں اور دوسروں پر بہتان لگانا بھی شروع کر دیتے ہیں۔ مگر ایک اچھے آدمی کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں بھی جاتا ہے غموں کو خوشیوں میں بدل دیتا ہے جہاں کہیں بھی کسی اداس یا پریشان شخص کو دیکھتا ہے اس کے پاس جاکر اسکو کوئی دعا اور کسی صحابی کا واقعہ سنا کر اس کو ہمت دلاتا ہے۔ جس سے اس کو غم کے بجائے خوشی ملنے لگتی ہے اور اس سے وہ اداسی چھوٹ جاتی ہے۔

حدیث کی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کے متعلق بھی یہی منقول ہے کہ آپ ﷺ جہاں بھی گئے وہاں سے نفرت وعداوت کی دھوپ کو ختم کر کے الفت و محبت اور خوشی و مسرت کا درخت لگائے۔یہی شیوہ ایک مومن کا ہونا چاہئے مومن جہاں جاتا ہے وہاں سے نفرت وعداوت فتنہ وفساد ختم ہو جاتا ہے اسکے بر عکس شریر الطبع انسان جہاں پر بھی جاتا ہے وہاں لوگوں کو اکسا کر عداوت ودشمنی، فتنہ وفساد پھیلاتا ہے۔اسی صفت کو "ازا" اکسانا کہتے ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ شیطان کے اس حملہ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا﴾

(سورۃ مریم:83)

ترجمہ: ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے کافروں پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب گناہوں پر اکساتے ہیں''۔

اسی سورت میں آگے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمادی ہے کہ شیطان نے لوگوں کو کس طرح اور کیسے اکسا کر شرک میں مبتلا کیا حتی کہ لوگ اللہ کی طرف بیٹے کی نسبت کرنے لگے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا (88) لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا (89) تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (90) أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا (91) وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا (92)﴾

(سورۃ مریم:88-92)

ترجمہ: ''انہوں نے کہا کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے یقینا تم ایک بہت بھاری بات (گناہ) تک آپہنچے ہو قریب ہے کہ آسمان اس بات سے پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں اس بات کے لئے کہ انہوں نے رحمٰن کا دعوی کیا اور رحمٰن کے لائق ہی نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے''۔

شیطان کے اسی اکساہٹ کا نتیجہ ہے آج ان کی تعداد 2.7 بلین ہے اس اکساہٹ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جب عیسی علیہ الصلاۃ والسلام اوپر اٹھا لئے گئے تو

اس نے عیسائیوں کے پاس جا کر کہا کہ کیا تمہارے پاس عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کی قدر نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تو مر چکے ہیں (حالانکہ ہم مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق عیسیٰؑ مرے نہیں ہیں بلکہ وہ ابھی زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے اس دنیا میں پھر سے تشریف لائیں گے) اور پوری دنیا تمہیں لعن طعن کرے گی اور سارے یہودی کل کے دن تم پر کیچڑ اچھالیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو تمہارے نبی کو مار دیا ہے اور یہ تمہارے لئے بڑی شرم کی بات ہو گی۔ سبحان اللہ ذرا غور کیجئے کہ اس نے کیسے سارے لوگوں کو عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کے مرنے کے فلسفہ میں لگا دیا ہے۔ اس کے بعد عیسائی اس کی باتوں میں آکر اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے سارے لوگوں کو یہ باور کرانا شروع کیا کہ حضرت آدمؑ نے جو گناہ کیا تھا وہ اب تک ان کی ساری اولاد پر باقی ہے اور کوئی اس کو معاف نہیں کروا سکا، لہذا اس گناہ سے ساری انسانیت کو چھٹکارا دلانے کے لئے حضرت عیسیٰؑ نے اپنے آپ کو سولی پر چڑھا لیا ہے حالانکہ یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت میں مذکور ہے کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی وقت معاف کر دیا تھا جب کہ انہوں نے سچے دل سے اللہ سے توبہ کی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کا یہ گھٹیا فلسفہ ہمیں ان کی کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ اتنے بڑے فلسفے کے لئے ایک دلیل بھی ان کی کتابوں میں موجود نہیں ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ شیطان اپنے اس ازا کے حملے کا سہارا لے کر کس طرح 2.7 بلین عیسائیوں کو ٹھکانے لگا یا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو شیطان کے اس مکر وفریب سے بچائے۔ آمین۔

بالکل اسی طرح ہمارے پاس بھی اس قسم کے لوگ موجود ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو انسان سے اٹھا کر نبی بنا دیتے ہیں، اور پھر نبی کے مقام سے ہٹا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک ملا دیتے ہیں۔ اور شیطان ہم مسلمانوں میں سے تقریبا 7 فیصد لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعلق سے اسی طرح اکسایا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ علی رضي اللہ عنہ کی شان میں غلو کرنے والوں کے پاس دیکھیں گے کہ علی رضی اللہ عنہ کے کس قدر متعلق عجیب عجیب عقیدے ہیں۔ الغرض شیطان اسی طرح انسان کو مختلف طریقوں سے اکسا کر ان کا عقیدہ بگاڑ تا ہے اور انہیں جہنم میں ڈھکیلنے کی کوشش کرتا ہے ۔ لہذا ہمیں چاہئے کو ہر وقت شیطان سے چوکنا رہیں۔

3۔تیسرا حملہ:-

"تزئین": یعنی برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرنا

یہ شیطان کا بہت ہی خطرناک حملہ ہے، جب میں اس کے بارے میں پڑھتا ہوں تو دھل جاتا ہوں، کیونکہ آپ جو بھی برا کام کرتے ہیں شیطان آکر جسٹی فائی Justify کرتا ہے کہ آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ ایسا ہی تو کرنا ہے، تم ہی عقلمند ہو، باقی کے جتنے لوگ اس کے خلاف کررہے ہیں سب کے سب بے قوف ہیں۔ ان کو نہیں معلوم کہ گناہ کیا ہے، ان کو نہیں معلوم ہے کہ اس میں کتنی لذت ہوتی ہے، صرف مسجدوں میں جاکر اللہ اللہ کرنا یہ بھی کوئی زندگی ہے؟ اصل زندگی کا مزہ یہ ہے کہ ہم ہر طرح سے انجوائے کریں (زندگی سے لطف اٹھائیں)، نمازیں روزے تو جوانی کے بعد بھی کر لے سکتے، ابھی

عمر کافی ہے، انتقال سے پہلے کلمہ پڑھ لیں گے تو سارے گناہ دھل جائیں گے۔ شیطان کے اسی حملے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ (25)﴾

(سورۃ فصلت: 41/25)

"اور ہم نے ان کے کچھ برے ہم نشین مقرر کر دیئے ہیں تو انہوں نے ان کے اگلے پچھلے تمام اعمال خوشنما بنا کر ان کو دکھائے آخر کار ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا وہی عذاب آیا جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں پر آیا تھا یقیناوہ سب خسارہ پانے والوں میں سے تھے۔"

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ لوگوں کے پاس ایسے شیاطین آتے ہیں جو لوگوں کے برے اعمال کو اچھا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور اس طرح کا بیان قرآن مجید میں بہت ساری جگہوں پر موجود ہے جیسے سورہ سباء، سورہ نمل، سورہ طہٰ وغیرہ۔ اسی طرح ہدہد نے سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا کہ:

﴿وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ (24)﴾

(سورۃ النمل: 24)

ترجمہ: "میں ملکہ سبا اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کر رہے ہیں اور

شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے پر کشش بنا دیا ہے پھر انہیں راہ حق سے روک دیا ہے چنانچہ وہ ہدایت نہیں پاتے"۔

یعنی قوم سبا کے سامنے شیطان نے ان کے برے اعمال کو اچھے اور خوبصورت بنا کر ان سے سورج کی عبادت کروایا۔ ان لوگوں کے ذہنوں میں شیطان نے یہ بات ڈال دیا کہ سورج تو بہت فائدہ مند ہے اور اتنا بڑا ہے، سارے لوگ اسی سے جی رہے ہیں، لہذا اس کی پوجا کرنی چاہیئے۔

یہاں ایک اور بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس انسان کی عقل ماند پڑ جاتی ہے اور دماغ ماؤف ہو جاتا ہے تو اس کو اس کا برا عمل بھی اچھا لگنے لگتا ہے۔ جیسے کہ شراب پینا ایک بری عادت ہے ہر کوئی اس کو مانتا ہے لیکن شرابی کو شراب اچھی لگتی ہے وہ شراب پینے سے کبھی باز نہیں آتا۔

میں جب امریکہ اور یورپ گیا تو میں نے راتوں میں ایک منظر دیکھا کہ وہ آدمی جو اچھا سوٹ بوٹ پہنا ہوا ہوتا ہے اور گلے میں ٹائی ہوتی ہے بڑا پڑھا لکھا ہوتا ہے ۔لیکن اتنا پیتا ہے کہ اس کو کوئی ہوش نہیں رہتا، کوئی کچرے کے ڈبے میں پڑا ہوا ہے کوئی سڑک کے کنارے پڑا ہوا ہے کوئی ٹائلیٹ میں پڑا ہوا ہے، کسی پر خنزیر کی قے ہوتی ہے اور اس قے پر اس شرابی کا سر پڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ کوئی معمولی انسان نہیں یہ بڑے بڑے آفسر ہوتے ہیں، بڑے بڑے وی آئی پی ہوتے ہیں، جن سے ملنے کے لئے

اپائنٹمنٹ لینا پڑتا ہے، لیکن جب یہ شراب پیتے ہیں تو ان کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے، اصل میں ان کی ڈیوٹی کی باری ہوتی ہے اگر کوئی آدمی ایک دن یہ پیتا ہے تو اس دن اس کا دوست کام کرتا ہے اور وہ کہیں گر جائے تو اٹھا کر لاتا ہے، اور دوسرے دن دوسرے کی باری ہوتی ہے، اس طرح شیاطین نے ان کے برے اعمال کو اچھا کر کے پیش کرتا ہے۔

4۔چوتھا حملہ:-

" تخویف ":یعنی ڈر کے ذریعہ حملہ کرنا

شیطان کے اس حملہ کے بارے میں آپ اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں بعض لوگ ہوتے ہیں جو کسی سے نہیں ڈرتے ۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں اللہ کے علاوہ کسی اور کا ڈر نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، لیکن ان کے برعکس بعض لوگ ہوتے ہیں جو ذرا سی بات پر ڈرنے لگتے ہیں۔ کیونکہ شیطان نے ڈر کے ذریعہ ان پر حملہ کیا ہے اور اسی ڈر کے حملے سے وہ انہیں گناہوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾

(سورۃ آل عمران:3/ 175)

ترجمہ:" یقیناً شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے پس تم ان سے نہ ڈرو اگر تم مومن ہو"۔

آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ شیطان لوگوں کے دلوں میں ڈر پیدا کر کے انہیں کفر و شرک کی طرف ڈھکیلتا ہے اور انسان خوف کی وجہ سے بہت کچھ کر گذرتا ہے، کبھی خودکشی کرتا ہے۔ کبھی اولاد نہ ہونے کے ڈر سے آدمی در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ الغرض آدمی شیطان کے پیدا کردہ اسی ڈر کو ختم کرنے کے لئے شرکیہ اور بدعتی کاموں کا سہارہ لیتا ہے، جیسے کہ بچے کی صحت کے لئے امام ضامن باندھ لیا، بچوں کو کالے نشان لگا دیے تاکہ نظر نہ لگے وغیرہ۔

5۔پانچواں حملہ:-

"کید": اس کا مطلب ہے سازش کرنا۔

شیطان کی سازش کے بارے میں بتاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ))

ترجمہ: "بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، اور اس کے بعد وہ اپنے سارے چیلوں کو بھیجتا ہے اور پھر شام کے وقت ان سے دن بھر کے کام کی رپورٹ لیتا ہے۔ اس سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جس کا فتنہ بہت بڑا ہوتا ہے تو ایک شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ کیا، شیطان کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا، دوسرا آکر کہتا ہے میں میاں بیوی پیچھے پڑا رہا

یہاں تک کہ ان کے درمیان جدائی ڈال دی۔ شیطان اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تو ہی اچھا کام کیا"۔
(صحیح مسلم، راوی الحدیث: جابر بن عبد اللہ، رقم الحدیث: 2813)

مذکورہ حدیث میں آپ نے دیکھا کہ شیطان نے میاں بیوی کو لڑا کر انہیں الگ کرنے کے لئے ایسا پلان بنایا اور ایسی سازش کی کہ بالآخر دونوں الگ ہو گئے۔ لہذا میاں بیوی دونوں آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہوئے بڑے محتاط رہیں۔ کیونکہ دونوں کے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی روز مرہ زندگی میں اس بات پر غور کیا ہو گا کہ آپ کوئی بات اپنے دوستوں کے درمیان کرتے ہیں وہ اس کا جواب نہیں دیتے اور اس کا کوئی اثر بھی نہیں لیتے، لیکن یہی بات اگر آپ اپنی بیوی سے کہیں گے تو لڑائی ہو جائے گی۔ کیونکہ شیاطین دوستوں سے زیادہ بیوی اور شوہر کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے بلند آواز سے سلام کرنے، اور بسم اللہ کہنے کا حکم دیا ہے۔

لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سلام کے بجائے کوئی فلمی گانا گاتے ہوئے شیطان کو بھی اپنے ساتھ لے کر اپنے گھروں میں داخل ہوتے ہیں۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔
اسی طرح یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ایک دعا ہے جو لوگوں کے گھروں پر چسپاں کی ہوئی ہوتی ہے "بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا" یہ ثابت نہیں

بلکہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے دیکھئے:(سلسلة الأحاديث الضعيفة برقم 5832)۔اور اس سلسلہ میں صحیح احادیث سے گھر میں داخل ہوتے وقت صرف سلام اور بسم اللہ ثابت ہے(صحیح مسلم)۔(واللہ اعلم)

6۔ چھٹواں حملہ:-

"نجویٰ":یعنی نیند کے دوران غلط خیالات پیدا ہونا

انسان پر شیطان کا یہ حملہ خواب اور نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔جب انسان سوتا ہے تو اسے برے برے خواب آتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان خوابوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ، وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ))

ترجمہ:"نیک خواب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں(اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں)اگر تم میں کا کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اسی کو بتائے جسے وہ چاہتا ہے اور جب تم میں سے کسی کو برے خواب نظر آجائے تو کسی کو بیان نہ کرے۔وہ اس برے خواب اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے"۔
(صحیح مسلم،راوی الحدیث:عبدالرحمن بن عوف،رقم الحدیث:2261)

بعض ایسے خواب ہوتے ہیں جو دیکھنے میں برے ہوتے ہیں لیکن اس کے معنی اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن ایسا خواب جس سے رات میں نیند نہ آئے اور ہاتھ پیر کانپنے لگے یہ برے خواب ہوتے ہیں۔ ان کو حلم کہا جاتا ہے۔ اور اس طرح شیطان کا خواب کے ذریعہ انسان کو پریشان کرنا نجویٰ کہلاتا ہے۔ اور ایسے خواب کسی کو نہیں بتانا چاہئے۔ ہاں کسی عالم یا آپ کے بھروسے مند شخص کو بتا سکتے ہیں تاکہ وہ کوئی نسخہ دے یا پھر کوئی علاج بتادے ۔

یہ نجویٰ کا مسئلہ بڑا ہی خطرناک ہے اکثر لوگ جو خودکشی کرتے ہیں ان کے ایک سال پرانے فیڈ بیک دیکھیں گے یا پھر پچھلے ایک سال کی زندگی دیکھیں گے تو ہمیں تعجب ہوگا۔ ایسے لوگوں کے دماغ پر شیطان کا قبضہ رہتا ہے۔ آج کل کے جتنے بھی دماغی بیماریاں ہیں سب کا تعلق اسی نجویٰ سے ہے۔ شیطان انسان کے دماغ میں منفی خیالات ڈالتا ہے، اور وہ آدمی اتنا منفی بن جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہر کسی کے بارے منفی ہی سوچتا رہتا ہے۔ اور ایسا آدمی صرف ہر ایک کی خامیوں پر نظر رکھتا ہے۔ اس کو اسکی بیوی، دوست، بھائی، بیٹا، باپ، ماں، رشتہ دار، ان سب کے اچھائیاں نظر نہیں آتیں۔ وہ اسی سوچ میں رہتا ہے کہ میری اس دنیا میں کوئی عزت نہیں لہذا اس دنیا کو چھوڑ دوں گا خودکشی کرلوں گا۔ میں ایسے بہت سارے خودکشی کرنے والوں تک پہونچا اور ان سے پوچھا کہ بھائی تم کیوں خودکشی کرنا چاہتے ہو؟ ان کا یہی جواب ہوتا کہ ہمارے دل میں خیال آیا کہ، ہم مرجائیں تو ہم نے یہ قدم اٹھایا، تو میں نے ان کو سورہ مجادلہ کی آیت نمبر 10، 12، 13 پڑھ کر سنائی:

﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾

(سورۃ المجادلۃ:10)

ترجمہ:"یہ سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے، تاکہ وہ ان لوگوں کو غم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انھیں ہرگز کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔"

ان سے کہا کہ بار بار اس کو پڑھو۔ چنانچہ چند دن کے بعد ان کے دماغ سے منفی سوچ نکل گئی اور وہ اب میرے ساتھ ایک فعال داعی ہیں، اور یہ تقریباً8، دس سال پہلے کا واقعہ ہے، میں کبھی کبھی ان سے مذاق میں کہتا ہوں کہ بھائی خودکشی کرنے کا ارادہ ہے کیا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ بھائی اتنا اچھا میں کام کر رہا ہوں تو مجھے اب خودکشی کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ ان تمام چیزوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ مثبت سوچیں گے تو دنیا الگ نظر آئے گی اور اگر آپ منفی سوچیں گے تو دنیا اور الگ نظر آئے گی۔ انسان کے ذہنوں میں منفی سوچ ڈالنے والا شیطان ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری اس قسم کے شیطانی حملے سے حفاظت فرمائے۔

7۔ساتواں حملہ:-

"استحواذ": یعنی شیطان کا انسان پر حاوی ہونا

یہ شیطان کا بہت گہرا حملہ ہوتا ہے، کیونکہ اس میں شیطان انسان پر بار بار حملہ کرتا رہتا

ہے یہاں تک کہ جب وہ اس پر حاوی ہو جائے تو اس پر اپنی گرفت مضبوط کر لیتا ہے اور اس کو اپنی ٹیم میں شامل کر لیتا ہے۔ اور ایسا انسان انسانیت کے دائرہ سے نکل کر شیطان بن جاتا ہے، اور جہاں جاتا ہے شیطان کے کام خود کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾

(سورۃ المجادلۃ:19)

ترجمہ: ”ان پر شیطان غالب آگیا پھر اس نے انہیں اللہ کی یاد سے غافل کیا یہ شیطان کا گروہ ہے خبر دار بے شک شیطان کا گروہ خسارہ پانے والا ہے۔“

اب جب انسان خود شیطان بن جاتا ہے تو انسان شیطان کی ڈیوٹی کرتا ہے اور شیطان آرام سے بیٹھ جاتا ہے، جیسا کہ آج کل یہی ہو رہا ہے کہ مسلمان شرک پھیلا رہے ہیں۔ اور بدعات اور خرافات کو بڑی شدت کے ساتھ منا رہے ہیں۔ اور افسوس اس بات پر کہ وہ مسلم قوم جو لوگوں کو شرک کی گندگی سے نکالنے آئی تھی آج وہ خود شرک کی دعوت دے رہی ہے۔ وہ مسلمان جو لوگوں کو بدعات کے دلدل سے نکالنے آئے تھے آج وہ خود بدعات کی طرف دعوت دے رہے ہیں، وہ مسلمان جو لوگوں کو حرام کاروبار اور حرام چیزوں سے روکنے کے لئے آئے تھے آج وہ خود اس کے اندر پھنسے ہوئے ہیں، وہ مسلمان جو لوگوں کو اخلاق سکھانے کے لئے آئے تھے آج وہ خود بد اخلاقی کے گہرے کنویں میں گرے ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے مسلمانوں پر قبضہ جمایا لیا

ہے، اگر مسلمان شیطان کے اس حملے سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ کثرت سے استغفر اللہ اور اعوذ باللہ پڑھیں۔

8۔ آٹھواں حملہ:-

"اضلال": یعنی گمراہیاں پیدا کرنا

شیطان کے اس حملے میں بہت ساری نئی نئی گمراہیاں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

﴿وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا﴾

(سورۃ النساء: 119)

ترجمہ: "اور میں انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں دلاؤں گا اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ جانوروں کے کان چیریں گے اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ میں ردوبدل کریں گے اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنالے تو وہ یقینا کھلے نقصان میں جا پڑا۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کا ایک بیان نقل فرمایا ہے، وہ کہتا ہے کہ: "میں لوگوں کو مختلف طریقوں سے بھٹکاؤں گا، کبھی تمنائیں دلا کر اس طرح کہ ارے ابھی بہت دن باقی ہیں، اطاعت بعد میں کرلیں گے، پہلے دنیا کے مزے لے لیں

گے اور کبھی حکم دوں گا کہ وہ اپنے جانوروں کے کانوں میں بالیاں لگائیں گے اور اپنی خلقت کو تبدیل کریں گے۔ اور لوگ اپنے جانوروں کے کانوں میں بالیاں ڈال کر انہیں کسی ولی یا کسی مزار کے نام چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خلقت کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں، مرد عورت بننے کی کوشش کرتا ہے اور عورت مرد بننے کی کوشش کرتی ہے۔ آج کے زمانے میں ہم سب یہ تماشے دیکھ رہے ہیں کہ آج عورت مرد بننا آزاد گھومنا پھرنا چاہ رہی ہے، اس کے کپڑے دن بدن چھوٹے سے چھوٹے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آج کی ماڈل عورتیں کہتی ہیں ہم مرد کے شانہ بہ شانہ چلنا چاہتے ہیں اور اسی طریقے سے مرد بھی عورت بننا چاہ رہے وہ کانوں میں بالیاں ڈال کر، عورتوں کی طرح میک اپ کرنے لگے ہیں۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے مہینے میں مجھے ایک سوال آیا تو میں دنگ رہ گیا کہ میں پہلے مرد تھا اب میڈیکل سرجری کرا کے عورت بن چکا ہوں، اور میں اب اسلام قبول کیا ہوں، بتاؤ اب میں کیا کروں؟۔

اسی طریقے سے ایک عورت میڈیل لیول پر مرد بنا دی گئی، اس کے بعد وہ کلمہ پڑھنا چاہتی ہے کیونکہ اس کو سکون نہیں مل رہا ہے، اور پہلے شیطانی حرکت کر چکی ہے لیکن اب وہ سکون کی تلاش میں ہے۔ شیطان ایک لیول تک انسان کے ساتھ رہتا ہے بعد میں اس کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ ابتدا میں شیطان انسان کو یہ سب چیزیں خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے لیکن جب اس کی حد ختم ہو جاتی ہے تو شیطان اس کو اسی راستہ پر چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ تو انسان اسلام کی طرف پلٹ کر آنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

(سورۃ الفاطر:6)

ترجمہ: ”بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن ہی جانو پس وہ تو اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں“۔

شیطان تمہارے گھات میں لگا ہوا ہے تو تم بھی اس کی گھات میں لگے رہو۔ یعنی ہمیشہ اس سے چوکنا رہو وہ تمہارا دشمن ہے اور تم اس کو دشمن ہی سمجھو۔

9۔نواں حملہ:-

"العدول عن الصراط المستقیم ": یعنی صراط مستقیم سے ہٹانا

یہ بہت ہی خطرناک حملہ ہے کیونکہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ابلیس کی بحث ہوئی تھی اس وقت اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یہ چیز مانگ کر لے لی تھی قرآن مجید کی آیتیں ملاحظہ فرمائیں:

﴿قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ (12) قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ (13) قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (14) قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ (15) قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ

الْمُسْتَقِيمَ (16) ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (17) ﴾

(سورۃ الاعراف: 12,13,14.15,16,17)

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالی اور ابلیس کے بیچ ہوئے مکالمہ کا ذکر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان سے کہا کہ اے شیطان تونے آدم علیہ السلام کو میرے حکم دینے کے بعد بھی کیوں سجدہ نہیں کیا۔ تو شیطان نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں، (جیسا کہ ہم بھی کبھی اپنے ماں باپ کے سامنے سینہ تان کر باتیں کرتے ہیں اور ماں باپ کا حکم آنے کے باوجود پھر بھی الٹی بحث کرتے ہیں، ہمارا یہ رویہ بالکل شیطان ہی کی طرح ہے) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے ابلیس بڑے فخر سے کہہ رہاہے کہ تونے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے۔ (یعنی شیطان کہہ رہاہے کہ یہ میری لاجک (فلسفہ) ہے کہ آگ اوپر جاتی ہے اور مٹی نیچے ہی رہتی ہے سو یہ بڑی حقیر ہوتی ہے بس اسی لاجک (فلسفہ) کی بنا میں سجدہ نہیں کرونگا۔ مگر آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ بیکار کی لاجک (فلسفہ) ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ "قاس ابلیس وھو أول من قاس" کہ سب سے پہلے حکم آجانے کے بعد اپنی عقل سے منطق لڑانے والا ابلیس تھا) (تفسیر ابن کثیر)۔ تو اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس سے کہا کہ تو آسمان سے اتر جا کیونکہ تیرے لئے لائق نہیں تھا کہ تو تکبر کرے تو یہاں سے نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے. پھر شیطان نے اللہ سے قیامت تک مہلت مانگی اور اللہ نے اس کو مہلت دے دی۔ پھر اس کے بعد اس نے اللہ

سبحانہ وتعالیٰ سے کہا کہ چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا اب میں بھی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا،۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان برے اور دوسرے راستوں پر نہیں بیٹھتا بلکہ وہ صراط مستقیم پر بیٹھتاہے۔ شیطان 72 گمراہ فرقوں کے راستوں پر نہیں بیٹھتا، بلکہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف لے جانے والا سیدھا راستہ ہے وہیں بیٹھ کر سارے انسانوں کو بھٹکاتا پھرتا ہے۔اسی لئے آپ دیکھیں گے جو سیدھے راستے پر ہوتے ہیں یعنی توحید پر ہوتے ہیں وہ آپس میں لڑنے والے اور جھگڑنے والے ہوتے ہیں۔

بعض لوگ ہم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم صحیح عقیدے پر ہو لیکن تم لوگ آپس میں کیوں لڑرتے ہو تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ شیطان تو اسی راستے پر بیٹھ کر ہم کو بھٹکاتا ہے۔ اور یہ کوشش کرتا ہے کہ ہم لڑیں جھگڑا کریں اور توحید کی دعوت سے دور رہیں، جو سیدھے راستے پر رہے گا اس کو شیطان اور بھٹکانے کی کوشش کرے گا۔ پھر اس نے کہا کہ میں انسانوں کے سامنے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے آؤں گا اور انہیں بہکاؤں گا تو اکثر لوگوں کو شکر گذار نہیں پائے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ شیطان نے اللہ سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی طاقت مانگی اور اللہ تعالی نے اس کو وہ طاقت دے دی ہے لیکن ساتھ ہی شیطان سے کہا کہ میرے نیک بندے تیرے جھانسے میں نہیں آئیں گے۔

10۔دسواں حملہ:-

"نزغۃ اور وسوسہ":(نزغہ :بڑے وسوسے ، وسوسہ : چھوٹے وسوسے)یعنی انسان کے دل میں برے وسوسے ڈالنا۔وسوسہ شیطان کے حملوں میں سے ایک اہم حملہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ(5)مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ(6)﴾

(سورۃ الناس:144/ 5,6)

ترجمہ:"جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ جنوں میں ہو یا انسانوں میں"۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ شیطان لوگوں کے دلوں میں گندے اور برے خیالات ڈالتا رہتا ہے کہ آج کے دن ہم نماز نہیں پڑھیں گے ،یا پھر زنا کریں گے ،کسی مزار پر جائیں گے، شراب پئیں گے ، عیش کریں گے، نیکیوں اور توبہ واستغفار کے لئے کافی عمر باقی ہے۔ اس طرح انسانوں کے دلوں میں شیطان، کبھی عبادات میں، کبھی عقائد میں، کبھی معاملات میں، اور کبھی خلاقیات میں، وسوسے ڈالتا ہے۔

شیطان کے بعض وسوسے اتنے بھیانک ہوتے ہیں کہ انسان ان وسوسوں کو سچ سمجھ کر ان پر یقین کرنے لگتا، جیسے کوئی وضو کیا ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میں وضو نہیں کیا۔ اور کبھی اپنے کسی بھائی کے بارے میں وسوسہ آتا ہے اور وہ اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ وہ یقین میں بدل جاتا ہے اب اس کے بعد بھائی بھائی نہیں رہتا

بلکہ وہ دشمن بن جاتا ہے۔ اسی طرح آج کل علماء کے خلاف لوگوں کے دلوں میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ سارے علماء دجال ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ ایک جماعت کی شکل میں ہوتے ہیں ان کے بھی متبعین ہوتے ہیں ان کو دوسروں کے بارے میں بولنا پڑتا ہے تاکہ ان کے پیروکار ان سے خوش رہیں، لیکن جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ بھائی جب علماء غلط ہیں، مسجد کے ذمہ داران غلط ہیں، مسجد کی کمیٹی غلط ہے تو پھر کیا آپ صحیح ہیں؟ اس پر ان کا جواب ہوتا ہے کہ ہم بھی غلط ہیں۔ ہم کہتے ہیں آپ غلط نہیں ہیں بلکہ آپ کا دماغ غلط ہو چکا ہے، آپ پر وسوسہ کی بیماری حاوی ہو چکی ہے۔ اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ ہم شیطان کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ طلب کریں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ الْعَلِيمُ (36)﴾

(سورۃالأعراف:7/200)

ترجمہ: اور اگر آپ کو شیطان کا وسوسہ ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگو بے شک وہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اور اس کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے ناموں کے وسیلے سے پناہ مانگی جائے، جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے کہا:

﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (1) مَلِكِ النَّاسِ (2) إِلَٰهِ النَّاسِ (3) مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (5) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (6)﴾

(سورۃ الناس)

ترجمہ: ”اے نبی کریم ﷺ کہہ دیجئے میں انسانوں کے رب کے پناہ میں آتا ہوں ،انسانوں کے بادشاہ کی انسانوں کے معبود کی وسوسے ڈالنے والے (اللہ کا ذکر سن کر) پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے ،خواہ وہ جنوں میں ہو یا انسانوں میں“۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تین نام ذکر کئے ہیں جن کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہمیں ان اور ان جیسے ناموں کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ مانگنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ آخری آیت "مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ" سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کبھی کبھی انسان بھی اپنے برے اعمال کے سبب جنات کی طرح شیطان بن جاتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ان دونوں کے شر سے حفاظت فرمائے۔

میں آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو شیطان کے تمام حملوں سے بچائے اور اس سے مقابلہ کرنے کی ہمت دے اور اسکو ہرا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

منتخب آیات وأحادیث برائے حفظ وتدبر وتذکیر وعمل

آیات نمبر1:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

(النساء:1)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور خواتین پھیلادیے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔"

O mankind، fear your Lord، who created you from one soul and created from it its mate and dispersed from both of them many men and women. And fear Allah، through whom you ask one another، and the wombs. Indeed Allah is ever، over you، an Observer.

Aye logo! Apne parwardigaar se daro، jisne tumhe ek jaan se paida farmaaya، aur usi se uski biwi ko paida karke un dono se bohat se mard aur khawateen phailadiye. Us Allah se daro

jiske naam par tum ek doosre se maangte ho aur rishte naate todne se bacho،beshak Allah ta'ala tum par nigehbaan hai.

آیات نمبر2:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾

(النساء:36)

"اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، مساکین قریبی ہمسائے، اور پہلو کے ہمسائے کے ساتھ، اور قریبی دوست کے ساتھ، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملکیت میں ہوں (ان کے ساتھ) بے شک اللہ اترنے والے، بڑمارنے والے کو نہیں پسند کرتا۔"

Aur Allah ki ibadat karo aur us ke saath kisi ko shareek na karo،aur walidain ke saath acha sulook karo،aur qarabat daaro ke saath،yatimo ke saath،masakeen،qareebi hamsaae aur pahlu ke hamsaae ke saath aur qareebi dost ke saath aur musafir se aur jo tumhari milkiyat me (laundi ghulam) ho

(un ke saath)،beshak Allah ta'ala itraane waale،bid maarne waale ko nahi pasand karta.

Worship Allah and associate nothing with Him ،and to parents do good،and to relatives،orphans،the needy،the near neighbor،the neighbor farther away،the companion at your side،the traveler،and those whom your right hands possess. Indeed،Allah does not like those who are self-deluding and boastful.

آیات نمبر3:

﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَنًا﴾

(النحل:80)

"اور اللہ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا"۔

Aur Allah ne tumhare liye tumhare gharo ko jaae-sukoon banaaya.

And Allah has made for you from your homes a place of rest

آیات نمبر4:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴿

(التحریم:6)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل واعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں"۔

Aye logo jo eemaan laae ho! Apne aap ko aur apne ahl o ayaal ko us aag se bachao jis ka indhan insaan aur pathar honge jis par nihayat tund-khu aur sakht-geer farishte muqarrar honge jo kabhi Allah ke hukum ki naafarmaani nahi karte aur jo hukum bhi inhe diya jaata hai use baja laate hain.

O you who have believed، protect yourselves and your families from a Fire whose fuel is people and stones، over which are [appointed] angels، harsh and severe; they do not disobey Allah in what He commands them but do what they are commanded.

آیات نمبر5:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾

(بنی اسرائیل:23-24)

"اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کرنا جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے"۔

Aur tera parwardigaar saaf saaf hukum de chuka hai ke tum us ke siwa kisi aur ki ibadat na karna aur maa baap ke saath ihsaan karna، agar teri maujoodgi me un me se ek ya dono budhaape ko pahunch jaaein to un ke aage uf tak na kahna، na unhe daant dapat karna balke un ke saath adab wa ehtaraam se baat cheet karna aur aajizi aur muhabbat ke

saath un ke saamne tawaazoʼ ka baazu past rakhe rakhna،aur dua karte rahna ke aye mere parwardigaar! Un par waisa hi rahem karna jaisa unho ne mere bachpan me meri parwarish ki hai.

And your Lord has decreed that you not worship except Him،and to parents،good treatment. Whether one or both of them reach old age [while] with you،say not to them [so much as]،"uff،" and do not repel them but speak to them a noble word. And lower to them the wing of humility out of mercy and say،"My Lord،have mercy upon them as they brought me up [when I was] small".

آیات نمبر6:

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾

(الفرقان:74)

"اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ! تو ہمیں بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔"

Aur jo ye dua karte hain ke aye hamare parwardigaar! Tu

hame biwiyo aur aulaad se aankho ki thandak ata farma aur hame parhezgaaro ka imaam bana.

And those who say،"Our Lord،grant us from among our wives and offspring comfort to our eyes and make us an example for the righteous".

آیات نمبر7:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

(الاحزاب:33)

"اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو،اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو،اور نماز ادا کرتی رہو،اور زکوۃ دیتی رہو،اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو،اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو!تم سے وہ ہر قسم کی لغویات کو دود کردے،اور تمہیں خوب پاک وصاف کردے۔"

Aur apne gharo me qaraar se raho،aur qadeem jaahiliyat ke zamaane ki tarah apne banao singhaar ka izhaar na karo،aur namaz ada karti raho aur zakaat deti raho aur Allah aur uske

rasool ki ita'at guzari karo،Allah ta'ala yahi chahta hai ke aye nabi ki ghar waaliyo! Tum se wo har qism ki laghwiyaat ko door karde aur tumhe khoob paak wa saaf karde.

And abide in your houses and do not display yourselves as [was] the display of the former times of ignorance. And establish prayer and give zakah and obey Allah and His Messenger. Allah intends only to remove from you the impurity [of sin]،O people of the [Prophet's] household،and to purify you with [extensive] purification.

آیات نمبر8:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۚ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾

(النساء:34)

"مرد عورتوں پر قوام ہیں اس وجہ سے اللہ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے،اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں ، پس

نیک، فرمانبردار عورتیں اور خاوند کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں (مال و عزت کی) نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔ اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہوا انہیں نصیحت کرو، اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، اور انہیں ضرب کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔"

Mard aurat par haakim hain is waja se Allah ta'ala ne ek ko doosre par fazilat di hai aur is waja se ke mardo ne apne maal kharch kiye hain. Pas nek، farmabardaar aurtein aur khawind ki adm maujoodgi me Allah ki hifazat me (maal o izzat ki) nigahdaasht rakhne waaliya hain. Aur jin aurto ki naafarmaani aur bad-dimaaghi ka tumhe khauf hua unhe nasihat karo، aur unhe alag bistaro par chod do aur unhe maar ki saza do، phir agar wo taabe'daari karein to un par koi raasta talaash na karo، be-shak Allah ta'ala badi bulandi aur badai wala hai.

Men are in charge of women by [right of] what Allah has given one over the other and what they spend [for maintenance] from their wealth. So righteous women are devoutly obedient، guarding in [the husband's] absence what

Allah would have them guard. But those [wives] from whom you fear arrogance – [first] advise them; [then if they persist]، forsake them in bed; and [finally]، strike them. But if they obey you [once more]، seek no means against them. Indeed، Allah is ever Exalted and Grand.

آیات نمبر9:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾

(النساء:19)

"ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو، انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے۔"

Eemaan walo! Tumhe halaal nahi ke zabardasti aurto ko warse me le baitho، inhe is liye rok na rakho ke jo tum ne inhe

de rakha hai us me se kuch le lo،haa ye aur baat hai ke wo koi khuli buraee aur be hayae karein،un ke saath ache tareeqe se bod o baash rakho go tum unhe naa-pasand karo laikin bohat mumkin hai ke tum ek cheez ko bura jaano aur Allah ta'ala us me bohat hi bhalaee karde.

O you who have believed،it is not lawful for you to inherit women by compulsion. And do not make difficulties for them in order to take [back] part of what you gave them unless they commit a clear immorality. And live with them in kindness. For if you dislike them - perhaps you dislike a thing and Allah makes therein much good.

احادیث

حدیث نمبر1:

((مُروا صبيانَكم بالصلاةِ إذا بلغوا سبعًا واضرِبوهم عليها إذا بلغوا عشرًا وفرِّقوا بينهم في المضاجِعِ))

(صحیح الجامع:4026)

"جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو، اور اگر دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کے لیے ضرب کرو، اور انہیں الگ الگ

سلاؤ۔"

حدیث نمبر2:

((من ابتلی من هذه البنات بشیی فأحسن إليهن كن له سترا من النار))

(صحیح بخاری:5995)

"جس بندے یابندی پر اللہ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ دارہ ڈالی گئی، اور ان کے ساتھ اچھاسلوک کیا، تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔"

حدیث نمبر3:

((من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا فليس منا))

(سنن ترمذی:1919)

"جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں۔"

حدیث نمبر4:

((اِتَّقُوا اللهَ ، وَاعْدِلُوْا فِيْ اَوْلَادِكُمْ))

(صحیح بخاری:265، صحیح مسلم:4185،418)

"اللہ سے ڈرو، اور اپنے بچوں میں عدل و مساوات کا معاملہ کرو۔"

حدیث نمبر5:

((خیر النساء التی تسرہ إذا نظر ، وتطیعه إذا امر ، ولا تخالفه فی نفسها ولمالها بما یکرہ))

(السلسلۃ الصحیحۃ:1838)

"سب سے اچھی عورت وہ ہے کہ جس وقت اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے، جب اسے حکن دے تو بجالائے، اپنی ذات اور مال کے بارے میں خاوند کو ناگوار گزرنے والی بات نہ کرے۔"

حدیث نمبر6:

((والذی نفس محمد بیدہ، لا تؤدی المرأۃ حق ربها حتی تؤدی حق زوجها))

(سنن ابن ماجہ:1853، السلسلۃ الصحیحۃ:1203)

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! کوئی عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا کر لے۔"

حدیث نمبر7:

((یا معشر النساء ! تصدقن فإني أريتكن أكثر أهل النار.
فقلن : وبم يا رسول الله ؟ قال : تكثرن اللعن ، وتكفرن العشير))

(صحیح بخاری:304)

"اے عورتو! صدقہ کیا کرو، میں نے جہنم میں دیکھا ہے کہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہے، عورتوں نے عرض کیا:"یارسول اللہ!"اس کی وجہ کیا ہے ؟" آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا"تم لعن وطعن بہت زیادہ کرتی ہو، اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔"

حدیث نمبر8:

((الدنيا كلها متاع ،وخير متاع الدنيا المرءة الصالحة))

(صحیح مسلم:3649)

"دنیا تمام کی تمام سامان زینت ہے ، اور اس کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔"

حدیث نمبر9:

((أن تطعمها إذا طعمت ، وتكسوها إذا اكتسيت، ولا تضرب الوجه ، ولا تهجر إلا في البيت))

(سنن ابی داؤد:2142، صحیح)

"حکیم بن معاویہ نے اپنے باپ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا : یارسول اللہ ! ہماری بیویوں کا ہم ہر کیا حق ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے ، اور جب تو پہنے تو اسے بھی پہنائے، اور اس کے منہ پر ضرب نہ کرو، اور نہ گالی گلوچ دے، اور گھر کے علاوہ اس سے الگ نہ رہے۔"

حدیث نمبر10:

((خیر کم خیر کم لأهله وانا خیر کم لأهلي))

(سنن ابن ماجہ:1977، السلسلۃ الصحیحۃ:285)

"وہ آدمی تم میں سے زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو، اور آپ نے فرمایا کہ میں اپنی بیویوں کے لیے تم میں سب سے اچھا ہوں۔"

حدیث نمبر11:

((استوصوابالنساء خيرا ، فإن المرأة خلقت من ضلع ، وإن العوج ما في الضلع أعلاه ، فإن ذهبت تقيمه كسرته وإن تركه ، لم يزل أعوج ،فاستوصوا بالنساء خيرا))

(صحیح بخاری:3331۔ صحیح مسلم:3644)

حدیث نمبر12:

((ليس الواصل بالمكافي ، ولكن الواصل الذي إذا قطعت رحمه وصلها))

(صحیح بخاری:5991)

"وہ آدمی صلہ رحمی کا حق ادا نہیں کرتا ہے جو بدلے کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے، صلہ رحمی کا حق ادا کرنے ولا دراصل وہ ہے جو اس حالت میں بھی صلہ رحمی کرے جب اس کے قرابت دار اس کے ساتھ قطع رحمی (اور حق تلفی) کا معاملہ کریں۔"

حدیث نمبر13:

((إذا أتاكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه ، إلا تفعلوا تكن فتنة في الارض وفساد عريض))

(صحیح الجامع للالبانی:280،السلسلۃ الصحیحۃ:1022)

"جب تم کو ایسا شخص پیغام دے جس کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے شادی کر دو، اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت خرابی پیدا ہو گی"۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

Chapter 11

مسلم نوجوانوں کے لیے نصیحتیں

Advice for Muslim Youth

اسلام میں نوجوان کی اہمیت اور فضیلت

﴿نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ نَبَأَهُمۡ بِالۡحَقِّ إِنَّهُمۡ فِتۡیَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنَاهُمۡ هُدًى﴾

(سورۃ الکہف، سورۃ نمبر 18، آیت نمبر:13)

"ہم ان کا صحیح واقعہ آپ(ﷺ) کے سامنے بیان فرما رہے ہیں، یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی دی تھی۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنۡ یَدۡخُلُ الۡجَنَّةَ یَنۡعَمُ لاَ یَبۡأَسُ لاَ تَبۡلَى ثِیَابُهُ وَلاَ یَفۡنَى شَبَابُهُ))

" جو شخص جنت میں جائے گا چین سے رہے گا بے غم رہے گا، نہ کبھی اس کے کپڑے گلیں گے، نہ جوانی اس کی ختم ہو گی۔" (یعنی سدا جوان ہی رہے گا کبھی بوڑھا نہ ہو گا)۔"

(صحیح مسلم ، کتاب الجنۃ وصفتہ، باب: جنت کی نعمتیں ہمیشہ رہیں گی، حدیث نمبر: 2836[7156])

اللہ کے نزدیک نوجوانی کی عبادت کی فضیلت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ إِمَامٌ عَدْلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ))

"سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا، انصاف کرنے والا حاکم' وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہوا ہو' وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہے' دو ایسے شخص جو اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں' اسی پر وہ جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے' ایسا شخص جسے کسی خوبصورت اور عزت دار عورت نے بلایا لیکن اس نے یہ جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں' وہ انسان جو صدقہ کرے اور اسے اس درجہ چھپائے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور وہ شخص جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگ جائیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب: خیرات داہنے ہاتھ سے دینی بہتر ہے، حدیث نمبر :1423۔وسنن النسائی: 5382۔وجامع الترمذی: 2391)

اللہ تعالیٰ کا نوجوانوں پر تعجب کرنا:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللهَ لَيَعْجَبُ مِنَ الشَّابِّ لَيْسَتْ لَهُ صَبْوَةٌ))

"بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس نوجوان پر تعجب کرتا ہے، جو اپنی نوجوانی میں برے خواہشات کی طرف میلان نہ رکھتا ہو۔"

(مسند احمد: 17371، شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کی سند کو "حسن لغیرہ" کہا ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے دیکھئے: سلسلۃ احادیث الصحیحہ: 2843)

بدر میں دو نوجوانوں کے ہاتھوں ابو جہل کا قتل

((سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ. وَكَانَا مُعَاذَ ابْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ))

وہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموع رضی اللہ عنہما تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب: جو کوئی مقتول کافروں کے ساز و سامان میں خمس نہ دے، حدیث نمبر: 3141)

تمام انسان سے ان کی نوجوانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا:

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ وَمَالِهِ

مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ))

"آدمی کا پاؤں قیامت کے دن اس کے رب کے پاس سے نہیں ہٹے گا یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ لیا جائے:

1) اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں صرف کیا۔

2) اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا۔

3) اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا۔

4) مال کس چیز میں خرچ کیا۔

5) اس کے علم کے سلسلے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا۔"

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب: قیامت کے دن حساب اور بدلے کا بیان، حدیث نمبر: 2416، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ وسلسلۃ الصحیحۃ: 946۔ والتعلیق الرغیب: 1/ 76۔ والروض النضیر: 648)

نوجوانوں کے لیے نصیحت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

(سورۃ الذاریات، سورۃ نمبر 51، آیت نمبر: 55)

"اور نصیحت کرتے رہیں یقیناً یہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دے گی۔"

نصیحت کا معنی اور مفہوم:

امام خطابی (ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی الخطابی[319-388ھ]) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((النَّصِيحَةُ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ مَعْنَاهَا حِيَازَةُ الْحَظِّ لِلْمَنْصُوحِ لَهُ قَالَ وَيُقَالُ هُوَ مِنْ وَجِيزِ الْأَسْمَاءِ وَمُخْتَصَرِ الْكَلَامِ وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ كَلِمَةٌ مُفْرَدَةٌ يُسْتَوْفَى بِهَا العبارة عن المعنى هَذِهِ الْكَلِمَةِ كَمَا قَالُوا فِي الْفَلَاحِ لَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ كَلِمَةٌ أَجْمَعَ لِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْهُ قَالَ وَقِيلَ النَّصِيحَةُ مَأْخُوذَةٌ مِنْ نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهُ إِذَا خَاطَهُ فَشَبَّهُوا فِعْلَ النَّاصِحِ فِيمَا يَتَحَرَّاهُ مِنْ صَلَاحِ الْمَنْصُوحِ لَهُ بِمَا يَسُدُّهُ مِنْ خَلَلِ الثَّوْبِ قَالَ وَقِيلَ إِنَّهَا مَأْخُوذَةٌ مِنْ نَصَحْتَ الْعَسَلَ إِذَا صَفَّيْتَهُ مِنَ الشَّمْعِ شَبَّهُوا تَخْلِيصَ الْقَوْلِ مِنَ الْغِشِّ بِتَخْلِيصِ الْعَسَلِ مِنَ الْخَلْطِ قَالَ وَمَعْنَى الْحَدِيثِ عماد الدين وقوامه النصحية كَقَوْلِهِ الْحَجُّ عَرَفَةُ أَيْ عِمَادُهُ وَمُعْظَمُهُ عَرَفَةُ وَأَمَّا تَفْسِيرُ النَّصِيحَةِ))

لفظ نصیحت ایک بہت ہی جامع و کامل لفظ ہے عربی زبان میں اس کے بدل میں بہت ہی کم الفاظ ملتے ہیں اس لفظ کے معنی یہ ہیں کہ:

" جس کے لیے نصیت کی جارہی ہے اس کے لیے تمام بھلائیوں اور خیر خواہیوں کو ایک جگہ جمع کر دینا"

اس کے لیے عربی زبان میں "فلاح" کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جو دین، دنیا اور آخرت

تمام کے لیے مستعمل ہے اور یہ لفظ " نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهُ " سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے کہ " آدمی نے کپڑا سیا "یعنی کہ اس میں کپڑا سینے کو نصیحت سے تعبیر کیا گیا یعنی کہ جب کپڑے کو سیا جاتا ہے تو اس میں درستگی پیدا ہو جاتی ہے اور سیا ہوا کپڑا آدمی کے جسم پر خوب اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے اسی طرح نصیحت بھی انسان کو درست کر دیتی ہے اور اس کو صحیح راہ پر لے آتی ہے ،اور بعض علمائے کرام "نصیحت " کے ایک اور معنی بیان کئے ہیں وہ کہتے ہیں: " نَصَحْتَ الْعَسَلَ " سے ماخوذ ہے یعنی کہ میں نے شہد کو موم سے الگ کر کے صاف کیا،لہذا یہاں پر نصیحت کو صفائی سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی کہ جب شہد میں سے موم نکال دیا جاتا ہے تو وہ کھانے کے لیے بہترین اور صاف بن جاتا ہے اسی طرح جب انسان کو نصیحت کی جاتی ہے تو اس کا کردار اور اس کی شخصیت نکھر جاتی ہے وہ صاف اور شفاف بن جاتا ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم للنووی:2/38)

حدیث میں نصیحت کا معنی:

((أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ)) دین نصیحت (خیر خواہی) کا نام ہے:

تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(("الدِّينُ النَّصِيحَةُ " قُلْنَا لِمَنْ قَالَ " لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ "))

دین خیر خواہی کا نام ہے ہم نے پوچھا کس کی خیر خواہی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی ، اللہ کی کتاب قرآن مجید کی ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں کے امیر

اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کا نام دین ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب دین خیر خواہی کا نام ہے، حدیث نمبر:55[196]۔ سنن ابو داود:4944۔ وسنن النسائی:4208)

قرآن واحادیث صحیحہ سے ماخوذ نصیحتیں

1) **معاف کردینا:** جب آپ کسی کو معاف کرتے ہیں اس دن آپ کو بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے۔(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر:7، آیت نمبر:199)

2) **صبر:** ہر کسی سے آپ بدلہ نہیں لے سکتے لہذا صبر کرنا ہی بہتر راستہ ہے، اگر آپ یہ سوچتے ہیں کہ آپ ہر کسی سے بدلہ لیں تو اس سے آپ کا وقت ضائع ہو گا چنانچہ آپ صبر کو اپنا ہتھیار بنائیں۔(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر:2، آیت نمبر:153)

3) **شکر گزاری:** اگر آپ شکر کریں گے تو آپ کو مزید عطا کا جائے گا اور اگر آپ ناشکری کریں گے تو قرآن کی روسے ناشکری کفر ہے لہذا آپ ناشکری سے دور رہیں۔(سورۃ ابراہیم، سورۃ نمبر:14، آیت نمبر:7)

4) **غم نہ کریں:** جو گزر گیا اس پر غم نہ کریں اگر آپ نے غلطی کی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اللہ تعالیٰ بار بار معاف کرنے والے ہیں، اگر کوئی چیز نہیں ملی ہے تو قدر اللہ کہہ کر آگے بڑھ جائیں اور اگر مل جائے تو، کہیں ۔(سورۃ الحدید، سورۃ نمبر:57، آیت نمبر:23)

5) **مستقبل سے پریشان:** مستقبل کی پریشانیوں کو لیکر آج پریشان نہ ہوں

بعض لوگ یہ سوچ کر پریشان رہتے ہیں کہ فلاں چیز کی پریشانی آگئی تو کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ پر امید رکھیں اللہ تعالیٰ پریشانی کے ساتھ اس کا حل بھی بھیجتے ہیں ان پریشانیوں سے چھٹکارا پانے کے اسباب بھی اللہ تعالیٰ عطا فرمادیتے ہیں چنانچہ آپ آج کے دن پریشان نہ ہوں کل کے غم میں آج کی خوشی برباد نہ کریں۔(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر:31، آیت نمبر:34)

6) آنے والے کی پریشانیوں کو آنے دیجئے اللہ تعالیٰ اس کا حل بھی عطا فرمادیں گے ان شاء اللہ۔

7) **اخلاقِ حسنہ کی تعلیم:** اگر کوئی آپ کو کوئی انسان ہر دن لیمو پھینک مار رہا ہے تو گھر میں شکر تیار رکھیں جب بھی کوئی لیمو آپ کی طرف آئے تو اس کا شربت بنا کے پی لیں یعنی کہ اگر کوئی انسان آپ پر بے تنقید کر رہا ہے تنقید برائے تعمیر نہیں بلکہ تنقید برائے فساد کر رہا ہے تو آپ اس کے لیے شکر کی طرح میٹھے بن جائیں اس کی کڑوی زبان کا جواب آپ اپنی میٹھی زبان سے دیں آپ اپنے اخلاق کو شیرین بنالیں دشمن بھی آپ کا گرویدہ ہو جائے گا ان شاء اللہ۔(سورۃ القلم، سورۃ نمبر:68، آیت نمبر:4)

8) **فکرِ آخرت:** آخرت کی فکر کے (Concept) سے دنیا کا مقابلہ کیجئے اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اس پر صبر کریں اور خود سے یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا بہتر بدلہ آخرت میں عطا فرمائیں گے ۔(سورۃ النباء، سورۃ نمبر:78، آیت نمبر:31-36)

9) **مسکراہٹ:** مسکراتے رہیں تمام مسائل حل ہو جائیں گے ان شاء اللہ، اس

وقت آپ زیادہ فکر میں مبتلا نہ ہوں مسکراتے رہنے میں بہت ساری مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اکثر و بیشتر یہ نسخہ میاں اور بیوی کے جھگڑوں کے درمیان کارگر ثابت ہوتا ہے میاں اور بیوی میں سے کسی ایک کا مسکرا دینا جھگڑے کو ختم کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب : بھلائی کرنے کا بیان، حدیث نمبر:1956، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

10) **خیالات کی پریشانی:** امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کوئی انسان پریشانی مبتلا ہوتا ہے تو یہ (Situation) شیطان کے لیے بہت کارآمد ہوتی ہے اور شیطان انسان کے خیلات اور دماغ پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور انسان بعض اوقات اس عالم میں کفر تک پہنچ جاتا ہے، لہذا شیطان اس حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسان کو مزید ناامیدی میں مبتلا کرتا ہے اور اس کے لیے کفر اور شرک کے دروازے کھول دیتا ہے، ایک انسان کو یہ لگتا ہے کہ جب بھی وہ کار (Start) کرتا ہے تو اس کی (Deal) خراب ہو جاتی ہے لہذا جب بھی اس قسم کے کوئی خیلات آئیں تو یہ دعا پڑھیں:

((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ))

اور یہ دعاء بھی پڑھیں:

((اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلٰهَ

غَيْرُكَ))

اگر آپ یہ سوچ کر کے فلاں کام کرنے کی وجہ سے آپ کا کام بنتے بنتے رک گیا تو ایسا کرنا گناہ ہے لہذا جس کام کے لیے آپ نکلے ہیں اس کو پورا کریں ان شاء اللہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے۔

(مسند احمد، حدیث نمبر: 7045، شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند حسن کہا ہے اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو صحیح الجامع، حدیث نمبر:6264، میں ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے)

عبد اللہ ابن عمرو بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَدْ أَشْرَكَ "، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟ قَالَ))

کوئی شخص بد شگونی کی وجہ سے کوئی کام کرنے سے رک جاتا ہے تو وہ یہ جان لے کہ اس نے شرک کیا، تو صحابہ کرام نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اس کا کیا کفارہ ہے ؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ: اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ))

اس شخص کو چاہئے کہ یہ الفاظ پڑھ لے: اے اللہ ہر خیر آپ کی طرف سے ہے اور ہر شگون کچھ نہیں اور تمام شگون آپ کی جانب سے ہیں اے اللہ آپ کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں۔

11) **اخلاص**: اپنے اندر اخلاص پیدا کریں۔(سورۃ الزمر، سورۃ نمبر:39، آیت نمبر:2-3)

12) **دھمکی نہ دیں**: کسی کو اپنا دشمن مت بنائیں، کسی کو دھمکی مت دیجیئے اگر آپ دھمکی دیں تو وہ اس دھمکی کے ڈر وخوف کی وجہ سے آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی عملی قدم اٹھائے گا جو آپ کے لیے نقصاندہ ثابت ہو گا وہ ڈر اور خوف کے عالم میں آپ کا سر بھی پھوڑ سکتا ہے، لہذا کسی کو دھمکی نہ دیں۔

13) **استاذ بننے کی کوشش نہ کریں**: اگر آپ کسی کو کوئی بات سمجھا رہے ہیں تو نصیحت کے انداز میں سمجھائیں استاد بننے کی کوشش میں آپ کی نصیحت کارگر ثابت نہ ہو گی۔

14) **حوصلہ افزائی کریں**: تنقیدی مزاج کے ساتھ تشجیعی(حوصلہ افزائی کے) مزاج کو اپنائیں، اگر آپ کسی پر تنقید کر رہے ہیں تو وہ تنقید برائے تعمیر ہو اور اس میں حوصلہ افزائی کا پہلو غالب ہو اس کے برخلاف آپ صرف تنقید کریں گے تو لوگ آپ سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

15) **مثبت اور منفی پہلو کو الگ الگ کرکے دیکھیں**: یعنی کہ مثبت اور منفی (SWOT Analysis) کرتے رہیئے یعنی کہ مثبت اور منفی دونوں انداز سے غور و فکر کر کے فیصلہ کرنے کی عادت ڈالیں۔

16) **آسانیاں پیدا کریں**: بعض حضرات ہمیشہ لوگوں کو سختیوں میں ڈالتے رہتے ہیں حلانکہ وہاں پر آسان راہ کو بھی اپنایا جاسکتا تھا، بعض لوگوں کی یہ فطری طبیعت ہوتی ہے لہذا ایسے لوگ زندگی میں کامیاب نہیں ہوتے لہذا جہاں تک

ممکن ہو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں۔

17) **عفواور درگزر کی عادت ڈالیں:** یعنی کہ اگر آپ کسی کی غلطی پکڑ لیتے ہیں تو ان کو (Exit) بھی دیں، بعض لوگ جب کسی کی غلطی رنگے ہاتھوں پکڑتے ہیں تو یہ ٹھان لیتے ہیں کہ اب وہ اس کو بدنام کرکے ہی دم لیں گے ، حالانکہ جب کسی کی غلطی پکڑی جائے تو اس کو معاف کردیں اور اس کی غلطی پر پردہ ڈالدیں اور اس کو توبہ کرنے کی نصیحت کریں اگر آپ اس کی غلطی کو لوگوں میں اچھالیں گے تو وہ اور بھی زیادہ ہٹ دھرم اور ضدی بن جائے گا اور گناہوں میں مبتلا ہوتا چلا جائے گا ۔(سورۃ آل عمران،سورۃ نمبر:3، آیت نمبر:159)

18) **نرم لہجہ اختیار کریں:** ہر کسی کے ساتھ نرم لہجہ اختیار کریں چھوٹے بچے، نوجوان اور بڑوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرتے ہوئے نرم لہجے کے ساتھ گفتگو کریں گے تو آپ کی بات میں وزن پیدا ہوگا((فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا)) ،لوگوں کو درست کرکے اپنے قریب کرنے کی کوشش کریں ان کی غلطیاں نکال کرانہیں دور مت کریں۔(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب:اس بات کا بیان کہ دین آسان ہے، حدیث نمبر:39)

ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلاَّ غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَىْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ))

"بیشک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا(اور اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس(اس لیے)اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ(کہ اس طرز عمل سے تم کو دارین کے فوائد حاصل ہوں گے) اور صبح اور دوپہر اور شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے)مدد حاصل کرو۔(نماز پنج وقتہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ پابندی سے ادا کرو)۔"

19) **لوگوں کو گری ہوئی نگاہ سے نہ دیکھو:** لوگوں کو گری ہوئی نگاہ سے دیکھنا تکبر ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے، ہو سکتا ہے کہ آج آپ جس کو گری ہوئی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں کل کو وہ آپ کے کسی حاجت کا ذریعہ بن سکتا ہے یعنی کہ آپ کا کوئی کام اس کے ذریعے بن سکتا ہے تو اس وقت آپ ذلیل بن جاؤ گے لہذا کسی کو بھی گری ہوئی نگاہ سے نہ دیکھیں ۔(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب مسلمان پر ظلم کرنا یا اس کو ذلیل کرنا حرام ہے، حدیث نمبر :2564[6541])

20) **ہر کسی کا خیال کریں:** سامنے والے کا خیال کریں چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان کیونکہ وہ بھی اللہ کا بندہ ہے، اگر آپ نے اس کے بارے میں منفی سوچ رکھی اور بالفرض اس نے بھی آپ اسی طرح (Treat) کیا تو پھر آپ کا کیا بنے گا لہذا سامنے جو کوئی بھی اس کا آپ ہر اعتبار سے خیال رکھیں۔

21) **جلد بازی نہ کریں:** جلد بازی میں فیصلے مت کریں یا جلد بازی میں کسی کام کو نپٹانے کی کوشش نہ کریں ،وقت لیکر ٹھہر کر فیصلہ کریں ، اللہ کے نبی

ﷺ نے فرمایا: ((الاَنَاۃ)) رک کر فیصلہ کرو، اگر کوئی آپ سے جلد بازی کا تقاضہ کرے تو آپ سے معذرت کرلیں اور اس سے کہیں کہ میں مشورہ کرکے آپ کو بتاؤں گا اس ایک عمل سے بہت سارے مسائل کا حل پیدا ہوسکتا ہے ان شاءاللہ۔ (سلسلۃ احادیث الصحیحہ، حدیث نمبر: 1795)

22) نماز، دعا، اذکار اور صدقہ خیرات: نماز، دعا، اذکار اور صدقہ خیرات ان چار چیزوں کی عادت بنالیں ان شاءاللہ مصیبتیں آپ کے قریب بھی نہیں بھٹکیں گی اور آ بھی گئی تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے حکم سے حل کردیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم تمام کی زندگیوں کو قرآن واحادیثِ صحیحہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

1

نوجوانوں کے لیے لقمان (علیہ السلام) کی نصیحت

قرآن مجید میں اللہ کے ایک نیک اور صالح بندے لقمان (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ[13] وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ[14] وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ

عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِي الدُّنۡيَا مَعۡرُوفًا وَاتَّبِعۡ سَبِيلَ مَنۡ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرۡجِعُكُمۡ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ[15]﴾

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر:31، آیت نمبر:13)

"اور جب کہ لقمان (علیہ السلام) نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے[13] ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے[14] اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا[15]۔"

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر ابن کثیر" میں کہتے ہیں لقمان علیہ السلام کا مکمل نام لقمان بن عنقاء بن سدون تھا ان کے بیٹے کا نام سہیلی کے بیان کی رو سے "ثاران" تھا، یعنی کہ لقمان نے ثاران کو نصیحت اور وصیت کرتے ہوئے یہ باتیں کہیں تھیں۔

2

ابراھیم اور یعقوب علیہما السلام کی اپنی اولاد کے لیے نصیحت

﴿وَوَصَّى بِهَا إِبۡرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعۡقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصۡطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا

تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر2، آیت نمبر:132)

"اسی کی وصیت ابراہیم (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) نے اپنی اولاد کو کی، کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمالیا ہے، خبردار! تم مسلمان ہی مرنا۔"

3

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ہیں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بچپن ہی سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے ہیں اور کافی وقت گزارا لہذا ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے نصیحت فرمائی جبکہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ابھی نوجوان تھے، "عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا غُلاَمُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الأَقْلاَمُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ))

:اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں:

- تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا،
- تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے،
- جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو،
- جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو،
- اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے،
- اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔"

4

نوجوانوں کے لیے اللہ کے نبی ﷺ کی نصیحت

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هِرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ))

آپ ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں پر غنیمت جانو:

1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔

2) صحت کو بیماری سے پہلے۔

3) امیری کو غریبی سے پہلے۔

4) فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔

5) زندگی کو موت سے پہلے۔

(صحیح الترغیب:3355، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔والمستدرک للحاکم: 7846۔وقصر الامل لابی دنیا:111۔وشعب الایمان للبیہقی:10248)

5

اللہ کے نبی ﷺ کی نوجوانوں کے لیے نکاح کرنے کی نصیحت:

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))

" اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نان ونفقہ کی طاقت رکھے تو وہ شادی کرلے، اس لیے کہ اس سے نگاہیں زیادہ نیچی رہتی ہیں، اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت ہوتی ہے، اور جو نان و نفقہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے، اس لیے کہ یہ شہوت کو کچلنے کا ذریعہ ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب: نکاح (شادی بیاہ) کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر

:1845، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

مسلم نوجوانوں کے لیے سلف صالحین کی نصیحتیں

6

معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((يا بُنيَّ، إذا صلَّيت صلاةً، فصلِّ صلاة مودِّعٍ: لا تظنُّ أنَّك تعود إليها أبدًا، واعلم يا بنيَّ أنَّ المؤمن يموت بين حسنتين: حسنةٍ قدَّمها، وحسنةٍ أخَّرها))

اے میرے بیٹے ہر نماز کو یہ سمجھ کر پڑھنا کہ یہ تمہاری آخری نماز ہے اور یہ بات ذہن نشین کرلینا کہ تم کو دوبارہ نماز پڑھنے کا موقعہ نہیں ملے گا، اور مزید فرمایا: اے میرے بیٹے اس بات کو بھی اپنے ذہن میں بٹھالو کہ مومن زندگی اور موت کے درمیان دو بھلائیوں کے درمیان میں ہوتا ہے ایک بھلائی تو یہ ہے کہ جو اس نے اپنے لیے آگے آخرت کے لیے بھیج دی ہے اور دوسری کو اس نے روک رکھا ہے۔

(صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی: 1 / 231۔ وحلیۃ الاولیاء طبقات الاصفیاء 1 / 233)

7

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نصیحت

((وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ

حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ))

"شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو، اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے پہلے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب:3، حدیث نمبر:6416)

8

ابودرداء انصاری رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کے لیے نصیحت

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُكْرَمٍ الْبَزَّارُ، بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَسْلَمُ بْنُ سَهْلٍ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ:

((أَوْصَانِي أَبِي يَا بُنَيَّ لِيَكُنِ الْمَسْجِدُ بَيْتَكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " :الْمَسَاجِدُ بُيُوتُ اللهِ، وَقَدْ ضَمِنَ اللهُ لِمَنْ كَانَتِ الْمَسَاجِدُ بَيْتَهُ بِالرَّوْحِ وَالرَّاحَةِ، وَالْجَوَازِ عَلَى الصِّرَاطِ إِلَى الْجَنَّةِ))

وَرَوَاهُ أَيْضًا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، وَرَوَاهُ أَيْضًا عَمْرُو بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ۔

اے میرے بیٹے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ مسجد کو اپنا گھر بنالو میں نے اللہ کے

نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مساجد اللہ کے گھر ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو سکون وراحت عطا فرمائے گا جس نے مساجد کو اپنا گھر بنایا اور جس نے یہ عمل کیا اس کے لیے پل صراط پر گزرنا آسان ہو جائے گا
۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی:4/380، الصلاة فصل المشي إلى المساجد، رقم:2688، اسنادہ جید)

9

❖ نوجوانوں کے لیے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:110ھ) کی نصیحت:

أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ. أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْغِطْرِيفِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ رَجَاءٍ، أَنْبَأَنَا دَاوُدُ بْنُ الْمُحَبَّرِ. حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ كَثِيرًا مَا يَقُولُ:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، عَلَيْكُمْ بِالْآخِرَةِ فَاطْلُبُوهَا؛ فَكَثِيرًا رَأَيْنَا مَنْ طَلَبَ الْآخِرَةَ فَأَدْرَكَهَا مَعَ الدُّنْيَا. وَمَا رَأَيْنَا أَحَدًا طَلَبَ الدُّنْيَا فَأَدْرَكَ الْآخِرَةَ مَعَ الدُّنْيَا))

اے نوجوانوں کی جماعت تم آخرت کی طرف فکر مند رہو کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ جو آخرت کا طلب گار ہوتا ہے اس کو آخرت کے ساتھ دنیا بھی عطا کر دی جاتی ہے لیکن جو دنیا کا طلب گار ہوتا ہے اس کو آخرت نصیب نہیں

ہوتی۔

(الزہد الکبیر للبیہقی، صفحہ:65، رقم:12)

10

❖ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مزید نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خُرَيْمٍ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي الصَّهْبَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ ؛إِيَّاكُمْ وَالتَّسْوِيفَ: سَوْفَ أَفْعَلُ، سَوْفَ أَفْعَلُ"))

اے نوجوانو اپنے کاموں کو آنے والے دن پر مت ڈالو ایسا کرنا بہت بڑی بیماری ہے اس عمل سے تم بچو۔

(قصر الامل لابن ابی الدنیا، صفحہ:141، رقم:212، ذم التسویف)

11

❖ نوجوانو کے لیے امام میمون بن مہران الجزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:117ھ) کی نصیحت:

حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الْحَسَنِ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، ثنا عِيسَى بْنُ سَالِمٍ، ثنا أَبُو الْمَلِيحِ، قَالَ: قَالَ لَنَا مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ وَنَحْنُ حَوْلَهُ:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ ؛قُوَّتُكُمُ اجْعَلُوهَا فِي شَبَابِكُمْ، وَنَشَاطَكُمْ فِي

طَاعَةِ اللهِ))

اے نوجوانوں تم اپنی طاقت اور قوت کو چستی اور اپنے پھرتیلے پن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے استعمال کرو۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء:4/87،فمن الطبقة الأولى من التابعين)

12

❖ نوجوانوں کے لے عمرو بن عبد اللہ ابو اسحاق اسبعی کوفی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی :126ھ) کی نصیحت:

((قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، اغْتَنِمُوا قَلَّمَا تَمُرُّ بِي لَيْلَةٌ إِلَّا وَأَقْرَأُ فِيهَا أَلْفَ آيَةٍ وَإِنِّي لَأَقْرَأُ الْبَقَرَةَ فِي رَكْعَةٍ، وَإِنِّي لَأَصُومُ أَشْهُرَ الْحُرُمِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ، ثُمَّ تَلَا ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ [الضحى: 11]))

نوجوانو اپنی جوانی کو غنیمت سمجھو، مجھے دیکھ لو مجھ پر ایسی کوئی رات نہیں گزرتی جس میں میں قرآن مجید کی 1000 آیات نہ پڑھتا ہوں بلکہ میں مکمل سورۃ البقرۃ کو صرف ایک رکعت میں ختم کرلیتا ہوں اور حرمت والے چاروں مہینوں کے روزہ بھی رکھتا ہوں اور قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کرتا ہوں "﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (سورۃ الضحیٰ:11)"۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم:2/574،اثر نمبر:3947،کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الضحیٰ،"سكت عنه الذهبي في التلخيص" امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اثر کے بارے

میں کچھ بھی نہیں کہا۔ والجامع لشعب الایمان: 6613، اس کی تحقیق میں الشیخ مختار احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "اسناده : فيه شيخ الحاكم لم اعرفه وبقية رجاله ثقات")

13

❖ نوجوانو کے لیے امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 131ھ) کی نصیحت:

((حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا أَيُّوبُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ احْتَرِفُوا لَا تَحْتَاجُونَ أَنْ تَأْتُوا أَبْوَابَ هَؤُلَاءِ))

اے نوجوانوں محنت اور ہنر کے ذریعے کسب معاش حاصل کرو تاکہ تمہارے لیے کسی کے دروازے پر جاکر دست سوال دراز کرنے کی نوبت نہ آئے۔

(الورع للامام احمد، روایۃ المروزی، ص: 31، رقم: 94، الكتاب الشراء من الموضع الذي يكره)

14

❖ امام سلیمان بن طرخان تیمی ابو معتمر بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 143ھ) کی نصیحت:

أَخْبَرَنَا أَبُو حَازِمٍ الْعَبْدَوِيُّ الْحَافِظُ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ رَجَاءٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى، يَقُولُ: سَمِعْتُ الْمُعْتَمِرَ بْنَ سُلَيْمَانَ، يَقُولُ:

كَتَبَ إِلَيَّ أَبِي، وَأَنا بِالْكُوفَةِ:

معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں مقیم تھا میرے والد نے مجھے خط لکھ کر نصیحت فرمائی:

((يَا بُنَيَّ، اشْتَرِ الصُّحُفَ وَاكْتُبِ الْعِلْمَ، فَإِنَّ الْمَالَ يَفْنَى وَالْعِلْمَ يَبْقَى"))

اے میرے بیٹے تم کتابیں خریدا کرو اور علم کی باتوں کو لکھ لیا کرو کیونکہ مال و دولت تو ختم ہونے والی چیز ہے لیکن علم ہمیشہ ہمیش باقی رہتا ہے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی:3/242، -طلب العلم " والعلم إذا أطلق علم الدين فصل في فضل العلم وشرف مقداره، اثر نمبر:1601،اس اثر کے تمام رجال ثقہ ہیں)

Islam & Health Management

نوجوانوں کے لیے جسمانی صحت اورورزش کااسلامی اصول

﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 247)

"اللہ تعالیٰ نے اسی کو تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے، اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔"

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾

(سورۃ الانفال، سورۃ نمبر:8- آیت نمبر:60)

"تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے جو

کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کروگے وہ تمہیں پوراپورادیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلاَ تَعْجِزْ وَإِنْ أَصَابَكَ شَىْءٌ فَلاَ تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا . وَلَكِنْ قُلْ قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ))

طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن کے مقابلے میں زیادہ پسندیدہ ہے حالانکہ خیر کے اعتبار سے دونوں ہی برابر ہیں، جس چیز میں تمہیں فائدہ ہو اس میں تم آگے بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہو اور اپنے آپ کو کمزور ظاہر نہ کرو اور اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے تو ایسا نہ کہو کہ کاش میں اسطرح کرتا تو ایسا ہو جاتا بلکہ یہ کہو کہ سب کچھ اللہ کی تقدیر کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اسی لیے کاش کہنا شیطانی عمل کی طرف لیجانے کے مترادف ہے۔

(صحیح مسلم ، کتاب القدر،باب: تقدیر پر بھروسہ رکھنے کا حکم، حدیث نمبر :2664[6774]۔وسنن ابن ماجہ:79)

حسب بالا قرآن مجید کی آیات اور حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ایک

مسلمان اپنی جسمانی صحت کا بھرپور خیال رکھنے والا ہوتا ہے جسمانی صحت اور تندرستی حاصل کرنے کے لیے کئی ذرائع اور طریقے موجود ہیں ان میں سے جو حلال ذرائع اور طریقے ہیں ان کو استعمال میں لاکر مسلمان نوجوان اپنی جسمانی طاقت اور ہیبت کو بڑھا سکتے ہیں جسمانی صحت کے لیے بہترین غذا کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور روزش کے علاوہ دیگر کھیل کود بھی اس میں شامل ہیں اسلام ان تمام کھیل کود کی اجازت دیتاہے جس کے ذریعے سے جسمانی صحت و تندرستی حاصل ہوتی ہے کھیل کود کے حوالے سے ہمیں احادیث میں رہنمائی بھی ملتی ہے:

((أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، قَالَ : نا سَعِيدُ بْنُ حَفْصٍ ، قَالَ : نا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ، وَجَابِرَ بْنَ عُمَيْرٍ الأَنْصَارِيَّيْنِ يَرْمِيَانِ ، قَالَ : فَأَمَّا أَحَدُهُمَا ، فَجَلَسَ ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ : أَكَسِلْتَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ : أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : "كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ ، فَهُوَ لَعِبٌ ، لا يَكُونُ أَرْبَعَةٌ : مُلاعَبَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ ، وَتَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ ، وَمَشْيُ الرَّجُلِ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ ، وَتَعَلُّمُ الرَّجُلِ السِّبَاحَةَ))

ابن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عطا ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انہوں نے جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے سے

تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے ان میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر وہ چیز لہو لعب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر موجود نہ اس میں چار کھیل کود اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی کہ لہو ولعب میں شامل نہیں ہیں:

- شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا،
- اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا،
- دوڑ لگانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا،
- اور تیراکی کرنا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب: ملاعبۃ الرجل زوجتہ، حدیث نمبر: 8615- 8617، اسنادہ صحیح ورجالہ رجال الثقات۔ وسنن الکبریٰ للبیہقی: 18167۔ والمعجم الاوسط للطبرانی: 8365۔ معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: 1428)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک خوبصورت قد و قامت کے حامل، مضبوط ساخت اور مضبوط جسم کے حامل تھے اور آپ کے جسمانی ساخت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ارد گرد کے لوگ بھی پسند کرتے تھے، یہ تعجب کی بات نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل ہیں، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کے ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کے لیے بھیجا ہے جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيلِ وَلاَ بِالْقَصِيرِ

شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ ضَخْمَ الرَّأْسِ ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا انْحَطَّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ))

کہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہ لمبے تھے نہ پستہ قد، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہتھیلیاں اور پاؤں گوشت سے پُر تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بڑے سر اور موٹے جوڑوں والے تھے، (یعنی گھٹنے اور کہنیاں گوشت سے پُر اور فربہ تھیں)، سینہ سے ناف تک باریک بال تھے، جب چلتے تو آگے جھکے ہوئے ہوتے گویا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اوپر سے نیچے اتر رہے ہیں، میں نے نہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے اور نہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جیسا دیکھا۔

(جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حلیہ مبارک کا بیان، حدیث نمبر :3637، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام انسانوں کے لیے اسوہ ہیں لہذا نوجوان نسل کو چاہیے کہ وہ جسمانی ورزش کے ذریعے اپنے آپ کو صحت مند اور تندرست رکھیں اور چند اہم باتوں کا خاص خیال رکھیں جن کو ہم ذیل میں ذکر کر رہے ہیں:

- جلدی سونا اور فجر سے قبل اٹھ جانا۔
- اچھی طرح سے وضوء کرنا۔ (وضوء میں بہت سے طبی فوائد بھی ہیں)
- اعتدال کے ساتھ جسمانی ورزش کرنا۔

- معتدل غذائیں کھانا۔
- حسب ضرورت مقدار میں کھانا کھانا(اس میں بھی اعتدال ضروری ہے بعض لوگ خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں اور بیمار پڑ جاتے ہیں اور بعض لوگ اتنا کم کھاتے ہیں کہ جسم کی توانائی ختم ہو کر رہ جاتی ہے اور بدن لاغر ہو جاتا ہے اس کے نتیجے میں "Lack of Nutrition/Poor Nutrition" کا شکار ہو کر بیمار پڑ جاتے ہیں) اسلام ہر معاملے میں اعتدال کی راہ کو اپنانے کی تعلیم دیتا ہے۔
- بری عادات مثلاً: سگریٹ نوشی، تمبا، گھٹکا، یہ تمام چیزیں نشہ میں داخل ہیں لہذا شراب، گانجہ، ڈرگس وغیرہ کی طرح یہ بھی حرام ہیں ہمیں ان چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف شراب حرام ہے بلکہ اصول تو یہ ہے کہ جن چیزوں سے سکر پیدا ہوتا ہے وہ تمام چیزیں حرام ہیں۔
- بدکاری: مثلاً: زنا، مشت زنی(Masturbation)، اور تمام دیگر حرام طریقوں سے خود کو محفوظ رکھتے ہوئے ایک صحت مند زندگی گزارنے کی پوری کوشش کریں ہمیشہ اپنے آپ کو مصروف رکھیں تاکہ ذہن ادھر اُدھر نہ جائے۔
- کھیل کود کو اپنا مشغلہ بنائیں(Smart Phone) سے دور رہیں(Cycling Football) جیسے کھیل کود کو اپنائیں جس میں اچھی خاصی محنت لگ تی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتہائی محنت کرنے والے لوگ تھے جیسا کہ غزوہ

خندق (الاحزاب) کا واقعہ ہے: ایمن حبشی نے بیان کیا کہ میں جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی (جس پر کدال اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اس لیے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اندر اترتا ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر اس سے مارا، چٹان (ایک ہی ضرب میں) بالو کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔۔۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: غزوہ خندق کا بیان جس کا دوسرا نام غزوہ احزاب ہے، حدیث نمبر: 4101)

عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ))

کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بہت ہی محنت کش لوگ تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب: انسان کا کمانا اور اپنے ہاتھوں سے محنت کرنا، حدیث نمبر: 2071)

جسمانی تندرستی(Physical Heath)

ماہرین صحت کی 2013ء(American College of Sports Medicine 2013) کی تحقیق کے مطابق جسمانی صحت و تندرستی عموماً 6 مختلف عناصر میں منقسم ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

1) Agility(چستی)

2) Coordination(جسمانی ہم آہنگی)

3) Balance(توازن)

4) Power(قوت)

5) Reaction Time(ردعمل کا وقت)

6) Speed(تیزی)

ان عناصر کو پانچ اجزاء میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1) Cardiorespiratory Endurance (قلبی تحمل برائے سانس)

2) Body Composition(جسمانی ترکیب)

3) Muscular Strength (قوت بازو)

4) Muscular Endurance (قوت برداشت)

5) Flexibility(جسمانی لچک)

مذکورہ بالا جسمانی سرگرمی کے رہنما اصولوں پر عمل کرنے اور اس کو بہتر بنانے کے لیے ایک (Systematic Physical Activity) بے حد ضروری ہے۔

آپ غیر ضروری ادویات سے پرہیز کریں نوجوان جلد بازی میں کچھ اس طرح (Supplements) کا استعمال کر لیتے ہیں جو ان کی صحت مند زندگی کو بیماری میں تبدیل کر دیتے ہیں لہذا فطری غذاؤں اور فطری طریقوں اپنائیں۔



جسمانی تندرستی (Physical Fitness) کے مختلف ذرائع

دوڑ (Race):

بلاشبہ دوڑ جسمانی ورزش کا ایک بڑا ذریعہ ہے اسلام نے دوڑ میں مقابلہ بازی کی اجازت بھی دی ہے چنانچہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلَى رِجْلَيَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ

فَسَبَقَنِي فَقَالَ "هَذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ))

کہ وہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ایک سفر میں تھیں، کہتی ہیں کہ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دوڑ کا مقابلہ کیا تو میں جیت گئی، پھر جب میرا بدن بھاری ہو گیا تو میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے (دوبارہ) مقابلہ کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جیت گئے، اس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”یہ جیت اس جیت کے بدلے ہے“۔

(سنن ابو داود، کتاب الجہاد، باب: پیدل دوڑ کے مقابلے کا بیان، حدیث نمبر: 2578، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وسنن ابن ماجہ: 1979)

الحمد للہ ہم ایک ایسی دور میں رہ رہے ہیں جس کو (Postmodernism) بھی کہا جاتا ہے اس دور میں ہم کو بہت سی ایسی آسانیاں بھی میسر ہیں جو اس سے پہلے موجود نہیں تھیں اس (Technology) کے دور میں (Treadmill/Gym-Cycle) وغیرہ بھی موجود ہیں لہذا آپ ان کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔

تیراکی (Swimming)

یقیناً تیرا جسمانی ورزش کا ایک بہت ہی کارآمد طریقہ رہا ہے اور اسلام نے تیراکی کی بڑی وکالت کی ہے احادیث میں اس کا بارہاذکر آیا ہے۔

کبڈی کشتی:

کبڈی اور کشتی قدیم زمانے سے چلے آ رہے کھیل ہیں لہذا جسمانی ورزش کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے لیکن آج کل اس ایک جوا کی شکل دیدی گئی ہے جو کہ حرام ہے وہ تمام کھیل کو د جو

حلال ہیں اگر اس میں جوا شامل ہو جائے تو وہ حرام قرار پاتے ہیں لہذا ہمیں اس سے دور رہنا چاہیے۔

مکہ بازی(Boxing)

بعض علمائے کرام نے اس کو حرام کہا ہے کیونکہ اس کھیل میں سیدے چہرے پر چوٹ کی جاتی ہے اور مد مقابل کو نقصان پہنچایا جاتا ہے لہذا ان جیسے کھیلوں کو علمائے کرام نے حرام کہا ہے البتہ (Boxing Kit) پر مکہ بازی کرنے کی اجازت ہے بہر حال کسی انسان پر براہ راست مکہ بازی سے منع کیا گیا ہے۔

جوڈو کراٹے (MartialArt):

اسلام تمام قسم کے (Self Defense) کو اپنانے کی اجازت دیتا ہے آپ اپنے حفاظت کے لیے ان کو سیکھ سکتے ہیں اس میں کوئی برائی نہیں۔

دماغی تندرستی(Mental Health)

1) **معاف کردیا کریں:** جب آپ کسی کو معاف کرتے ہیں اس دن آپ کو بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر:7، آیت نمبر:199)

2) **صبر کریں:** ہر کسی سے آپ بدلہ نہیں لے سکتے لہذا صبر کرنا ہی بہتر راستہ ہے، اگر آپ یہ سوچتے ہیں کہ آپ ہر کسی سے بدلہ لیں تو اس سے آپ کا وقت ضائع ہو گا چنانچہ آپ صبر کو اپنا ہتھیار بنائیں۔

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر:2، آیت نمبر:153)

3) **شکر گزاری کریں:** اگر آپ شکر کریں گے تو آپ کو مزید عطا کا جائے گا اور اگر آپ ناشکری کریں گے تو قرآن کی رو سے ناشکری کفر ہے لہذا آپ ناشکری سے دور رہیں۔

(سورۃ ابراہیم، سورۃ نمبر:14، آیت نمبر:7)

4) **غم نہ کریں:** جو گزر گیا اس پر غم نہ کریں اگر آپ نے غلطی کی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اللہ تعالیٰ بار بار معاف کرنے والے ہیں، اگر کوئی چیز نہیں ملی ہے تو قدر اللہ کہہ کر آگے بڑھ جائیں اور اگر مل جائے تو الحمدللہ، کہیں۔

(سورۃ الحدید، سورۃ نمبر:57، آیت نمبر:23)

5) **مستقبل سے پریشان نہ ہوں:** مستقبل کی پریشانیوں کو لیکر آج پریشان نہ ہوں بعض لوگ یہ سوچ کر پریشان رہتے ہیں کہ فلاں چیز کی پریشانی آگئی تو کیا

ہو گا؟ اللہ تعالیٰ پر امید رکھیں اللہ تعالیٰ پریشانی کے ساتھ اس کا حل بھی بھیجتے ہیں ان پریشانیوں سے چھٹکارا پانے کے اسباب بھی اللہ تعالیٰ عطا فرمادیتے ہیں چنانچہ آپ آج کے دن پریشان نہ ہوں کل کے غم میں آج کی خوشی برباد نہ کریں۔

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر:31، آیت نمبر:34)

6) آنے والے کی پریشانیوں کو آنے دیجیے اللہ تعالیٰ اس کا حل بھی عطا فرمادیں گے ان شاء اللہ۔

7) **اخلاقِ حسنہ کواپنائیں:** اگر کوئی آپ کو کوئی انسان ہر دن لیمو پھینک مار رہا ہے تو گھر میں شکر تیار رکھیں جب بھی کوئی لیمو آپ کی طرف آئے تو اس کا شربت بنا کے پی لیں یعنی کہ اگر کوئی انسان آپ پر بے تنقید کر رہا ہے تنقید برائے تعمیر نہیں بلکہ تنقید برائے فساد کر رہا ہے تو آپ اس کے لیے شکر کی طرح میٹھے بن جائیں اس کی کڑوی زبان کا جواب آپ اپنی میٹھی زبان سے دیں آپ اپنے اخلاق کو شیریں بنالیں دشمن بھی آپ کا گرویدہ ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

(سورۃ القلم، سورۃ نمبر:68، آیت نمبر:4)

8) **فکرِ آخرت کریں:** آخرت کی فکر کے (Concept) سے دنیا کا مقابلہ کیجیے اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اس پر صبر کریں اور خود سے یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا بہتر بدلہ آخرت میں عطا فرمائیں گے۔

(سورۃ النباء، سورۃ نمبر:78، آیت نمبر:31-36)

9) **مسکراتے رہیں:** مسکراتے رہیں تمام مسائل حل ہو جائیں گے ان شاء اللہ، اس وقت آپ زیادہ فکر میں مبتلا نہ ہوں مسکراتے رہنے میں بہت ساری مشکلات آسان

ہو جاتی ہیں اکثر و بیشتر یہ نسخہ میاں اور بیوی کے جھگڑوں کے درمیان کارگر ثابت ہوتا ہے میاں اور بیوی میں سے کسی ایک کا مسکرا دینا جھگڑے کو ختم کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: بھلائی کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 1956، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

10) **خیالات سے پریشان نہ:** امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کوئی انسان پریشانی مبتلا ہوتا ہے تو یہ (Situation) شیطان کے لیے بہت کارآمد ہوتی ہے اور شیطان انسان کے خیلات اور دماغ پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور انسان بعض اوقات اس عالم میں کفر تک پہنچ جاتا ہے، لہذا شیطان اس حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسان کو مزید ناامیدی میں مبتلا کرتا ہے اور اس کے لیے کفر اور شرک کے دروازے کھول دیتا ہے، ایک انسان کو یہ لگتا ہے کہ جب بھی وہ کار (Start) کرتا ہے تو اس کی (Deal) خراب ہو جاتی ہے لہذا جب بھی اس قسم کے کوئی خیلات آئیں تو یہ دعا پڑھیں:

((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ))

اور یہ دعاء بھی پڑھیں:

((اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ))

اگر آپ یہ سوچ کر کے فلاں کام کرنے کی وجہ سے آپ کا کام بنتے بنتے رک گیا تو

ایسا کرنا گناہ ہے لہذا جس کام کے لیے آپ نکلے ہیں اس کو پورا کریں ان شاء اللہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے۔

عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَدْ أَشْرَكَ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟ قَالَ))

کوئی شخص بدشگونی کی وجہ سے کوئی کام کرنے سے رک جاتا ہے تو وہ یہ جان لے کہ اس نے شرک کیا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اس کا کیا کفارہ ہے؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ: اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ))

اس شخص کو چاہئے کہ یہ الفاظ پڑھ لے: اے اللہ ہر خیر آپ کی طرف سے ہے اور ہر شگون کچھ نہیں اور تمام شگون آپ کی جانب سے ہیں اے اللہ آپ کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں۔

(مسند احمد، حدیث نمبر: 7045، شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند حسن کہا ہے اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو صحیح الجامع، حدیث نمبر:6264، میں ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے)

11) **اخلاص پیدا کریں:** اپنے اندر اخلاص پیدا کریں۔

(سورۃ الزمر، سورۃ نمبر:39، آیت نمبر:2-3)

12) **دھمکی نہ دیں:** کسی کو اپنا دشمن مت بنائیں، کسی کو دھمکی مت دیجیے اگر آپ دھمکی دیں تو وہ اس دھمکی کے ڈر وخوف کی وجہ سے آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی عملی قدم اٹھائے گا جو آپ کے لیے نقصاندہ ثابت ہوگا وہ ڈراور خوف کے عالم میں آپ کا سر بھی پھوڑ سکتا ہے، لہذا کسی کو دھمکی نہ دیں۔

13) **استاذ بننے کی کوشش نہ کریں:** اگر آپ کسی کو کوئی بات سمجھا رہے ہیں تو نصیحت کے انداز میں سمجھائیں استاد بننے کی کوشش میں آپ کی نصیحت کارگر ثابت نہ ہوگی۔

14) **حوصلہ افزائی کریں:** تنقیدی مزاج کے ساتھ تشجیعی (حوصلہ افزائی کے) مزاج کو اپنائیں، اگر آپ کسی پر تنقید کر رہے ہیں تو وہ تنقید برائے تعمیر ہو اور اس میں حوصلہ افزائی کا پہلو غالب ہو اس کے برخلاف آپ صرف تنقید کریں گے تو لوگ آپ سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

15) **مثبت اور منفی پہلو کو الگ الگ کرکے دیکھیں:** یعنی کہ مثبت اور منفی (SWOT Analysis) کرتے رہیئے یعنی کہ مثبت اور منفی دونوں انداز سے غور وفکر کرکے فیصلہ کرنے کی عادت دالیں۔

16) **آسانیاں پیدا کریں:** بعض حضرات ہمیشہ لوگوں کو سختیوں میں ڈالتے رہتے ہیں حلانکہ وہاں پر آسان راہ کو بھی اپنایا جاسکتا تھا، بعض لوگوں کی یہ فطری طبیعت ہوتی ہے لہذا ایسے لوگ زندگی میں کامیاب نہیں ہوتے لہذا جہاں تک ممکن ہو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں۔

17) **عفو اور درگزر کی عادت ڈالیں:** یعنی کہ اگر آپ کسی کی غلطی پکڑ لیتے ہیں تو ان

کو(Exit) بھی دیں، بعض لوگ جب کسی کی غلطی رنگے ہاتھوں پکڑتے ہیں تو یہ ٹھان لیتے ہیں کہ اب وہ اس کو بدنام کر کے ہی دم لیں گے ، حالانکہ جب کسی کی غلطی پکڑی جائے تو اس کو معاف کر دیں اور اس کی غلطی پر پردہ ڈالدیں اور اس کو توبہ کرنے کی نصیحت کریں اگر آپ اس کی غلطی کو لوگوں میں اچھالیں گے تو وہ اور بھی زیادہ ہٹ دھرم اور ضدی بن جائے گا اور گناہوں میں مبتلا ہوتا چلا جائے گا۔

(سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر:3، آیت نمبر:159)

18) **نرم لہجہ اختیار کریں**: ہر کسی کے ساتھ نرم لہجہ اختیار کریں چھوٹے بچے، نوجوان اور بڑوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرتے ہوئے نرم لہجے کے ساتھ گفتگو کریں گے تو آپ کی بات میں وزن پیدا ہو گا((فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا))، لوگوں کو درست کر کے اپنے قریب کرنے کی کوشش کریں ان کی غلطیاں نکال کر انہیں دور مت کریں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلاَّ غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ))

"بیشک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا (اور اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس (اس لیے) اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ

(کہ اس طرز عمل سے تم کو دارین کے فوائد حاصل ہوں گے) اور صبح اور دوپہر اور شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔ (نماز پنج وقتہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ پابندی سے ادا کرو۔)۔"

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب: اس بات کا بیان کہ دین آسان ہے، حدیث نمبر: 39)

19) **لوگوں کو گری ہوئی نگاہ سے نہ دیکھو:** لوگوں کو گری ہوئی نگاہ سے دیکھنا تکبر ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے، ہو سکتا ہے کہ آج آپ جس کو گری ہوئی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں کل کو وہ آپ کے کسی حاجت کا ذریعہ بن سکتا ہے یعنی کہ آپ کا کوئی کام اس کے ذریعے بن سکتا ہے تو اس وقت آپ ذلیل بن جاؤ گے لہذا کسی کو بھی گری ہوئی نگاہ سے نہ دیکھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب مسلمان پر ظلم کرنا یا اس کو ذلیل کرنا حرام ہے، حدیث نمبر: 2564[6541])

20) **ہر کسی کا خیال کریں:** سامنے والے کا خیال کریں چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان کیونکہ وہ بھی اللہ کا بندہ ہے، اگر آپ نے اس کے بارے میں منفی سوچ رکھی اور بالفرض اس نے بھی آپ اسی طرح (Treat) کیا تو پھر آپ کا کیا بنے گا لہذا سامنے جو کوئی بھی اس کا آپ ہر اعتبار سے خیال رکھیں۔

21) **جلد بازی نہ کریں:** جلد بازی میں فیصلے مت کریں یا جلد بازی میں کسی کام کو نپٹانے کی کوشش نہ کریں، وقت لیکر ٹھہر کر فیصلہ کریں، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ((الأَنَاب)) رک کر فیصلہ کرو، اگر کوئی آپ سے جلد بازی کا تقاضہ کرے تو

آپ سے معذرت کرلیں اور اس سے کہیں کہ میں مشورہ کرکے آپ کو بتاؤں گا اس ایک عمل سے بہت سارے مسائل کا حل پیدا ہوسکتا ہے ان شاء اللہ۔

(سلسلۃ احادیث الصحیحہ، حدیث نمبر:1795)

22) **نماز، دعا، اذکار اور صدقہ خیرات:** نماز، دعا، اذکار اور صدقہ خیرات ان چار چیزوں کی عادت بنالیں ان شاء اللہ مصیبتیں آپ کے قریب بھی نہیں بھٹکیں گی اور آ بھی گئی تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے حکم سے حل کر دیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم تمام کی زندگیوں کو قرآن واحادیثِ صحیحہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

Islam & Time Management

وقت کی قدر وقیمت اور آج کا نوجوان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعد:

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ﴾

(سورۃ فاطر، سورۃ نمبر 35، آیت نمبر 37:)

"اور وہ لوگ اس (عذاب) میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو نکال لے (جہنم سے) ہم اچھے کام کریں گے بر خلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے، (اللہ کہے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہو تا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا، سو مزہ چکھو کہ (ایسے) ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں۔"

اس آیت میں وقت کو ضائع کرنے والوں کے لیے وعید بیان کی جارہی ہے یعنی کہ جو وقت ضائع کریگا اور فضول کاموں میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لیے وعید بیان کی ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں جو وقت اور عمر بطور نعمت عطا کی گئی ہے ہم اس کو یوں ہی فضول گوئی Time Pass اور Social Media پر گزرادیں گے تو اس کا

نتیجہ بہت ہی دردناک ہو سکتا ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَذَرَ اللّٰهُ إِلَى امْرِءٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً))

اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کردی جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب: جو شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے عمر کے بارے میں اس کے لیے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا، حدیث نمبر: 6419)

انسانی زندگی چار بڑے فطری اوقات میں تقسیم ہے

انسانی زندگی کو Logically اور Scientifically چار ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1) سنِ طفولیت و مراہقۃ پھر بلوغت:-(Childhood) پیدائش سے لیکر بلوغت کے بیچ کی عمر کو سنِ طفولیت (Childhood) کہا جاتا ہے

2) سنِ شباب اور سن اَشد چالیس سال کی عمر:-(Thirteen - Nineteen) اس میں Teen ایک خاص لفظ ہے اس کو Teenage بھی کہا جاتا ہے لیکن اسلامی نقطہ نظر سے جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے اس وقت سے لیکر سن اَشد پھر 60 سال کی عمر تک شباب و سن اَشد کی عمر شمار کی جاتی ہے۔

3) اَدھیڑ عمر:- (Middle Age) اَدھیڑ عمری، جب ایک انسان 60 کی عمر میں پہنچ تا ہے تو اس کو اَدھیڑ عمری کہا جاتا ہے۔

4) سنِ شیخوخت:-(Old Age) جب ایک انسان 60 کی عمر کو تجاوز کرکے

آگے نکل جاتا ہے تو اس عمر کو شیخوخت کہا جاتا ہے۔

سن شباب بلوغت کی عمر ایک بہت ہی بہترین عمر ہوتی ہے اس عمر میں کی جانی والی عبادات کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتے ہیں اور اسی عمر میں دنیوی زندگی بھی پروان پر چڑھتی ہے لہذا اسلام وقت کی پابندی پر بہت زیادہ تاکید کرتا ہے جیسا کہ ہر نماز کو اس کے وقت کے اندر اندر ادا کرنا دن اور رات کے اوقات کی پابندی ہے پھر سات دن کے وقفہ میں جمعہ کی اہمیت، پھر سال کے اعتبار سے بیشمار مثالیں دی جاسکتی ہیں مثلاً بارہ مہینوں میں ایک مہینہ رمضان کا بھی ہوتا جس میں جسم کے ساتھ روحانی نشوونما بھی ہوتی ہے پھر ایک وقتِ مقررہ پر حج متعین کر دیا گیا جسے ہم ذولحجہ کا مہینہ کہتے ہیں الغرض اسلام ایک بہت ہی Systematic انداز میں زندگی گزارنے کا لائحہ عمل عطا کرتا ہے جس سے انسان کے اندر ایک بہترین Discipline قائم ہو جاتی ہے لہذا ایک مسلمان اپنے دنیوی کام بھی اپنے وقتِ مقررہ پر کرتا چلا جاتا ہے جس سے اس کی صحت بھی تندرستی کی طرف رواں دواں ہو جاتی ہے چنانچہ ہر معاشرے اور سماج میں وہی Society کامیاب ہوتی ہے جو وقت کی قدر کرتی ہے ایک Systematic انداز میں اپنے تمام دن کے کام سرانجام دیتی ہے وقت کی اہمیت کو بتاتے کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا اور علامہ اقبال نے مصرعہ ثانی کو بانگِ درا میں نقل کیا:

رفتم کہ خار از پا کشم، محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دُور شد

میں نے رک کر اپنے پاؤں سے کانٹا نکالنا چاہا اور اتنے وقت میں محمل نظر غائب ہو گیا میں ایک لمحے (within Second) کے لیے غافل ہوا اور اپنے راستے سے سو سال پیچھے

ہو گیا۔

وقت کی پابندی نہ کرنے کے اسباب اور وجوہات

بعض ماہرین نفسیات اس کو ایک بیمار تصور کرتے ہیں اور تاریخ دان کہتے ہیں کہ یہ انسانی ارتقائی عمل کا حصہ ہے کیونکہ انسان میں سستی اور کاہلی ازل سے موجود ہے اس کو Procrastination سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے یعنی کہ انسان ہر کام میں تاخیر کرتا ہے جیسا کہ ایک نوجوان سستی اور کاہلی کی وجہ سے ہمیشہ کاموں کو آنے والے وقت، دن، ہفتہ اور مہینہ تک کے لے ٹال دیتا ہے اور سوچتا ہے کہ فلاں کام میں اگلے دن کرلوں گا ابھی بہت Time ہے اگلے ہفتے میں اس کام کو مکمل کرلوں گا لہذا نوجوانوں کی یہ عادت ان کو مزید سستی وکاہلی کا شکار بنادیتی ہے بعض نوجوان روزمرہ کے اہم ترین کاموں میں بھی سستی اور کاہلی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ہیں اور Future میں بہت بڑے نقصان سے دوچار ہو جاتے ہیں بعض نوجوان کسی Motivational Speaker کو سن کر فوراً جوش وخروش کے ساتھ کام کا آغاز کرتے ہیں اور کچھ ہی دنوں میں وہ اس کام سے اکتا جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے خالص نیت کے ساتھ اس کام کا آغاز نہیں کیا لہذا کچھ ہی دن میں شیطان غالب آجاتا ہے چانچہ جب بھی کوئی نئے کام کا آغاز کریں چاہے وہ دنیوی کام ہی کیوں نہ ہو اللہ کے حضور اپنی نیت کو خالص کر کے اس کام کو شروع کریں ان شاء اللہ اس کام میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو گی، بعض نوجوان Motivational Speaker کو سن کر بغیر خالص نیت Gym شروع کر دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن جلد ہی ان کے اندر سستی اور کاہلی آنی شروع ہو جاتی ہے سوچتے ہیں کہ دودن آرام کرلیا جائے دوسرے

تیسرے دن Gym چلے جائیں گے دو دن گزر جاتے ہیں تین دن گزر جاتے ہیں ایک ہفتہ کے بعد یاد آتا ہے کہ فلاں فلاں دن سے ہم Gym نہیں جارہے ہیں پھر سوچتے ہیں کہ اگلے ہفتے سے پابندی کے ساتھ جائیں گے لہذا وہ ہفتے مہینوں میں بدل جاتے ہیں پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ ان کا وزن بے تحاشہ بڑھ چکا ہوتا ہے اور یہاں تک کو وہ کسی ڈاکٹر کے پاس پہنچ جاتے ہیں کسی کو Sugar ہو جاتی ہے اور کوئی BP کے عارضہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، انہیں انسانی تقاضوں کی بنیاد پر اسلام نے ہمیں Time Management کی تعلیم دی ہے اور اس کو روبہ عمل لانے کے لیے راستے ہموار کئے ہیں لہذا نوجوان فجر سے قبل اٹھ جانے کی عادت بنالیں جس نے فجر ادا کرلی گویا کہ اس نے دنیا فتح کرلی اور اللہ تعالی اس کا ضامن اور نگہبان ہو گیا، المیہ یہ ہے کہ نوجوانوں کی اکثریت فجر کو اٹھنے کے بجائے فجر یا فجر سے پہلے سوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بیشمار بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں حیدرآباد میں ہماری نوجوان نسل کی راتیں چبوتروں پر گزرتی ہیں وقتاً فوقتاً Hyderabad City Police چبوترہ گیروں پر ہلہ بولتی رہتی ہے اور ان کی Counselling کی جاتی ہے لہذا نوجوانوں سے میری یہ گزارش ہے کہ اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں یوں راتیں ضائع کرنا اللہ تعالی کی ناراضگی کا باعث بن سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے راتیں آرام کرنے کے لیے بنائی ہیں لہذا اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کو بدلنے کی کوشش نہ کریں، وقت Time کو معمولی نہ سمجھیں قرآنِ مجید میں کئی جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے وقت Time کے بابت قسمیں کھائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا مختلف وقتوں (Time) پر قسمیں کھانا

قرآن سے وقت Time کی پہلی دلیل:

﴿وَالْفَجْرِ [1] وَلَيَالٍ عَشْرٍ [2] وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ [3] وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ [4] هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ [5]﴾

(سورۃ الفجر، سورۃ نمبر 89، آیت نمبر: 1-5)

" قسم ہے فجر کی! [1] اور دس راتوں کی! [2] اور جفت اور طاق کی! [3] اور رات کی جب وہ چلنے لگے [4] کیا ان میں عقلمند کے واسطے کافی قسم ہے [5]۔"

قرآن سے وقت Time کی دوسری دلیل:

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ [1] وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ [2]﴾

(سورۃ اللیل، سورۃ نمبر 92، آیت نمبر: 1-2)

"قسم ہے اس رات (کے وقت) کی جب چھا جائے [1] اور قسم ہے دن (کے وقت) کی جب روشن ہو [2]۔"

قرآن سے وقت (Time) کی تیسری دلیل:

﴿وَالضُّحَىٰ [1] وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ [2]﴾

(سورۃ الضحیٰ، سورۃ نمبر 93، آیت نمبر: 1-2)

" قسم ہے چاشت (Sunlight) کے وقت کی [1] اور قسم ہے رات (کے وقت) کی جب چھا جائے۔"

جس وقت دھوپ چڑھنا شروع ہوتی ہے اس وقت کو چاشت کہا جاتا ہے اس کو اشراق

بھی کہتے ہیں یعنی کہ چاشت کے اولین وقت میں جب نماز پڑھی جاتی ہے تو وہ اشراق کی نماز کہلاتی ہے۔

(مجموع فتاوی الشیخ ابن باز: 11/ 401)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سورج کے طلوع ہونے کے 15-Minuet کے بعد سے لیکر ظہر سے 10-Minuet پہلے تک اس نماز کا وقت رہتا ہے۔

(الشرح الممتع: 4/122)

قرآن سے وقت (Time) کی چوتھی دلیل:

﴿وَالْعَصْرِ [1] إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ [2] إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ [3]﴾

(سورۃ العصر، سورۃ نمبر 103)

" زمانے کی قسم [1] بیشک (بالیقین) انسان سرتا سر نقصان میں ہے [2] سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی [3]۔"

اس قسم کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان نقصان میں ہے اور ہلاکت میں ہے، ہاں اس نقصان سے بچنے والے وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہو، اعمال میں نیکیاں ہوں، حق کی وصیتیں کرنے والے ہوں یعنی نیکی کے کام کرنے کی، حرام کاموں سے رکنے کی ایک دوسرے کو تاکید کرتے ہوں، مصیبتوں کی برداشت پر صبر کرتے ہوں اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کرتے ہوں، ساتھ ہی اچھی باتوں کا حکم کرنے اور بری

باتوں سے روکنے میں لوگوں کی طرف سے جو تکلیفیں پہنچیں تو ان کو بھی برداشت کرتے ہوں اور اسی کی تلقین اپنے ساتھیوں کو بھی کرتے ہوں یہ وہ اعمال ہیں جن کی وجہ سے لوگ نقصان سے بچ جاتے ہیں۔

نوجوانوں کے لیے وقت کی اہمت

نوجوانوں میں سے ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ وقت کو اچھی طرح سے استعمال کرے Career بنانا ہو تو وقت کا بہت اہم کردار ہوتا ہے جیسا کہ وقت سے پہلے Exams کی تیاری کرنا، Job Opportunity پر وقت سے پہلے Interview کی تیاری کرنا یا وقت رہتے ہوئے Other Skills کو Developed کرنا بہر حال نوجوانی کے وقت Time کی بڑی اہمیت ہوتی ہے جس پر عمل کرتے ہوئے ایک نوجوان بہت کم وقت میں Top Level تک پہنچ سکتا ہے لیکن نوجوانوں کی اکثریت سستی اور کاہلی کا شکار ہونے کی وجہ سے دنیوی اعتبار سے ناکام ہوجاتے ہیں اس پر (Piers Steel) ایک جانے مانے پروفیسر ہیں جو Procrastination and Science کے نام سے ایک بڑی Scientific Research پیش کی ہے وہ مختلف زاویوں سے انسانی صلاحیت اور کارکردگی پر دس سالہ تحقیق جاری کی ہے، Graduation کے بعد Piers Steel کی زیادہ تر توجہ Procrastination and Science پر جم گئی، انہوں نے اس Prototypical Procrastinator، Procrastination کی پیائش کو بہتر بنانے، کی نشاندہی کرنے اور Procrastinator کو روکنے کے لیے Self-Regulatory تکنیکوں کو الگ تھلگ کرنے کے لیے کئی منصوبوں کو روبہ عمل میں لایا ان کو انعقاد کیا اور

یہ ثابت کیا کہ ان پر کوئی بھی انسان آسانی کے ساتھ عمل کر سکتا ہے اور سستی و کاہلی سے نجات پا سکتا ہے، Piers Steel نے سب سے پہلے انسانوں میں پائے جانے والی سستی اور کاہلی کے اسباب اور وجوہات کی نشاندہی کی اور ان میں سات (7) بڑی اور انتہائی موثر عادتوں کو الگ کیا اور ان پر قابو پانے کے طریقے بتائے اور ان پر باریک بینی سے تحقیق کی اور بالآخر اپنی تحقیق کو کتابی شکل میں پیش کیا اس کتاب کا نام " The Procrastination Equation" ہے، پرفیسر نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ سستی، کاہلی، ہر کام میں ارادتاً تاخیر کرنا، ٹال مٹول کرنا، یہ تمام چیزیں Drug یعنی کہ نشہ اور چیزوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے مزید تفصیل کے لیے آپ اس کتاب سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

سستی اور کاہلی کے اسباب

سستی اور کاہلی آج کے نوجوانوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس کے بیشمار وجوہات اور اسباب ہیں:

نمازوں کی پابندی نہ کرنا۔

بری صحبت اختیار کرنا۔(برا دوست سانپ سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے)

Digital Addiction

زندگی کا کوئی مقصد نہ ہونا۔

اپنے فیصلوں میں مضبوط نہ ہونا۔

Discipline کی کمی۔

خود کو غلطیوں سے پاک سمجھنا اور اپنے آپ کو ہر کام کا ماہر سمجھنا۔

سستی اور کاھلی کا علاج

نماز کی پابندی کریں۔

روزوں کی عادت ڈالیں۔

وقت سے پہلے ہر کام کی منصوبہ بندی کریں۔

جسمانی ورزش کو زندگی کا حصہ بنالیں۔

گھر کے چھوٹے بڑے کام خود سے کیا کریں۔

نہنگ واژدہا وشیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نوجوانوں میں وقت ضائع کرنے کا ایک بڑا ذریعہ (Smart Phone اور Internet)

آج کے نوجوان سب سے زیادہ اپنا وقت Internet اور Smart Phone پر ضائع کرتے ہیں یہ ایک بہت بری عادت ہے بلکہ اب دنیا اس حقیقت سے واقف ہو چکی ہے کہ یہ بری عادت ہی نہیں بلکہ ایک نفسیاتی بیماری بھی ہے جس کو Nomophobia کہا جاتا ہے یعنی کہ اس کو آسان الفاظ میں (fear of being without a mobile phone) کہا جاتا ہے اکثر Internet اور Smart Phone کے زیادہ استعمال کی لت کی خرابی کی وجہ سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے، بعض ماہرین اس کو Addiction کہتے ہیں اور بعض اس کو Disease میں شمار کرتے ہیں اس کے کچھ خطرناک نتائج درجِ ذیل ہیں:

- جب کوئی اس Addiction میں پڑ تا ہے تو حقیقی رشتوں کو چھوڑ کر Virtual Relationships کا عادی بن جاتا ہے۔
- ایک وقت کے بعد Internet سے معلومات اس کے لیے infotainment میں تبدیل ہو جاتی جو صرف ایسا شخص صرف Time Pass کے لیے Information حاصل کرتا ہے جو ان کے کسی کام کی نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کے Subject سے Related ہوتی ہے۔
- آج دنیا بھر میں Internet کا 75٪ استعمال Cybersex Addiction کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس میں قابل ذکر Pornography اور Adult Massaging اور فحش Stories کا مطالعہ Dating-Apps یہ تمام چیزیں آن لائن فحش نگاری اور Cybersex کی لت جنسی لت کی اقسام میں شامل ہیں، Internet ان سب فحش مواد کو زیادہ قابل رسائی، نسبتاً گمنام اور بہت آسان بناتا ہے اس کی وجہ سے ایک نوجوان کے لیے حقیقی زندگی میں غیر فطری کاموں میں گھنٹوں گزارنا ممکن ہو جاتا ہے اور اس طرح مستقبل میں وہ نوجوان ایک بڑی بھیانک بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
- نوجوانوں کے علاوہ بعض Mature حضرات بھی اس کا شکار ہیں جیسا کہ Gaming اور Gambling اور Bedding وغیرہ جیسی پر کشش چیزیں اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔
- آج کی نوجوان نسل جن میں لڑکے اور لڑکیاں شامل ہیں وہ چاہتے ہیں کہ وہ TikToker بنیں زیادہ سے زیادہ مشہور ہو جائیں اور پیسہ بھی کمائیں لیکن ایسا

ہوتا نہیں ہے یہ صرف ایک Illusion کی دنیا ہوتی ہے۔

- ❖ بعض ان میں سے Youtuber بننا چاہتے ہیں ان میں بھی اکثریت Time Pass کرنے والوں کی ہے کیونکہ ایک سلجھا ہوا نوجوان اپنے Professional پر Focus کریگا اور محنت مشقت کرکے Higher Education حاصل کرنے کے بعد اپنے شایانِ شان مقام کو حاصل کرلیتا ہے لہذا نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے Career پر توجہ کریں۔
- ❖ خصوصاً نوجوان لڑکیاں ایک بہت ہی بدترین مستقبل کی طرف جارہی ہیں ایسی لڑکیاں دن رات اپنی خود ساختہ Filtered خوبصورتی کے Showoff میں لگی ہوئی ہیں اور وہ سمجھتی ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کررہی ہیں حالانکہ ان کے اس کام سے کسی کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچنے والا ہے نہ وہ اپنے لیے فائدہ مند ہیں نہ گھر والوں کے لے نہ اپنے شہر والوں کے لے اور نہ ہی وہ اپنے ملک کے لیے کوئی فائدہ مند ہیں لہذا والدین اپنی بچیوں پر Control کرین حتی کہ چھوٹی بچیاں بھی اس فتنہ سے محفوظ نہیں ہیں YouTube پر Diana and Roma کو Follow کرتی ہیں اس میں کوئی گندگی تو نہیں ہے لیکن چھوٹے بچے اور بچیوں میں بھی Smart Phone کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے یہ بھی ایک بڑے خطرے کی علامت ہے۔
- ❖ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہمیشہ Cell Phone کے Alert Alarm پر اپنی توجہ مرکوز کئے رہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کو زیادہ سے زیادہ Share کیا جائے Like کیا جائے اور اگر کسی دن ان کے Like کم ہوتے ہیں

توان کی حالت خراب ہونے لگتی ہے۔

❖ نوجوان طبقہ Social Media کے تمام Platform کو استعمال کرتا ہے YouTube, Facebook, TikTok پر جب وہ دوسروں کو اچھے لباس مہنگی گاڑیوں مہنگی اور Branded چیزوں کے ساتھ دیکھ کر وہ چاہتا ہے کہ وہ تمام چیزیں بھی اس کے پاس موجود ہوں لہذا وہ اپنے والدین سے ان سب چیزوں کا مطالبہ کرتا ہے اور نہ ملنے پر بغاوت اور ملنے پر مزید اور چیزوں کا مطالبہ کرتا رہتا ہے آج کل والدین ان سب چیزوں سے بے پریشان ہیں کیونکہ یہ ان ہی کی ڈالی ہوئی ہوتی ہے چنانچہ والدین اپنے اولاد کی ہر خواہش کو پورا کرنے کی کوشش نہ کرتے تو آج یہ دن نہ دیکھتے۔

❖ نوجوان لڑکیوں کے لیے Social Media ایک گہری کھائی کی طرح ہے تمام لڑکیاں Filter استعمال کرکے Photos اور Videos کو Upload کرتی ہیں اور لڑکوں کے ذہن میں ایک Ideal خوبصورتی والی لڑکیوں کی چھاپ بیٹھ جاتی ہے جو دیکھنے میں خوبصورت اور بالکل Slim ہوتی ہیں اور شادی کے لیے بھی اسی طرح کی ایک تصویر ان کے ذہن میں بیٹھی ہوئی ہوتی ہے لہذا Videos میں نظر آنے والی لڑکیا جب سامنے آتی ہیں تو وہ ان کو بالکل پسند نہیں آتی اور ان کو بہت ساری خامیاں نظر آنے لگتی ہیں کیونکہ Videos کی وجہ سے ان کے دل دماغوں میں کچھ اور ہی چل رہا ہوتا ہے۔

❖ NIH (National Library of Medicine) کی ایک رپورٹ:

Scientists have reported adverse health effects of

using mobile phones including changes in brain activity, reaction times, and sleep patterns. More studies are underway to try to confirm these findings. When mobile phones are used very close to some medical devices (including pacemakers, implantable defibrillators, and certain hearing aids) there is the possibility of causing interference with their operation. There is also the potential of interference between mobile phones signals and aircraft electronics. Some countries have licensed mobile phone use on aircraft during flight using systems that control the phone output power.

معاشرے اور سماج پر Smart Phone اور Internet کے برے اثرات

- ❖ دنیا بھر میں جتنی Fake News پھیلتی ہیں ان کا زیادہ تر تعلق Social Media کی News سے ہوتا ہے۔
- ❖ جب Covid-19 کی شروعات ہوئی تھی تو اس وقت YouTube نے کئی ایک Accounts کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا تھا کیونکہ ان Accounts کے ذریعے Fake News پھیلائی گئی تھیں جو Covid-19 سے متعلق تھیں۔

- ایک رپورٹ کے مطابق 2018 سے لیکر اب تک دنیا میں جتنے بڑے فسادات ہوئے جیسا کہ جیسا کہ آفریقہ اور امریکہ اور جنوبی امریکہ اور ہندوستان میں جتنے بڑے فسادات ہوئے ہیں ان کو Social Media کے ذریعے ہی سے پھیلایا گیا تھا۔
- بہت سارے ممالک Social Media کو ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور اپنا Propaganda چلا رہے ہیں۔
- تمام Social Media Apps اس طرح سے Designed ہیں کہ ان کا Algorithm اس طرح Work کرتا ہے کہ جب آپ کسی ایک چیز کو Click کرتے ہیں تو آپ کو اس سے Related چیزیں ہی دکھائی جاتی ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتی چاہے Facebook ہو یا کوئی دوسرا Social Media یہ کبھی نہ ختم ہونے والے Page میں Designed اس سے بہت سارے نقصانات ہوتے ہیں مثلاً اگر آپ کسی ایک Political Ideology کو Click کرتے ہیں تو آپ کو اسی Political Ideology کے تحت Massaging شروع ہو جاتی اور لوگوں کا اسی طرح سے Mind Wash کیا جاتا ہے یعنی کہ آپ کو اس دور میں Adolf Hitler کی طرح لوگوں کو Physically Torcher کرنے کی ضرورت نہیں ہے بس آپ اپنا Agenda بذریعے Social Media چلائیں اور اس ان کے بھیانک نتائج بھی دیکھ لیں اور لوگوں کو اپنا غلام بنالیں اور Democracy کو ایک ہتھیار کی طرح استعمال کرلیں یہ آج کے Social Media کا ایک بہت ہی غلط

استعمال ہے۔

Internet اور Smart Phone کو چھوڑنے کے طریقے:

- ہمیشہ دن بھر کا Time Table بنالیں اور اسی پر عمل کریں۔
- فون پر آنے والے Alarm Notification Ringtones کو Off رکھیں۔
- Social Media پر کم سے کم جائیں۔
- اپنے بچوں کے موبائیل فون پر نظر رکھنے کے لیے آج کل بہت سارے Apps موجود ہیں جن کے ذریعے آپ اپنے بچوں کی فون پر کی جانے والی تمام Activities پر نظر رکھ سکتے ہیں ان Apps کو Download کرلیں ،اور بچوں کو بھی اس بات کی Knowledge ہو کے آپ ان Apps کو ان کے موبائیل پر Activate کررہے ہیں اس سے بچوں میں بھی آپ پر اعتماد رہے گا اس کام کو آپ بچوں کے لا علمی میں نہ کریں۔
- اس بات کو ممکن بنانے کی کوشش کریں کہ بچوں کو سنِ شعور تک Smart Phone کی اجازت نہ۔
- بچوں کو Smart Phone کے نقصانات سے آگاہ کرتے رہیں۔
- ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ جو والدین خصوصاً والد اگر اپنے بچوں کی Physical Activities یا ان کے ساتھ کسی Sports میں بچوں کے ساتھ رہتے ہیں وہ بچے صحت کے اعتبار سے اور پڑھائی لکھائی کے اعتبار سے بہت آگے

ہوتے ہیں اور تمام برائیوں سے دور رہتے ہیں، لہٰذا اپنے بچوں کے ساتھ Cycling کریں، Swimming کریں اس سے آپ کی صحت بھی بہتر رہے گی ان شاء اللہ۔

- تعلیمی سرگرمیوں میں Smart Phone استعمال کرنے کی اجازت دیں۔
- آپ اپنے بچوں کو کسی بھی Social Media کے استعمال کی اجازت نہ دیں اور ان کو بتائیں کہ اس کے کتنے سنگین نتائج ہو سکتے ہیں اور آپ یہ بھی بتائیں Social Media پر کس طرح Information کو manipulate کیا جاتا ہے اور بچوں کے دماغوں سے کھلواڑ کیا جاتا ہے اور Career برباد کر دیئے جاتے ہیں۔
- اپنے اور اپنے بچوں کے Smart Phone کے Notification کو ہمیشہ Off رکھیں۔
- Smart Phone سے تمام Social Media Apps کو Delete کر دیں اس سے Social Media پر بچوں کا دھیان کم رہے گا Ease of Access نہیں ہو گا۔

چنانچہ اپنی نوجوان نسل اور بچوں کو Social Media اور Smart Phone کے فتنوں سے محفوظ رکھیں میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں اس میں صرف خرابی ہی خرابی ہے اس میں اچھائی بھی ہے اگر نوجوان نسل اس کی اچھائی اور برائی سے واقف ہو جائیں تو ان کے لیے اس پائے جانے والے فتنوں لڑنا آسان ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

TIPS FOR TIME MANAGEMENT

1) Utilization of free time.
2) Balance between the task with priorities
3) avoiding Quarrel (Time waste habit)
4) Job Description clarity in organization or home
5) Delegation the works properly and executing the duties
6) Hierarchy
7) Staffing (to put right thing in right place , and in right time with right people)
8) Be away Laziness (Habit)
9) Sleeping time with right pattern and awaking time with right planning.
10) Making and maintaining good habits (working like a well oil machine)
11) Long Time for Productive task and less time for leisure.
12) People Management (Smiling, walking style/to visit the Sick, /relation building with all level of people without discrimination)
13) Relation Building (Behavior Management)
14) Divide 24 hours in 8 parts
15) Qai lula system (power nap)
16) Me time tahajjud /Fajar to 9am , to avoid people driven life
17) Me time and Free Time for planning, pondering upon Quran , Hadees , azkaar and nawafil
18) Don't expect the result without guidance and proper planning (if you want your desired result, make a plan and work on it and take the advice of

expert)

19) Assist for home need and task and share the knowledge

20) Maintain good Food management - good health management

THE TERM MANAGEMENT

1) Continuous process.
2) Inter related activities.
3) Using both physical and human resource
4) Affective use of resources

Note :In simple the term management means :to Know How

Process of Management

1) planning.
2) Organizing.
3) Staffing.
4) Directing. (Leading, Motivating, actuating, and so on)
5) Controling (Standard, measuring ,Detecting the deviations, Taking Appropriate measures)

Principle of Planing

1) Take time to plan
2) Planning can be top down/ bottom up
3) Involve and communicate with all those concerned.
4) Plans must be flexible and dynamic.
5) Evaluate and revise

Steps in Planing

1) Setting of goals and objective with Dua
2) Outlining the planning of promises (internal and external)
3) Decide the planning period.
4) Develop alternatives and select the course of action.
5) Derivatives plan, after powerful analysis
6) Review periodically. (always be ready to adopt the changes in healthy manner) don't forget slah and Dua and sabr واستعینوا بألصبروالصلوۃ

Why Do Plans Fail?

1) Cost and time.
2) Validity of forecast.
3) Inflexibelity
4) Influence of external factors
5) Resistence to change (unrealistic plans)

Steps in Solving the Problem with Dua

1) Define the problem
   "A problem well defined is a problem half – solved."
2) Analyze the problem
3) Develop alternatives
4) Evaluation of alternatives
5) Select and implement decision – cooperating of people is important.
6) Follow up and feedback – follow-up enables to

handle unexpected events and to identify negative consequences of the decision.

7) Rationality in decision –and not being influenced by personal benefits and attitudes

Techniques of decision making with the help of Allaah

A. Brain storming
B. Discussion attitude
C. Operations in right direction

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

Finance Management
Money Matters



اسراف اور فضول خرچی اور آج کا نوجوان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیمِ وَعَلٰی آلِہ وَاَصْحَابِہ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعد:

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا [26] إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا [27]﴾

(سورۃ الاسرا / بنی اسرائیل، سورۃ نمبر، آیت نمبر: 26-27)

"اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو [26] بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے [27]۔"

ناواقف نوجوانوں کے ھاتھ میں پیسا دینا پیسے کی بربادی ھے

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 5)

Ayath no. 6 bhi naqal kiji

"بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران

کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں انہیں اس مال سے کھلاؤ پلاؤ، پہناؤ، اوڑھاؤ اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو۔"

اسلام اعتدال کی تعلیم دیتا ہے اور زندگی کے ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے اور فضول خرچی سے روکتا ہے

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ))

کھاؤ پیو، صدقہ و خیرات کرو، اور پہنو ہر وہ لباس جس میں اسراف و تکبر (فضول خرچی اور گھمنڈ) کی ملاوٹ نہ ہو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب: جو چاہو پہنو بس اسراف اور تکبر نہ کرو، حدیث نمبر:3605، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسراف اور فضول خرچی تکبر کی علامت ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے لہذا نوجوان نسل اس سے جتنا ممکن ہو بچنے کی کوشش کریں۔

علمائے کرام اسراف اور تبذیر (فضول خرچی) کی الگ الگ تعریف بیان کرتے ہیں اسراف یعنی کہ جائز میں حد سے تجاوز کرنا اور تبذیر کا معنی ہے حرام کاموں پیسہ ضائع کرنا جیسا کہ پٹاخوں میں پیسہ خرچ کرنا، ناچ گانے میں پیسہ خرچ کرنا، پتنگ بازی

کرنا یا کبوتر بازی کرنا ان تمام چیزوں میں پیسہ خرچ کرنے کو علمائے کرام نے تبذیر میں شمار کیا ہے قرآن مجید میں اسراف اور تبذیر دونوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر: 31)

"اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو، بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا[26] إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا[27]﴾

(سورۃ الاسرا / بنی اسرائیل، سورۃ نمبر، آیت نمبر: 26-27)

"اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو [26] بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے [27]۔"

آج کا نوجوان اور فضول خرچی

جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث میں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ فضول خرچی تکبر کی علامت ہے لہذا نوجوان نسل میں یہ بیماری بہت زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ وہ نا تجربہ کار

ہوتے ہیں لہذا Show Off کو وہ معمولی سمجھ لیتے ہیں اور ہر کام میں فضول خرچی سے کام لیتے ہیں اور اہم مثال ہمارے مسلم معاشرے کی شادیاں ہیں جس میں اسراف حتیٰ کہ فضول خرچی کی منہ بولتی تصاویر ہیں یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اور حرام ہے۔

((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ: سَرَفٌ وَمَخِيلَةٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَرْجَمَةِ بَابٍ))

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اسراف اور بڑائی سے اجتناب کرتے ہوئے جو چاہو سو کھاؤ اور جو چاہو سو پہنو۔

(مشکاۃ المصابیح، تحقیق شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر: 4380 شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اسے ترجمۃ الباب میں روایت کیا ہے)

فضول خرچی کے اسباب

1) **پہلا سبب:** فضول خرچی کا سب سے پہلا سبب لاعلمی ہے جب ایک نوجوان مسلمان کو یہ تعلیم نہیں دی گئی ہے کہ وہ کہاں پر اور کتنا خرچ کرے تو پھر وہ کہیں پر بھی جتنا چاہے خرچ کرتا پھرے گا لہذا والدین اولین فریضہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے ہمکنار کریں تاکہ نوجوان نسل دین پر چلتے ہوئے والدین کی خدمت سرانجام دیں پیسہ غلط جگہ خرچ نہ کرکے والدین پر اور دین کے کاموں میں پیسہ خرچ کریں۔

2) **دوسرا سبب:** غرور اور تکبر، اس کا تعلق بھی سببِ اول سے ہے لہذا اسلامی تعلیم وتربیت نوجوان نسل کے لیے بے حد ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ نوجوانوں میں علم کی کمی کی وجہ سے وہ ریاکاری میں پڑ جاتے ہیں اور بعض اوقات وہ اپنی فرضی برتری کو ثابت کرنا چاہتے ہیں جبکہ اسلام نے میانہ روی کی تعلیم دی ہے بڑوں کے ساتھ ادب واحترام کا معاملہ کرنا چاہئے اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت والا برتاو کرنا چاہئے لہذا اس مسئلہ میں تعلیم کے ذریعے غرور وتکبر کو مٹایا جاسکتا ہے۔

3) **تیسرا سبب:** لوگوں کی تعریف بٹورنا اکثر نوجوان نسل میں یہ خواہش بڑی حد تک رہتی ہے کہ لوگ ان کی تعریف کریں اور ان کی خدمات کو اور ان کے کاموں کو برسرِ عام سراہا جائے چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض نوجوان اس پر دل کھول کر پانی کی طرح پیسہ خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگ دنیا بھر میں ان کی تعریفیں کرتے پھریں۔

4) **چوتھا سبب:** خود پسندی اور شہرت، اکثر لوگ شادی بیاہ میں اپنی حیثیت سے زیادہ پیسہ خرچ کر ڈالتے ہیں تاکہ وہ بہت زیادہ شہرت یافتہ ہو جائیں لہذا ایسے نوجوان اپنی دعوتوں میں بڑی بڑی celebrities کو Invite کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ شہرت حاصل کرنے کے لیے خوب پیسہ خرچ کرتے ہیں اس میں ایک دوسرا پہلو Status کا ہوتا ہے لوگوں یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرے میں ہمارا مقام بہت اونچا ہے لہذا وہ ناچاہتے ہوئے بھی فضول خرچی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

5) **پانچواں سبب:** معاشرے کا دباؤ، سماج میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ سامنے والا خوب پیسہ خرچ کرے بے تکلف دعوتیں کرے، معاشرہ میں اب یہ بات عام ہوگئی کہ جو جتنا فضول خرچ ہوتا ہے اس کی اتنی ہی عزت ہوتی ہے جو شخص جتنا قیمتی لباس پہنتا ہے قیمتی چیزیں استعمال کرتا ہے اس کی اتنی ہی عزت کی جاتی ہے اور جو کفایت شعار ہوتا ہے اس کو معاشرہ کنجوس کہہ کر پکارتا ہے۔

6) **چھٹواں سبب:** غفلت اور لاپرواہی، بعض نوجوان بے حد لاپرواہ ہوتے ہیں والدین کی ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود سستی اور کاہلی کی وجہ سے وہ بہت سارے ایسے کام سرانجام دیتے ہیں جو فضول خرچی میں شمار ہوتی ہیں جیسا کہ Drawing Room کچھ دیر کے لیے بیٹھا وہاں کے تمام Lights On کردیئے A/C اور Fan بھی On کردیئے پھر اٹھ کر Hall میں بیٹھ گئے اور وہاں پر بھی ایسا ہی پھر جب Electricity Bill آئی تو معلوم ہوا کہ گزشتہ مہینے کے مقابلے میں اس ماہ کا بل دوگنا ہے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو جتنا سست اور کاہل ہوگا وہ اتنا ہی نوجوان ہوگا یعنی کہ سستی اور کاہلی نوجوانی کا اٹوٹ حصہ ہے ایسا نہیں ہے اسلام نے سستی اور کاہلی سے سختی کے ساتھ روکتا ہے اور ہمیشہ چاق وچوبند رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔

7) **ساتواں سبب:** خاندانی عصبیت، بعض نوجوانوں میں خاندانی عصبیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس عصبیت کے علمبردار ہیں اور حال میں اپنی خاندانی عصبیت کے علم کو اونچا رکھنا ہے اس کے لیے معاشرے اور

سماج میں پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اس طرح سے ان کا پیسہ خرچ کرنا کسی کام کا نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کو فائدہ پہنچتا ہے نہ اس سے ملت کا تعلیمی معیار بلند ہوتا ہے اور نہ ہی ملت کا وقار بلند ہوتا ہے دیہاتوں اور قصبوں میں یہ بات بہت زیادہ دیکھی جاتی ہے۔

فضول خرچی کے اسباب کا علاج

1) **پہلا علاج:** جب کوئی نوجوان کسی کام میں اپنا پیسہ خرچ کرنا چاہتا ہے تو وہ علمائے کرام سے رائے مشورہ کرلے اور رہنمائی حاصل کرلے جیسا کہ آپ کوئی Business شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے اس میں مہارت حاصل کرتے ہیں اس Business کی Knowledge حاصل کرتے ہیں پھر اس کے بعد Expert سے مشورہ کرنے کے بعد اس Business میں Invest کرتے ہیں بعینہٖ جب آپ اپنا مال کہیں پر خرچ کرنا چاہتے ہیں تو علمائے کرام سے مشورہ ضرور کرلیں تاکہ آپ کو بہترین رہنمائی حاصل ہوسکے۔

2) **دوسرا علاج:** غرور و تکبر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو ناپسند ہے لہذا غرور و تکبر کی وجہ سے اکثر نوجوان نقصان اٹھاتے ہیں اور اپنا پیسہ ضائع کردیتے ہیں۔

3) **تیسرا علاج:** خود کی تعریف سننے سے بچیں یہ ایک نفسیاتی بیماری بھی ہے جو لوگ خودستائش میں لگے رہتے ہیں ان کا پیسہ ضائع ہوتا رہتا ہے۔

4) **چوتھا علاج:** شہرت پسندی سے دور رہیں اس طرح کا عمل اللہ تعالیٰ کو بھی نا

پسند ہے۔

وہ طریقے جن سے نوجوانوں کو فضول خرچی سے روکا جاسکتا ھے

- ❖ اگر نوجوان نسل کو اچھی معاشی عادات ملتی ہیں تو وہ ضرور اپنانا پسند کرتے ہیں:
- ❖ والدین اپنی مہینے کے Budget کو اپنی نوجوان اولاد کے سامنے Discuss کریں تاکہ ان کے اندر بھی بچت کرنے کا رحجان پیدا ہو۔
- ❖ جن والدین میں یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ فضول خرچی سے گریز کرتے ہیں تو اولاد میں بھی یہ گر فطرتاً پیدا ہو جاتی ہے لہذا والدین اپنی ذات سے اس کی شروعات کریں۔
- ❖ جارحانہ طریقے سے فضول خرچی کو روکنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس میں مزید اضافہ کر دینالہذا اپنی اولاد کو محبت کے ساتھ سمجھائیں۔
- ❖ اگر والدین بچوں کی فضول خرچی کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو بچے اور بھی زیادہ فضول خرچ بن جاتے ہیں لہذا اعتدال کے ساتھ میانہ روی سے بچوں کو Handle کریں۔
- ❖ اعتدال کے ساتھ بہترین طریقے سے پیسے خرچ کریں ایک تحقیق کے مطابق جو نوجوان لڑکے لڑکیاں پیسہ خرچ کرنے میں احتیاطی سے کام لے تے ہیں ان کی زندگی بہت خوش حال رہتی ہے۔
- ❖ کچھ نوجوانوں نے مجھ سے اپنا تجربہ بیان کیا کہ جب وہ اچھی طرح پیسے کے معاملات کو سمجھ گئے اور والدین نے بھی اس بات کو محسوس کیا تو آہستہ آہستہ

پیسے کا کنٹرول بچوں کے ہاتھ میں دیدیا تاکہ وہ خود اعتمادی سے ترقی کر سکیں چنانچہ اس زمرے میں والدین کے ساتھ نوجوان دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مستقبل پر مبنی اور فرض شناس ہوتے چلے گئے۔

- ❖ والدین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بچپن اور جوانی کے دوران طویل مدتی سوچ رکھنے کی ترغیب دیں اور ان کو یہ بتائیں کہ جزوقتی فائدہ مستقبل میں بڑے نقصان کا ذریعہ بن سکتا ہے۔
- ❖ بچوں کو ہر کام کرنے کی عادت ڈالیں اور گھر کی کوئی ایک ذمہ داری نوجوانوں کے سپرد کردیں۔
- ❖ بچوں کو اپنے ساتھ مارکٹ لیکر جائیں اور Bargaining کے طریقے بتائیں۔
- ❖ جن نوجوانوں کے والدین پیسے نہیں بچاتے انہیں High School کے Courses دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مہنگے ثابت ہوئے۔

نوجوانوں کے بعض سوالات اور اس کے جوابات

بعض نوجوان یہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں دولت دی ہے تو اس کو خرچ کرنے کے لیے دی ہے لہذا ہم جہاں پر اپنی خوشی محسوس کرتے ہیں وہاں پر پیسہ خرچ کرتے ہیں اگر ہم عیش و آرام کی زنگی گزارنا چاہتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

جواب: بے شک مال و دولت کا عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جب اللہ تعالیٰ مال و دولت دینے والا ہے تو اس کو خرچ کرنے کے طریقے بھی اللہ تعالیٰ ہی بتائے گا لہذا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم شکر گزاری کرو میں تمہیں مزید عطا کروں گا:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾

(سورۃ ابراہیم، سورۃ نمبر 14، آیت نمبر 7)

" اگر تم شکر گزاری کروگے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔"

لہذا ہر نوجوان کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مال دے کر کسی شخص کو یہ مکمل اختیار نہیں دیا وہ جیسے چاہے اس مال کو خرچ کرے نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ صرف حرام کاموں میں مال خرچ نہیں کرنا ہے اس کے علاوہ اللہ کے دیئے ہوئے مال و دولت کو جیسے چاہے خرچ کر سکتے ہیں یہ ان کی غلط سوچ کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ نے آمدنی کے ذرائع پر اور خرچ کرنے کی جگہوں پر سخت پابندیاں عائد کی ہیں یعنی کہ جب پیسہ کمایا جائے تو حلال ذرائع سے کمایا جائے اور اس میں لالچ داخل نہ ہو اور اسی طرح سے پیسہ خرچ کرنے میں بھی اعتدال کی راہ اپنانے کی تاکید کی اور یہ بھی کہہ دیا گیا کہ قیامت کے دن اس کی پوچھ ہوگی حدیث میں ہے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ))

"قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں ختم کیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا"۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب: قیامت کے دن حساب اور بدلے کا بیان، حدیث نمبر: 2417، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

((ولا تبسطها کل البسط بنی اسرائیل))

چنانچہ نوجوانوں کو چاہئے اپنا پیسہ صحیح طریقے سے خرچ کریں اور اعتدال کی راہ پر چلتے ہوئے اپنے رشتہ داروں غربا و مساکین مدارس نیز قوم و ملت کی فلاح و بہبود پر بھی خرچ کریں یہ وہ Investment ہے جس کے Return بے حساب و کتاب ہوں گے۔

ایک نوجوان کا سوال ہے کہ کیا اسلام زیادہ سے زیادہ مال و دولت کمانے اور Luxury Life کی اجازت دیتا ہے؟

جواب: ہاں بیشک اسلام مال و دولت کمانے کی اجازت دیتا ہے اس قید کے ساتھ کے آپ صرف حلال ذرائع سے مال کمائیں بعض نوجوان اس Concept کو غلط طریقے سے سمجھ لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اسلام مال و دولت کمانے کی اجازت نہیں دیتا یہ ایک غلط Concept ہے بلکہ اسلام بہترین مال کمانے کی اجازت بھی دیتا ہے اور اس کو اپنے اوپر خرچ کرنے نعمتوں کا فائدہ اٹھانے کی ترغیب بھی دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ))

”اللہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتا ہے“۔

(سنن الترمذی کتاب الادب، باب: اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند

کرتا ہے، حدیث نمبر: 2819، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

لہذا نوجوانوں کو چاہئے کہ خوب مال و دولت کمائیں اور اس مال کو اسلامی طریقے سے خرچ کریں والدین پر بہن بھاییوں پر رشتہ داروں پر یتیموں الغرض اسلام نے جن راستوں پر خرچ کرنے کو کہا ہے اس پر خرچ کریں اور اسلام اس کی بھی اجازت دیتا ہے اپنی حیثت کے مطابق آپ اپنا بنگلہ گاڑی رکھ سکتے ہیں یہاں پر صرف اس بات کا خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ جو حدود قائم کر دیئے ہیں اس کو تجاوز نہ کیا جائے Luxury Life گزارنے کی اسلام مخالفت نہیں کرتا بلکہ اگر کوئی مال و دولت رکھنے کے باوجود اچھانہ کھائے اچھانہ پہنے خوشحالی کے باوجود مسکینی جیسی حالت بنائے رکھے تو یہ عین اللہ تعالیٰ کی ناشکری مرادلی جائے گی جیسا کہ اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس نے بندے کو جو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان نعمتوں کا اس پر اثر دکھائی دے Luxury Life کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ایک انسان عیش و عشرت میں پڑا رہے اور اس کا ایک بھائی فاقہ کی زندگی گزارے آپ Luxury Life گزارتے ہوئے ریاکاری سے بچتے ہوئے نمود و نمائش سے بچتے ہوئے لوگوں کی مدد کرتے ہوئے زندگی گزاریں

،عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا))

"جس شخص نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنائے گا، پھر اس میں آگ بھڑکائے گا"۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب: جو شخص شہرت اور ناموری کے لیے پہنے اس پر وارد وعید کا بیان، حدیث نمبر 3607، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

لہذا نوجوان خوب پیسہ کمائیں بہترین انواع اقسام کے کھانے کھائیں بہترین لباس زیب تن کریں لیکن نمود و نمائش ناجائز ہے اس بات کا خیال رکھیں مال و دولت کمانے کی چکر میں ایک دوسرے سے مقابلہ یا ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنے کی بھاگ دوڑ یہ تمام چیزیں ناجائز ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ[1] حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ[2]﴾

(سورۃ التکاثر، سورۃ نمبر 102، آیت نمبر: 1-2)

" تمھیں ایک دوسرے سے زیادہ (مال و دولت) حاصل کرنے کی حرص نے غافل کر دیا۔[1] یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے[2]۔"

نوجوانوں کو چاہئے کہ مال و دولت کمائیں لیکن مال و دولت کمانے میں ایک دوسرے سے Competition کرنا ناجائز ہے مال و دولت کمائیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت سمجھ کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہیں ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایک درہم دیکھ کر پوچھا یہ درہم کس کا ہے؟ اس نے کہا میرا، فرمایا: تیرا تو اس وقت ہو گا کہ کسی نیک کام میں تو خرچ کر دے یا بطور شکر رب کے لئے خرچ کر۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

ایک نوجوان کا سوال ہے کہ کیا یہ کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص Self-Made ہے؟

جواب: عموماً یہ الفاظ کہے اور سنے جاتے ہیں عام طور پر یہ الفاظ کہنا کوئی غلط بات نہیں

بعض لوگ نوجوانوں کو ترغیب دلانے کے لیے بھی یہ الفاظ کہتے ہیں کہ دیکھو فلاں کتنی محنت و مشقت کر کے آج اونچے مقام تک پہنچ چکا ہے البتہ ان الفاظ کو ایک خاص Perspective میں کہنا غلط ہے کیونکہ جو کچھ انسان کو ملتا ہے وہ اللہ کی عطا سے ملتا ہے اس انسان کی اس میں کوئی بڑائی نہیں اگر کوئی انسان یہ کہتا ہے کہ آج وہ جو کچھ ہے صرف اسی کی محنت اور اسی لگن ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی عطا شاملِ حال نہیں تو یہ الفاظ اس کو کفر تک لے جاسکتے ہیں لہذا Self-Made کے الفاظ اس معنی میں ناجائز ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان الفاظ کو کہنے سے محفوظ رکھے ،لہذا نوجوانوں کو چاہیئے کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو محسوس کریں، اور ان نعمتوں کا اپنی زبان سے بار بار اقرار کریں اور زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ شکر ادا کرتے رہیں اور ان نعمتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں سے راضی ہو جائے اور جن کاموں کے کرنے میں اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہوں ان کاموں سے دور رہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہیں۔

ایک نوجوان خاتون کا سوال ہے کہ آج کل دعوتوں میں ہمہ اقسام کھانے رکھے جاتے ہیں اور زیادہ تر کھانے Waste ہو جاتے ہیں اور ان کو پھینک دیا جاتا ہے اسلام میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ اکبر اس طرح کا عمل ناجائز اور حرام ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتئے ہیں:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ

وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾

(سورۃ النحل، سورۃ نمبر 16، آیت نمبر:112)

"اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی، پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا۔"

یہ عمل اسراف کہلاتا ہے اور یہ حرام ہے لوگ نام ونمود اور شہرت کی خاطر اس طرح کی دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں اپنی شان وشوکت دکھانے کے لیے اس طرح کے کام کرتے ہیں، لہذا قرآن مجید میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر:31)

"اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

الخاتمة

زیاد بن علاقہ کے چچا قطبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الأَخْلاَقِ وَالأَعْمَالِ وَالأَهْوَاءِ))

"اے اللہ! میں تجھ سے بری عادتوں، برے کاموں اور بری خواہشوں سے پناہ مانگتا ہوں"۔

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دعا کا بیان، حدیث نمبر: 3591، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ))

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی مہربانی سے تمام نیک کام پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ میری کتاب "نوجوان بلوغت کی دہلیز" تیارہوکر منظرِ عام پر آچکی ہے جو تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور اس کتاب کے جملہ گیارہ (11) Chapters ہیں ، اس کتاب میں آسان اردو زبان استعمال کی گئی ہے اور جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں پر انگریزی زبان کا بھی استعمال کیا گیا ہے ، میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں الحمدللہ حمدا کثیرا۔

کتاب کی خصوصیات یہ ہیں:

- معلمین و معلمات کے لئے اور سرپرست کیلئے اس کتاب میں معلومات فراہم کی گئ ہیں تاکہ نوجوانوں کیلئے کورس منعقد کرنے کیلئے آسانی ہو ان شاء اللہ۔
- اس کتاب کا اصل مخاطب نوجوان طبقہ ہے ۔
- نوجوانوں کے لیے طہارت کے مسائل اور صلاۃ کے مسائل Self-Managements متعارف کروائے گئے ہیں۔
- حفظ کے لئے بعض آیات اور اہم احادیث نیز روزمرہ کی دعائیں بھی ہیں۔
- نوجوانوں میں پائے جانے والے سماجی ،معاشرتی اور معاشی مسائل اور ان کے حل بتائے گئے ہیں ۔
- نوجوانوں کے لیے
- Money Matters اور Physical Health اور Mental Health کے قواعد متعارف کروائے گئے ہیں ۔
- نوجوانوں کے لیے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی نصیحتیں متعارف کروائی گئیں ہیں نیز سلف صالحین کی نصیحتیں بھی مذکور ہیں ۔
- نوجوانوں میں پائے جانے والے Mental Disorders اور Smart Phone کی اچھائیوں اور برائیوں کو بھی پیش کیا گیا ہے نیز اخلاقی برائیوں کی نشان دہی کی گئی ہے اور ان کے حل بتائے گئے ہیں ۔
- اس کتاب کی تیاری کے لیے تقریباً سو (100) سے زیادہ کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ۔
- فہرست میں ہر صفحے کی معلومات درج کی گئی ہیں اور مضامین کے حساب سے Heading کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔
- یہ کتاب میری ویب سائٹ سے abmqurannotes.com پر فری Download کی جاسکتی ہے ۔ان شا ء اللہ۔

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ نوجوانوں تک شیئر کریں تاکہ نوجوان رہنمائی حاصل کرسکیں اور نوجوانوں کیلئے ورکشاپ منعقد کرنے والے معلمین او معلمات تک ارسال فرمائیں فجزاکم اللہ خیرا

یہی نوجوان ہمارا آنے والا کل اور مستقبل ہیں ان شاء اللہ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

Free Islamic Books

www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

Shaikh Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)